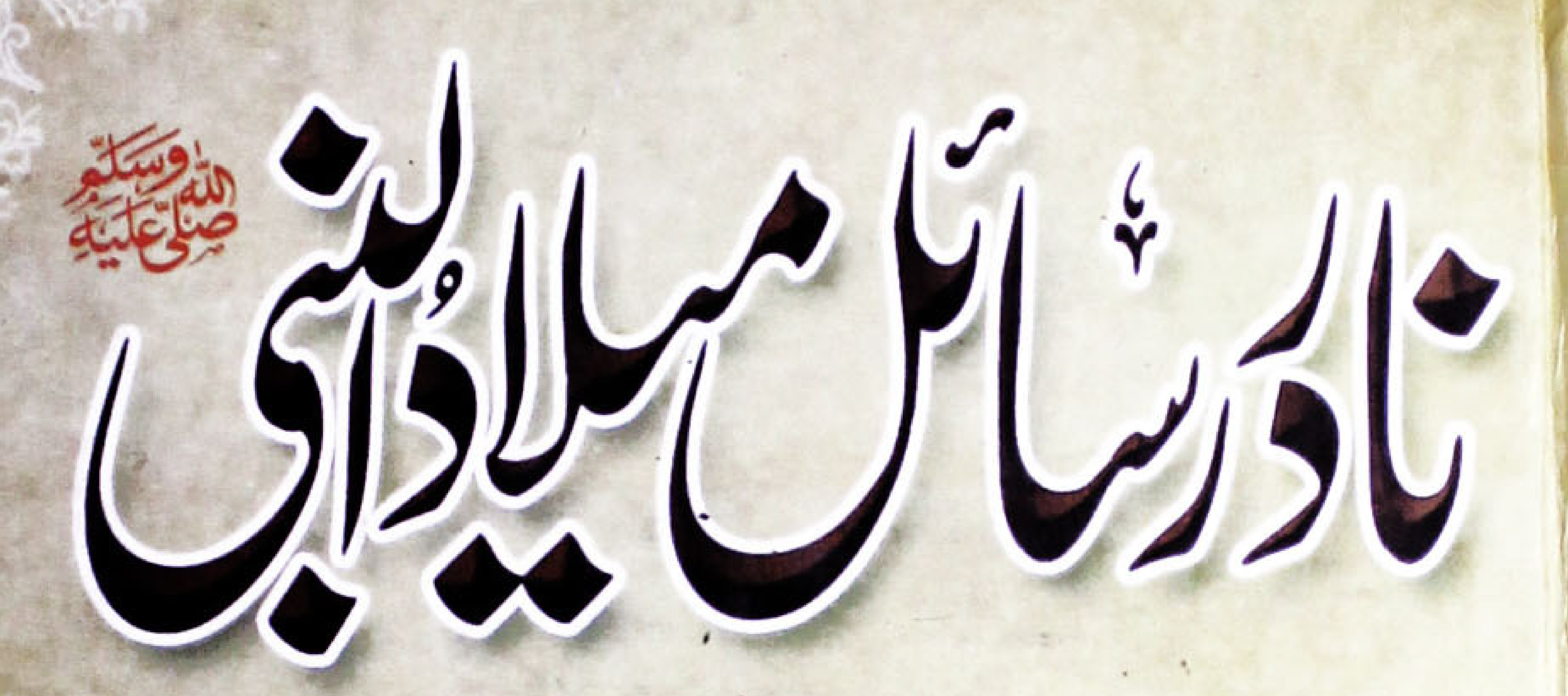
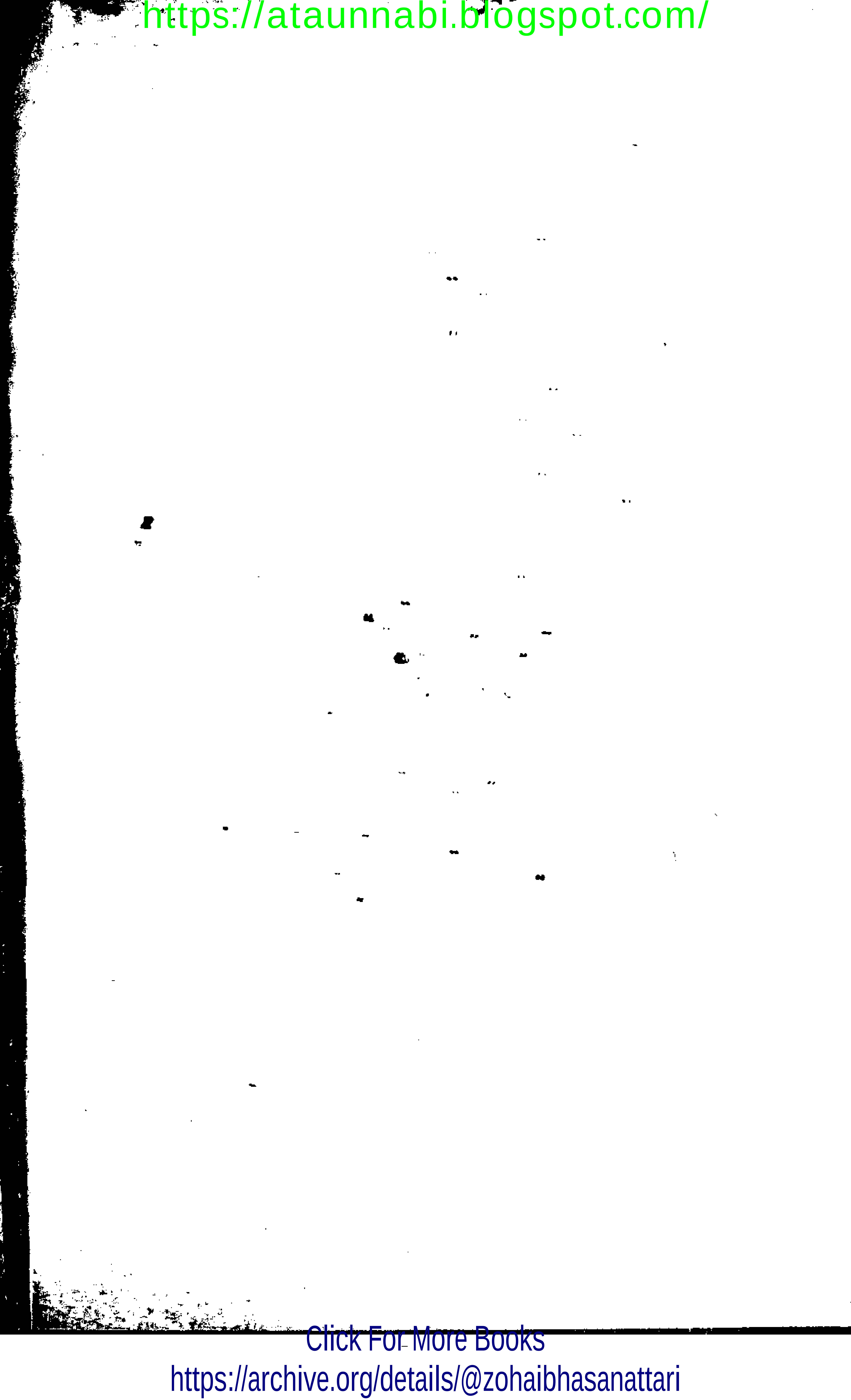
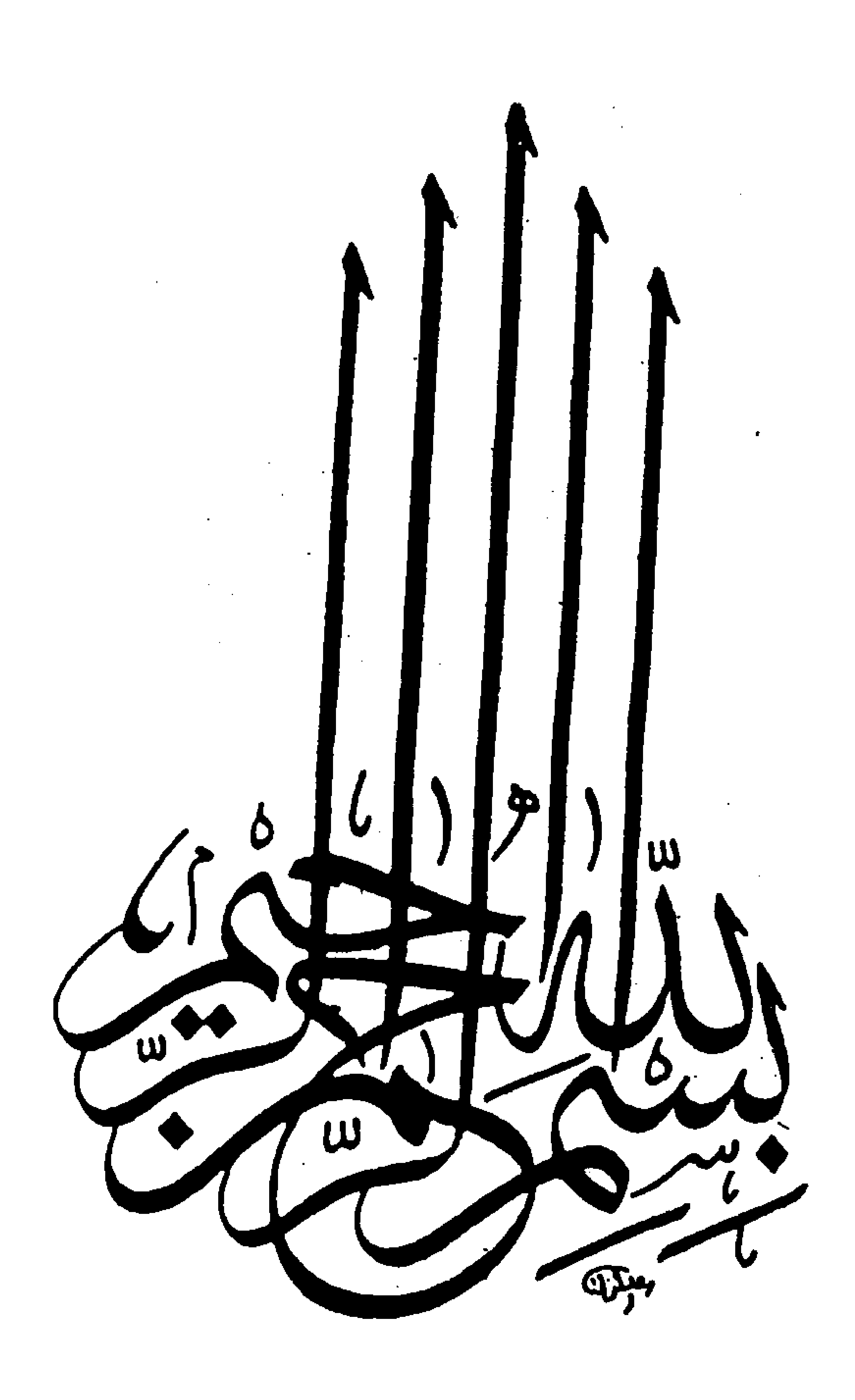


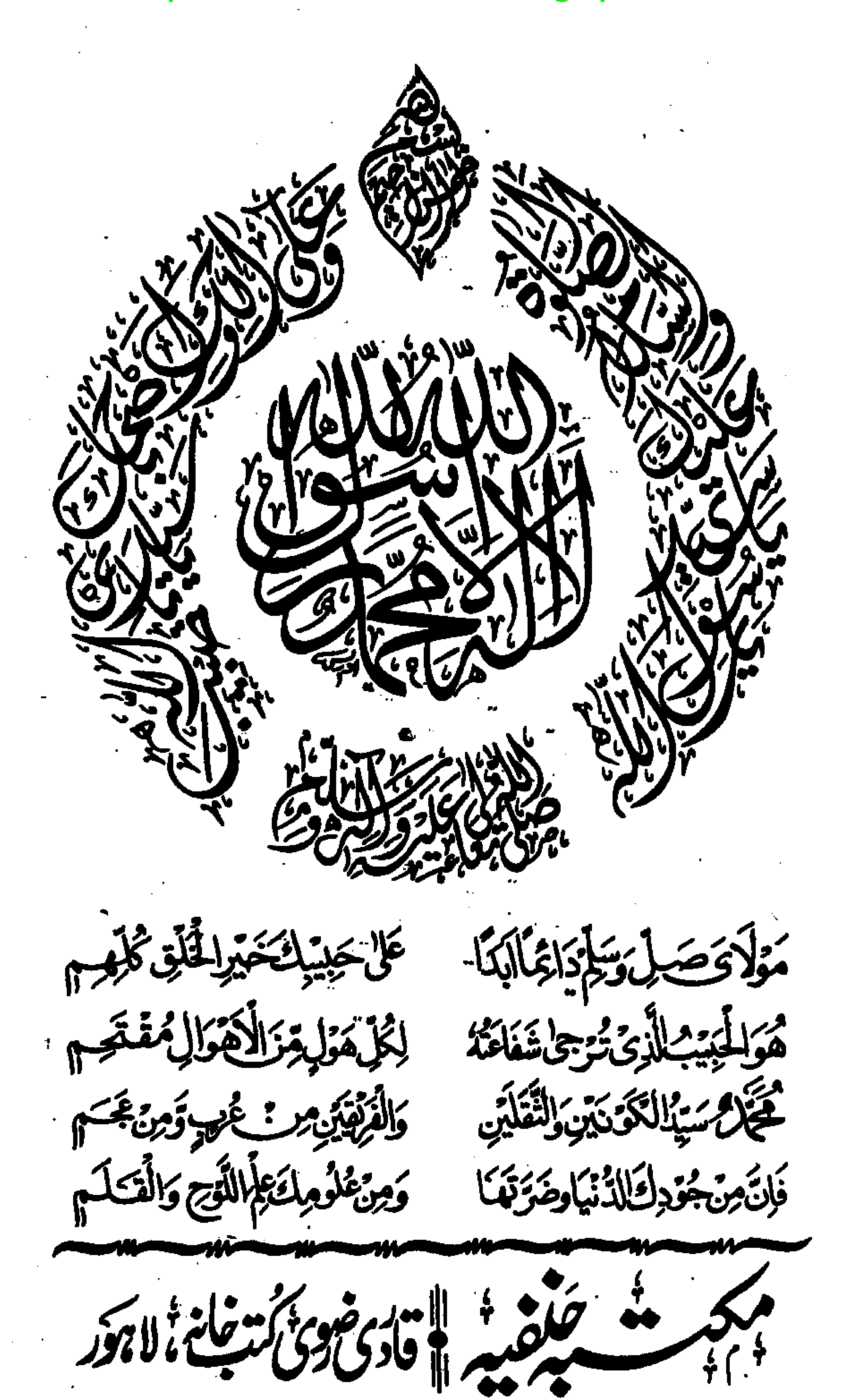


مرتبہ محمد عالم مختار حق






بسم الله الرحمن الرحيم



لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ
مولای صل وسلم دائما ابدا
علی حبیبک خیر الخلق کلهم
هو الحبیب الذی ترجی شفاعته
لکل هول من الاهوال مقتحم
محمد سید الکونین والثقلین
والفریقین من عرب ومن عجم
فان من جودک الدنیا وضرتها
ومن علومک علم اللوح والقلم
مکتبہ حنفیہ
قادری رضوی کتب خانہ لاہور



مرتبہ

محمد عالم مختار حق

مکتبہ حنفیہ
گنج بخش روڈ، لاہور
042 37213575

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نام کتاب	____	نادر رسائلِ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم
مرتب	____	محمد عالم مختارِ حق
حروف چین	____	محبوب عالم تھابل
سرِ ورق	____	فیضی گرافکس، دربار مارکیٹ لاہور
کمپوزنگ	____	غلام محمد یٰسین
صفحات	____	536
اشاعت باراول	____	ربیع الاول ۱۴۳۳ھ/۲۰۱۱ء
زیرنگرانی	____	چوہدری محمد خلیل قادری
تحریک	____	چودھری محمد ممتاز احمد قادری
ناشر	____	چودھری عبدالمجید قادری
تعداد	____	1100
قیمت	____	300روپے

ملنے کے پتے

مکتبہ حنفیہ گنج بخش روڈ لاہور

قادری رضوی کتب خانہ، گنج بخش روڈ لاہور

Hello: 042-7213575, 0333-4383766

مُعَنْوَنْ

میں اپنی اس کاوش کو اقبالِ ملت، شہر یارِ صحافت، امیر القلم، صاحبِ تصانیفِ کثیرہ، مقررِ ہفت انداز، جامع العلوم، قلندرانہ مزاج، درویش صفت، یادگارِ سلف، سفیرِ رضا، آبروئے سُنیاں، دبیرِ "جہانِ رضا" وہ جو

بازگلبانگِ "بریلی" می زند

اور

آتشے در عندلیباں می زند

کے مصداق ہیں۔

یعنی

الحاج پیرزادہ علامہ **اقبال احمد فاروقی** مدّ ظلّہٗ کے نام نامی واسم گرامی سے مُعَنْوَنْ کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔

گر قبول افتد زہے عزّ و شرف

دعاء گو و دعاء جو

محمد عالم مختار حق

فہرست

باسمہ سبحانہ

وَاَحْسَنُ مِنْكَ لَمْ تَرَقَطُّ عَيْنِي وَاَجْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَآءُ

خُلِقْتَ مُبَرَّاً مِنْ كُلِّ عَيْبٍ كَاَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَآءُ

(حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ)

عرض مرتب

عصرِ حاضرہ میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جن پہلوؤں پر اصحابِ علم و فضل اور اہلِ ذوق نے دادِ تحقیق دی ان میں نعت اور فنِ نعت گوئی، ختم نبوت اور رد قادیانیت اور میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریبات سعید کا انعقاد اور اس حوالے سے میلاد ناموں کی نشرواشاعت خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ نعت کے موضوع پر ماشاء اللہ ماہوار/ سہ ماہی جریدوں کا اجرا تو ایک نئے رجحان کی نشان دہی کرتا ہے ورنہ ہوتا یہ تھا کہ اسلامی جرائد میں گاہے ماہے حصولِ برکت کے لیے ایک آدھ نعت شائع ہو جاتی تھی۔ اللہ اللہ خیر صلا، مگر اب تو ملک کے گوشے گوشے سے نعت پر رسائل اشاعت پذیر ہو رہے ہیں۔ یہی حال ختم نبوت اور ردِ قادیانیت کا ہے۔ اس سلسلے میں ملک کے دو ادارے اپنے اپنے مسلک کے اعتبار سے ردِ قادیانیت پر وقتاً فوقتاً معرضِ وجود میں آنے والی کتب و رسائل کو گوشۂ خمول سے نکال کر نہایت عمدہ اور دلفریب انداز میں طباعت کے جدید تقاضوں کے مطابق پیش کر رہے ہیں۔ اپنے پیشروؤں کی ان کاوشوں کو دیکھ کر انسان پر انگشتِ حیرت دردہن نیمے دروں نیمے بروں کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے اور بے اختیار لبوں پر یہ مصرع آ جاتا ہے کہ:

ایسی چنگاری بھی یارب اپنی خاکستر میں تھی

اور یوں ان اداروں نے بلاشبہ متعدد جلدوں میں اس منتشر ذخیرہ کو یکجا کر کے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے محفوظ کر دیا ہے جزاھم اللہ۔ ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند۔

اللہ تعالیٰ نے جہاں ان اداروں کے منتظمین کے دلوں میں اس خزانۂ عامرہ کو گردِ فراموشی کی دبیز تہوں سے نکال کر محفوظ کرنے کا داعیہ پیدا کردیا، وہیں لاہور کے ایک نشریاتی ادارہ مکتبہ حنفیہ/ قادری رضوی کتب خانہ گنج بخش روڈ لاہور کے مہتمم چودھری محمد خلیل قادری کو میلادالنبی ﷺ پر معرضِ تحریر میں آنے والے رسائل و کتب کو منصہ شہود پر لانے کی توفیق اس کے مقدر میں کردی اور اس طرح یہ ادارہ اب تک میلادالنبی ﷺ کے پانچ مجموعوں کی اشاعت کا اعزاز حاصل کر چکا ہے اور یوں میلاد نگاروں کے باسٹھ (۶۲) رسائل و کتب ان مجموعوں کی زینت بن چکے ہیں۔ ذیل میں ہم ان رسائل کے مختصر کوائف درج کر رہے ہیں تاکہ مستقبل کے میلاد نگاروں کے لیے یہ کوائف بنیادی ماخذ کا فریضہ انجام دے سکیں۔

(الف) بارہ رسائل میلادِ مصطفیٰ ﷺ ترتیب و تدوین مولانا محمد عبدالاحد قادری (۱۴۲۶ھ/ ۲۰۰۵ء) میں مشمولہ رسائل:

(۱) مولدالنبی۔ علامہ شہاب الدین احمد ابن حجر مکی (اردو ترجمہ)

(۲) شرح الدرر علیٰ مولد ابن حجر (شرح النعمۃ الکبریٰ از علامہ ابن حجر ہیثمی) علامہ سید احمد بن عبدالغنی بن عامر عابدین دمشقی (اردو ترجمہ)

(۳) عقد الجوہر فی مولد النبی الازہر۔ علامہ سید جعفر بن عبدالکریم حسینی برزنجی مدنی (اردو ترجمہ)

(۴) حسن المقصد فی عمل المولد۔ علامہ جلال الدین سیوطی (اردو ترجمہ)

(۵) مولد العروس۔ علامہ عبدالرحمٰن ابن جوزی (اردو ترجمہ)

(۶) مولد رسول اللہ ورضاعہ۔ علامہ ابوالفدا اسمٰعیل ابن کثیر شافعی (اردو ترجمہ)

(۷) المولد الروی فی مولد النبی۔ علامہ مُلا علی قاری (اردو ترجمہ)

(۸) اقامۃ القیامہ علیٰ طاعن القیام لنبی التہامہ۔ الشاہ امام احمد رضا خاں بریلوی

(۹) نطق الہلال بارخ ولادالحبیب والوصال۔ .... ایضاً

(۱۰) عید میلادالنبی۔ علامہ نور بخش توکلی

(۱۱) خیر المورد فی احتفال المولد۔ علامہ ابوالحسن زید فاروقی

(۱۲) میلاد مصطفیٰ۔ مولانا محمد عبدالاحد قادری۔

(ب) رسائل میلاد النبی۔ صلاح الدین سعیدی (۱۴۲۹ھ/۲۰۰۸ء) میں مشمولہ رسائل:

(۱۳) المیلاد الرضویہ فی الالفاظ الرضویہ۔ امام احمد رضا خاں بریلوی۔

(۱۴) میلاد شریف کے فیوض و برکات۔ امام محمد بن جعفر الکتانی۔ ترجمہ: علامہ محمد شہزاد مجددی۔

(۱۵) میلاد النبی۔ امام احمد سعید کاظمی۔

(۱۶) جشنِ میلاد النبی۔ علامہ سید محمد علوی مالکی۔ ترجمہ: علامہ یٰسین اختر مصباحی اعظمی۔

(۱۷) جشنِ بہاراں۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد۔

(۱۸) میلاد نیر۔ علامہ الہ بخش نیر۔

(۱۹) حقیقتِ میلاد۔ سید وجاہت رسول قادری۔

(۲۰) حلیمہ کی گود کا پالا۔ علامہ عبدالحق ظفر چشتی۔

(۲۱) عید میلاد النبی کا پہلا عرس۔ صاحبزادہ سعید بدر قادری۔

(۲۲) محفلِ میلاد پر اعتراضات کا علمی محاسبہ۔ مفتی محمد خاں قادری۔

(۲۳) متحدہ عرب امارات میں عید میلاد النبی۔ ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی۔

(۲۴) عراق میں عید میلاد النبی۔ ایضاً

(۲۵) برکات میلاد۔ مولانا تصدق حسین۔

(۲۶) میلاد کے ترانے (بزرگانِ دین کے نعتیہ کلام کا تیسرا حصہ)۔ صلاح الدین سعیدی

(ج) رسائل میلاد الرسول۔ صلاح الدین سعیدی (۱۴۳۰ھ/۲۰۰۹ء) میں مشمولہ رسائل:

(۲۷) اثبات المولد و القیام۔ شاہ احمد سعید مجددی فاروقی۔ ترجمہ: مولانا سید رشید احمد نقشبندی۔

(۲۸) میلادِ اکبر۔ خواجہ محمد اکبر وارثی۔

(۲۹) اسلامی بہنوں کی محفلِ میلاد۔ مولانا سید ہدایت رسول قادری لکھنوی۔
(۳۰) مولودِ محمود۔ حاجی شاہ محمد رکن الدین نقشبندی مجددی الوری۔
(۳۱) سرور العباد فی بیان المیلاد۔ مولانا فیض محمد قادری۔
(۳۲) میلاد شریف کے تاریخی واقعات۔ مفتی محمد امین نقشبندی۔
(۳۳) محسنِ انسانیت کا میلاد شریف۔ پروفیسر محمد حسین آسی۔
(۳۴) عید میلاد النبی اور جمہور امت۔ پروفیسر سید شبیر حسین زاہد۔
(۳۵) میلاد النبی یا وفات النبی۔ مفتی محمد اشرف القادری۔
(۳۶) جشنِ میلاد النبی کا جواز۔ مولانا غلام نصیر الدین چشتی۔
(۳۷) میلاد النبی۔ علامہ سید ارشد سعید کاظمی۔
(۳۸) آمدِ مصطفیٰ سے پہلے انتظارِ مصطفیٰ۔ ملک محبوب الرسول قادری۔
(۳۹) انوارِ میلاد۔ علامہ غلام مصطفیٰ مجددی۔
(د) رسائلِ میلادِ حبیب۔ صلاح الدین سعیدی (۱۴۳۱ھ/۲۰۱۰ء) میں مشمولہ رسائل:
(۴۰) راحت القلوب فی مولد المحبوب۔ مولانا عبد السمیع بیدل رامپوری۔
(۴۱) الارشاد الی مباحث المیلاد۔ مولانا محمد عالم آسی امرتسری۔
(۴۲) مسئلہ میلاد النبی علیہ السلام۔ علامہ سید قلندر علی سہروردی۔
(۴۳) مسئلہ قیام و سلام اور محفلِ میلاد۔ علامہ سید محمد محدث کچھوچھوی۔
(۴۴) آمنہ کا لال۔ علامہ راشد الخیری۔
(۴۵) عظمتِ میلاد النبی۔ امام احمد سعید کاظمی۔
(۴۶) میلاد قرآن و حدیث کی روشنی میں۔ پروفیسر محمد اکرم رضا۔
(۴۷) میلاد پر اعتراض...... آخر کیوں؟ پروفیسر سید محمد مظہر سعید کاظمی (مرتبہ: حافظ امانت علی سعیدی)
(۴۸) میلاد حبیب کبریا۔ مولانا افتخار احمد حبیبی شہید۔
(۴۹) پہلا قصیدۂ میلاد (سلطان یمن تبع اول حمیری کے عربی قصیدہ کی تشریح) صاحبزادہ منیر احمد عراقی۔

(۵۰) التحقیقات لدفع التلبیسات۔ پروفیسر سید اسد محمود کاظمی

(ہ) رسائل میلاد رسول عربی۔ مولانا محمد عبدالاحد قادری (۱۴۳۲ھ/۲۰۱۱ء) میں مشمولہ رسائل:

(۵۱) میلادِ رسول پر عربی اشعار مع اردو ترجمہ۔ عبدالاحد قادری۔

(۵۲) المیلاد النبوی۔ محدث کبیر علامہ ابن جوزی۔ ترجمہ: مفتی غلام معین الدین نعیمی۔

(۵۳) المولد النبوی۔ سیدی امام احمد الدردیر المکی المصری۔ ترجمہ: مولانا محمد عبدالاحد قادری۔

(۵۴) النظم البدیع فی میلاد النبی۔ علامہ یوسف بن اسمٰعیل النبہانی۔ ترجمہ ایضاً

(۵۵) الروائح الزکیہ فی مولد خیر البریہ میلاد النبی۔ محدث عصر شیخ عبداللہ ہرری حبشی۔ مترجم: ڈاکٹر سید علیم اشرف جائسی

(۵۶) عطر الکلام فی استحسان المولد والقیام۔ شاہ محمد اجمل قادری رضوی سنبھلی۔

(۵۷) نورِ محمدی (خلقت سے ولادت تک)۔ شیخ الاسلام محمد طاہر القادری۔

(۵۸) عجائباتِ ولادت باسعادت۔ ابوسعید محمد سرور قادری رضوی۔

(۵۹) ذکرِ میلاد خیر الانام۔ سید غلام حسین مصطفیٰ رضا قادری رضوی۔

(۶۰) بارہ ربیع الاول (صحیح تاریخ ولادت نبوی)۔ علامہ مفتی شریف الحق امجدی

(۶۱) مسئلہ نور و بشر۔ سید ابو محمد امام شاہ۔

(۶۲) شمامۃ العنبر یہ فی مولد خیر البریہ۔ نواب محمد صدیق حسن خاں بھوپالی۔

زیرِ نظر مجموعہ ان رسائل کے متون پر شامل ہے جن کی عمریں سو سے ایک سو پچاس سال کے درمیانی عرصہ پر محیط ہیں۔ پیشتر ازیں جو رسائل مذکورہ ادارہ کی طرف سے چھپ چکے ہیں، ان میں سے بیشتر وہ ہیں جو اپنی شہرت کی بنا پر متعدد بار اشاعت پذیر ہو چکے ہیں اور فرداً فرداً بازار میں ذرا سی کوشش بروئے کار لاتے ہوئے دستیاب ہو جاتے ہیں۔ برخلاف اس کے مجموعہ حاضر کے یہ نادر الوجود رسائل النادر کالمعدوم کی حیثیت رکھتے ہیں اور اس طرح یہ سہل الحصول بھی

نہیں ہیں۔ ان رسائل میں اردو زبان کے ابتدائی دور سے وابستہ ہونے کے سبب بعض الفاظ کی جہاں غرابت در آئی ہے، وہاں ان میں بعض نامانوس اور متروک الفاظ بھی شامل ہیں جنہیں علیٰ حالہ برجا رکھا گیا ہے۔ اس طرح بعض الفاظ کی تذکیر وتانیث میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے۔ البتہ املا میں خوانندگان کرام کی آسانی کے لیے ان میں ہلکا سا تصرف کرنا پڑا جیسے اوس کی جگہ اُس، اُون کی جگہ اُن، جنہیں کی جگہ جنھیں، پہونچ کی جگہ پہنچ، سُنا کی جگہ سُنتا، ساتہہ کی جگہ ساتھ اور بعض جگہ موقع ومحل کی مناسبت سے 'ن' اعلان کے بجائے 'ن غنہ'۔ جو دانشور اردو زبان کے ارتقائی مراحل پر کام کرنا چاہیں، ان کے لیے ان رسائل کا مطالعہ خاصا مددگار ثابت ہوگا ان شاء اللہ العزیز۔

اس ضمن میں ان لوگوں کی خدمات سے صرف نظر نہیں کیا جا سکتا جنہوں نے رسائل میلاد کے مختلف مجموعے ترتیب دیئے۔ رسائل کی پذیرائی دیکھ کر بعض دیگر ناشرین بھی بحمد اللہ اس سعادت اندوزی کے لیے میدانِ عمل میں آ گئے ہیں اور بقول شاعر:

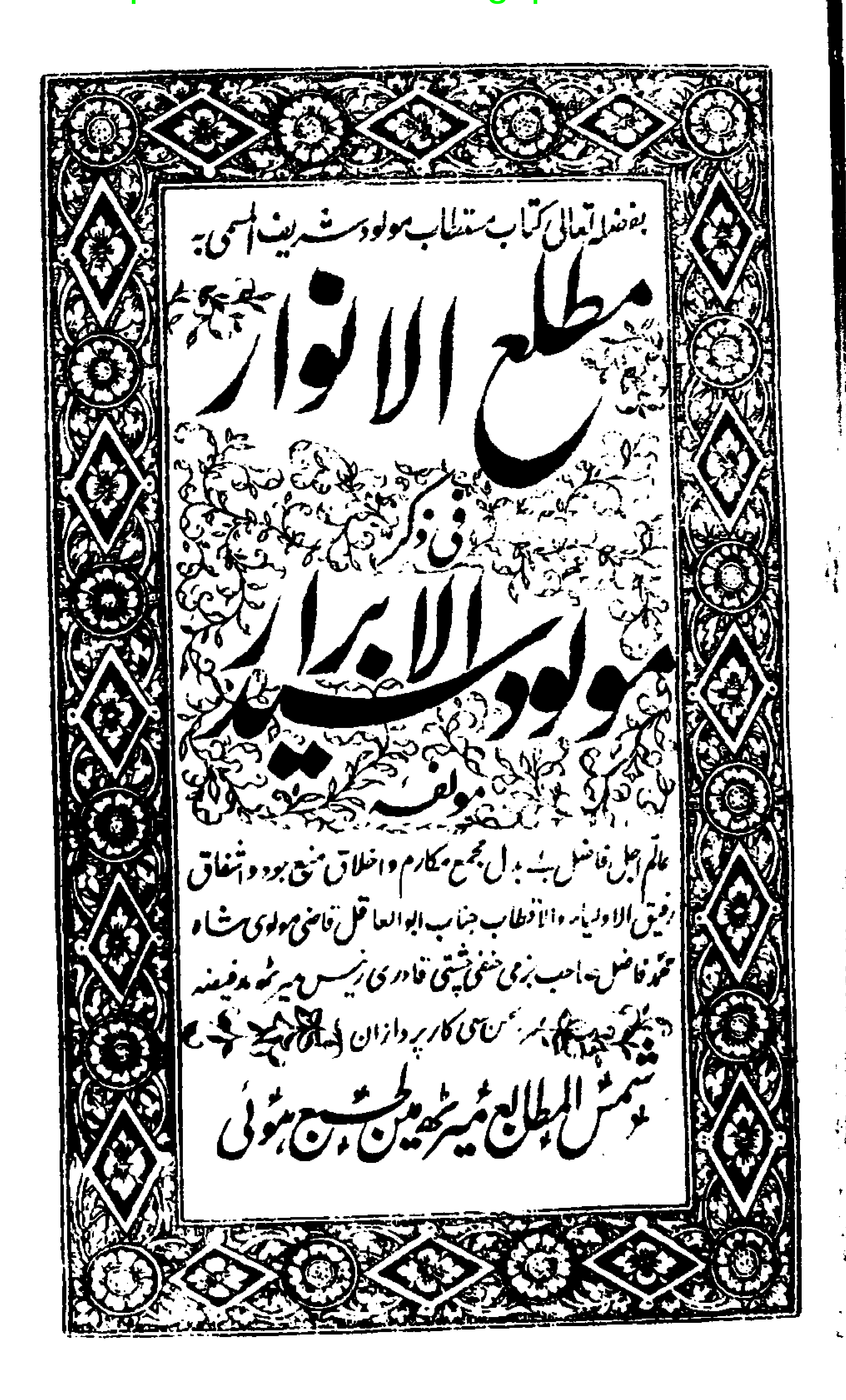
میں اکیلا ہی چلا تھا جانب منزل مگر
لوگ ساتھ آتے گئے اور قافلہ بنتا گیا

اور اب تیری خوشبوؤں سے معطر ہیں رہگزار۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مکتبہ کے مہتمم، ان کے معاونین اور ادارہ سے وابستہ دیگر کارکنان کے اس جاری عمل کو درجہ قبولیت عطا فرمائے اور ان کے اکل حلال میں برکت اور کشادگی عطا فرمائے اور انہیں دنیوی آلام ومصائب سے مصئون و مامون فرمائے۔ آمین بجاہ نبی الامین۔

وما علی الاالبلاغ

لاہور۔ یوم ولادت قائد اعظم علیہ الرحمۃ ۲۰۱۱ء — محمد عالم مختار حق


بفضلہ تعالیٰ کتاب مستطاب مولود شریف المسمیٰ بہ
مطلع الانوار
فی ذکر
مولود سید الابرار
مؤلفہ
عالم اجل فاضل بے بدل مجمع مکارم و اخلاق منبع جود و اشفاق
رفیق الاولیاء و الاقطاب جناب ابو العاقل قاضی مولوی شاہ
محمد فاضل صاحب بزمی حنفی چشتی قادری رئیس میرٹھ مدفیضہ
بہ سعی کارپردازان
شمس المطابع میرٹھ میں طبع ہوئی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لایق حمد کے وہ ذات پاک ہے جس نے جملہ مخلوق میں سے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا اور لایق نعت وثنا وہ نبی کریم ﷺ ہے جس کی شان میں وما ارسلناك الا رحمةً للعالمين ہے۔

وصف تو یارب نباشد حد کس — تو بآن وصفے کہ خود گفتی و بس
اے دل و جانم فدائے مصطفٰے — تو تیائے چشم من آں خاکپا

سبحان اللہ ما اعظم شانہٗ تعالیٰ جس کی صفت خود صانع مطلق نے تمام قرآن مجید میں فرمائی جس کے وجود باجود کے طفیل تمام کائنات ظہور میں آئی اُس کی نعت اور میری یہ زبان اگر بے ادبی نہیں ہے تو کیا ہے۔

ہزار بار بشویم دہن زمشک و گلاب — ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی ست

جس کی مدح میں کرو بیان عالم بالا اور ملائکہ اعلیٰ قاصر البیان ہوں اس کا مرتبہ وہم انسان میں کب آسکتا ہے۔

ادھر اللہ سے واصل ادھر مخلوق کے شامل
خواص اس برزخ کبریٰ میں تھا حرف مشدّد کا

آں قبلۂ سالکان یزدان — وآں کعبۂ رہروان عرفان
آں مہر سپہر حُسن و خوبی — وآں ماہ سماء بے عیوبی
آں زیب وسادۂ ہدایت — زینت دہ جادۂ رسالت
آں قطب جہان وغوث عالم — محبوب خداؤ فخر آدم
فیاض حقائق الٰہی — دریائے فیوض لاتناھی
غواص محیط علم عرفان — دُردانۂ بحر حُسن و احسان
طیار عروج لامکانی — سیار ریاض بے نشانی

کشاف دقایق ولایات دانائے حقائق کمالات
محبوب خدا جناب کبریائی شاہنشہ ملک پارسائی
بحر کرم عطاو رافت دُر صدف محیط رحمت
شاہنشہ دوسرا محمدؐ تاج سر اصفیا محمدؐ
صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

بعد حمد و صلوٰۃ کے خادم العلماء شاہ محمد فاضل بزمی حنفی صدیقی چشتی قادری ابن والاشان حافظ حدود شریعت جناب قاضی حافظ محمد عبدالھادی صاحب بن حضرت مخزن فضل و کمال واقف رموز حقیقت قاضی محمد عبدالباری صاحب متوطن و رئیس میرٹھ غفرلی ولہم ارباب صدق وصفا وعاشقان تذکرہ خیرالوریٰ کی خدمات میں ملتمس ہے کہ کمترین کو عرصہ سے تذکرہ میلاد شریف تحریر کرنے کا شوق دامنگیر رہتا تھا مگر بھلا کس سے ممکن ہے کہ حضور انور رسول مقبول خدا ﷺ کے شمائل و خصائل بالتفصیل سلسلہ تحریر وتسطیر میں لا سکے حق تو یہ ہے کہ اگر آپ کے حالات کو تمام عمر بیان کیا جائے تو بھی مضمون ختم نہ ہو۔

در بند آں مباش کہ مضموں نماندہ است صد سال میتوان سخن از زلف یار گفت

اور کس کی مجال ہے کہ حضور ﷺ کے اخلاق وعادات کے ذکر خیر سے عہدہ برآ ہو سکے جبکہ خداوند تعالیٰ عز اسمہ خود ارشاد فرماتا ہے۔ انك لعلی خلق عظیم بیشک آپ کے اخلاق بڑے وسیع اور اعلیٰ درجہ کے ہیں۔

یا صاحب الجمال ویا سید البشر من وجھک المنیر لقد نور القمر
لایمکن الثناء کما کان حقہ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

تاہم ہم پر فرض ہے کہ جہاں تک ممکن ہو اپنے آقا کی مدح وثناء اور مولا کا ذکر خیر کرتے رہیں اس لیے یہ خادم بھی بحد امکان حضور کے مختصر حالات تحریر

کرنے کی جرأت کرتا ہے اور ناظرین سے بحد ادب دعائے خیر کا مستدعی ہے۔

ہر کہ خواند دعا طمع دارم زانکہ من بندۂ گنہگارم

نیز معترف بقصور ہو کر مخاطب ہوتا ہے کہ:

بہ پوش گر بخطا رسی وطعنہ مزن کہ ہیچ نفس بشر خالی از خطا نبود

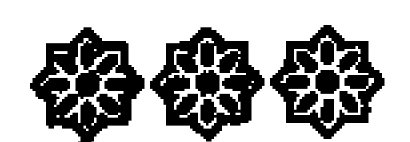
اب میں صدق دل سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ جل شانہٗ اپنے حبیب پاک اور محبین و صدیقین کے تصدق اور اپنے الطاف عمیم سے میری اس تحریر کو باعث مغفرت و وسیلۂ آخرت فرمائے آمین۔ ثم آمین۔

من نہ گویم کہ طاعتم بہ پذیر قلم عفو بر گناہم کش

رباعی

بندۂ پروردگارم اُمتِ احمد نبی ● دوست دار چار یارم تابع اولاد علی

ملت صدیق دارم مذہب اعظم امام خاکپائے غوث الاعظم زیر سایہ ہر ولی



بیان میلاد شریف

اعوذ باللہ السمیع العلیم ۔ من الشیطان الرجیم ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی لا الہ الا ھو والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہٗ وعلی الہ واصحابہ واتباعہ اجمعین اما بعد فقال اللہ تعالیٰ عزوجل فی القرآن المجید والفرقان الحمید۔ ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی یاایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیماً۔ اللھم صل علی سیدنا ومولٰنا محمد وعلی آل محمد وبارک وسلم ۔

یعنی بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے سب فرشتے جناب سرور کائنات فخر موجودات حبیب خدا محمد مصطفیٰ ﷺ پر درود شریف پڑھتے ہیں اے ایماندارو تم بھی ہمارے حبیب پاک پر درود اور سلام بھیجو۔ اللھم صل علی سیدنا ومولٰنا محمد وعلی ال محمد وبارک وسلم ۔

الٰہی ہزاروں درود اور سلام ہوں روح پیمبر پہ نازل مدام
درود ایسے محبوب سبحان پر سلام ایسے سلطان ذیشان پر

خداوند جل وعلی نے اپنے نبی برحق کی جس قدر محامد قرآن شریف میں بیان فرمائی ہیں ان میں سے ہر ایک اسی شان وعظمت کا ثبوت ہے جس سے ذات نبوی آراستہ و پیراستہ تھی لیکن جو قدر ومنزلت سرور کائنات علیہ السلام کی درگاہ رب العزت میں تھی اس کا پورا اظہار اس زور اور جامعیت کے ساتھ اور کہیں نہیں جتنا کہ اس آیت پاک میں ہے جس کو میں ابھی تلاوت کر چکا ہوں

رسالت جیسا مہتم بالشان کام اور اس کا ایسا خیر و خوبی سے سرانجام اس کے صلہ میں خداوند کریم جو کچھ عطا فرماتا وہ کم تھا دنیا کے اجر تو محض ہیچ تھے اور دنیا والے کون سا اجر دے سکتے تھے کفار قریش نے جس سلوک کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کو قبول کیا اس کو دنیا جانتی ہے اور غریب مومنین بھی سوائے رفاقت و ہمدردی کے اور کچھ نہ کر سکتے تھے لیکن نبی کا ایسا کام نہ تھا کہ خداوند کریم اس کی عظمت و درجت کو دنیا پر ظاہر نہ کرتا اور ظاہر بھی کیا تو اسی طرح کیا اور ایسے الفاظ میں کیا جو اس کی شان رحمت اور شفقت کے عین موافق تھا خداوند کریم مومنین کو ارشاد فرماتا ہے کہ اے مومنین تم اس شخص کو جو جامہ خاکساری پہنے تم میں بیٹھتا اٹھتا چلتا پھرتا، تمہارے ساتھ کھانا کھاتا، تمہارے بیماروں کی عیادت کرتا، تمہاری خوشی سے خوش ہوتا اور تمہارے رنج سے دلگیر ہوتا ہے، جو تمہارے بچوں کو پیار کرتا ہے، تمہارے یتیموں کے سر پر دست شفقت رکھتا، تمہارے بیواؤں پر رحم کھاتا ہے جو تم کو خدا کی باتیں سناتا تمہارے دلوں کو مژدۂ رحمت سے تسلی دیتا ہے اور جو پوچھو تو کہتا ہے انما انا بشرٌ مثلکم تم اسے کیا سمجھتے ہو۔ سنو ہم بتائیں یہ ایسی شان والا ہے ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی پس ہم تمہیں اپنی اور اپنے فرشتوں کی مثال بتا کر حکم دیتے ہیں کہ ہمارے نبی پر صلوٰۃ وسلام بھیجا کرو کیونکہ اس میں تمہارے ایمان کا ثبوت ہے۔

نظم

اے مومنو! اب آئی ہے صلوٰۃ کی باری	گر چاہو گناہوں سے معافی ہو ہماری
ہاں ہاں لب خاموش سے صلوٰۃ ہو جاری	ساری ہوئی نور رحمت حق بزم میں ساری
رحمت ہو نہ کیوں رحمت عالم کا بیاں ہے	فخر و شرف دودۂ آدم کا بیاں ہے

جس بزم میں ہو تذکرہ مولود نبی کا — اللہ کی رحمت کا وہاں مینہ ہے برستا
اک نور کی ہو جاتی ہے وہ بزم سراپا — خاکی ہے گر انسان تو کچھ ڈر نہیں اصلا
آجاتے ہیں اس ذکر کے سُننے کو ملک تک — ہو جاتی ہے پرنور زمین ہفت فلک تک
پڑھتے ہیں درود اہل زمین جتنا زیادہ — ہوتا ہے در فضل و کرم اور کشادہ
صلوٰۃ کا یہاں دل میں ہی ہوتا ہے ارادہ — وہاں حور و ملک عرش پہ کرتے ہیں اعادہ
جب صل علی آتا ہے مومن کی زباں پر — خوشنود خدا ہوتا ہے ہر حرف بیاں پر
خوشنودی خالق کا سبب کیوں یہ بیاں ہے — ایک نکتۂ باریک میں ایک راز نہاں ہے
محبوب جسے ذکر رسول دو جہاں ہے — محبوب خدا وہ بھی تو بے شک و گماں ہے
اللہ کا محبوب ہے محبوب نبی کا — کیا صل علیٰ تذکرہ ہے خوب نبی کا
محبوب کا محبوب بھی محبوب ہے ہوتا — راغب کا جو مرغوب ہے مرغوب ہے ہوتا
یوسف کا جو عاشق ہے وہ یعقوب ہے ہوتا — جو خوب پہ مفتون ہے وہ خود خوب ہے ہوتا
اللہ کے پیارے کا جو ہوتا ہے پیارا — دربار خدا سے وہ لقب پاتا ہے پیارا

الغرض احکام ربانی بہت ہیں مثلاً نماز روزہ زکوٰۃ حج وغیرہ وغیرہ اور یہ سب ایسے ہیں کہ ان کی تعمیل موجب رضائے الٰہی ہے لیکن صلوٰۃ بر نبی ایک ایسا حکم ہے کہ اس کی تعمیل کرنے میں ہم ایک ایسے فعل میں شریک ہوتے ہیں کہ جو ذات خداوندی خود اور فرشتگان کرتے ہیں اس لئے جہاں کہیں مومنین جمع ہوں ان کا پہلا فرض یہ ہے کہ اپنے ہادی برحق شفیق پر درود وسلام بھیجیں صلوا علی النبی والہ۔ اللھم صل علی سیدنا ومولانا محمد وبارك وسلم وہ پاک الفاظ جو آپ نے اپنی زبان سے نکالے ہیں دیکھو انہیں فرشتے چھاتی سے لگائے لیے جا رہے ہیں اور ابھی حضرت پیغمبری میں پیش کر کے عرض کریں گے کہ یارسول اللہ ﷺ آپ کی گنہگار امت کے چند لوگ ایک جگہ جمع ہیں انہوں نے

آپ کو یہ ہدیہ بھیجا ہے مومنین اگر آپ نے اس مقدس فرض کو صدق دل سے ادا کیا ہے تو یقین جانو کہ آسمان سے کھلے دروازوں خدا کی رحمت اور رسول کی شفقت کا مینھ برسے گا۔

نظم

یا نبی اللہ السلام علیک انما الفوز والفلاح لدیک
بسلام آمدم جوابم دہ مرہمے بردل خرابم نہ
مُہر بکشا زحقہ یاقوت روح را کام بخش و دل راقوت
زاری من شنو تکلم کن گریہ من نگر تبسم کن
رحم کن برمن و فقیری من - دست دہ بہر دستگیری من
گر نرفتم براہ سنت تو ہستم از عاصیان امت تو
سَلَامٌ سَلَامٌ سَلَامٌ عَلٰی اَھْلِ مَکَّۃَ وَبَیْتِ الْحَرَامِ
مُحَمَّدٌ حَبِیْبِیْ نَقُوْلُ مُدَمْ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ عَلَیْہِ السَّلَامِ

اے عزیزو اس سے زیادہ دولت و نعمت کیا ہو گی کہ تمام پیغمبروں کے سردار و سرتاج اور خدا کے پیارے اس مشت خاک بے بضاعت کو جواب سلام کا دیں اور اس کے حق میں دعائے رحمت و برکت کریں اگر تمام عمر کی محنت مشقت کے صلہ میں ایک بار بھی یہ دولت ہاتھ آئے اجر عظیم اور نفع کثیر ہے۔

صد سلامت میفرستم بر تواے فخر کرام
تا کہ آید یک علیکم در جواب از تو بس است

یہ محبت تو ایک طرف ہے محب صادق اگر اپنے محبوب کی ادنیٰ توجہ و التفات پر جان قربان کرے بجا ہے اور اس کی خوشی میں گھر اور بار ملک و مال لٹا

دے تو روا ہے۔

جاں میدہم در آرزو اے قاصد آخر بازگو
در مجلس آں نازنیں حرفے گر ازما می رود

ایک شخص نے کسی عالم سے دریافت کیا ایک وقت میں کروروں آدمی اکناف عالم و اطراف زمین کے حضرت کی خدمت میں تحفہ درود و سلام بھیجتے ہیں آپ اُن کے سلام کا کس طرح جواب دیتے ہیں عالم نے جواب دیا۔

کالشمس فی وسط السمآء ونورھا یغشی الیلا ومشارقاً ومغارباً

یعنی جیسے آفتاب بیچ آسمان میں ہوتا ہے اور اس کا نور مشرق اور مغرب کے سب شہروں کو ڈھانپ لیتا ہے اسی طرح ہزاروں لاکھوں آدمی ایک وقت میں اس آفتاب سپہر نبوت سے مستفیض اور ان کے سلام سے مشرف ہوتے ہیں اور آپ ارشاد فرماتے ہیں بہت نزدیک مجھ سے وہ لوگ ہیں جو بکثرت مجھ پر درود بھیجتے ہیں اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اپنی مجلسوں کو حضرت خیر البشر پر درود بھیجنے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ذکر سے زینت دو حضور سرور کائنات فخر المرسلین ﷺ ارشاد فرماتے ہیں جس کے پاس میں ذکر کیا گیا اور وہ مجھ پر درود شریف پڑھنا بھول گیا بے شک وہ بہشت کی راہ سے بہک گیا اس حدیث کو ابن ابی عاصم نے حلیہ میں اور طبری و طبرانی نے نقل کیا ہے اور جب تا سی درود راہ بہشت بھولنے والا ہوا تو درود بھیجنے والا سالک راہ بہشت ٹھہرا گویا بہشت کی راہ یہ ہے کہ آدمی پیغمبر ﷺ پر درود بھیجے اور فرماتے ہیں کہ جس پر میرا ذکر خیر آئے اور مجھ پر درود نہ بھیجے دوزخ میں جائے اور فرماتے ہیں بخیل ہے وہ جس کے پاس میرا ذکر خیر ہو اور مجھ پر درود نہ بھیجے نسائی نے سنن کبریٰ اور احمد نے اپنی مسند اور طبرانی نے معجم کبیر اور بیہقی نے دعوات اور ابن ابی عاصم نے کتاب الصلوٰۃ اور تیمی

نے ترغیب اور حاکم نے بسند صحیح مستدرک میں اسی طرح روایت کیا اور ایک روایت میں ہے جو میرا ذکر خیر سن کر درود نہ بھیجے بیشک شقی ہو جائے ابو ذر کی روایت میں آیا ہے سب سے زیادہ بخیل وہ ہے جو میرا ذکر سن کر درود نہ پڑھے روض الافکار میں ہے کہ ایک ثقہ اور پاک نفس آدمی کہتا ہے میں نے یمن میں ایک شخص کو دیکھا جو اندھا بھی تھا اور کوڑھی بھی گونگا بھی تھا بہرا بھی میں نے اس کا حال لوگوں سے دریافت کیا جواب دیا گیا کہ یہ شخص نہایت ہی خوش آواز تھا قرآن مجید کو ایک بڑی سریلی آواز میں پڑھتا تھا ایک دن اس نے آیت ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی کو بدل کر پڑھا یعنی بجائے علی النبی کے علی پڑھا جس کے معنے یہ ہوئے کہ خدا اور اس کے فرشتے مجھ پر درود بھیجتے ہیں (معاذ اللہ من ذالك) پس یہ کہنا تھا کہ ان مرضوں میں گرفتار ہو گیا جناب نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں جسے یہ بات خوش اور بھلی معلوم ہو کہ وہ بھرپور پیمانے کے ساتھ ناپا جائے جبکہ ہم پر اور ہمارے اہل بیت پر درود پڑھنا چاہے تو یوں کہا کرے:

اللھم صل علی محمد النبی وازواجه امھات المومنین۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما صحابہ کرام کی ایک جلیل القدر جماعت سے روایت کرتے ہیں کہ ہم نے جناب نبی کریم ﷺ کو بہت دفعہ فرماتے سنا کہ جو شخص مجھ پر ایک دفعہ درود پڑھتا ہے خدا تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے اور جو مجھ پر دس دفعہ درود پڑھتا ہے خدا تعالیٰ اس پر سو رحمتیں نازل فرماتا ہے اور جو مجھ پر سو دفعہ درود پڑھتا ہے خدا تعالیٰ اس پر ہزار رحمتیں نازل فرماتا ہے جو شخص مجھ پر ہزار دفعہ درود پڑھتا ہے اس کا بازو میرے بازو سے جنت کے دروازہ پر مزاحمت کرے گا عبداللہ بن عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میرا ایک دن جناب سرور کائنات فخر عالم و عالمیان علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ساتھ ہوا آپ نے ایک بڑا دراز

111378

سجدہ کیا جب آپ سجدہ سے اٹھے تو میں نے اس کا سبب پوچھا فرمایا میرے پاس جبرئیل علیہ السلام نے آ کر کہا کہ جو شخص آپ پر درود پڑھتا ہے اس پر خدا کے ستر ہزار معصوم فرشتے درود پڑھتے ہیں۔

نظم

اے خدا دمبدم درود و سلام	اپنے پیارے نبی پہ بھیج مدام
وہ نبی جس سے انبیاء کو شرف	رحمت حق کا رُخ ہے ان کی طرف
حق نے کیا کیا نہ اُن کو دی خوبی	ختم ہے اُن پہ شان محبوبی
کیا محمدؐ کی شان ہے محمود	بھیجتا ہے خدا بھی اُن پہ درود
جو کہے اُن پر ایک بار سلام	اس کو ہو دس سلام کا انعام
جو پڑھے ان پر ایک بار درود	ہوئے دس رحمتوں کا اُس پہ ورود
واہ کیا حق کا پیار ہے اُن پر	رحمت حق نثار ہے اُن پر
اس نبی پر ہوں بار بار سلام	پہنچیں ہر پل میں سو ہزار سلام

ابو درداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے جو شخص مجھ پر صبح کے وقت دس دفعہ اور شام کے وقت دس دفعہ درود پڑھے گا ایسے شخص کو قیامت کے حسرت ناک دن میں میری شفاعت نصیب ہو گی اسے طبری اور طبرانی نے روایت کیا ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جس شخص نے ہر دن میں تین دفعہ اور جمعہ کے دن سو مرتبہ یوں کہا صلوٰۃ اللہ وملائکتہ وانبیاءٔ ورسلہ وجمیع خلقہ علی محمد وعلی آل محمد وعلیہ وعلیہم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ تو گویا اس نے تمام خلائق کے درود حضرت پر پڑھ دیئے قیامت کے ہیبناک دن میں ایسے شخص کا حشر جناب رسول خدا ﷺ کے زمرہ میں ہوگا آپ اس کا ہاتھ پکڑ لیں گے حتیٰ کہ جنت میں داخل کریں گے۔ روایت ہے کہ چند لوگوں نے جناب نبی کریم ﷺ کی

عدالت میں ایک شخص کے اونٹ چُرانے کی گواہی دی آپ نے اس کے ہاتھ کاٹے جانے کا فیصلہ دیا اتنے میں جبریل علیہ السلام آئے اور اس کے معاف کرنے کا آپ کو حکم دیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس شخص کو بلا کر فرمایا کہ تو نے کس وجہ سے نجات پائی کہا میں آپ پر ہر دن سو دفعہ درود پڑھا کرتا تھا آپ نے فرمایا تو نے دنیا اور آخرت کے دونوں عذابوں سے رہائی پائی۔ ایک صالح شخص کہتا ہے میں نے حضرت رسول مقبول ﷺ کو خواب میں دیکھ کر کہا اے رسول خدا فلاں شخص نے مجھے آپ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا ہے جو شخص مجھ پر جمعہ کے دن سو دفعہ درود پڑھے گا اس کے دس برس کے گناہ مٹا دیئے جائیں گے آپ ؑ نے فرمایا بیشک اس نے سچ کہا اور درحقیقت یہ میری ہی حدیث ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص مجھے سلام کہتا ہے خدا تعالیٰ مجھ پر میری روح کو پھیر دیتا ہے حتیٰ کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔ امام سبکی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اس حدیث کے یہ معنی ہیں کہ جب رسالت مآب ﷺ دفن کئے گئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی روح مبارک کو اس لئے واپس کر دیا کہ جو شخص آپ کو سلام کہتا ہے آپ ان کے سلام کا جواب دیں اور ایک جواب ہے کہ حضرت کی روح مبارک کے واپس ہونے سے معنوی واپسی مراد ہے کیونکہ آپ کی روح شریف خدا تعالیٰ کے حضور میں مشغول ہے دنیا والوں میں سے جب کوئی شخص آپ کو سلام کہتا ہے تو اس وقت آپ کی روح اس عالم کی طرف متوجہ ہوتی اور اس کے سلام کا جواب دیتی ہے۔

نسیما جانب کویش گذر کن | بگو آں نازنین شمشاد مارا
بہ تشریف قدوم خود زمانہ | مشرف کن خراب آباد مارا
کہ بے تشریف تو اسباب شادی | نشاید خاطر ناشاد مارا

دمیری رضی اللہ عنہ شرح منہاج میں کہتے ہیں کہ ایک نیک نفس آدمی نے جناب رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھ کر کہا اے رسولِ خدا ﷺ مجھے تعلیم دیجئے کہ آپ کے نزدیک کون درود پیارا ہے فرمایا تو یہ درود پڑھا کر۔ اللھم صل علی محمدن الذی ملاء ت قلبه من جلالك وعینه من جمالك واذنه من لذیذ خطابك جب یہ شخص صبح کو اٹھا تو نہایت ہی شادمان اور مسرور تھا اس پر تائید الٰہی اور نصرت غیبی کے آثار نمایاں تھے اس کے سر پر ایک بیش قیمت تاج دھرا تھا اور بدن صبر کی چادر سے لپٹا ہوا تھا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم پر درود پڑھنا گناہوں کے بدنما دھبوں کو اس سے زیادہ مٹا ڈالتا ہے جیسا کہ ٹھنڈا پانی آگ کو بجھاتا اور اس کا اثر مٹا ڈالتا ہے اور علماء کی جماعت اس بات کی قائل ہے کہ جہاں کہیں اور جس موقع پر حضرت کا ذکر خیر کیا جائے وہاں آپ پر درود وسلام پڑھنا واجب ہے تو سارا جہان حضرت کے یاد کرنے اور آپ پر درود پڑھنے والے سے خالی نہ ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ان الله وملائكته يصلون على النبی مضارع کا صیغہ چاہتا ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ پر اور آپ کے آل واصحاب پر قیامت کے دن تک ہمیشہ خدا اور اس کے فرشتے درود پڑھتے ہیں۔ ایک صالح اور نیک شخص کہتا ہے کہ میں نے اپنے نفس پر درود شریف کی ایک معلوم تعداد مقرر کر لی تھی یعنی میں نے رسول اللہ ﷺ پر درود شریف پڑھنے کا ایک معین ومعلوم عدد اپنے نفس پر لازم کر لیا تھا حتیٰ کہ ایک رات میں نے حضرت کو خواب میں دیکھا آپ فرماتے ہیں میرے پاس اپنا وہ پیارا منہ لا جو مجھ پر بکثرت درود پڑھتا ہے تاکہ میں اسے بوسہ دوں میں نے آپ سے شرمندگی کے مارے اپنا منہ پھیر لیا تو آپ نے میرے رخساروں کو بوسہ دیا جب میں سو کر اٹھا تو مشک کی تیز خوشبو سے اپنا سارا گھر مہکتا

پایا جب حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو ساتھ لے کر دریا پر پہنچے اور اپنا عصا دریا پر مارا تو دریا کو جنبش تک نہ ہوئی اور نہ اس نے پھٹکر بنی اسرائیل کو عبور کر جانے کا موقع دیا اس پر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی کی کہ اے موسیٰ تم ہمارے پیارے اور معزز پیغمبر جناب محمد مصطفیٰ ﷺ پر درود پڑھو جونہی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آپ پر درود پڑھ کر دریا پر عصا مارا حکم الٰہی سے دریا پاش پاش ہو گیا اور بنی اسرائیل بسہولیت عبور کر گئے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی بھیجی کہ اے موسیٰ میں نے تجھ میں دس ہزار کانوں کی قوت پیدا کی جب کہیں جا کر تو نے میرا دل لبھانے والا کلام سنا اور دس ہزار زبانیں تجھ میں پیدا کیں جب کہیں جا کر تو نے میری بات کا جواب دیا مگر باوجود اس کے تو میرے نزدیک زیادہ پیارا اور محبوب اسی وقت ہو سکتا ہے جب ہمارے حبیب محمد ﷺ پر اکثر اوقات درود پڑھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ایک بدخصلت مالدار شخص قضائے الٰہی سے فوت ہو گیا لیکن اس کو جناب نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنے کی محبت تھی اور ہر وقت آپ پر درود شریف بھیجا کرتا تھا قریب مرگ اس کا حال نہایت تنگ ہوا اور منہ سیاہ ہو گیا یہاں تک کہ اس کو دیکھنے والے ڈرتے تھے جب سکرات کی شدت ہوئی اس نے پکارا یا ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کو دوست رکھتا ہوں اور آپ پر بے حد درود شریف پڑھتا ہوں اس کی بات پوری نہیں ہونے پائی تھی کہ ایک چڑیا آسمان سے اُتری اور اس نے اپنے بازو اس کے چہرے پر مل دیئے اس کا چہرہ روشن اور نورانی ہو گیا اور اس کے جسم سے مُشک کی خوشبو آنے لگی اور کلمہ شہادت پڑھتا ہوا مر گیا۔ دفن کے وقت لوگوں نے آسمان سے ندا سُنی کہ اس کا درود اس کو قبر سے جنت میں لے گیا اور قبر میں سوا کفن کے کچھ نہیں ہے لوگوں کو تعجب ہوا رات کو اس نے خواب میں دیکھا کہ وہ درمیان زمین و آسمان کے پھر رہا

ہے اور یہ آیت ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی پڑھ رہا ہے۔ اللھم صل وسلم علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نماز اور دعا آسمان و زمین کے درمیان معلق رہتی ہے جب تک نماز اور دعا پڑھنے والا درود نہیں بھیجتا۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں حضرت رسالت مآب ﷺ نے ایک گروہ صحابہ میں فرمایا کہ ایک قوم میری اُمت میں ہوگی جس کو قیامت میں اللہ تبارک وتعالیٰ حکم دے گا کہ بہشت میں داخل ہو وہ لوگ حیران ہوں گے کہ جنت کا راستہ کون بتائے لوگوں نے پوچھا یارسول اللہ ﷺ وہ کون لوگ ہوں گے آپ نے ارشاد فرمایا جن کے سامنے میرا ذکر کیا گیا اور غفلت اور سہو کی وجہ سے انہوں نے مجھ پر درود شریف نہیں بھیجا اور فرمایا حضرت نے کہ جس نے مجھ پر تعظیماً درود بھیجا اللہ تعالیٰ اس درود سے ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے جس کا ایک پر مشرق میں اور دوسرا مغرب میں ہوتا ہے اور اس کے دونوں پاؤں ساتوں زمین کے نیچے ہوتے ہیں اور اس کی گردن عرش سے متصل ہوتی ہے۔ اور اللہ پاک اس فرشتے سے کہتا ہے کہ جس طرح میرے بندے نے درود میرے حبیب پر بھیجا ہے اسی طرح تو اس بندے پر درود بھیج اور وہ فرشتہ قیامت تک اس بندے پر درود بھیجا کرے گا۔
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے جو شخص اللہ کو دوست رکھتا ہے اور اکثر اس کو یاد کرتا ہے ثمرہ اس کا یہ ہے کہ اللہ اس کو اپنی رحمت اور بخشش میں یاد کرے گا اور انبیاء علیہم السلام کے ساتھ اسے جنت میں داخل کرے گا اور اپنے دیدار فیض آثار کی نعمت عطا کرے گا اور جو شخص نبی کریم ﷺ کو دوست رکھتا ہے اور اکثر آپ پر درود بھیجتا ہے ثمرہ اس کا یہ ہے کہ قیامت میں آپ اس کی شفاعت کریں گے اور جنت میں اُسے آپ کی صحبت حاصل ہوگی اور حضرت انس رضی اللہ عنہ

روایت کرتے ہیں کہ فرمایا جناب نبی کریم ﷺ نے جس نے میری سنت کو دوست رکھا اس نے مجھے دوست رکھا اور جس نے مجھے دوست رکھا وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا پس جو قیامت میں آپ کے دیدار بہار آثار کا طالب ہو اسے چاہیے کہ آپ سے محبت رکھے اور آپ کی محبت کی یہ علامت ہے کہ اتباع سنت کرے اور آپ پر اکثر درود بھیجا کرے اس لئے آپ نے فرمایا ہے جو شخص کسی سے محبت رکھتا ہے وہ اس کو زیادہ یاد کرتا ہے۔ الغرض فضائل و برکات درود شریف بکثرت ہیں جن کا بیان کرنا احاطہ تقریر سے باہر اور قلمبند کرنا احاطہ تحریر سے باہر ہے جس وقت منشائے ایزدی ہوا کہ حضرت آدم علیہ السلام وجود میں آویں تو حضرت صمدیت نے ملائکہ سے ارشاد فرمایا کہ ہم زمین پر اپنا ایک خلیفہ پیدا کرنے والے ہیں ملائکہ نے عرض کی الٰہی کیا آپ ایسی مخلوق پیدا کریں گے جو فساد کرے گی اور کشت و خون کرے گی اور ہم ہیں کہ آپ کی تسبیح و تقدیس کرتے ہیں قادر مطلق نے فرمایا کہ انی اعلم مالا تعلمون اے فرشتگان تمہیں معلوم نہیں کہ اسی آدم کی پشت سے ہم ایسا شہسوار وحدانیت پیدا کریں گے جس کے رکاب چومنے کو تم اپنا فخر سمجھو گے اور جس کی خاکپا کو حوران بہشتی سرمۂ چشم بنائیں گی ہم اس کو پیدا کریں گے جس کے خاطر تم کو اور کل موجودات کو ہم ظہور میں لائے ہیں ہم اس کو پیدا کریں گے جس کو ہم جانیں گے اور وہ ہم کو پہچانے گا۔

نظم

لکھا ہے کہ جسدم یہ ہوا عزم الٰہی	اپنے میں سے پیدا کریں اک نور کماہی
وہ نور دے اللہ کی قدرت پہ گواہی	میں خود ہوں شہنشاہ مگر دوں اسے شاہی

وہ جز تو ہمارا ہو مگر کل میں ہو شامل
خوشبو کی طرح گل سے الگ گل میں ہو شامل

مشتق کیا اللہ نے اس نور مبیں کو دیکھا نظر عشق سے رخسار حسیں کو
روشن کیا تقدیس سے انوار جبیں کو منقوش کیا اپنی محبت سے نگیں کو

موجد ہوا خود محو اس ایجاد پر اپنے
عاشق تھا خدا حسن خداداد پر اپنے

پیدا کیا اللہ نے اک پیڑ یقیں نام کیا اس شجر نور کی تعریف ہو ارقام
تھیں ٹہنیاں چار اس کی نہایت ہی خوش اندام ہر شاخ پہ تھا خامۂ قدرت نے کیا کام

سب برگ و ثمر نور کے ہر غنچۂ و گل نور
مثل شجر شمع سرطور تھا کُل نور

اس نور کو پھر صورت طاؤس بنایا موتی کے پر و بال دیئے خوب سجایا
لاکر شجر نور کی شاخوں پہ بٹھایا جب شاخوں کو طاؤس کا جلوہ نظر آیا

ہر شاخ جھکی سجدہ میں تعظیم کی خاطر
ہر برگ زباں بن گیا تسلیم کی خاطر

نیرنگی طاؤس کا دلکش تھا نظارا تھا عالم قدسی میں ہر ایک آنکھ کو پیارا
وہ روح فزا نغمہ و آہنگ دل آرا یوں غیب کے گلزار میں وہ مور جھنگارا

سبحان لک الحمد تو ہی پاک خدا ہے
بے مثل ہے واحد ہے ہر اک شے سے جدا ہے

اب صفت صانع نے اک آئینہ بنایا اُس نور کو وہ حسن خداداد دکھایا
اپنا رُخ پرُنور جو اس کو نظر آیا افراط حیا مندی سے سر اپنا جھکایا

خورشید کے چشمے سے ٹپکنے لگی شبنم
وہ عارض گلرنگ سے ہوا سب نم

سر پر سے پسینہ جو بہا اس سے ہوا کیا — ان نور کے قطروں سے فرشتے ہوئے پیدا
چہرہ کے پسینہ نے کیا حُسن دوبالا — پیدا ہوئے لوح و قلم و عرش معلی

مہر و مہ و اختر انہیں قطروں سے ہیں روشن
اجرام منور انہیں قطروں سے ہیں روشن

سینہ کے پسینہ نے دکھایا تھا یہ عالم — پیدا ہوئے اس سے ہی رسولان معظم
ابرو کے جو قطرہ تھے وہ جوہر سے نہ تھے کم — تھے باعث ایجاد شہیدانؓ بقا دم

کل ارض و سما کا یہی قطرہ سبب تھا
صدقہ۔ قدم پاک محمدؐ کا یہ سب تھا

چاروں طرف اس نور خدا نے جو نظر کی — اک۔روشنی پائی گئی ہمرنگ سحر کی
اس روشنی کے راز سے یوں حق نے خبر کی — ہے چاروں طرف دھوم ترے فرد ظفر کی

یہ چار ترے یار ہیں یا آل عبا ہیں
ہر دم جو ترے نام مبارک پہ فدا ہیں

ان چاروں سے زینت تجھے ہوجائے گی پیارے — تو شمس و قمران میں ہے یہ چار ستارے
جو راز فراہم ہیں تری ذات میں سارے — اس راز کے سمجھیں گے یہی چار اشارے

تو مصحف دلیلیں ہے یہ آیات مبیں ہیں
یہ پارۂ قرآں میں جدا تجھ سے نہیں ہیں

اب روح امیں کو یہ ہوا حکم الٰہی — لے آ دز میں پر سے ابھی تھوڑی سی مٹی
مٹی سے دکھائیں گے تمہیں حکمتیں اپنی — اک شکل بنائیں گے جو ہو ہو بہو ایسی

تصویر و مصور کو نہ پہچان سکو تم
معبود کو اور عبد کو حیرت سے تکو تم

یہ سنتے ہی جبریل اُتر آئے زمیں پر کعبہ میں سے کچھ خاک گئے عرش پہ لے کر
اس خاک سے حضرت کا بنا جسم مطہر اللہ نے نور اپنا بھرا خاک کے اندر

ہر کنگرۂ عرش پہ تاباں رہا وہ نور
یوں عالم باطن میں نمایاں رہا وہ نور

جب حضرت آدم علیہ السلام بہ حکم ربانی سلسلہ حیات میں آئے تو ملائکہ کو ارشاد ہوا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کریں تعمیل حکم میں کُل فرشتگان سر بسجود ہوئے لیکن ابلیس نے زعم انانیت میں انکار کیا جس کی سزا اس کو یہ ملی کہ ابلیس جیسے عالم و عابد مقرب بارگاہ کے گلے میں۔ انك رجیم۔ کا طوق ڈالا گیا اس پر ابلیس نے درخواست کی کہ اس کو مہلت دی جائے اور اس طلب مہلت سے اس کا مدعا یہ تھا کہ یہ آدم جس کی خلقت اس کی رسوائی کا موجب ہوئی اس کے اور اس کی اولاد کے تخریب کا در پے ہو ابلیس کی یہ التجا قبول ہوئی اور اس نے اسی وقت سے اپنا دام تذویر بچھانا شروع کیا یہاں تک کہ وہ حضرت آدم علیہ السلام سے نافرمانی کا ارتکاب کرا کے رہا اب خدا کے سامنے دو خاطی موجود تھے ایک تو ابلیس دوسرے حضرت آدم علیہ السلام ان دونوں کے قصوروں کو دیکھا جائے تو ایک سے نظر آتے ہیں دونوں نے خدا کی مخالفت کی مگر ذرا غور سے دیکھیں تو ان کی حالتوں میں فرق ہے اور بہت بڑا فرق ہے فرشتوں کا سجدہ آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ تھا وہ سجدہ نور احمدی کو تھا اور خدا کی غیرت یہ نہ دیکھ سکی کہ ایک فرشتہ خواہ وہ کیسا ہی مقرب بارگاہ کیوں نہ ہو اس کے حبیب کی تکریم سے انکار کرے شیطان لعین خداوند کریم اور اس کے حبیب پاک دونوں کا قصور وار تھا اس لئے مقہور ازلی ہوا لیکن حضرت آدم علیہ السلام کا

قصور خدا اور ان کے درمیان تھا اور خدا نے اپنے حبیب کے خاطر اس کو معاف کیا۔

نظم

اے خدا دمبدم درود و سلام — اپنے پیارے نبی پہ بھیج مدام
وہ نبی جو شفیع کل ٹھہرے — سید اور خاتم الرسل ٹھہرے
جس نے اُن کا وسیلہ پایا ہے — اس کے سر پہ خدا کا سایا ہے
روئے صدہا برس تلک آدم — نہ ہوا پر عتاب مولیٰ کم
دل سے جب مصطفیٰ کا نام لیا — رحمت حق نے آکے تھام لیا
گرشمار آج تک ہوں آدم سے — لاکھوں اُن کے سبب چھٹے غم سے
وہ حبیب خدا جدھر ہو جائے — رحمت حق کا رُخ ادھر ہو جائے
اُس نبی پر ہوں بار بار سلام — پہنچیں ہر پل میں سو ہزار سلام

روایت ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام نے خدا کی نافرمانی کی یعنی منع کیے ہوئے درخت کو بھول کر کھا لیا تو اُن کے حال زار پر جنت کی ہر چیز روئی اور نہ روئے تو سونا چاندی۔ خداوند کریم نے اُن پر وحی بھیجی تم آدم کے حال پر کیوں نہ روئے کہا الٰہی ہم اس شخص پر کیوں روئیں جو تیرے حکم کی مخالفت کرے فرمایا مجھے اپنے عزت و جلال کی قسم تم دونوں کو ہر چیز کی قیمت قرار دوں گا اور بنی آدم کو تمہارا خادم اور دست نگر بنا دوں گا ایک دن حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت آدم علیہ السلام کے بارے میں بہت کچھ فکر کر کے کہا الٰہی تو نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور خاص دست قدرت سے بنایا پھر ایک ذرا سی لغزش کی وجہ سے اسے معصیت کے ساتھ مشہور کر دیا اور گناہ کا بدنما دھبہ اس کے شفاف چہرہ پر لگا دیا اور کہاں تک اس کی توقیر کی کہ اپنے مقرب و معزز فرشتوں سے اُسے

سجدہ کرایا خدا تعالیٰ نے اُن پر وحی بھیجی کہ اے ابراہیم کیا تمہیں معلوم نہیں کہ حبیب کو حبیب کی مخالفت کرنا ایک بڑی کڑی بات اور غضبناک امر ہے جب حضرت آدم علیہ السلام جنت کے درخت سے منع کیے گئے تو آپ نے اُسے اپنے تخت کے قریب پا کر تخت کو حکم فرمایا کہ اے تخت یہاں سے اُڑ چل چنانچہ آپ کا تخت ہزار سال تک برابر اُڑتا رہا مگر جب اُترا تو دیکھتے ہیں وہی درخت تخت کے قریب کھڑا ہے اس پر حضرت آدم علیہ السلام نے کہا الٰہی آپ ہی نے تو اس درخت سے منع فرمایا اور پھر خود ہی اُسے میرے پاس بھی کر دیا فرمایا آدم اگر میں رحمت کو معصیت کے قریب نہ رکھتا تو بیشک میں تیرے تخت کو اس منع کیے ہوئے درخت کے نیچے نہ رکھتا پھر جب حضرت آدم علیہ السلام جنت سے اُتار دیئے گئے تو آپ کے پاس جبرئیل علیہ السلام دو سُرخ بیل لے کر آئے جن کے ذریعہ سے آپ نے کھیتی کی ہل پھرانے میں ایک روز بیلوں پر غصہ آیا اور آپ انہیں مار بیٹھے بیل گویا ہوئے کہ اے آدم ہمیں کیوں مارتا ہے کہا اس واسطے کہ تم میرے حکم کی مخالفت کرتے ہو کہا اگر یہی بات ہے تو جب تو نے منع کیے ہوئے درخت کے کھانے میں اپنے رب کی مخالفت کی تو اُس نے تجھے کیوں عذاب میں مبتلا نہ کیا اس پر حضرت آدم علیہ السلام نے گریہ و زاری شروع کی اور کہنے لگے الٰہی مجھے ہر چیز عار و غیرت دلاتی ہے یہاں تک کہ بیل چنانچہ اللہ تعالیٰ نے گائے بیل کی زبان سے گویائی سلب کر لی اور قیامت تک انہیں گونگا کر دیا اور یوں بھی آیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے توبہ مقبول ہونے کے بعد جناب الٰہی میں عرض کی کہ جناب عالی آپ نے مجھے جنت میں کیوں نہ معاف کر دیا فرمایا اگر جنت ہی میں تیری خطا بخشی جاتی تو مغفرت کے ساتھ میرا اکرم و جود کسی شخص کے لئے ظاہر نہ ہوتا لیکن مجھے منظور ہوا کہ تو دنیا میں جا کر ہزار ہا گناہوں کی پوٹ باندھ کر میرے عظمت و

جلال کے دربار میں آئے اور میں انہیں بخش کر اپنے کرم وجود کو ظاہر کروں اور منقول ہے کہ جب آدم علیہ السلام آسمان سے اتار دیئے گئے تو اپنے گناہ پر زار وقطار رو کر کہا الٰہی اگر میں تیری جناب میں توبہ کروں اور شائستہ خدمت بجالاؤں تو کیا تو میری توبہ قبول فرمائے گا خداوند تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ اے آدم میں نے آسمان زمین کو پیدا کرنے سے پہلے اپنے عرش پر لکھ چھوڑا ہے کہ وانی لغفار لمن تاب میں توبہ کرنے والے کو بخش دیتا ہوں اے آدم میں توبہ کرنے والوں کا ایسے حال میں حشر کروں گا کہ وہ ہنستے اور خوشیاں مناتے ہوں گے پس ان کی دعا میری بارگاہ میں قبولیت کا شرف رکھتی ہے اکثر مفسروں کا قول ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے لئے تمام فرشتوں کو سجدہ کا حکم ہوا تھا بعض کہتے ہیں کہ صرف زمین ہی کے فرشتوں کو حکم ہوا تھا اور حضرت وہب رضی اللہ عنہ سے یہ بھی منقول ہے کہ درخت کے کھانے سے قبل آدم و حوا کا لباس نور کا تھا۔ ابن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ان کا لباس نہایت خوشبودار تھا اور یہ بھی ایک روایت میں آیا ہے کہ سب سے اول جس نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ تحیہ کیا وہ اسرافیل ہیں۔ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ اپنے تذکرہ میں لکھتے ہیں کہ اسرافیل کا نام عربی میں عبدالرحمٰن ہے جس کے صلہ میں خداوند تعالیٰ نے ان پر یہ احسان واکرام فرمایا کہ اُن کی دونوں آنکھوں کے درمیان قرآن لکھا تو جب مخلوق کے لئے ایک سجدہ کرنے پر یہ احسان واکرام ہے تو اس شخص پر کس درجہ احسانات ہوں گے جو خاص خدا کے واسطے عبادت کے طور پر سجدے کرے گا اس کے دل میں معرفت وایمان نہ لکھے جائیں گے؟ جب بندہ سجدہ کرتا ہے تو شیطان لعین کہتا ہے واویلا ابن آدم کو سجدہ کا حکم ہوا اور وہ سجدہ کر کے جنت کا مالک بن گیا مجھے سجدہ کا حکم ہوا اور میں نے سجدہ نہ کر کے دوزخ میں پڑنے کا استحقاق حاصل کیا۔ نووی تہذیب الاسماء واللغات میں ابلیس کے بارہ میں لکھتے

ہیں علماء کا قدیم سے اختلاف چلا آتا ہے کہ ابلیس فرشتوں میں ہے یا نہیں مگر صحیح بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ وہ فرشتوں میں سے ہے کیونکہ کسی نقل سے ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت آدم علیہ السلام کے سجدہ کے لئے فرشتوں کے علاوہ کسی اور کو بھی حکم ہوا تھا۔ صاحب کشاف کہتے ہیں کہ شیطان کو اتنی مدت تک مہلت دینے میں بندوں کا امتحان لینا منظور ہے کہ دیکھیں یہ اس کی مخالفت کرتے ہیں یا موافقت اور شیطان لعین کی مخالفت میں بہت بڑے ثواب ملنے کی امید ہے۔ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ آیۃ الا ابلیس کان من الجن کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ جن بھی فرشتوں میں ایک گروہ تھا جو فرشتوں کی نظروں سے پوشیدہ رہتا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ کل فرشتے جن ہیں اور انہیں اس واسطے جن کہا گیا کہ لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ رہتے ہیں جیسا کہ خود خدا تعالیٰ مشرکین مکہ کے قول کی حکایت نقل کرتا ہے وجعلوا بینہ وبین الجنة نسبا یہاں جن سے بالاتفاق فرشتے مراد ہیں بعض سست اعتقاد لوگ کہتے ہیں کہ خدا نے شیطان کو کیوں مہلت دی کہ وہ بنی نوع انسان کی تخریب کے قابل ہوا خداوند کریم کو اس میں بھی اپنی قدرت وجلال دکھانا منظور تھا اور دنیا پر یہ عیاں کرنا تھا کہ انسان شیطان پر کیونکر فتح حاصل کرتا ہے وہی شیطان جو حضرت آدم علیہ السلام کو بہشت سے نکلتے دیکھ کر شادمان ہوا تھا اسی شیطان لعین نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ حبیب خدا محمد مجتبیٰ علیہ التحیۃ والثناء براق پر سوار جبرئیل ہمرکاب ملائکہ جلوس بردار فردوس بریں وحور وقصور مرحبا گویاں حضرت صمدیت میں داخل ہوئے معراج کیا تھی اسلام کی فتح تھی شیطان لعین پر اور تصدیق تھی خداوند جل وعلی کے قول کی کہ انی اعلم مالا تعلمون۔

نظم

واللیل ثنائے ایست زگیسوے محمدؐ — والشمس بوصف رُخ نیکوے محمدؐ

میکال شدہ غاشیہ بردار جنابش — جبرئیل گدائے بسر کوئے محمدؐ

در دیدۂ او ذرہ نماید ید بیضا — دید آنکہ یکے جلوۂ از روے محمدؐ

لاریب بود مظہر انوار الٰہی — ہر کس کہ بدیدہ رُخ نیکوئے محمدؐ

شد بدر منور ز جمال رخ پاکش — شرمندہ ہلال از خم ابروے محمدؐ

نرگس شدہ حیراں زتماشائے دو چشمش — سرویست فدا برقد دلجوے محمدؐ

از دست مبارک شدہ مہتاب دوپارہ — زاعجاز بہ بیں قوت بازوے محمدؐ

انساں نتوا ندکہ کند وصف جمالش — حق گشت چو مداح و ثنا گوے محمدؐ

ایں ہم بےادبی ہست کہ بزمی بنمودانست — نسبت بکف پائے سگ کوئے محمدؐ

معراج کے بعد گویا شیطان کو مہلت ثانی ملی اور وہ اس وقت تک برابر اپنے فتنہ وفساد کے برپا کرنے میں مصروف ہے لیکن ایک دن اور اس کی مایوسی کا اسے درپیش ہے وہ دن روز جزا کا ہے شیطان لعین اس دن اس خوشی میں ہوگا کہ میں نے اُمت محمدی کو کہیں کا نہیں رکھا دیکھیں آج ان کا کیا حشر ہوتا ہے اس کو یقین ہوگا کہ ان گنہگاروں کے واسطے سوائے دوزخ کے اور کوئی ٹھکانا نہ ہوگا لیکن اس کی ساری شیخی خاک میں مل جائے گی جبکہ عرصہ قیامت میں وہ گنہگاروں کا شفیع سربسجود ہو کر ہماری بخشش کا طالب ہوگا اور سر نہ اٹھائے گا جب تک کہ ہم جیسے سیاہ کاروں کی معافی حاصل کر کے اپنے دست شفقت سے ہمیں جنت میں داخل کرنے کی پروانگی نہ لے گا روحی فداک یارسول اللہ اس دن شیطان لعین نبی اُمی کی شان کو دیکھے گا اور وسعت رحمتی کل شئی کے روز کو محسوس کرے گا اور

ہمیشہ کے لئے شرمندہ ہو کر قعر دوزخ میں اپنے روے سیاہ کو چھپائے گا۔

رہا خدشہ گنہگاروں کو اب کیا روز محشر کا — محافظ احمد مختار ہے اُمت کے دفتر کا

محمد مصطفیٰ فخر بشر سلطان مرسل ہے — وہی شافع ہے اُمت کا وہی ساقی ہے کوثر کا

ادا ہو کس زباں سے شکر اس خلاق اکبر کا — بنایا اُمتی اس نے ہمیں ایسے پیمبر کا

بتاؤں ہمدمو کیا مرتبہ اس شاہ کے در کا — کہ ہو روح الامیں سا پاسباں جس جائے اطہر کا

نکیرین آ کے مرقد میں جو پوچھیں گے تو کہہ دوں گا — میں بندہ ہوں خدا کا اور ہوں شیدا پیمبر کا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کا پیدا کرنا زمین کو پست آسمانوں کو اونچا کرنا چاہا تو اس نے اپنے نور کی ایک مٹھی بھر کر فرمایا اے نور تو میرا حبیب محمدؐ بن جا چنانچہ وہ نور حضرت آدم علیہ السلام کے پیدا ہونے سے پانچ سو برس پیشتر عرش الٰہی کے اردگرد طواف کرتا رہا اثنائے طواف میں اس سے یہ صدا پیدا ہوئی الحمد للہ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا اسی لئے میں نے تیرا نام محمد رکھا ہے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ پھر اللہ تعالیٰ نے نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے آدم علیہ السلام کا نور پیدا کیا اور حضرت آدم علیہ السلام کے پتلے کی مٹی سے جناب محمد ﷺ کا جسم لطیف پیدا کیا پھر نور محمدی ﷺ، حضرت آدم علیہ السلام کی پشت مبارک میں رکھا جب وہ نور اقدس حضرت آدم علیہ السلام کی پشت مبارک میں آیا تو فرشتے اس کی زیارت سے بہرہ اندوز ہونے کی غرض سے حضرت آدم علیہ السلام کی پشت کی جانب صفیں باندھ کر کھڑے ہو گئے۔ حضرت آدم علیہ السلام حیرت میں آ کر دریافت کرنے لگے الٰہی ان فرشتوں کو کیا ہوا کہ میری پُشت کی جانب صف بستہ کھڑے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ یہ نور محمدی ﷺ کو تیری پشت میں دیکھ کر اس کے آگے صف بستہ کھڑے ہوتے ہیں تب حضرت آدم علیہ السلام نے درگاہِ رب العزت میں عرض کیا الٰہی تو اسے میری پیشانی میں منتقل کر دے چنانچہ

اللہ تعالیٰ نے اس جگمگاتے نور کو حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی میں منتقل کر دیا جب وہ نور حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی میں آ گیا تو فرشتے اس کے آگے صف بستہ کھڑے ہو گئے اب حضرت آدم علیہ السلام کے دل میں اس نور کے دیکھنے کا شوق پیدا ہوا اور اشتیاق کی آگ سینہ میں شعلہ زن ہوئی بیتابانہ شوق کے ساتھ جناب الٰہی میں عرض کی کہ یاخدایا اپنے حبیب پاک ﷺ کے نور کو میرے بدن کے کسی ایسے حصہ میں منتقل کر دے جس کی میں بھی زیارت کر سکوں۔ حق تعالیٰ نے نور محمدی کو ان کی کلمہ شہادت کی انگلی میں منتقل کر دیا۔ حضرت آدم علیہ السلام کی جب اس مبارک نور پر نظر پڑی اسی وقت انگشت شہادت بلند کر کے فرمایا اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمد رسول اللہ ۔ جب حضرت آدم علیہ السلام معصیت الٰہی کی وجہ سے زمین پر اُتارے گئے تو نور محمدی پشت کی جانب منتقل ہو کر چلا آیا اور جب اللہ تعالیٰ عزاسمہ نے حضرت آدم و حوا علیہما السلام کو عرفات کے میدان میں ملا دیا اور ان کی اس مقام پر یکجائی ہوئی تو اللہ پاک نے جنت کی ایک نہر رواں کی جس میں آدم علیہ السلام نے غسل کیا مگر جب حوا سے ہم بستر ہوئے تو وہ نور ان کی پشت سے منتقل ہو کر حضرت حوا کی پیشانی میں جگمگ جگمگ کرنے لگا اور پھر اس زمانہ سے لے کر آخری زمانہ تک یوں ہی ایک پشت سے لے کر دوسری پشت کی طرف اور ایک پاک اور ستھرے شکم سے دوسرے شکم کی طرف منتقل ہوتا رہا یہاں تک کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پشت میں آ کر ٹھہرا اور پھر وہ نور محمدی ﷺ اسی طرح منتقل ہوتا ہوا عبدالمطلب کی پشت میں جلوہ افروز ہوا پھر عبدالمطلب نے اپنے فرزند عبداللہ کی شادی بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا سے کی اور یہ عقد رجب کے مہینہ میں جمعہ کی شب کو منعقد ہوا تو وہ نور محمدی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے منتقل ہو کر شکم حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا میں آ گیا۔

نظم

اے خدا دمبدم درود و سلام
اپنے پیارے نبی پہ بھیج مدام

وہ شریف النسب وہ عالی جاہ
فخر کونین ابن عبداللہ

وہ نبی جو کہ فخر عالم ہے
درۃ التاج نسل آدم ہے

پہنچا آدم سے تابہ عبداللہ
نقل ہوتا ہوا وہ نور الہ

عمدہ انساب میں ظہور کیا
پاک اصلاب میں عبور کیا

کس نے اجداد پائی ایسے حسیب
ایک سے ایک ہیں اصیل و نجیب

سب کے سب آفتاب ہیں گویا
خلق کے انتخاب ہیں گویا

نسل حضرت کی پاک ہے ایسی
سچے موتی کی آب ہو جیسی

اُس نبی پہ ہوں بار بار سلام
پہنچیں ہر پل میں سو ہزار سلام

ابن عباس رضی اللہ عنہما ارشاد فرماتے ہیں کہ جس رات نور محمدی ﷺ شکم آمنہ میں منتقل ہوا تو قریش کا کوئی چوپایہ ایسا باقی نہیں رہا جو اس رات نہ بولا ہو ہر ایک جانور نے بآواز بلند کہا رب کعبہ کی قسم آج محمد کا پیٹ رہا اور مشرقی افق کا چمکتا ہوا تارا برِج آمنہ میں منتقل ہو کر آیا وہ دنیا کا پشت پناہ اور اہل دنیا کا روشن چراغ ہے۔

مرغان چمن بہر صباحے
خوانند ترا با صطلاحے

اسی سعادت اندوز رات میں ابلیس لعنۃ اللہ الی یوم القیامۃ ابوقبیس کی پہاڑی کے قلعہ پر کھڑا ہو کر ایک نہایت دردناک آواز کے ساتھ چیخا اس کی چیخ سے تمام شیاطین جمع ہو گئے اور تسلی کے لہجہ میں کہنے لگے تجھے ایسا کونسا صدمہ پہنچا ہے جس سے یہ بیتابانہ چیخ اور ہولناک آواز پیدا ہوئی اس نے درد بھری آواز

سے کہا آج بطن آمنہ میں محمد ﷺ پیغمبر آخرالزمان کا حمل ٹھہر گیا ہے جسے اللہ تعالیٰ سیف قاطع کے ساتھ مبعوث کرے گا وہ تمام ادیان سابقہ اور ملل سالفہ کو منسوخ کر دے گا اور پیشتر کے تمام احکام میٹ دے گا بتوں کو توڑ کر ریزہ ریزہ کر دے گا۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے جناب محمد ﷺ کو پیدا کرنا چاہا تو جنت کے دربان رضوان کو حکم فرمایا کہ آج کی رات فردوس کے تمام دروازے چوپٹ کھولدے جائیں اور ایک منادی ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں میں بآواز بلند پکارے کہ اے ساکنانِ آسمان اور اے ساکنان زمین ہوشیار ہو جاؤ کہ جو نور مخزون اور پوشیدہ تھا اس رات میں اپنی ماں کے پیٹ میں جا ٹھہرا۔ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سات سالانہ بچہ تھا ایک یہودی کو میں نے دیکھا کہ وہ مدینہ (منورہ زاد اللہ شرفاً وتعظیماً) کی گلیوں میں پکارتا پھرتا ہے اے یہود کے گروہ آج رات کو جناب محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ستارے نے طلوع کیا۔

صَلٰوتُ اللّٰہِ سَلَامُ اللّٰہِ عَلٰی مَنْ خَیْرِ خَلْقِ اللّٰہِ
ھُوَالْمُرْسَلُ اِلَی الْمَخْلُوْقِ وَ جَاھِدَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ

نظم

اے خدا دم بدم درود و سلام — اپنے پیارے نبی پہ بھیج مدام
وہ نبی جس کا مدتوں تک نور — عالم قدس میں رہا معمور
تھا کبھی ساق عرش پر روشن — اور کبھی لوح پر تھا نور افگن
پھر وہ نور آیا پشت آدم میں — اتری رحمت خدا کی عالم میں
صلب آدم سے پھر ہوا جو نزول — کیا ارحام طیبہ نے قبول

جس بدن میں وہ نور اترتا تھا   جلوۂ حق ظہور کرتا تھا
اب زمانہ ظہور کا آیا   آمنہ تک خدا نے پہنچایا
پہنچا برج حمل میں مہر منیر   ناف غنچہ میں گل ہوا جاگیر
سچا موتی صدف میں آ ٹھہرا   چاند بیت الشرف میں آ ٹھہرا
اُس نبی پر ہوں بار بار سلام   پہنچیں ہر پل میں سو ہزار سلام

حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں مجھے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا حمل بالکل محسوس نہ ہوا یعنی مجھ کو اسبات کا علم نہ تھا کہ میں پیٹ سے ہوں کیونکہ مجھے نہ کوئی بوجھ معلوم ہوا جیسا کہ اکثر حاملہ عورتوں کو معلوم ہوتا ہے نہ کسی عمدہ اور لذیذ چیز کھانے کی طرف رغبت پیدا ہوئی جیسا کہ حاملہ عورتوں کو معلوم ہوا کرتی ہے ہاں اتنی بات ضرور تھی کہ میرا حیض بند ہو گیا تھا غرضیکہ میں ابھی پیٹ سے ہی تھی دیکھتی ہوں کہ ایک نور سامنے کی جانب سے چمکا جس نے تمام مشرق و مغرب کو نورانی اور چمکیلا بنا دیا حتیٰ کہ مجھ کو بصرے کے عالی شان محل اور ملک شام کی عمارتیں نظر پڑیں جب مجھے پہلا مہینہ لگا تو میں نے خواب میں ایک دراز قد آدمی دیکھا جس نے بڑی تشفی کے لہجہ میں کہا آمنہ تجھے بشارت ہو کہ تجھے پیغمبروں کے سردار کا پیٹ ہے میں نے اس سے دریافت کیا کہ آپ کون ہیں کہا میں اس کا باپ آدم علیہ السلام ہوں اور جب دوسرا مہینہ شروع ہوا تو ایک نورانی شکل کے آدمی نے کہا آمنہ تجھے خوش ہونا چاہیے کہ تو ایک بزرگ اور معزز نبی کو پیٹ میں لیے ہوئے ہے میں نے کہا آپ کا نام کیا ہے کہا مجھے شیث علیہ السلام کہتے ہیں اور جب تیسرا مہینہ لگا تو ایک اور شخص نے آ کر کہا تجھے بشارت ہو کہ اگلے پچھلے پیغمبروں کا سردار تیرے پیٹ میں ہے میں نے کہا آپ کون ہیں کہا نوح علیہ السلام آدم ثانی چوتھے مہینے میں ایک اور بزرگ نے آ کر کہا آمنہ مبارک ہو تو بزرگ سردار اور پاکدامن

پیغمبر کے ساتھ حاملہ ہے میں نے اُن سے اُن کا نام دریافت کیا تو ادریس علیہ السلام بتایا اور جب چار مہینے پورے ہو گئے تو پانچویں مہینے میں ایک اور معزز شخص کو خواب میں دیکھا کہ وہ کہہ رہا ہے مبارک مبارک تیرے پیٹ میں سید البشر ہے میں نے کہا آپ کا نام کہا ہود علیہ السلام پھر چھٹے مہینے میں ایک شخص نے آ کر کہا آمنہ تجھے خوش ہونا چاہیے کہ تو نبی ہاشمی کو پیٹ میں رکھتی ہے میں نے اُن کا نام دریافت کیا تو ابراہیم بتایا ساتواں مہینہ لگا تو ایک اور مقدس صورت پر نظر پڑی جو کھڑے ہوئے کہہ رہے تھے مبارک ہو تیرے پیٹ میں ایک ایسا مکرم ومحترم بچہ ہے جسے رب العالمین دوست رکھتا ہے میں نے کہا آپ کون ہیں کہا اسمٰعیل علیہ السلام اور انہیں ایام میں شاہ کسریٰ کا محل شق ہو گیا اور اس کے چودہ کنگرے گر پڑے جب آٹھواں مہینہ لگا تو ایک شخص نے کہا آمنہ تجھے مبارک بشارت ہو کیونکہ تجھے خاتم النبیین پیغمبر کا حمل ہے میں نے کہا آپ کا کیا نام ہے؟ کہا میں موسیٰ علیہ السلام ہوں۔ کہتی ہیں کہ اسی مہینہ میں فارس کی آگ جو سالہا سال سے بھڑک رہی تھی خودبخود سرد پڑ گئی اور جب مجھے آٹھ مہینے کامل ہو کر نواں مہینہ شروع ہوا تو پھر ایک شخص نے آ کر کہا۔ تجھے مبارک ہو تو محمد ﷺ کے ساتھ حاملہ ہے میں نے کہا آپ کون ہیں کہا عیسیٰ ابن مریم اور اس مہینہ میں کسریٰ کے سر سے تاج گر پڑا۔

نظم

اے خدا دمبدم درود و سلام اپنے پیارے نبی پہ بھیج مدام
وہ نبی مظہر ذات کمال جس سے ظاہر ہوا خدا کا جلال
جب قدم آئے اس شہہ دیں کے رنگ فق ہو گئے سلاطیں کے
آئے جب وہ حبیب سبحانی دب گئی سب کی شان سلطانی

ہو گئے بے نور بادشہ سارے چاند کے آگے جس طرح تارے

ہو اگر بادشاہ ہفت اقلیم وہ بھی دے جھک کے آپ کی تعظیم

ایسا حضرت کا دبدبہ چھایا قصر کسریٰ میں زلزلہ آیا

نورِ احمد کی جب تجلی ہو کیوں عجم کی نہ آگ ٹھنڈی ہو

کیوں نہ بت سر کے بل الٹ جائیں ایسے جب شاہ بت شکن آئیں

اس نبی پر ہوں بار بار سلام پہنچیں ہر پل میں سو ہزار سلام

حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب ولادت کی رات آئی وہ شب دوشنبہ تھی اور فجر کے پھوٹنے کا وقت تھا اور بعضے کہتے ہیں شب جمعہ تھی تو میں نے ایک مختصری جماعت کو آسمان سے اُترتے دیکھا جن کے ساتھ تین بڑے عالی شان اور سفید جھنڈے تھے۔ انہوں نے ایک جھنڈا تو کعبہ کی چھت پر نصب کیا اور ایک میرے گھر کے صحن میں نصب کر دیا اور ایک جو باقی رہا اسے بیت المقدس کی چھت پر نصب کر دیا اس سہاونی رات میں آسمان کے تارے جھک جھک کر میرے قریب ہوتے تھے جس سے خیال ہوتا تھا کہ کوئی دم میں مجھ پر گرے پڑتے ہیں میں نے دیکھا کہ تاروں نے اپنی روشنی سے تمام دنیا کو نور سے بھر دیا ہے۔ آسمان کے تمام دروازے کھل گئے اور میرے گھر میں بہت سے پرند جانور جن کی خوبصورت چونچ زبرجد کی اور پر بیش قیمت یاقوت کے تھے آ کر بیٹھے میں نے دیکھا کہ نہایت عمدہ اور وزنی دیباج کا بچھونا آسمان و زمین کے درمیان بچھا ہوا ہے اور اس پر ایک نورانی چادر اس سرے سے لے کر اُس سرے تک تنی ہوئی ہے میں نے چند مردوں کو ہوا میں اُڑتے دیکھا جو ہاتھوں میں چاندی کے آفتابے جن میں سونے کی زنجیریں پڑی ہوئی تھیں لئے ہوئے تھے چونکہ میں اس وقت پیاس کے مارے بیتاب تھی لہٰذا اُن آفتابوں میں سے ایک آفتاب سے میں نے خوشگوار

اور شیریں پانی پیا میں اس وقت اپنے رنج وفکر میں ڈوبی ہوئی تھی اور تنہائی کی وجہ سے میرا دل گھبرا رہا تھا کہ دفعتاً چند عورتیں حسین دیکھیں ان جیسی اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھی تھیں اس وقت مشرق و مغرب کی درمیانی تمام چیزوں کو میرے لئے چمکیلا بنا دیا پھر مجھے دردِ زہ اُٹھا جس نے سخت بے چین کر دیا اسی وقت ایک جسم خوبصورت مرغ آیا اور میرے پیٹ پر اپنے پروں کو آہستہ آہستہ ملنا شروع کر دیا تو میں نے محمد ﷺ کو سیدھا جنا یعنی جس طرح عام مولود سر نیچا اور پاؤں اوپر کر کے منکوس پیدا ہوتے ہیں جناب نبی کریم ﷺ اس طرح پیدا ہوئے کہ آپ نے پہلے اپنے بزرگ قدم بساط دنیا پر رکھے اس میں اس طرف اشارہ تھا کہ آپ خدا کی حدود اور اس کے باندھے ہوئے قاعدوں پر ہمیشہ قائم اور ثابت قدم رہیں گے اس طرح شان احمدی کی ابتدا ہوئی اور دنیا میں برابر یہ سلسلہ انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ جلوہ نما ہوتا چلا آیا یہاں تک کہ اب وہ وقت آیا کہ خود ذات بابرکات محمدی صفحہ ہستی پر جلوہ گر ہو کر نور الٰہی سے دنیا کے فسق و فجور کی ظلمت کو پراگندہ کرے وقل جاء الحق و زهق الباطل ان الباطل كان زهوقا۔ پس آپ ﷺ تولد ہوئے اور نہایت فصیح زبان سے فرمایا الله اکبر الله اکبر الحمد لله رب العالمين۔

سن کے ذکر مولد خیر الانام چاہیے ادب سے کرنا قیام

نظم

مرحبا اے مرحبا اے مرحبا آپ اس عالم میں آئے مرحبا

مرحبا اے فخر عالم مرحبا سید اولاد آدم مرحبا

مرحبا اے رحمتہ للعالمین مرحبا سلطان ختم المرسلین

مرحبا اے حضرت خیرالانام کیجئے مقبول اُمت کا سلام

نظم

واہ کیا بدرالدجیٰ پیدا ہوئے واہ کیا شمس الضحیٰ پیدا ہوئے
جن کی پیدائش سے سب ارض وسما پیدا ہوئے آج وہ مہر ضیا پیدا ہوئے
ہوگیا باعث سے جن کے آدم وحوا کو فخر آج وہ سردار جملہ انبیاء پیدا ہوئے
حشر کے دن امت عاصی کو جو بخشائیں گے یہ وہی تو شافع روز جزا پیدا ہوئے
جن کے باعث سے ہوئے تخت شیاطیں سرنگوں آج وہ نور خدا نور خدا پیدا ہوئے
نام نامی جن کا احمد اور محمد مصطفیٰ آج وہ صل علیٰ صل علیٰ پیدا ہوئے
جن کی کی توصیف ہے اللہ نے قرآن میں آج وہ نام خدا نام خدا پیدا ہوئے

سلام

السلام اے صاحب خلق عظیم السلام اے معدن لطف عمیم
السلام اے سرور عالی جناب السلام اے شافع یوم الحساب
السلام اے مقتداء مرسلین السلام اے رحمۃ للعالمین
السلام اے پیشوائے انبیاء السلام اے پس رو تو اولیاء
السلام اے صیقل مرآت دل السلام اے کاشف ہر غش وغل
السلام اے روئے تو بدر منیر السلام اے بوئے تو مشک وعبیر
السلام اے درگہت دارالامان السلام اے خاتم پیغمبران
السلام اے کور چشمان را دلیل السلام اے صاحب خلق جمیل
السلام اے جلوہ گر در سینہ ام السلام اے مصقل آئینہ ام
السلام اے ذکر تو ایمان من السلام اے فکر تو درمان من

السلام اے نام تو ورد زباں — السلام اے حُب تو دردل نہاں
السلام اے عذر خواہ مذنبین — لطف فرما برگناہِ ماہمین
صد سلام ازما بہردم صبح و شام — بر تو ہم برآل و اصحابت تمام
بر امید آنکہ اے عالی جناب — ازلب شیریں تو آید یک جواب

ولادت کے ذکر کے وقت ایک جماعت نے کھڑے ہونے پر استحباب کا فتویٰ دیا ہے اور آپ کے ذکر اور نام کے وقت علماء کی کثیر جماعت اسباب کی قائل ہے کہ آپ پر درود پڑھنا واجب ہے کیونکہ اس میں جناب سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور توقیر ہے اور آپ کی عزت اور توقیر ہر مسلمان پر فرض ہے اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ آپ کی ولادت کے ذکر کے وقت کھڑا ہونا تعظیم و اکرام کی ایک بڑی شاخ ہے میں اس ذات مقدس کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس نے حضرت کو تمام جہان کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے اگر میں سر کے بل کھڑے ہونے کی طاقت رکھتا تو میں اس کے وسیلہ سے خدائے بزرگ و معزز کی جناب میں تقریب ونزدیکی ڈھونڈنے کے لئے ایسا ضرور کرتا۔

نظم

سب کو ہے ذکر آپ کا مرغوب — ذکر محبوب کیوں نہ ہو محبوب
ذکر خیر آپ کا جہاں پائیں — لے کے رحمت فرشتے آجائیں
اے خدا دمبدم درود و سلام — اپنے پیارے نبی پہ بھیج مدام
وہ نبی پاک ذات پاک صفات — جس کے دم سے امتوں کی ہے نجات
دل میں جس کے نبی کی الفت ہے — اُس پہ نازل خدا کی رحمت ہے
دین و ایمان اسی کا ہے کامل — جس کو ہے عشق مصطفیٰ حاصل

حُب احمد خدا نصیب کرے　　اپنے محبوب سے قریب کرے
اس نبی پہ ہوں بار بار سلام　　پہنچیں ہر پل میں سو ہزار سلام

الغرض جس وقت سے حضرت رسالت مآب ﷺ نے اس دنیا پر قدم رکھا اسی وقت سے صحیفہ دنیا کا ایک نیا ورق اُلٹا اُس دن سے زمین آسمان پر فخر کر رہی ہے آسمان کے فرشتے بی بی آمنہ کے مکان پر پرے باندھے طالب زیارت کھڑے تھے آتش پرستوں کا معبد جس میں ہزار ہا سال سے آگ جل رہی تھی سرد پڑ گیا کعبہ کے کُل بت سرنگوں ہو گئے، کسریٰ کا ایوان زلزلہ میں آیا، زمین و آسمان میں منادی ہو گئی کہ فخر آدمیان و عالمیان و شفیع مذنبان حضرت سرور دو جہان علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف فرمائے دنیا ہوئے۔ بعض کور باطن کہتے ہیں کہ حضرت کی پیدائش کے موقع پر جو معجزات کا واقع ہونا بیان کیا جاتا ہے یہ محض حُسن عقیدت کا نتیجہ ہے معاذ اللہ یہ لوگ اتنا نہیں جانتے کہ مظہر قدرت میں کوئی واقعہ بغیر متعلقات کے نہیں ہوتا ایک قطرہ آب کے آسمان سے اُترنے کے واسطے کیا کیا عجائبات نظر آتے ہیں۔ بخارات عرصہ تک اُٹھتے رہتے ہیں وہ اکٹھے ہو کر بادل بنتے ہیں ہوا انہیں اوڑائے اوڑائے پھرتی ہے بجلی چمکتی ہے گرج کڑک کانوں کو بہرا کئے دیتی ہے اور بعد انتظار قطرات آب اُترتے ہیں ایک قطرہ آب کے لئے تو یہ سب کچھ ہو اور کسی کو تعجب نہ ہو لیکن اس ذات کے ظہور پر جس کی شان یہ ہو کہ لولاك لما خلقت الافلاك۔ معجزات کا ظہور باعث استعجاب بلکہ باعث انکار ہے بادل تو روز آتے ہیں لیکن محمد جیسے محبوب روز پیدا نہیں ہوتے۔ بخدا اگر کوئی یہ کہے کہ کل بحر و بر چرند و پرند جن و ملک حور و غلمان حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کے آستانہ پر بوسہ دے رہے تھے تو میں کہوں گا کہ اس دُرِ یتیم کی شان اس سے بھی بالاتر ہے ولادت کے بعد جب حسب رواج آپ کا نام رکھا گیا، آپ کے دادا

عبدالمطلب نے بخوشی کمال آپ کو گود میں لیا اور کہا کہ میں اس بیٹے کا نام محمد رکھتا ہوں صلی اللہ علیہ وسلم، یہ عبدالمطلب کا نام اپنا نہ تھا بلکہ کفر کا اپنی زبان سے اپنے ابطال اور اسلام کی حقانیت کا اقرار تھا ادھر کعبہ میں بُت سرنگوں تھے اور اُدھر عبدالمطلب یہ کہہ رہا تھا کہ یہ بچہ محمد ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔ جادو وہ جو سر پہ چڑھ کر بولے۔ حضرت خیر البشر دنیا میں یتیم آئے آپ کے والد صاحب آپ کی ولادت باسعادت سے چند ماہ پیشتر ہی وفات پا چکے تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے بعد ایک منادی غیب نے دنیا میں ڈنکا بجا دیا کہ اے مخلوق کے گروہ یہ عبداللہ کا بیٹا محمد ہے ﷺ اس جنائی کو خوشی اور مبارکی ہو جو اسے دودھ پلائے گی یہ الٰہی ڈھنڈورا سن کر پرند جانور بولے الٰہی! اگر اجازت ہو تو ہم اسے اپنے گھونسلوں میں اٹھا لائیں اور زمین کی ستھری چیزوں سے اس کا پیٹ بھریں بادل نے عرض کی اے ہمارے پروردگار! اگر حکم ہو تو ہم اسے زمین کے مشرقی اور مغربی حصوں میں اٹھا کر لے جائیں اور نہایت عمدہ طور سے پرورش کریں۔ فرشتے بولے الٰہی! ہم اُس کی پرورش کا زیادہ حق رکھتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے سب کے جواب میں فرمایا کہ یہ ابدی سعادت حلیمہ سعدیہ کی قسمت میں لکھی ہوئی ہے اور اس اہم کام کو میں نے اس کے لئے اٹھا رکھا ہے۔

کتاب شرف المصطفیٰ میں لکھا ہے کہ حلیمہ رضی اللہ عنہا نہایت ہی تنگی اور افلاس کی حالت میں زندگی بسر کرتی تھی اس کی عمر کا آخری حصہ بڑی ہی عُسرت اور سختی میں کٹا تھا یہ سب کچھ تھا مگر نیک بخت بی بی ہر وقت الحمد للہ کہا کرتی تھی جب اللہ تعالیٰ نے اسے یہ ابدی سعادت پہنچانی چاہی تو اس کے شہروں میں خشک سالی اور قحط ڈال دیا وہ افلاس کی وجہ سے زمین کی سبزی اور نباتات سے اپنا پیٹ پالنے لگی اسی اثناء میں اس کے ہاں کچھ پیدا ہوا اور اس وقت اُس پر سات دن گزر گئے جن میں

اسے بہت کم کھانے کو ملا بھوک کے مارے بیتاب اور مضطرب تھی مگر کھانے کو نہ ملتا تھا اسی بیتابی کے عالم میں ذرا آنکھ جھپک گئی دیکھتی کیا ہے کہ ایک شخص اس کا ہاتھ پکڑ کر کہہ رہا ہے کہ تیرے واسطے ایک نہر ہے جس کا پانی دودھ سے بڑھ کر سفید اور شہد سے زیادہ شیریں ہے لے اے حلیمہ پی لے۔ حلیمہ کہتی ہیں کہ میں نے اس سے لے کر سب پانی پی لیا اس کے بعد وہ شخص کہنے لگا تو مجھے پہچانی بھی میں کون ہوں؟ کہا نہیں۔ کہا میں وہ حمد ہوں جو تو تنگی اور فراخی میں میرے ساتھ خدا کی حمد کیا کرتی تھی اے حلیمہ اب تو مکہ میں جا کیونکہ وہاں تیرے لئے کشادہ روزی اور فراخ رزق ہے مگر تو اپنی حالت چھپائے رہیو۔ حلیمہ کہتی ہیں کہ جب میں نیند سے بیدار ہوئی اپنے آپ کو نہایت حسین اور خوبصورت پایا اور میری چھاتی میں اس قدر دودھ اُتر آیا کہ دودھ کے بوجھ سے چھاتیوں کے اُٹھانے کی طاقت نہ رکھتی تھی۔ پس عورتوں نے میری یہ کیفیت دیکھ کر تعجب کیا اور دریائے حیرت میں ڈوب گئیں۔ اس کے بعد ہم چند عورتیں ایک دن زمین کے سبزہ کی تلاش میں جنگل کی طرف نکل گئیں وہاں ہم نے ایک کہنے والے کو یہ کہتے سنا کہ سُن لو! خدا تعالیٰ نے مکہ میں ایک مقدس بچہ پیدا کیا ہے اس کی دودھ پلانے والی کو خوشی اور مبارک ہو جب میرے ساتھ عورتوں نے یہ غیبی آواز سنی تو اپنے گھروں کی طرف پلٹ آئیں اور اپنے خاوندوں کو اس مسرت خیز واقعہ کی خبر دی اور دس عورتیں اپنے شہر سے نکل کر مکہ کی طرف چل کھڑی ہوئیں میں بھی ان کے ساتھ اپنی ایک لاغر اور ضعیف گدھی پر سوار ہو کر نکلی ہم آہستہ آہستہ وہ دشوار گزار راہیں طے کرتے چلے جاتے تھے کہ اثناء راہ میں درختوں کے چند جھنڈ نظر پڑے اور ایک درخت میں سے ایک شخص نکلا جس کے پاس ایک قسم کا حربہ تھا اس نے قریب آ کر میرے گدھی کے ایک مکا مار کر کہا نبی ﷺ سید المرسلین کی دودھ پلائی

کو جلدی لے جا تو ہم سے قوم سبقت لے گئی اور ہم سب عورتیں مکہ میں داخل ہوئیں پھر میرے ساتھ کی عورتیں تمام بچوں کی طرف سبقت لے گئیں یعنی ہر ایک دودھ پلائی نے ایک ایک بچہ دودھ پلانے کے لئے لے لیا اور میں تنہا رہ گئی مجھے کوئی بچہ نہ ملا (کتاب العقائق میں لکھا ہے اس کی وجہ یہ تھی کہ اُن عورتوں کے دودھ بہت تھا)۔ مجھے عبدالمطلب نے دیکھا اور میں نے ان سے دریافت کیا کہ کوئی دودھ پلانے کے لئے بچہ ہے؟ عبدالمطلب نے جواب میں کہا میرے پاس ایک بن باپ کا یتیم بچہ ہے اگرچہ میں نے اُسے ہر عورت پر پیش کیا مگر سب نے اس سے پہلو تہی کی تمہارے ساتھ کی کوئی عورت ایسی باقی نہیں رہی جس پر میں نے اُسے پیش نہ کیا ہو مگر جب کہا گیا کہ اس کا باپ مر گیا ہے تو اُس نے اپنے مقصد پر کامیاب نہ ہونے کی وجہ سے اس کے لینے سے انکار کر دیا۔ حلیمہ بولیں کہ میں اس کی خوبصورتی اور جمال سے راضی ہوں اور مجھے اس کے وصال کے علاوہ کسی چیز کی رغبت نہیں ہے عبدالمطلب نے کہا تیرا نام کیا ہے؟ کہا حلیمہ سعدیہ۔ عبدالمطلب بولے حلم اور سعد میں ابدی عزت اور دوامی بزرگی ہے تو عبدالمطلب مجھے آمنہ کے گھر لے گئے میں نے محمد ﷺ کو سوتا پایا۔ پاس بیٹھ کر جو اُن کے سینہ پر ہاتھ رکھا تو اس خدا کے پیارے نے جھٹ آنکھ کھول دی۔ اُن کی سرمگین آنکھوں سے اس قدر نور نکلا کہ آسمان کی بدلی تک جا ملا۔ میں نے جوش محبت سے اُن کے منہ میں اپنی دائیں چھاتی دی اور آپ نے سیر ہو کر دودھ پیا پھر بائیں چھاتی منہ کے قریب کی مگر آپ نے اس پر منہ نہ ڈالا اور یہ آپ کے عدل و انصاف کا نمونہ تھا کیونکہ آپ کو معلوم ہو گیا کہ اس دودھ میں ایک اور شخص بھی شریک ہے۔ پھر جب میں جناب رسول اللہ ﷺ کو لے کر چلی اور ان کی ماں سے رخصت ہوئی حلیمہ کہتی ہیں کہ جب میں نے سرور کائنات مفخر موجودات کو

گدھی پر اپنے آگے بٹھایا تو گدھی نے اول تو کعبہ کی جانب منہ کر کے تین دفعہ سجدہ کیا پھر ایسا تیز قدم بڑھایا جیسا کہ کوئی تیز دوڑنے والا گھوڑا قدم مارتا ہے اس عجیب بات کو دیکھ کر میرے ساتھ والی عورتوں نے تعجب کر کے کہا حلیمہ کیا یہ تیری گدھی وہ نہیں ہے؟ اس کی تو ایک عجیب شان معلوم ہوتی ہے میں تو جواب ہی دیتی رہی کہ گدھی نے خود بزبان فصیح کہا تم میرے مرتبہ سے غفلت میں پڑی ہوئی ہو۔ آج میری پشت پر براق کا سوار بیٹھا ہوا ہے۔ حلیمہ کہتی ہیں ہمارا قافلہ یوں ہی منازل طے کرتا ہوا چلا جاتا تھا کہ اثناء راہ میں چالیس نصرانی کھڑے جناب محمد ﷺ کا کچھ تذکرہ کر رہے تھے اور ان کے ہاتھوں میں زہر میں بجھی ہوئی بڑی تیز اور آبدار تلواریں تھیں جب میں ان کے پاس سے نکلی اور ان کے ایک مسن اور بوڑھے شخص کی نظر محمد ﷺ پر پڑی تو جھنجلا کر اپنے ہمراہیوں سے کہنے لگا تم ہلاک ہو جاؤ اس لڑکے کو پکڑ کے مار ڈالو یہی تو وہ لڑکا ہے جس کی تلاش میں تم اس قدر زحمتیں اٹھاتے پھرتے ہو میں ان کی یہ وحشت ناک اور ڈرا دینے والی باتیں سن کر کانپ اُٹھی اور کہنے لگی وا محمد آہ افسوس اے محمد! اتنے میں آپ نے دونوں آنکھیں کھولیں اور آسمان کی طرف گوشہ چشم سے دیکھا کہ دفعتۃً آسمان سے ایک تیز آگ اُتری جس نے سب کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا۔ جب میں گھر میں آئی تو میرے خاوند نے آپ کے چہرہ مبارک کو دیکھ کر کہا اس لڑکے کی عجیب حیرت انگیز شان ہے اور عنقریب اس کا امر بلند مرتبہ پر ترقی کرنے والا ہے ہم جس وقت اپنے شہر میں داخل ہوئے تو جنگلوں اور صحراؤں نے ہر مسافر اور مقیم پر ارزانی کر دی اور اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے دودھ والے جانوروں کے تھنوں کو پُر کر دیا اور کھیتیاں ہمارے لئے اُگا کھڑی کیں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دن میں اتنے بڑے ہوتے تھے جیسا اور بچہ ایک مہینے میں اور ایک مہینہ میں اتنے بڑے ہوتے

تھے جیسا اور بچہ ایک سال میں۔ جب آپ کو حلیمہ کے پاس دو سال ہو گئے (بعضے لکھتے ہیں دو سال سے کچھ زیادہ) تو حلیمہ اُن کی ماں آمنہ کی زیارت کرانے کے لئے آپ کو مکہ میں لے گئیں اور آپ کی جو ظاہر اور کھلی برکتیں دیکھی تھیں آمنہ کو اُن کی اطلاع دی آمنہ نے کہا اے حلیمہ! تو میرے بچہ کو واپس لے جا کیونکہ مجھے مکہ کی وبا سے ڈر لگتا ہے حلیمہ آپ کو واپس لے آئیں۔ جب آپ نے تیسرے سال میں قدم رکھا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تین بھر کر چار میں لگے تھے کہ ایک دن آپ نے کچھ سوچ کر فرمایا اے ماں! میں دن میں اپنے بھائیوں کو قبیلہ میں نہیں دیکھتا وہ کہاں جاتے ہیں حلیمہ کہتی ہیں میں نے کہا بیٹا وہ بکریاں چرانے جاتے ہیں جو ہمیں خدا تعالیٰ نے تیری برکت کی وجہ سے نصیب کی ہیں فرمایا تو مجھے بھی جانے دو میں بھی اُن کی ہمراہی میں چراگاہ کی طرف جاؤں گا اور مجھے قسمیں دلائیں چنانچہ جب صبح ہوئی تو آپ نے خوب کس کر کمر باندھی اور ایک لکڑی ہاتھ میں لی اور توشہ ساتھ لے کر روانہ ہوئے۔ حلیمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں انہیں ایام میں ایک دن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری آنکھ سے اوجھل ہوئے جب تک دن باقی رہا تب تک میری آس بندھی رہی مگر جب شام ہونے لگی تو میں اپنے ساتھ ایک دو آدمیوں کو لے کر شہر سے باہر نکلی اور ہم آپ کی ملاقات کے لئے اس راستہ پر آ کھڑے ہوئے جو چراگاہ کی طرف جاتا تھا ناگہاں آپ سامنے سے نمودار ہوئے انوار و برکات آپ کے آگے آگے دوڑتے چلے آتے تھے اور بکریاں آپ کے دامن حمایت میں جگہ ڈھونڈ رہی تھیں۔ بکریوں کے ریوڑ میں ایک بکری تھی جسے آپ کے دودھ شریک بھائی نے جھونجل میں آ کر پھینک دیا تھا اور اس صدمہ سے اُس کی ٹانگ ٹوٹ گئی تھی وہ آپ سے امن چاہتی تھی اور اس بیدادی کی آپ سے شکایت کرتی تھی آپ نے اپنے مبارک ہاتھ سے اس کی

ٹانگ پکڑ کے بھینچی اور چھوڑ دیا وہ ہر طرف قلاچیں مارنے لگی گویا اسے کوئی تکلیف و درد پہنچا ہی نہ تھا۔ حلیمہ کہتی ہیں میں نے آپ کے بھائی حمزہ سے پوچھا تو نے اپنے قریشی بھائی کو کیسا پایا کہا اے میری مہربان ماں! یہ سعادت مند قریشی جس پتھر ڈھیلے زمین پہاڑ درخت وحوش طیور پر گزرتا ہے وہ بڑی فصاحت کے ساتھ السلام علیک یارسول اللہ کہتا ہے وہ جس موضع کو روندتا اور پامال کرتا ہے اس میں سبز گھاس لہلہانے لگتی ہے (ابن ابی حمزہ شرح بخاری میں کہتے ہیں حضرت کے قدموں میں یہاں تک برکت تھی کہ آپ جس سواری پر سوار ہوتے تو جہاں جہاں اس کا قدم پڑتا تھا فوراً سرسبز ہو جاتا تھا)۔ جب اس کے ساتھ بکریوں کو پانی پلانے کے لئے جاتے ہیں تو کنوئیں کا پانی اُبل کر اوپر آ جاتا ہے ایک دن کا ذکر ہے کہ ہم ایک ایسے ڈراؤنے صحرا میں داخل ہوئے جس میں وحشی جانور بکثرت تھے دفعتہً ہمارے سامنے ایک بہت بڑا شیر آیا جو اپنی قوت کو جمع کر کے ہم پر حملہ کرنا چاہتا تھا مگر جب ہمارے بھائی محمد ﷺ نے اُس پر نظر ڈالی تو شیر نے آگے بڑھ کر اس کے سامنے بہت ہی عاجزی ظاہر کی اور اپنے آپ کو خاک پر گرا کر فصیح کلام کے ساتھ گویا ہوا اور کہا السلام علیک یارسول اللہ محمد ﷺ اس کی طرف بڑھے اور چپکے سے کچھ اس کے کان میں کہہ دیا اور وہ دوڑتا ہوا چلا گیا شیر دوڑتا چلا جاتا تھا اور یہ کہتا جاتا تھا آپ اس رمز کو اپنے لوگوں پر آشکارا نہ کریں۔ حلیمہ کہتی ہیں جناب محمد ﷺ اپنی عادت کے مطابق روزمرہ بھائیوں کے ساتھ بکریاں چرانے جاتے اور بھائی جب گھر واپس آتے تو آپ سے جو ظاہر معجزے اور قدرت کے کھلے نمونے دیکھتے بیان کرتے کوئی دن ایسا نہ ہوتا جس میں وہ آپ کے انوکھے اور انہونے معجزوں کو ذکر نہ کرتے۔

ایک دن کا ذکر ہے کہ ان کے بھائی دوڑتے ہوئے سٹ پٹاتے آئے

اور بیتابانہ لہجے میں کہنے لگے اے ماں! افسوس ہمارا قریشی بھائی مار ڈالا گیا میں نے جونہی یہ بات سُنی سناٹے میں آ گئی چند لوگ شہر سے نکلے اور میں سب کے آگے روتی چلی جاتی تھی دیکھتی ہوں کہ آپ ایک بڑے سے پتھر پر بیٹھے مسکرا رہے ہیں میں نے مضطربانہ پوچھا کہ اے میرے پیارے بیٹے تیرا کیا حال ہے فرمایا میرے پاس تین شخص آئے جنہوں نے میرا سینہ چیر کر اس میں سے شیطان کا حصہ نکال ڈالا اور میرے دونوں مونڈھوں کے درمیان نبوت کی مُہر لگا دی کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ علائی کہتے ہیں اس مہر کے اندر کی جانب یہ لفظ لکھے ہوئے تھے اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ کہ خدا یکتا اور نرالا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور باہر کی طرف یہ لکھا ہوا تھا وجہ حیث شئت فانك منصور۔ تیرا جہاں جی چاہے جا تیرے قدموں میں نصرت و فتح لگی ہوئی ہے۔ نبوت کی مہر کیا تھی؟ ایک غلولہ جیسا گوشت! صحیح مسلم میں آیا ہے کہ کبوتر کے انڈے جیسے۔ جامع ترمذی میں ہے کہ وہ سیب کے مانند تھی۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں چھوٹے انجیر کی برابر۔ مگر جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو میں نے اس مقام کو ہاتھ سے چھوا لیکن کہیں پتا نہ لگا۔ الغرض حلیمہ کہتی ہیں کہ میں جنگل سے آپ کو اٹھا لائی اور پانچویں سال آپ کی والدہ کی خدمت میں لے گئی پس اب حلیمہ بھی آپ کو والدہ کی سپرد کر کے رخصت ہوئیں۔ حلیمہ مکہ میں اس وقت آئیں جب آپ کے سر پر نبوت کا معزز تاج دھر دیا گیا تھا آپ نے اُن کی جیسی چاہیے تھی توقیر و تعظیم کی پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خلافت کے دور میں آئیں اور انہوں نے بھی بڑی عزت کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں آئیں اور آپ نے بھی بے حد توقیر کی (یہ روایت شفا میں ہے)۔ حضرت محمد ﷺ ابھی چھٹے ہی برس میں تھے کہ آمنہ نے بھی آپ کے سر سے اپنا دامن عاطفت اٹھا لیا اور اپنے یتیم بچہ کو چھوڑ کر

دنیا سے کروٹ لے لی۔ مکہ مدینہ کے درمیان انتقال ہوا اور مکہ میں دفن کی گئیں۔ آٹھویں برس میں آپ کے دادا عبدالمطلب کا بھی انتقال ہو گیا آپ نے گیارہویں سال کو طے کر کے بارہویں سال میں قدم رکھا تھا کہ اپنے چچا ابوطالب کے ساتھ شام کے سفر میں تشریف لے گئے اور بحیرا راہب نے آپ کو دیکھا۔ پندرہویں سال میں جب قدم رکھا تو خود ملک شام میں خدیجہ رضی اللہ عنہا کے لئے تجارت کرنے تشریف لے گئے اور اسی سن میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو نکاح میں لائے جب آپ کی عمر چالیس برس کی ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبوت کا انمول خلعت پہنایا اور تمام جہان کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔ سعادت کے کناروں سے آپ کے نورانی ستارے کو طلوع کیا اور رسالت کے وسیع خزانہ کے لئے آپ کا سینہ کھولا چونکہ خدا کو مطلوب تھا کہ میرا محبوب و مرغوب دنیا میں میرا ہی ہو کر رہے لہٰذا کفر اپنی زبان سے آنے والے اسلام اور اس کے شارع کی تعریف قبل از وقت کر رہا تھا۔

پس بحکم رب حلیم و جلیل حضرت جبریل علیہ السلام حریر پر لکھی ہوئی سورۃ قرآن لائے اور کہا کہ پڑھو رسالت مآب ﷺ نے جواب دیا کہ میں پڑھنا نہیں جانتا اس وقت علیم مطلق نے اپنے نبی اُمی کے سینہ کو علم لدنی سے منور کیا اور آپ نے پڑھا بسم اللہ الرحمن الرحیم اقراء باسم ربك الذی خلق۔ انبیاء علیہم السلام سابق علوم زمانہ سے کم و بیش ماہر ہوتے تھے لیکن خدا کو اپنی شان ایک نرالی صورت میں دکھانی مطلوب تھی کہ دنیا کی اصلاح کا کام ایک نبی اُمی کے سپرد کیا۔ اللہ نے یہ ظاہر کر دیا کہ جس طرح ہمارا نبی دنیا میں یتیم آیا اور ہم اس کی پشت و پناہ رہے اسی طرح ہمارے نبی نے کسی استاد مکتب سے تحصیل علم نہیں کی اس کو ہم نے اپنے خزانہ علم سے مالا مال کیا ہے اور جو کام اس نبی اُمی نے کر کے

دکھایا اس کی تاریخ شاہد ہے۔

یتیمے کہ نا کردہ قرآں درست   کُتب خانۂ چند ملت بشست

نبی کا اُمی ہونا عین حکمت پر مبنی تھا عرب میں فصاحت و بلاغت کا دور دورہ تھا اور ہر ایک فصیح اپنی جگہ بڑے بڑے دعوے رکھتا تھا خدا نے اُن کو نیچا دکھانے کے لئے ان کے مقابلہ میں ایک ایسے شخص کو مبعوث کیا جو بلحاظ اکتساب علم دنیوی کے اُمی محض تھا اور آخرالامر اسی نبی اُمی کی جادو بیانی کے سامنے فصاحت عرب دم بخود ہو کر رہ گئی اذان کی شہادتیں اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمد رسول اللہ میں آپ کا ذکر بلند کیا آپ کو اونچی جگہ چڑھایا یہاں تک کہ بقدر دو کمان یا اس سے بھی آپ میں اور خدا تعالیٰ میں کم مسافت باقی رہ گئی اب یہ دیکھنا ہے کہ خداوند تعالیٰ نے اپنے نبی اُمی پر کن فرائض کے سرانجام کا بوجھ رکھا تھا اس کی تشریح اس آیت پاک میں موجود ہے۔ یٰایھا النبی انا ارسلنٰک شاھداً و مبشراً و نذیراً وداعیاً الی اللہ باذنہ و سراجاً منیراً یہ وہ فرض تھا کہ کسی پیغمبر کو اس سے پہلے اس کا سرانجام سپرد نہ ہوا تھا اور اس کو جس خوبی و کمال کے ساتھ محبوب خدا نے پورا کیا اس کو دنیا دیکھ رہی ہے آپ کو عمر بھر فکر میں چین نہیں آیا ہزار ہا صعوبتیں کفار قریش کے ہاتھوں سے سہیں اپنے سامنے اپنے اصحاب و اقارب کو قتل ہوتے دیکھا خود مصائب برداشت کئے پیٹ بھر کر کبھی کھانا نصیب نہیں ہوا دن رات اُمت کی فکر دامنگیر رہی اور بادشاہ ہو کر فقیرانہ زندگی بسر کی لیکن فرض کو پورا کیا جیسا کہ اس کا حق تھا اور اسلام میں اپنے قول و فعل سے وہ جان ڈالی کہ خداوند کریم نے عین خوشنودی سے فرمایا۔ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔ دنیا اس جوش متابعت حق میں امت کے گنہگاروں کی بہتری آپ کے مدنظر رہی اور ان کے

لئے آپ کی اتنی دلسوزی تھی کہ آپ کی تسلی کے لئے خداوند کریم نے ارشاد فرمایا۔
قل یٰعبادی الذین اسرفوا علی انفسھم لا تقنطوا من رحمة الله ان الله یغفر الذنوب جمیعا وانه هو الغفور الرحیم ۔ جتنی رسول کی طرف سے متابعت وفرمان برداری تھی اتنی ہی خدا کی طرف سے عنایت وشفقت تھی جس کا ثبوت ان القاب سے عیاں ہے جن سے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک کو قرآن مجید میں یاد فرمایا ہے سب سے پہلا لقب ہے نبی اُمی دوسرا لقب خاتم النبیین اس سے اکثر لوگ یہی سمجھتے ہیں کہ چونکہ حضور انور ﷺ سلسلہ انبیاء میں سب سے آخر آئے اس لئے آپ کو یہ لقب عطا ہوا لیکن صرف یہی وجہ اس لقب کے ملنے کی نہیں خاتم النبیین کے واسطے صرف یہی ضروری نہیں کہ وہ سلسلہ نبوت میں خیر ہوکر بلکہ سب سے ضروری یہ ہے کہ منشائے رسالت کو ایسی تکمیل پر پہنچایا ہو کہ اس کے بعد کسی رسول کے مبعوث ہونے کی ضرورت نہ رہے۔

یارب صل وسلم دائما ابداً   علی نبیك خیر الخلق کلھم

پس کوئی مسلمان جو کہ رسول کریم ﷺ کو برحق نبی سمجھتا ہے اور کوئی فرد غیر مذہب کا پیرو جسے کم از کم لفظ ''مذہب'' سے دلچسپی ہے۔ ایسا نہیں ہو سکتا جو پیغمبر اسلام کے حالات سے کلی یا جزوی طور پر واقف نہ ہو اور وہ ذات جامع کمالات ایسی ہو نہیں سکتی جس کے کارنمایاں ہر شخص کے صفحۂ دل پر روز روشن کی طرح نہ نمودار ہوں۔ یعرفون کما یعرفون ابناء هم (وہ اس کو اپنے بیٹوں کی طرح پہچانتے ہیں) جس زمانہ میں رسول کریم ﷺ کا وجود باجود ظہور پذیر ہوا۔ اس زمانہ میں تمام جہان عموماً اور عرب خصوصاً گرداب جہالت میں جا چکا تھا۔ یونانیوں کے علم وفضل اور رومیوں کی شان وشوکت کی کشتی مدتوں سے غرقاب ضلالت اور ورطہ نکبت میں تھپیڑے کھا رہی تھی۔ بت پرستی نے تمام جہان کو تسخیر کر

لیا تھا اور تو اور خانہ خدا میں جسے اس کے پاک بندے ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اور اس کے پیارے بیٹے نے اپنے ہاتھوں سے بنایا تھا۔ تین سو ساٹھ بُت بج رہا تھا۔ ایسی حالت میں رحمت الٰہی نے تقاضا کیا کہ اپنی مخلوق کو اس گمراہی کے بھنور سے نکالے اور اب وہ وقت آیا کہ ابراہیم علیہ السلام کی دعا: ربنا وابعث فیھم رسولاً منھم یتلوا علیھم ایتك ویعلمھم الکتاب والحکمۃ ویزکیھم انك انت العزیز الحکیم کا جو کہ کب سے باری تعالیٰ کے سمع قبول میں آچکی تھی۔ عملی طور پر ظہور ہو۔ رسول کریم ﷺ مکہ میں پیدا ہوئے معترضین نے اس پر بہت سے اعتراض کیے ہیں کہ نبی عرب تمام تمام دنیا کے لئے کیونکر ہادی ہو سکتا ہے۔ اہل کتاب کے لئے تو یہ کہنا کافی ہوگا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے وعدے اور رسولوں کی پیش گوئیوں کے موافق ہوا۔ کیونکہ ابراہیم کے گھرانے میں بعد اُن کے سرداری بنی اسرائیل کو ملی تھی۔ اور بموجب توریت اُن کے ساتھ وعدہ تھا کہ جب تک تم خدا کے تابعدار رہو گے دینی اعزاز اور دنیوی آسائش تم کو ملتی رہے گی۔ مگر جیسا کہ وقائع سے صاف ظاہر ہے وہ اس پر قائم نہ رہے اس لئے بموجب وعدہ ایزدی (لاینال عھدی الظالمین) نبوت بنی اسرائیل سے منتقل ہو کر بنی اسمٰعیل میں آرہی اور اب خداوند کریم نے صدہا سال کے بعد اس قطعۂ زمین کو اپنی خاص رحمت سے مالا مال کیا جس کی بابت اس کے پاک بندے خلیل علیہ السلام کی زبان سے وادِ غیر ذی زرع کہا گیا تھا۔ غیر مذہب والوں کے لئے بھی چند کلمات ہیں جن سے وہ بخوبی سمجھ لیں گے کہ خداوند کریم کی یہ تجویز بعث النبی فی الملك العرب کہاں تک عملی طور پر کارگر ثابت ہوئی۔ دنیا بھر میں شریف سے شریف خاندان ابراہیم علیہ السلام کا خاندان تھا۔ جس کی ایک شاخ کا حال تو اوپر سن چکے ہو دوسری شاخ میں اب یہ فخر قوم قریش کو حاصل تھا جو کہ دنیا میں اس زمانہ میں بھی

بہادر تھی اور اس کے بعد ہی ایسی ہی ثابت ہوئی اور اسی قوم میں کے نبی ہونے نے دنیا کی باقی تمام سرکش قوموں کو خدا کے آگے جھکا دیا۔ یہ تھی حکمت جس سبب سے نبی پاک ﷺ ملک عرب اور قبیلہ قریش میں مبعوث ہوئے آپ کی پاک زندگی کا ایک ایک لحہ ایسا ہے کہ جس سے اسلام کا نور ٹپک رہا ہے اور اس کی خوبیوں کا اظہار ہو رہا ہے ایسے زمانہ میں تو پیدا ہوئے کہ جب ہر فرد بشر کے پاس اپنا اپنا الگ بُت ہوتا تھا۔ مگر اس ذات جامع صفات نے خواہ طفولیت میں خواہ بلوغت میں سر جھکانا تو درکنار شرک کا کلمہ بھی منہ سے نہ نکالا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک اور ہی مطلب کے لئے رکھا ہوا تھا اس لئے اُس مطلب کے سرانجام کے اسباب ان کی طفولیت ہی میں مہیا کر دیئے تھے۔ دیانت دار اس درجے کے کہ نام ہی تو امین پڑ گیا اور طرفہ یہ کہ تربیت کے لئے نہ آغوش مادر نصیب ہوئی تھی نہ نصیحت پدر۔ مگر راستباز اس درجے کے کہ صاحب ثروت آدمی اپنا مال اُن کے حوالے کر کے کاروان کا سالار بنا کے دور دراز ملکوں میں تجارت کے لئے بھیجتے تھے اخلاق حمیدہ کی وجہ سے چھٹپنے ہی سے تمام خرد و بزرگ کے ہر دلعزیز بن گئے جس کا ثبوت یہ ہے کہ ایک دفعہ بیت اللہ کی عمارت گر گئی تھی تو مکہ کی تمام قوموں نے مل کر اس کو از سرِ نو تعمیر کیا۔ جب سب عمارت تیار ہو چکی اور حجر اسود کے نصب کرنے کا وقت آیا۔ تو اس بات پر تنازع ہوا کہ ہر ایک قوم یہ چاہتی تھی کہ حجر اسود ہم نصب کریں۔ آخر اس بات پر فیصلہ ہوا کہ کل جو آدمی یہاں سویرے آئے وہ حجر اسود نصب کرے۔ دوسرے دن سب سے پہلا آدمی جو وہاں گیا۔ رسول کریم ﷺ تھے۔ سب اس بات پر راضی ہو گئے۔ لیکن قربان جایئے آپ پر آپنے بجائے اس کے کہ پتھر اٹھا کر مناسب جگہ پر رکھ دیں ایسی عقلمندی کو کام فرمایا کہ سب قومیں راضی ہو گئیں۔ وہ اس طرح سے کہ آپ نے حجر اسود کو ایک چادر

میں رکھا اور اس کے کونے تمام قوموں کو پکڑائے اور آپ نیچے سے سہارا دیتے ہوئے اٹھا لے گئے۔ اور پھر اپنے ہاتھ سے اٹھا کر مناسب جگہ پر نصب کر دیا آخر جب نزول وحی ہونے لگا اور وہ وقت آ گیا جس کے لئے مدتوں سے انتظار تھا تو آپ باوجود بے یار و بے مددگار ہونے کے اللہ کا نام لے کے تبلیغ رسالت پر کمربستہ ہو گئے۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں تھی۔ صدیوں کے خیالات کو بڑے بوڑھوں اور سرکش نوجوانوں کے سینوں سے محو کر کے ایک نئے جلال کا پرتو ڈالنا تھا۔ بجائے پیاپے ہدایت کے ان ھذا لشئی عجاب کے امید کو توڑنے والے کلمات سننے پڑے۔ یہی نہیں بلکہ اپنے بیگانوں نے طوطا چشمی ظاہر کی۔ قتل کی دھمکیاں دیں اور جب معدودے چند پیرو بھی بنے تو وبال جان دو چند ہوا۔ آخر وطن مالوف چھوٹا۔ دور دست ملک میں اور غیر اقوام میں بود و باش ہوئی مگر تس پر بھی مصیبتوں کا ناکہ بند نہ ہوا پر نہ ہوا۔ ہر روز جنگ اور ہر قوم سے جھگڑا۔ ہر دن دوستوں کا آنکھوں کے سامنے قتل ہونا اور نت نئی آفت کا سامنا۔ مگر قربان جایئے آپ پر اے نبی ﷺ تو ہی ایک اکیلا تھا کہ ان سب تکلیفوں پر جو ایک سے ایک بڑھ کر تھی۔ آخر کار اپنے خداداد استقلال اور قدرت نبوت کے سبب غالب آیا۔ بے شک آپ میں عوام سے بڑھ کر کوئی اور ہی طاقت رکھی گئی تھی جس کے ہوتے ہوئے آپ نے دینوی تعلقات کے چھٹ جانے اور قطع ہونے کا کچھ خیال نہ کیا۔ بس اُسی کی دُھن میں شب و روز لگے رہے اور آخر کار ایک جہان کو خدا کی ہستی کا قائل کر ہی دیا۔ یہ ایسے واقعات ہیں کہ ان کے ایک ایک موقع پر کئی کئی نتیجے نکلتے ہیں۔ سوچنے کی بات ہے کہ عرصہ دراز تک رسول کریم ﷺ لڑائیوں میں شامل رہے۔ اور اکثر دوست و اقارب شہید ہو گئے مگر آپ کا بال بھی بیکا نہ ہوا۔ باوجودیکہ سخت درجے کی کوششیں آپ کی جان پاک کے برخلاف کی گئیں جبکہ

آپ نے ہجرت کی یا جب مکہ اور مدینے کے درمیان تھے۔ کیوں نہ ہو واللہ یعصمك من الناس اب اہل کتاب کو کوئی موقع آپ کی صداقت کے برخلاف نہیں رہا۔ کیونکہ بموجب انجیل چھوٹے نبی جانبر نہیں ہو سکتے۔ رسول کریم ﷺ کا وجود باجود ہی گویا تقویٰ، دیانت داری، امانت سپاری، خلق خدا کے ساتھ خیر خواہی، توکل، صبر، شکر وغیرہ تمام اخلاق حمیدہ سے جو کہ انك لعلی خلق عظیم کا نتیجہ تھا، بنا ہوا تھا۔ پس وہ اور صرف وہ ہی تمام جہان کے پیشرو اور ہادی اور روحانی بادشاہ ہو سکتے ہیں۔ اور کیوں نہ ہو انا سید ولد آدم ولا فخر۔ یہی وجہ تھی کہ شاہان با جبروت مثل نجاشی۔ ہرقل مقوقش، والیان حبشہ، شام، یمامہ نے آپ کی دعوت قبول کی۔

محمد عربی کا بروے ہر دوسرا ست
کسی کہ خاک درش نیست خاک برسراو

جناب رسول اکرم ﷺ اپنی قوم کے بڑے سردار اور رئیس تھے آپ کا قد چھریرا اور متوسط۔ آپ کی بو خوشگوار اور پاک۔ آپ کا بدن ستھرا اور پاک جس میں سے عنبر سے زیادہ خوش اور دلپسند خوشبو اور مشک ازفر سے بڑھ کر فرحت دینے والی مائحہ آتی تھی۔ آپ شیاطین اور فرشتوں کو دیکھتے تھے اور روشنی میں ایسے ہی دیکھتے تھے جیسے گہری تاریکی میں دیکھتے تھے آپ کے جامع کمالات منقول اور نادر وغریب حکمتیں مشہور ہیں آپ کی معانی کے صاف اور ستھرے چشمے پڑے بہتے تھے اور الفاظ کے چمکدار موتی لڑی میں پروئے ہوئے تھے۔ خدا تعالیٰ نے آپ کی امر وشان کی تعظیم کے لئے اپنا کلام مقدس آپ کی مادری زبان میں نازل فرمایا۔ آپ سے جو قطع رحم کرتا تھا اس سے صلہ رحمی کرتے اور جو کوئی نہ دیتا تھا آپ اسے دیا کرتے تھے۔ جو آپ کو محروم رکھتا اس پر مال صرف کرتے اور جو ظلم

کرتا تھا اس سے درگزر کرتے تھے۔ قدرت کے ہوتے بھی کسی سے بدلا نہ لیتے۔ ناگوار اور مکروہ باتوں پر صبر کیا کرتے تھے۔ خدا تعالیٰ نے آپ کے راستہ واضح حقائق ظاہر کر دیئے پوشیدہ کئے ہوئے بھیدوں پر اطلاع دی اور مخفی رازوں کی مخزونہ عجائبات کی خبر دی۔ اپنی بادشاہت اور ملک کے غرائب ظاہر کر دیئے اور اپنی عظمت کبریائی اور جبروت کی طرف نظر کرنے میں آپ کو یکتا اور منفرد ثابت کیا۔ اپنے الطاف خفیہ کا آپ پر سایہ ڈالا اور یہاں تک اپنی قربت نصیب کی جس کی کیفیت بیان کرنے سے زبان کو عجز لاحق ہوا۔ آپ کے تلطف وانسیت کا فراخ بچھونا بچھایا اور جو مقرب فرشتے تسبیح و تقدیس میں ہر وقت سرگرم رہتے ہیں اُن پر آپ کا درجہ اونچا کیا۔ آپ کو وہ معجزات عطا ہوئے جس پر قاطع دلائل قائم ہیں اور وہ کراہتیں دی گئیں جو طرح طرح کی عجیب وغریب چیزوں کو جامع ہیں آپ کو وہ کلمات مرحمت ہوئے جو ظاہر اور باطن ہیں اور قدرت کے دو نمونے دیئے گئے جو عادات کے خلاف ہیں۔ جہاں آپ چلتے تھے ایک خنک اور گہری بدلی آپ کا سائبان تھی اور جدھر آپ پھرتے تھے سورج کا اصلی سایہ آپ کے ساتھ پھرتا تھا یعنی زمین پر آپ کا سایہ نہ پڑتا تھا۔ ایک دن آپ مکہ کی ایک سمت کو چلے جاتے تھے کوئی پتھر اور درخت ایسا سامنے نظر نہ پڑا جس نے آپ کو سلام کے ساتھ خطاب نہ کیا۔ جب حضرت جبریل علیہ السلام آپ کے پاس رسالت عظمیٰ کا معزز تاج لے کر آئے تو وہ جس پتھر اور درخت پر گزرتے تھے ہر ایک با آواز بلند انہیں سلام کرتا تھا۔ دیواریں اور دروازے آپ کے بلانے اور پکارنے کے وقت ایمان لے آئے یعنی آپ کے حکم کے آگے سر تسلیم خم کرتے۔ آپ جس درخت اور پتھر کے مقابل ہو کر گزرتے تو وہ آپ کے سجدہ میں گر پڑتا۔ آپ ایک دفعہ جنگل میں قضاء حاجت کے لئے گئے اور وہاں کوئی ایسی چیز نظر نہ پڑی جس سے

اپنا پردہ کرتے تو ایک درخت دوسرے سے جا کر مل گیا اور آپ کے جسم مبارک پر دونوں نے مل کر پردہ کر لیا جب آپ فارغ ہو لئے تو دونوں درختوں میں سے ہر ایک جدا ہو کر اپنی جگہ جا کھڑا ہوا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ کسی جہاد میں تھے اور اسامہ بن زید آپ کے ساتھ ساتھ باتیں کرتے چلے جاتے تھے آپ قضاء حاجت کرنا چاہتے تھے مگر وہاں کوئی آڑ نہ تھی۔ اسامہ بن زید کو حکم فرمایا کہ سامنے کے ان درختوں اور پتھروں کو بلا لو تا کہ یہ میرے لئے روک اور آڑ بن جائیں۔ اسامہ بن زید نے آپ کے ارشاد کے مطابق درختوں اور پتھروں کو اشارہ کیا تو کھجور کے چند درخت مل کر آئے اور وہ ایک تختہ ہو کر آپ کے آگے کھڑے ہو گئے۔ پتھر آپس میں چمٹ کر ایک دیوار بن کر حضرت کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔ جب آپ قضائے حاجت کر چکے تو پتھر اور درخت آپ کے اشارہ سے اپنی اپنی جگہ پلٹ گئے۔ آپ کی اونٹنی کی باتیں اور کلام کرنا (جس کا نام عضبا تھا) تو کئی ڈھکی بات ہی نہیں۔ تر گھاس کا اس اونٹنی کی طرف جلدی کرنا اور وحشی جانوروں کا اس سے علیحدہ رہنا کتابوں میں لکھا ہی ہوا ہے علاوہ ازیں اس نے جناب نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد زمین سے گھاس کا ایک پتا تک نہ توڑا اور بھوکی پیاسی مر گئی۔ فتح مکہ کے دن کبوتروں نے آ کر آپ پر سایہ کیا۔ عید کے دن چند اونٹ اپنے ذبح کئے جانے کی غرض سے آپ کے پاس آئے۔ آپ جس رات کفار مکہ کے خوف سے غار میں تشریف لے گئے وہاں اللہ تعالیٰ نے ایک درخت اُگا کھڑا کیا۔ مکڑی نے جالا تن دیا تا کہ آپ کفار سے پردہ میں ہو جائیں اور کوئی آپ کو دیکھ نہ سکے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک اونٹ آپ کے سامنے آ کر بیٹھ گیا اور ذبح

کئے جانے سے آپ کی پناہ ڈھونڈی یعنی اس اونٹ کے مالک اسے ذبح کرنا چاہتے تھے یہ حضرت کے پاس آیا اور کہا مجھے ذبح ہونے سے بچا لیجئے۔ آپ ﷺ نے اسے بچا لیا۔ ایک دفعہ ایک ہرنی نے آپ سے پناہ چاہی اور آپ سے شکاری کی شکایت کر کے کہنے لگی مجھے اس قدر مہلت مل جانی چاہیے کہ اپنے بچوں کو دودھ پلا آؤں آپ ﷺ نے شکاری کو اس کے واپس آنے تک اپنی ضمانت دی شکاری نے اسے چھوڑ دیا۔ ہرنی اپنے بچوں کو دودھ پلا کر واپس آئی اور اپنا وعدہ پورا کر دیا۔ جب وہ شکاری کے پاس آئی تو اس نے پھر اسے باندھ دیا مگر بعد کو حضرت کے کہنے سے اس پر احسان کیا اور آزاد کر دیا۔

خندق کے دن ابن حکم کی پنڈلی ٹوٹ گئی آپ ﷺ نے اس پر لعاب دہن تھوک دیا اور وہ اچھی ہوگئی گویا اس میں کبھی تکلیف ہی نہ پہنچی تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے درد کی شکایت کی آپ ﷺ نے انہیں اپنے مبارک قدم سے ٹھکرایا پھر وہ درد کبھی دوبارہ نہ اٹھا۔ ایک دن آپ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے مٹھے گھوڑے پر سوار ہوئے وہ آپ کی برکت سے ایسا تیز ہو گیا کہ تیز سے تیز دوڑنے والا گھوڑا کبھی اس سے آگے نکل ہی نہ سکا۔ ابوجہل نے آپ کے کسی صحابی کا ہاتھ چبا ڈالا تھا آپ ﷺ نے ہاتھ پر تھوکا اور مل دیا فوراً اچھا ہو گیا۔ نبی ﷺ کے معجزوں میں سے ایک بڑا معجزہ قرآن مجید ہے جو زبردست ستودہ کار کی طرف سے اترا ہے۔ وہ قرآن جس کی تالیف کی وجہ سے عقلیں فہیم و ذکی بن گئیں اور ہر کہی ہوئی بات اس کے کلموں کی ترکیب سے سب پر فوقیت لے گئی اس کی فصاحت کے سامنے عرب کے بڑے بڑے بلیغ گونگے اور بے زبان ہو گئے۔ اور اس کے اعجاز و ایجاز کی زہریلی تلوار ان کی گردنیں کاٹنے کے لئے کاری ضرب ہو گئی۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے ان گنت اور بے شمار معارف جمع کر دیئے ہیں اور دارین کی

مصلحتیں اور بہبودیاں اس میں بھر دی ہیں۔

نعت شریف

غم اس کی جدائی کا مجھے شام و سحر ہے
یثرب کا جو سورج ہے وہ بطحا کا قمر ہے

ہیں شافع محشر وہ شہنشاہ دو عالم
اُمت کو بھلا کس لیے محشر کا خطر ہے

کفار بھی لے آئیں نہ کیوں آپ پہ ایمان
تاثیر نبوت کی رسالت کا اثر ہے

ہے سورۃ والیل میں گر زلف کی تعریف
والشمس میں توصیف رُخِ فخر بشر ہے

لولاک لما حق نے کہا شان میں جس کے
وہ ختم رسل ہے وہ شہِ جن و بشر ہے

جس کے قدِ بے سایہ کا اک سایہ ہے طوبےٰ
وہ قامت محبوب مرے پیش نظر ہے

عشقِ رُخِ احمد سے ہے دل اپنا منور
تاریکیٔ مرقد سے نہیں خوف و خطر ہے

قربان لب لعل و خط سبز نبی پر
یاقوت ہے مونگا ہے زمرد ہے گہر ہے

فرماتے ہیں سرور کہ مرے دین کا حامی
صدیق ہے عثمان ہے حیدر ہے عمر ہے

ہو جاؤں گدا کوچۂ حضرت کا رفیقؔ
خواہاں ہوں نہ دولت کا نہ کچھ خواہش زر ہے

حضرت کے مناقب کا ایک ایسا وسیع دریا ہے جس کا کنارہ ڈھونڈے نہیں پایا جا سکتا اور ایسی برسنے والی بدلی کی بارش ہے جس کی حد معلوم نہیں ہو سکتی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ فرماتے ہیں میں نے حضرت سے آپ کے طریقہ اور سنت کو دریافت کیا فرمایا میرا راس المال اور اصل پونجی معرفت ہے اور میرا اصل دین عقل ہے میری بنیاد محبت، میری سواری شوق، میرا انیس ذکر الٰہی، میرا خزانہ توکل، میرا رفیق حزن، میرا ہتھیار علم، میرا اوڑھنا بچھونا صبر، میرا لوٹ کا مال رضا، میرا فخر فقر، میرا پیشہ زہد، میری قوت یقین میرا بر، اور صدق اور سچائی میرا

حسب خدا کی بندگی میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے میرے دل کا پھل اپنے رب کا ذکر میرا غم اپنی گنہگار امت کے لئے ہے میرا شوق اپنے پروردگار کی جانب نسفی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سر مبارک خداوند تعالیٰ نے برکت سے پیدا کیا اور آپ کی دونوں خوبصورت آنکھیں حیا سے کان غیرت سے زبان ذکر سے دونوں لب تسبیح سے چہرہ مبارک رضا سے سینہ مبارک اخلاص سے دل رحمت اور شفقت و مہربانی سے دونوں ہاتھ کرم سے بالوں کو بنایا تات جنت سے لعاب دہن کو جنت کے شہد سے لحم کو جنت کی مشک سے ہڈی کو کافور بہشتی سے دندان مبارک کو اس کی مبارکی سے دونوں پاؤں رضا سے دونوں بازو قوت سے پھر جب خداوند کریم نے ان تمام باتوں سے آپ کی تکمیل کر دی تو اس امت کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجا اور فرمایا یہ میرا ہدیہ اور تحفہ ہے اس کی قدر ہے منزلت پہچانو اور اس کی عظمت کی اچھی طرح نگہداشت کرو۔

پیش از ہمہ شاہان غیور آمدۂ — ہر چند کہ آخر بظہور آمدۂ
اے فخر رسل قرب تو معلوم شد — دیر آمدہ زِرہ دور آمدۂ

الغرض خداوند کریم نے جمال اور خوبصورتی کا بیش بہا تاج آپ کے سر پر دھرا اور کمال کا لباس زیب تن کیا آپ کو شریف اور پاک خصلتوں سے زینت بخشی۔

حُسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری — آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری
بلغ العلیٰ بکمالہٖ — کشف الدجیٰ بجمالہٖ
حسنت جمیع خصالہٖ — صلوا علیہ وآلہٖ

نظم:

شَفِیْعٌ مُّطَاعٌ نَبِیٌّ کَرِیْم — قَسِیْمٌ جَسِیْمٌ نَسِیْمٌ وَسِیْم
مُحَمَّدْ حَبِیْبِیْ طَبِیْبِیْ عَلِیْم — حَرِیْصٌ عَلَیْنَا رَؤُفٌ رَّحِیْم
بَشِیْرٌ نَذِیْرٌ سِرَاجٌ مُّنِیْر — مَحْبُوْبٌ حَکِیْمٌ حَمِیْدٌ عَظِیْم
صَفِیٌّ وَّفِیٌّ حَفِیٌّ عَفِیْف — خَفِیٌّ جَلِیٌّ عَلِیْمٌ کَلِیْم
رَسُوْلٌ کَرِیْمٌ خَبِیْرٌ شَهِیْر — نَبِیٌّ اَمِیْنٌ مُّعِیْنٌ حَلِیْم

فَطُوْبٰی لَنَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِیْنَ
وَلِلْکَافِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْم

پس یہ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی عنایت اور رحمت ہے کہ اس نے نوع بشر سے ہمارے پاس وہ رسول بھیجا جو ہم کو خدا سے ڈراتا اور خوشخبری بہشت اور نعمت ہائے جنت کی سناتا ہے۔ کیسا رسول جس کی شان انك لعلی خلق عظیم ہے جس کی صفت طٰہٰ ویٰسین ہے۔ ہمارے حضور شفیع المذنبین رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم۔ تمام خلق خدا پر غایت درجہ کے شفیق اور نہایت ہی رحیم و کریم اور مہربان تھے۔ خود خداوند تعالیٰ نے فرمایا۔ وما ارسلنك الا رحمة للعالمین۔ اے حبیب ہم نے تمہیں تمام عالم کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ اور ارشاد فرمایا لقد جاء کم رسول من انفسکم عزیز علیه ماعنتم حریص علیکم بالمومنین روف رحیم۔ بہ تحقیق تمہارے پاس ایک رسول تمہاری ہی جنس میں سے آئے کہ جن پر تمہارا رنج و تکلیف میں رہنا گراں تمہارے اسلام لانے پر حریص مسلمانوں پر رحیم و مہربان ہیں۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود لب اعجاز نما سے یوں ارشاد فرمایا۔

گفت پیغمبر شمارا کے مہان — چوں پدر ہستم شفیق و مہربان

مکہ میں جب کفار قریش نے حضرت کو جھٹلایا اور حد سے زیادہ ایذا دی جانے لگی تو جناب جبرئیل امین علیہ السلام تشریف لائے اور کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ نے ملک الجبال (وہ فرشتہ جس کے اختیار میں پہاڑ وغیرہ ہیں) کو حکم فرما دیا ہے کہ محمد رسول اللہ (ﷺ) جو فرمائیں تم اُس پر عمل کرو اور اسے بجا لاؤ وہ فرشتہ عرض کرتا ہے کہ اگر فرمائیں تو میں اخشبین (وہ دونوں پہاڑ جن کے بیچ میں مکہ معظمہ واقعہ ہے) کو ملا دوں کہ یہ قوم ہلاک و برباد اور نیست و نابود ہو جائے۔ رحمتہ للعالمین ﷺ نے فرمایا کہ میں نہیں چاہتا کہ یوں خدا کی اتنی مخلوق تباہ ہو جائے (اور پھر اک میری وجہ سے) اگر یہ ایمان نہ لائے تو ان کی اولاد اور آنے والی نسل کو خداوند تعالیٰ مومن بنائے۔

حضور انور ﷺ بڑے صابر، جفاکش اور شکیبا تھے باوجودیکہ شہنشاہ کونین سلطان دارین سرور انبیاء محبوب کبریا تھے مگر بوریئے اور ٹاٹ پر سوتے تھے پیوند لگے کپڑے پہنتے تھے۔ کہتے ہیں کہ ہفتوں اس جناب کے گھر چولھے نہیں پھونکے جاتے تھے۔ آج کہیں سے کھجوریں آگئیں سب نے مل کر اللہ کا شکر بھیج کر اک اک دو دو کھالیں اور بس۔ آج کہیں سے تھوڑا سا دودھ بہم پہنچ گیا اُسے ہی پی لیا۔ کبھی نہیں۔ تو کئی دن تک فاقہ مستی ہی سہی آہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت تو خیر آپ کا اعلیٰ درجہ تھا۔ آپ کے تمام اہلبیت نے دو تین دن تک بھی سیر ہو کر جو یا گیہوں کی روٹیاں نہیں کھائیں۔ اللہ اللہ مگر اس کے ساتھ صبر و شکر اور رضائے الٰہی میں ثابت قدم بھی اس اعلیٰ درجہ کے تھے کہ جس کا بیان نہیں ہو سکتا۔

''اُحد'' کا پہاڑ کہتا تھا کہ حضرت اگر فرمائیں تو میں آپ کے لئے سونا بن جاؤں کہ آپ آرام و راحت اُٹھائیں اور راہ خدا میں مجھ کو خرچ کریں آپ ﷺ فرماتے نبیًا عبداً میں اسے نہیں پسند کرتا۔ مجھے عبودیت و مسکنت پسند

ہے۔ ہائے شدت گرسنگی سے حضرت اور حضرت کے یار و انصار پیٹ پر پتھر باندھا کرتے تھے۔ غزوہ خندق (احزاب) میں صحابہ نے خندق کھودتے ہوئے حضور ﷺ سے جوع و گرسنگی کی شکایت کی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ بھوک کی شدت سے پیٹوں میں پتھر باندھتے ہیں سردار دو جہاں ﷺ نے فرمایا (جس کا خلاصہ یہ ہے) کہ عزیزو! تمہیں شاید یہ خیال ہے کہ تم بھوکے ہو اور میں آسودہ ہوں۔ یہ کہہ کر آپ نے شکم مبارک سے کپڑے ہٹائے تو دو پتھر بندھے تھے یعنی اور بھی کئی دن سے حضرت نے کچھ نہ کھایا تھا۔

ہمارے آقائے نامدار ﷺ میں حیا و شرم غایت درجہ تھی ۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کان رسول اللہ ﷺ اشد حیاء من الغدراء فی حذرھا۔ یعنی ایک نا کتخدا دوشیزہ سے بھی آپ زیادہ شرم رکھتے تھے۔ آپ میں حیا اس قدر تھی کہ ازواج مطہرات سے کھانے پینے کے لئے نہیں مانگتے تھے جو کچھ حاضر کیا گیا کھا لیا۔ کبھی خود سے گھر میں جو موجود ہوتا لے کر نوش فرما لیتے تھے۔ آپ کا شرم حیا بھی لطف و کرم سے خالی نہ تھی جیسا کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے نکاح کے قصہ میں ہے۔ جب حضرت زینب رضی اللہ عنہا امہات المومنین میں داخل ہوئیں تو انہوں نے ولیمہ کیا بعض لوگ کھانا کھا چکنے پر بھی حضرت کے یہاں آپس میں گپیں کرتے رہے۔ حضرت خود اس مجلس سے اُٹھ گئے اس خیال سے کہ میرے اُٹھنے پر یہ لوگ بھی اُٹھ جائیں گے مگر وہ لوگ اس پر بھی نہ اٹھے اگرچہ حضور ﷺ کو ان لوگوں کے بیٹھنے سے تکلیف ہوئی مگر شرم و حیا کی وجہ سے انہیں اٹھ جانے کو نہیں فرمایا چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی۔ فاذا طعمتم فانتشروا (جب کھا چکو تو منتشر ہو جایا کرو) اور ارشاد خداوندی ہوا۔ ان ذلکم کان یوذی النبی فیستحی منکم واللہ لایستحی من الحق یعنی کیونکہ اس تمہارے بیٹھنے

اور باتیں کرنے سے رسول خدا ﷺ کو ایذا ہوتی ہے مگر وہ حیا کے باعث کہتے نہیں ہیں اور اللہ تعالیٰ تو حق باتوں سے شرم و حیا کرتا نہیں (وہ تمہیں صرف کہہ سناتا ہے) دیکھئے اس حیا میں لطف و کرم اور اخلاق کی شان بھی اپنی جھلک دکھا رہی ہے۔ حضور ﷺ کے وعظ کا انداز بھی نرالا اور بہت ہی پسندیدہ تھا اور اس طرح سے وعظ و نصیحت فرماتے کہ کسی پر جبر نہ ہو اور شوق سے اس پر عمل کرتے وعظ میں آپ کا خطاب عام ہوا کرتا تھا۔ اکثر آپ اشارہ و کنایہ سے نصیحتیں کرتے تھے۔ کبھی اگلی اُمت کا کوئی ایسا قصہ بیان کر دیتے جس سے عمدہ نتیجہ اور اچھی نصیحت پیدا ہوتی۔ پند و نصائح میں آپ کے چھوٹے چھوٹے پیارے پیارے اور بلیغ و فصیح جملے ہوتے تھے حسن اخلاق اور باہمی اتفاق و اتحاد کی آپ اکثر نصیحت فرماتے تھے کبھی فرماتے لاتحسسوا ولا تجسسوا ولا تحاسدوا ولا تباغضوا کونوا عباد اللہ اخوانا۔ لوگو! ایک دوسرے کا ٹوہ نہ لیا کرو۔ عیب جوئی نہ کرو۔ حسد نہ کرو۔ کسی سے بغض نہ رکھو۔ اے بندگان خدا باہم بھائی سے رہو۔ فرماتے۔ الراحمون یرحمھم الرحمان ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء۔ رحم کرنے والوں پر رحمان رحم کرتا ہے۔ لوگو! اہل زمین پر تم رحم کرو۔ تم پر آسمان والا رحم کرے گا۔ من لم یرحم صغیر ناولم یوقر کبیرنا ولم یجل عالمینا فلیس منا جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور بڑوں کی توقیر نہ کرے اور علماء کی تعظیم نہ کرے وہ ہم لوگوں (کی جماعت) سے نہیں ہے الغیبۃ اشد من الزنا غیبت زناء سے بھی زیادہ تر سخت ہے۔ الحیاء من الایمان۔ حیا علامت ایمان سے ہے۔ حسن العھد من الایمان حسن عہد ایمان کی علامت ہے۔ من سکت سلم جس نے سکوت اختیار کیا سلامت رہا۔ انما الا عمال بالنیات جیسی نیت ویسا ہی عمل۔ من ضحك ضحك۔ جو ہنستا ہے ہنسایا جائے گا۔ حسن الظن

من الایمان۔ حسن ظن ایمان کی علامت ہے من حسن اسلام المرء ترک مالا یعنیہ لایعنی باتوں کا ترک کرنا مسلمانوں کے لئے خوبی اسلام ہے۔ المومنون اخوۃ تمام مسلمان (ایک دوسرے) کے بھائی ہیں۔ المومنون کنفس واحدۃ سب مسلمان گویا ایک جان ہے۔ لیس المومن بالطعان ولا باللعان ولا الفاحش ولا البذی۔ مومن نہ تو طعن کرنے والا ہوتا ہے نہ لعان نہ فحش بکنے والا نہ بخیل (یہ مسلمان کی شان سے نہیں)۔ سباب المسلم فسوف وقتالہ کفر۔ مسلمان کو گالی دینا فسق اور اس سے جدال وقتال (گویا) کفر ہے۔ ایاکم والظن فان الظن کذب الحدیث۔ بدگمانی سے بچو۔ بدگمانی سخت جھوٹ بات ہے۔ من یبتغ عورۃ اخیہ المسلم یبتغ اللہ عورتہ یفضحہ ولوفی جوف رجلہ۔ جو اپنے مسلمان بھائی کی افشائے راز اور عیب جوئی کے پیچھے پڑتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی عیب چینی کے پیچھے پڑ جاتا ہے اور اللہ جس کی عیب چینی کے پیچھے پڑتا ہے اسے رسوائی کر چھوڑتا ہے خواہ وہ اپنے گھر کے کسی گوشہ میں چھپا کیوں نہ ہو۔ وغیرھا کمثلھا غور کیجئے ان تمام نصائح اور چھوٹے چھوٹے حکیمانہ و عاقلانہ جملوں میں حسن اخلاق اور اتحاد و اتفاق کا سبق ہمیں کن کن عنوان سے صراحتاً کنایتاً و اشارتاً پڑھایا گیا ہے۔

ہمارے رسول خدا، محبوب کبریا، افضل الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم بہت بڑے حکیم تھے۔ اگرچہ آپ بظاہر اُمی تھے اور عرب جیسے جاہل و جنگ جو قوم میں مبعوث ہوئے تھے۔ ہاں ظاہراً جبرائیل امین علیہ السلام نے غارِ حرا میں یا موقع بہ موقع کچھ تعلیم فرمائی تھی وہ بھی برائے نام بقول کسی شاعر کے۔

تعلیم جبرائیل امین تھی برائے نام
حضرت وہیں سے آئے تھے لکھے پڑھے ہوئے

مگر باوجود اس کے آپ اتنے بڑے حکیم و دانا تھے کہ جس کا بیان نہیں۔ آپ کی بعثت سے پہلے اس قوم کی کیا حالت تھی کون سی برائیاں ان میں نہ تھیں نفاق و شقاق حد سے بڑھا ہوا تھا شائستگی و تہذیب نام کو نہ تھا کفر و معصیت کی ظلمت سے عرب سیاہ ہو رہا تھا۔ توحید سے وہ لوگ کوسوں دور تھے شرک و کفر میں مبتلا تھے۔ مذہبی پیرایہ میں بجائے خدائے وحدہٗ لاشریک کی عبادت کے بتوں کی پرستش ہوتی تھی اور ایک خداوند کریم کی بجائے تین تین خدا مانے جاتے تھے۔ خانہ کعبہ میں تین سو ساٹھ بُت رکھے تھے اور بیت اللہ میں جا کر جھانج و سیٹی بجایا کرتے تھے تمدن بھی ان ایام میں نام کو نہ تھا سرکشی اس درجہ تھی کہ کسی کے محکوم بننا پسند نہیں کرتے تھے اور کسی بادشاہ کا ان پر تسلط نہ تھا۔ آپس کی خانہ جنگیاں اس حد تک تھیں کہ الامان ذرا ذرا سی باتوں میں تلواریں میان سے باہر نکل آتی تھیں اپنی اولاد (بیٹیوں) کو قتل کر دیا کرتے تھے وغیرہ ذالک مگر جب وہ مہر تابان نبوت طلوع ہوا یعنی سرور عالم ﷺ مبعوث ہوئے تو یہ ساری بڑی خصلتیں کن عادتوں سے بدل گئیں ہمارے پیغمبر خدا ﷺ نے کیسا کایا پلٹ دیا اور کیا تدبیر و حکمت کی اور کس دانائی سے کام لیا بقول حافظ:

بجائے نغمۂ نے صوت دلکش اے حافظ

بجائے جرعۂ مے بادۂ محبت دوست

محبوب کبریا ﷺ نے انہیں بادہ محبت پلا کر عشق الٰہی اور الفت نبوی میں ایسا کچھ سرشار کر دیا کہ ماسوائے المطلوب سے بالکل انقطاع ہو گیا۔ اور وہ پہلی ساری برائیاں ان سے دور ہو گئیں اور قرب الٰہی کا مرتبہ حاصل ہو گیا اور اسلامی رنگ میں وہ پورے طور سے رنگ گئے۔ اللہ اللہ کہاں تو وہ کیفیت تھی کہاں یہ حالت ہو گئی۔ یہ تھا آپ کی دانائی و حکمت کا نتیجہ۔ اسی حکیم امت کی دانش کا نتیجہ

تھا کہ اس جاہل ناسمجھ جنگ جو قوم نے کل ۲۲ برسوں میں وہ نمایاں ترقی کی کہ اغیار دنگ ہو گئے اور وہ قوم ایسی کچھ مہذب و شائستہ ہو گئی کہ غیر اقوام استعجاب و حیرت سے دیکھتی تھیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی اقوال و افعال حکمت و دانائی سے خالی نہیں ہوتے تھے اگرچہ وہ حکمت میری چھوٹی سی عقل میں نہ آئے۔ یاد رکھئے کہ شریعت کی کوئی بات خلاف عقل نہیں تمام اوامر و نواہی مطابق حکمت اور موافق عقل ہیں مگر یہ سب کچھ ضرور نہیں کہ ہر کس و ناکس اس کو سمجھ جائے اور سب کی عقلوں میں وہ باتیں آ جائیں۔

غزوۂ اُحد کا قصہ اوپر بیان ہو چکا ہے جس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی غایت حلم و صبر اور رحم و کرم کی نمو ظاہر ہوتی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رحم و کرم کے حالات کہاں تک بیان کئے جائیں اس کے لئے ایک دفتر چاہیے مختصر یہ کہ حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم تمام خلق کے لئے سراپا خُلق و رحمت تھے اور اپنی امت پر حضرت از حد شفیق تھے ہمہ دم ان کی صلاح و فلاح کی تدابیر سوچا کرتے تھے۔ اپنی اُمت کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمیشہ خیال رہتا تھا۔ ولادت کے وقت بھی سرور دو جہاں نے یاد کیا اور یارب اُمتی۔ یارب اُمتی فرمایا اور زندگی بھر جو کچھ احسانات و کرم کئے وہ اظہر من الشمس ہیں اور آخر وقت میں بھی امت کا ہی خیال دامن گیر تھا اور واللہ خلیفتی من بعدی یعنی اللہ تعالیٰ میرے بعد میری امت کا نگہبان ہے فرمایا اور یہ ظاہری آنکھیں بند کر لینے کے بعد بھی (مرقد مبارک میں) ہم غلاموں کو یاد فرمایا اور یارب اغفر امتی یارب اغفر امتی۔ پروردگار میری امت کی مغفرت کر۔ اے رب میری امت کو بخش دے۔ فرمایا اور میرے آقا۔ میری سرکار۔ میرے مایہ دل باعث ناز۔ ولی نعمت صلی اللہ علیہ وسلم

آج بھی ہمیں نہیں بھولے ہیں اور دیکھنے والے دیکھتے ہیں۔

لب بشکر خندہ بیاراستہ
امت خود را از خدا خواستہ

آپ کی شان یہ ہے۔

سید و سرور محمد نور جاں
بہتر و مہتر شفیع مجرماں

آپ کے خلق وکرم اور لطف ورحم کے متعلق یہ چند اشعار کیا خوب ہیں۔

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا
مرادیں غریبوں کی بر لانے والا
مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا
وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا
غلاموں کا والی یتیموں کا مولیٰ
فقیروں کا ملجی غریبوں کا ماویٰ
خطاکار سے درگزر کرنے والا
بد اندیش کے دل میں گھر کرنے والا
مفاسد کا زیرو زبر کرنے والا
مصیبت میں سینہ سپر کرنے والا

یا یوں کہو کہ:

ع قبائل کا شیر وشکر کرنے والا
بتاؤں تمہیں اُن کا اسم مجد
محمدؐ محمدؐ محمدؐ محمدؐ

سبحان اللہ نام نامی بھی کیسا ہی پیارا اور کیا شیریں ہے۔ جب نام لیجئے تو غایت حلاوت سے دوبار لب سے لب چپک جاتے ہیں۔

پس ایں دلیل حلاوت باسم پاک رسول
کہ لب بلفظ محمدؐ دوبار می چسپد

اللھم صل وسلم وبارك وترحم علی حبیبنا و شفیعنا وسیدنا ومولانا محمد و آلہٖ و صحبہٖ اجمعین۔

مسلمانو! ہماری مسلمانی پر تف ہے۔ اگر ہم ایسے نبی کریم ﷺ کا ذکر خیر نہ کریں اُن سے الفت ومحبت وعشق وغرام نہ پیدا کریں ان کے فرمان پر عمل نہ کریں۔ ان کی پاک شریعت کی توقیر اور انہیں درود وسلام سے یاد نہ کریں اور اُن کے اخلاق و عادات اوضاع و اطوار کو اخذ اور ان کے پیرو نہ ہوں اے خدا اپنے حبیب لبیب تک ہزاروں کروڑوں بے شمار صلوٰۃ وسلام کے بعد یہ پیام پہنچا دے کہ یارسول اللہ ﷺ! اپنی اُمت کی خبر لیجئے اور ایک بار نگاہ کرم سے دیکھ لیجئے۔

اے بسرا پردۂ یثرب بخواب — خیز کہ شد مشرق و مغرب خراب
منتظر آن را بلب آمد نفس — اے زتو فریاد بفریاد رس
بر رخ تاباں نقاب اند اختی — درد و عالم انقلاب اند اختی

نعت شریف

کس شان کا ہے صل علیٰ نام محمدؐ — ہے عرش معلیٰ پہ لکھا نام محمدؐ
آنکھوں میں کھنچا جلوۂ توحید کا نقشہ — جب نقش مرے دل پہ ہوا نام محمدؐ
تعظیم یہ کہتی ہے کھڑے ہوکے ادب سے — ہے قابل تسلیم و رضا نام محمدؐ
تکلیف میں مشکل میں مصیبت میں بلا میں — کافی ہے ہمیں نام خدا نام محمدؐ

ہے جلوۂ وحدت سے عیاں شان رسالت — کب نام خدا سے ہے جُدا نام محمد
آتی ہے نظر اُن کو دو عالم کی تجلی — لیتے ہیں جو آنکھوں سے لگا نام محمد
بندوں کا تو کیا ذکر ہے اللہ کو الفت — اللہ غنی صل علیٰ نام محمد

حدیث شریف میں وارد ہے کہ ہمارے سرکار سرور کائنات ﷺ بڑے ہی جواد وسخی تھے جس نے جو مانگا (اور موجود ہوا) بلا عذر فی الفور دے دیا کبھی سنا نہیں گیا کہ حضور ﷺ سے کچھ سوال کیا گیا ہو اور آپ نے جواب میں (نہیں) فرمایا ہو۔

ما قال لا قط الا فی تشھدہ — لو لا التشھد کانت لاءُ نعم

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بار میں اور جناب رسول اللہ ﷺ اُٹھے اور کہیں چلے کہ ایک (گنوار) دیہاتی آیا اور اس زور سے حضرت کی ردائے مبارک دوش شریف سے کھینچی کہ گلوئے مبارک میں خراش آ گیا۔ حضرت نے پلٹ کر دیکھا کہ کون ہے کیا کہتا ہے اس نے کہا میرے یہ دونوں اونٹ بار کر دیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اچھا میری چادر تو چھوڑو اس نے کہا میں آپ کو ہرگز نہ چھوڑوں گا جب تک کہ آپ میرے اونٹوں کو بار دار نہ کر لیجئے گا۔ بعض روایتوں میں آیا ہے کہ آپ ﷺ ہنس پڑے اللہ رے کریمی اور اللہ رے حلم۔ اور حضرت نے فرمایا ان کے ایک اونٹ پر جو اور ایک پر کھجور لاد دو چنانچہ بیت المال سے کھجور اور جو سے دے دیا گیا۔ ازیں قبیل بہتیری احادیث ایسی مروی ہیں جن سے حضرت کی جود وسخاوت (کرم وحلم کی شان ثابت ہوتی ہے)

حضور انور ﷺ میں حسن عہد، وعدہ وفائی، صلہ رحمی از حد تھی فرمایا حسن العھد من الایمان۔ حضرت وعدہ کو ضرور پورا کرتے تھے۔ عبداللہ بن ابی الحسماء کہتے ہیں کہ قبل نبوت جناب رسالت مآب ﷺ میں نے حضرت سے کچھ خرید وفروخت کیا

میرے ذمہ کچھ اس کی قیمت باقی رہ گئی میں نے کہا کہ آپ یہیں تشریف رکھیں میں آتا ہوں حضرت نے فرمایا ''اچھا'' میں یہ کہہ کر وہاں سے چلا آیا اور بالکل بھول گیا تین دن گزر گئے چوتھے دن جو ادھر سے گزرا تو آپ کو اسی جگہ دیکھا آپ نے مجھ سے فرمایا واہ میں تین دن سے اب تک تمہارے انتظار میں اسی جگہ ہوں (دیکھئے! باوجود اس مشقت کے ذرا ناک بھوں نہ چڑھایا غصہ بھی نہ ہوئے) سبحان اللہ یہ ہے ایفائے وعدہ کہ اصل وعدہ کرنے والے تو بھول گئے اور چوتھے دن آئے۔ وہ بھی بالقصد نہیں اور حضرت تین دن سے وہیں کھڑے ہیں سبحان اللہ۔

یآیھا المشتاقون بنور جماله صلوا علیه و آله:

کسی نے ام المومنین محبوبہ سید المرسلین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے التماس کیا حضرت کے اخلاق سے مجھے خبر دیجئے فرمایا تو دنیا کی سب چیزیں شمار کر دے عرض کیا دنیا کی سب چیزیں کون شمار کر سکتا ہے فرمایا حق تعالیٰ متاع دنیا کو قلیل اور خلق محمدی کو عظیم فرماتا ہے جبکہ متاع دنیا شمار میں نہیں آ سکتی تو آپ کے خلق عظیم کا بیان کس سے ہو سکتا ہے سچ فرمایا مسلمانوں کی ماں نے خدا اُن کو جزائے خیر دے اور اعلیٰ علیین میں رسول اللہ ﷺ کی رفاقت سے مشرف کرے جبکہ پروردگار آپ کے خلق کو بڑا فرمائے تو بشر کی کیا مجال کہ اس کا بیان کر سکے۔

وصف خلق کسے کہ قرآن ست　　　خلق را وصف او چہ امکان ست

آپ ﷺ فرماتے ہیں مجھے اللہ تعالیٰ نے واسطے اتمام مکارم اخلاق و محاسن افعال کے بھیجا ہے اور براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ تمام عالم سے زیادہ خوبصورت اور خوش سیرت تھے۔ بعض صحابہ سے منقول ہے میں نے کوئی شخص حضرت سے زیادہ تبسم کرنے والا یعنی خوش مزاج نہ دیکھا زہد و ورع و عفت و حیا اور خوف و رجا اور رحم و کرم اور شجاعت و سخاوت اور صبر و شکر اور تسلیم و رضا اور تواضع و تقویٰ اور خورش و پوشش اور کلام و روش اور نشست و برخاست اور تمام

امور معاش و معاد و سیاست و تدبیر منزل اور سب قول و فعل جناب کے ایسے خوبی کے ساتھ تھے کہ آج تک نظیر اُن کا پیدا نہ ہوا۔ عدالت کہ رعایت اس کی تمام اخلاق میں ضرور ہے آپ کے عادات و اخلاق میں اس درجہ مرعی تھے کہ مافوق اس سے متصور نہیں۔ بالفرض اور معجزات ظہور میں نہ آتے تو آپ کے سچے ہونے پر گواہی آپ کی صورت و سیرت کی کہ دو گواہ عادل ہیں کفایت کرتی ہزاروں منکر صورت مبارک دیکھ کر کہتے لیس ھذا وجہ الکذابین یہ منھ جھوٹوں کا سا نہیں اور بہت مخالف آپ کے اخلاق و عادات دیکھ کر ایمان لائے۔ صاحب مواہب نقل کرتے ہیں کہ آپ نے حنین کے دن اس قدر اونٹ اور بکریاں دیں کہ صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ نے باوجود اس دشمنی اور عداوت کے کہا میں گواہی دیتا ہوں ایسی بخشش پیغمبر کے سوا کوئی نہیں کر سکتا۔ اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمداً رسول اللہ اور عکرمہ بن ابی جہل آپ کے کمال عفو پر نظر کر کے ایمان لائے۔ علامہ مجد الدین صراط المستقیم میں لکھتے ہیں ایک یہودی کا آپ پر قرض آتا تھا اس نے تقاضا کیا فرمایا صبر کر ابھی وعدہ کا دن نہیں آیا۔ اس نے کہا اے اولاد عبدالمطلب وعدہ خلافی تمہارا پیشہ ہو گیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یہ بے ادبی دیکھ کر برہم اور اس کے قتل پر آمادہ ہوئے آپ نے ان کو روکا اور فرمایا حلم کرنا چاہیے۔ یہودی نے کہا اے خدا کے سچے رسول میں پیغمبر کی سب نشانیاں آپ میں پاتا تھا صرف یہی بات باقی تھی کہ پیغمبر سے جس قدر جہل اور بے ادبی کے ساتھ پیش آتے ہیں وہ اس کے مقابلے میں عفو اور حلم کرتا ہے۔ سو اس بات کی آزمائش کے لئے یہ بے ادبی مجھ سے واقع ہوئی اور یہ صفت بھی آپ میں پائی۔ اب مجھے آپ کی پیغمبری میں کچھ شک نہ رہا اور میں ایمان لایا۔ جب عبداللہ بن ابی کہ منافقوں کا سردار اور بڑا دشمن سید ابرار کا تھا واصل جہنم ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدرخواست اس کے بیٹے کے کہ مسلمان کامل تھا اپنا قمیص مبارک کفن کے واسطے عنایت فرمایا اور جنازے کی

نماز پڑھی۔ یہ حال دیکھ کر ہزار آدمی ابن ابی کی قوم سے مسلمان ہوئے۔
آپ ﷺ فرماتے ہیں ادبنی ربی فاحسن تادیبی لڑکپن سے وہ جناب ایسے عادات و اخلاق کے ساتھ مہذب تھے کہ کوئی شخص ہزاروں برس کی ریاضت و مشقت کے بعد ایک شمہ اُن کا حاصل نہیں کر سکتا۔ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں آپ ﷺ بچپن میں بھی سب بُری خصلتوں سے کہ بچوں میں ہوتی ہیں مجتنب رہتے اور جو چیز ہاتھ میں لیتے بسم اللہ کہہ کر سیدھے ہاتھ میں لیتے۔ اگر لڑکے کھیلنے کو بلاتے فرماتے مجھے کھیلنے کے لئے نہیں پیدا کیا ہے۔ ایک روز حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا نے مہرۂ یمانی کا ہار دفع نظر کے واسطے گلے میں ڈالا آپ نے اُتار کر پھینک دیا اور فرمایا میرا حافظ و نگہبان میرے ساتھ ہے اور ہمیشہ شرک کی رسموں اور کفر کی مجلسوں سے احتراز فرماتے اور کفار احیاناً کسی ایسی تقریب میں بلاتے تشریف نہ لے جاتے بلکہ خلق کی صحبت و مخالطت سے نفرت رکھتے۔ خلوت و تنہائی پسند فرماتے غار حرا میں جا کر عبادت کرتے یہاں تک کہ منصب رسالت پر سرفراز ہوئے پھر تو نور نبوت سے آپ کے اخلاق و عادات کو اور بھی رونق ہوئی۔ اور ہدایت ازلی کہ روز ولادت سے در پردہ مربی تھی ظاہر و برملا تربیت فرمانے لگی یہاں تک کہ سب خوبیوں میں اس جناب کو کمال حاصل ہوا اور کوئی دقیقہ تہذیب و تکمیل کا باقی نہ رہا۔

آنحضرت ﷺ کسی وقت اور کسی حالت میں خدا کی یاد سے غافل نہ ہوتے۔ اس لئے کہ امر و نہی بیان احکام شرع اور وعدہ وعید اور ترغیب و ترہیب اور دعاء و سوال کھانا پینا اٹھنا بیٹھنا سونا جاگنا چلنا پھرنا اور تمام افعال و اقوال اس جناب کے صرف خدا ہی کے واسطے تھے اور باوجود اس کے اگر بظاہر ان امور میں مشغول ہوتے باطن آپ کا ہر وقت خدا کی طرف متوجہ رہتا اور کوئی کام آپ کو ذکر الٰہی سے مانع نہ ہوتا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ

اللہ تعالیٰ کو ہر وقت یاد کرتے یہاں تک کہ عالم خواب میں بھی دل مبارک انتظار وحی میں بیدار رہتا مگر نماز کو تمام عبادت سے عزیز سمجھتے اور فرماتے میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔ بعض اوقات پائے مبارک نماز کی کثرت سے سوج جاتے علی الخصوص نماز تہجد سفر و حضر میں ترک نہ کرتے اور باآنکہ امت پر فرض نہیں۔ نہایت تحریص اور ترغیب فرماتے اور نماز میں ایسی آواز سینۂ مبارک سے محسوس ہوتی جیسے دیگ جوش مارتی ہے اور اس عبادت کو نہایت خشوع اور خضوع کے ساتھ ادا کرتے جو خوشی اور راحت آپ کو نماز میں حاصل ہوتی کسی وقت اور کسی عبادت میں نہ ملتی جب آتش شوق سینہ پر سکینہ میں بھڑکتی فرماتے ارحنا یا بلال بالصلوٰۃ یعنی اے بلال اذان کہو وضو کے لئے پانی لا کہ باطن کو تسکین اور دل کو راحت ہو۔ آنحضرت ﷺ عاجزوں سے عاجزی اور رانڈوں اور یتیموں کی دلجوئی اور ضعیفوں کی مدد فرماتے یہاں تک کہ کہتے ہیں معراج کے صبح ایک یہودی کی لونڈی کا بوجھ اپنی پیٹھ پر اٹھا کر اس کے گھر پہنچا دیا یہودی نے جو اس جناب کو اس حال سے دیکھا عرض کیا شاید رات آپ کو معراج ہوا فرمایا تو نے کس طرح جانا عرض کیا میں نے اگلی کتابوں میں دیکھا ہے کہ آخر زمانے میں پیغمبر معراج کے صبح ایک منکر کی لونڈی کا بوجھ اٹھا کر اس کے گھر پہنچا دیں گے اور آپ اپنے یاروں اور گھر والوں سے امتیاز کسی کام میں درست نہ رکھتے اپنے ہاتھ سے کپڑوں میں پیوند لگاتے اور نعلین مقدس گانٹھ لیتے اور گھر میں جھاڑو دیتے اور بکریاں دوہ لیتے اور کپڑوں میں اگر کوئی چیز لگ جاتی اپنے ہاتھ سے دھو ڈالتے اور اپنے ہاتھ سے جانوروں کو گھانس دیتے اور کھولتے باندھتے خادموں کے ساتھ بازار سے سودا خرید لاتے چھوٹے بڑے کو سلام کرتے رات دن کا لباس ایک رکھتے جو ضیافت کرتا قبول فرماتے اور جو کھلاتا کھا لیتے ہر ایک سے تبسم اور کشادہ روئی کے ساتھ کلام کرتے گھر والوں کی خدمت کرتے اور مسجد کے بنانے میں بنفس نفیس

شریک ہوتے اور غزوہ اخزاب میں تیسرے فاقے پتھر پیٹ سے باندھے یاروں کے ساتھ خندق کھودتے ہر چند صحابہ نے روکا پذیرانہ فرمایا کسی سفر میں بکری ذبح کرنے کی ٹھہری ایک صحابی نے کہا ذبح کرنا اس کا میرے ذمہ ہے دوسرے نے کہا میں گوشت بناؤں گا تیسرے نے کہا میں پکاؤں گا فرمایا میں لکڑیاں جمع کر لاؤں گا عرض کیا یارسول اللہ ﷺ کیا ہم کافی نہیں۔ آپ کس لئے تکلیف اٹھاتے ہیں فرمایا میں جانتا ہوں تم کفایت کرو گے مگر خدا تعالیٰ اسے دوست نہیں رکھتا جو یاروں سے اپنا امتیاز چاہتا ہے۔

اس کان کی ثنا نہیں ممکن زبان سے
دیکھا نہ آنکھ سے نہ سُنا ہم نے کان سے

یاایھا المشتاقون بنور جمالہ صلوا علیہ وآلہٖ

قال اللہ تعالیٰ یٰایھا النبی انا ارسلنٰک شاھداً ومبشراً ونذیرا وداعیاالی اللہ باذنہ وسراجاً منیرا۔

اے نبی ہم نے تجھے بھیجا گواہ اور خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا اور خدا کی طرف اس کے حکم سے بلانے والا اور چراغ چمکتا۔

فائدہ علما نے اس جگہ چار وجہ تشبیہ کی بیان فرمائیں۔

اول: جس طرح چراغ سے تاریکی دور ہوتی ہے اور مکان روشن ہو جاتا ہے اسی طرح پیغمبر ﷺ کے وجود باجود سے کفر و شرک کی تاریکی دور ہوئی اور تمام عالم نور ایمان و عرفان سے منور اور روشن ہو گیا۔

دوم: جس گھر میں چراغ ہوتا ہے اس میں چور نہیں جاتا۔ اسی طرح جس دل میں حضرت کی محبت کا چراغ روشن ہے وزد و متاع ایمان یعنی شیطان اس پر قابو نہیں پاتا۔

سوم: چراغ کا نور خانہ تیرہ کو روشن کرتا ہے اور آپ کی محبت کا نور دل تیرہ کو

روشنی بخشتا ہے۔

چہارم: جس گھر میں چراغ ہوتا ہے وہاں بیٹھنے سے جی نہیں گھبراتا اسی طرح جس دل میں حضرت کی یاد ہے غم والم اس کے پاس نہیں آتا اور بعض مفسرین سراج منیر کو آفتاب سے تفسیر کرتے ہیں اور آیۃ تبارك الذی جعل فی السماء بروجاً وجعل فیها سراجاً و قمراً منیراً کو اس تفسیر کی دلیل ٹھہراتے ہیں اس تقدیر پر وجہ تشبیہ کی یہ ہے کہ جس طرح سورج کا نور تمام عالم میں محیط ہے۔ اسی طرح سارا جہان آپ کے نور سے منور ہے اور جس طرح خدائے تعالیٰ نے ستاروں کو مسافروں کی رہنمائی کے واسطے بنایا اور آفتاب کو اس بات میں ان سے ممتاز فرمایا اسی طرح انبیاء علیہم السلام کو گمراہوں کی ہدایت کے واسطے بھیجا اور ہمارے حضرت کو تمام فضائل اور کمالات میں ان سے افضل واکمل کہا والضحیٰ واللیل اذا سجیٰ یعنی اے محمد قسم تیری روئے درخشاں کی کہ صبح کے مانند روشن و تاباں ہے اور قسم تیرے زلف مشکین کی کہ رات کی طرح سیاہ ہے ماودعك ربك وما قلی نہ تجھے تیرے رب نے چھوڑا اور نہ دشمن پکڑا طٰہٰ ما انزلنا علیك القرآن لتشقیٰ طا کے عدد نو اور ہا کے پانچ ہیں ۹ اور ۵ چودہ ہوتے ہیں یعنی اے چودھویں رات کے چاند ہم نے تجھ پر قرآن اس لئے نازل نہیں کیا کہ تو مشقت میں پڑے و النجم اذا ھویٰ ماضل صاحبکم وما غویٰ شفا میں امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں نجم سے ذات پاک اور دل مبارک مراد ہے۔ ملا علی قاری اس کی شرح میں کہتے ہیں آپ کا دل بھی نور ہے اور بدن بھی نور بلکہ سب انوار اس سے روشن ہیں۔ آپ نے دعا کی اللھم اجعلنی نوراً اور خدائے عزوجل نے انہیں نور فرمایا تو بدن شریف کے نور ہونے میں کیا شبہہ رہا پس معنی آیۃ کے یہ ہیں قسم محمد ﷺ یا ان کے دل کے وہ گمراہ نہ ہوئے اور نہ بے راہ چلے جو لوگ راہ و رسم محبت سے واقف ہیں لطف اس قسم کا جانتے ہیں کہ جس طرح

محبّ اپنے محبوب کی قسم کھا کر اس سے الزام دفع کرتا ہے یہاں بھی وہی قاعدہ ہے گویا ارشاد ہوتا ہے مجھے اپنے پیارے محمد کی قسم ہے وہ ان باتوں سے پاک اور منزہ ہے اور سلمی تفسیر حقائق میں طارق اور نجم ثاقب سے بھی ذات بابرکات مراد لیتے ہیں۔ امام المحدثین محمد بن اسماعیل بخاری اور مسلم بن حجاج نیشاپوری حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کان رسول اللہ ﷺ ازھر اللون یعنی رنگ آپ کا کمال روشن تھا کان عرقہ اللولو گویا آپ کا پسینہ موتی ہے اذا مشی تکفا جب چلتے پاؤں بقوت اٹھاتے یعنی دلیروں اور اقویا کی طرح مامسست دیباجۃ۔ ولا حریرا الین من کسف رسول اللہ ﷺ ولا شممت مسکا ولا عنبرۃ اطیب من رائحۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں نے کوئی دیبا و حریر حضرت کی ہتھیلی سے زیادہ نرم نہ چھوا اور کوئی مشک وعنبر آپ کی خوشبو سے زیادہ خوشبودار نہ سونگھا۔ جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رایت رسول اللہ ﷺ فی لیلۃ اضحیان میں نے حضرت کو شب ماہ میں دیکھا فجعلت انظر الی رسول اللہ ﷺ والی القمر وعلیہ حلۃ حمراء فاذا ھو۔ احسن عندی من القمر پھر میں نے شروع کیا کبھی آپ کو دیکھتا اور کبھی چاند کو اور آپ پر سرخ دھاری دار حلہ تھا پس ناگاہ مجھے حضرت چاند سے زیادہ خوبصورت معلوم ہوتے تھے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ مارئیت شیئاً احسن من رسول اللہ ﷺ کان الشمس یجری فی وجھہ یعنی میں نے کوئی شے حضرت سے زیادہ خوبصورت نہ دیکھی گویا آفتاب اُن کے چہرہ میں رواں ہے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی منقول ہے جب حضرت ہنستے دیواریں روشن ہو جاتیں اور آپ کے دانتوں کا نور دھوپ کی طرح اُن پر پڑتا۔ بعض صحابہ سے منقول ہے خوشی کے وقت چہرہ مبارک اس قدر چمکتا کہ دیواروں کا عکس اس میں نظر آتا اور ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اذا تکلم روی کالنور یخرج من بین ثنایاہ جب آپ کلام کرتے یہ معلوم ہوتا گویا نور

آپ کے اگلے دانتوں سے نکل رہا ہے۔ بعض صحابہ کہتے ہیں اگر تو حضرت کے چہرے کو دیکھتا تو یہ معلوم ہوتا گویا آفتاب طلوع کرتا ہے ایک بار حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا آپ خوبصورت ہیں یا حضرت یوسف علیہ السلام۔ فرمایا میں ملیح زیادہ ہوں اور وہ خوب گورے تھے چونکہ نمک کا خاصہ ہے ہر چیز کو اپنے مزے پر لے آتا ہے اور جس کھانے میں پڑتا ہے اسے مزے دار کر دیتا ہے۔ اس لئے حکیم مطلق نے اس ہادی برحق کو ملیح کیا تا ایک عالم کو اپنی کیفیت سے متکیف اور مذاق معرفت سے بہرہ مند و مشرف کریں۔

بروایت صحیحہ ثابت ہوا حضرت جس سے مصافحہ کرتے خوشبو مشک کی اس کے ہاتھ سے آتی اور جس بچے کے سر پر ہاتھ رکھتے اس کے سر سے عرصہ تک خوشبو نہ جاتی جس گلی سے گزرتے لوگ خوشبو سے پہچانتے کہ ہمارے حضرت ﷺ اس طرف سے تشریف لے گئے ہیں۔ ام سلیم آپ کا پسینہ شیشے میں جمع کرتیں اور کپڑوں میں لگاتیں۔ مشک اور عطر سے زیادہ خوشبو پاتیں۔ ایک عورت کو تھوڑا پسینہ عنایت ہوا جب کپڑوں میں ملتی تمام گھر مہک جاتا۔ یہاں تک کہ لوگ اس کے گھر کو بیت مطیبہ کہتے اور کئی پشت تک اس کی اولاد میں خوشبو باقی رہی۔
حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک دن حضرت نے اپنا ہاتھ میرے رخسارے کو لگایا اس طرح خوشبودار سردی محسوس ہوئی گویا ابھی صندوقچہ عطر فروش سے نکلا ہے۔
وائل بن حجر کہتے ہیں میں نے حضرت سے مصافحہ کر کے اپنا ہاتھ سونگھا مشک سے زیادہ خوشبو آتی تھی۔ محمد بن سعید بن مطرف رضی اللہ عنہ نے خواب میں دیکھا کہ سرور دو عالم ﷺ نے اُن کے رخسار پر بوسہ دیا بیدار ہوئے تو تمام گھر مہک رہا تھا اور اس رخسار سے آٹھ دن تک مشک کی خوشبو آتی رہی اور سید قمر الدین اورنگ آبادی خواب میں مصافحہ شریف سے مشرف ہوئے۔ مدت تک مشک کی خوشبو اُن کے ہاتھوں سے محسوس ہوتی۔

زنسیم جانفزایت تن مردہ زندہ گردد
زکدام باغے اے گل کہ چنیں خوش ست بویت

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے منقول ہے میں بیمار تھا۔ حضرت میری عیادت کوتشریف لائے اور اپنا ہاتھ میری پیشانی پر رکھا پھر میرے منہ اور سینہ پر پھیرا اس دن سے اب تک دست مبارک کی سردی اپنے جگر میں پاتا ہوں۔ مسور بن شداد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں میں نے حضرت کے ہاتھ کو ہاتھ لگایا ابریشم سے زیادہ نرم اور برف سے زیادہ سرد پایا۔ روایت ہے آپ نے قتادہ بن ملحان رضی اللہ عنہ کے منہ پر ہاتھ پھیرا ان کا چہرہ ایسا روشن ہو گیا کہ ہر چیز کا عکس اس میں نظر آتا۔ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں آپ کا حسن عالم سے نرالا تھا اور رنگ بدن نہایت روشن جو آپ کا وصف کرتا چودھویں رات کے چاند سے تشبیہ دیتا اور پسینہ آپ کا چمک اور صفائی میں موتی کے مانند اور خوشبو میں مشک اذفر سے بہتر تھا۔ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب آپ خوش ہوتے یہ معلوم ہوتا کہ آپ کا منہ ٹکڑا ہے چاند کا کسی نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا آپ کا منہ تلوار کے مانند چمکتا تھا۔ فرمایا نہیں بلکہ چاند کی طرح ابن ابی بالہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں آپ کی گردن مانند چاندی کے صاف تھی۔ علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں یہ سب تشبیہات راویوں کی سمجھ پر واقع ہیں ورنہ درحقیقت چاند اور سورج اور آئینہ کو اس جمال باکمال سے کچھ نسبت نہیں۔

شہسوار من کہ مہ آئینہ دار حسن اوست
تاج خورشید بلندش خاک نعل مرکب ست

جمال یوسفی کہ عالم اس پر شیدا ہے اور نظیر و ثانی اس کا جہاں میں ناپیدا حسن محمدی کا ایک شمہ تصور کیا چاہیے۔

اے روضۂ بہشت زکویت حکایتے شرح جمال حور زرویت روایتے

انفاس عیسیٰ ازلب لعلت لطیفۂ آب خضر زنوش ذہانت کنایتے

ہر چند اس کا عکس ہر رنگ میں چمک رہا ہے مگر حقیقت و ماہیت ادراک عقول سے برتر ہے صانع باکمال نے اس جمال کو اپنے دیکھنے کے واسطے بنایا اور اپنی محبوبیت کے واسطے پسند فرمایا۔ عقول بشریہ کی کیا تاب جو اسے ادراک کریں اور اس کی حقیقت و ماہیت دریافت کر سکیں۔ علامہ قرطبی کہتے ہیں آپ کا جمال کسی پر ظاہر نہ ہوا اگر ظاہر ہوتا کوئی شخص دیکھنے کی تاب نہ لاتا اور ثابت ہے کہ جبرئیل امین علیہ السلام خدمت سید المرسلین میں بصورت دحیۂ کلبی آیا کرتے صورت اصلی ان کی کسی کو نظر نہ آتی ایک بار ابن عباس رضی اللہ عنہ نے دیکھ لی تھی یہ سبب شرف صحبت و قرابت حضرت کے اس وقت محفوظ رہے مگر آخر عمر میں اندھے ہو گئے اگر حور بہشت کا ایک کنگن دنیا میں ظاہر ہو جائے اس کی روشنی نور آفتاب کو اس طرح محو کر دے جیسے آفتاب کی روشنی ستاروں کو چھپا دیتی ہے۔ پس صورت محمدی کہ ہزار درجے صورت جبریل و جمال حور سے روشن تر اور لطیف تر ہے کس طرح نظر آئے اور اسے دیکھنے کی کون تاب لائے۔

کیا منہ ہے آئینہ کا تری تاب لا سکے
خورشید پہلے آنکھ تو تجھ سے ملا سکے

یا ایہا المشتاقون بنور جمالہ صلوا علیہ وآلہٖ

اللہ تبارک وتعالیٰ عزاسمہ نے جناب سرور کائنات فخر المرسلین محبوب رب العالمین حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کو تمام خلق سے بمزید عنایت مخصوص کر کے اپنی خاص مہربانیوں کے ساتھ مشرف کیا اور سب پیغمبروں کی صفات اس ذات بابرکات میں جمع کر کے ہزاروں کمالات کے ساتھ کہ بالاصالت کسی کو حاصل نہ ہوئی مخصوص فرمایا از انجملہ حضرت رسالت مآب ﷺ کو ایسی رسالت عامہ کے ساتھ فضیلت دی کہ جو دیگر انبیاء و مرسلین نے اس کا عشر عشیر بھی نہیں پایا اور وہ

معجزات حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے ظہور میں آئے کہ اگر ان سب کی تفصیل لکھی جائے تو ایک دفتر عظیم مرتب ہو یہاں تک کہ تمام وحش طیر و جمادات و نباتات نے آپ کی اطاعت وتصدیق کی جس درخت کو بلاتے فوراً حاضر ہوتا اور سجدہ کرتا۔

جاءت لدعوته الاشجار ساجدة

تمشی الیه علی ساق بلا قدم

اور بہ آواز فصیح کہتا السلام علیک یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ فرماتے ہیں کہ ہر پیغمبر خاص اپنی قوم پر بھیجا جاتا اور میں ہر سرخ و سیاہ پر مبعوث ہوا ایک روز ایک کھجور پر گزرے اور علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی ہمراہ تھے ناگاہ اُس نے بہ آواز فصیح کہا ہذا محمد سید الانبیاء وہذا علی سید الاولیاء ابو الائمة الطاہرین یہ محمد ہیں سردار پیغمبروں کے اور یہ علی ہیں سردار ولیوں کے باپ ائمہ طاہرین کے آپ فرماتے ہیں ایک بھیڑیا قبل از نبوت مجھے سلام کیا کرتا میں اسے اب بھی پہچانتا ہوں ایک بھیڑیئے نے بکری پکڑی چرواہے نے چھڑالی بھیڑیئے نے کہا تو خدا سے نہیں ڈرتا کہ میرا رزق مجھ سے چھڑاتا ہے چرواہا اس کے بولنے سے متعجب ہوا بھیڑیئے نے کہا اس سے زیادہ عجیب یہ بات ہے کہ تو بکریاں چراتا ہے اور اس پیغمبر کی خدمت میں نہیں جاتا جو یہاں سے قریب جہاد کر رہے ہیں اور بہشت کے لوگ ان کے یاروں کی لڑائی دیکھ رہے ہیں چرواہے نے کہا اگر میں جاؤں تو بکریاں کون چرائے۔ بھیڑیئے نے کہا تیری بکریوں کی میں نگہبانی کروں گا چرواہا بکریاں سپرد بھیڑیئے کے کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور ایمان لایا جب لوٹ کر گیا بکریاں سلامت پائیں۔

ابوسفیان اور صفوان نے ایک بھیڑیئے کو دیکھا کہ ہرن کے پیچھے دوڑا ہرن بھاگ کر زمین حرم میں داخل ہوا بھیڑیا بہ سبب حرمت و ادب حرم کے لوٹ گیا۔ ابوسفیان اور صفوان نے کہا سبحان اللہ بھیڑیا بھی حرم کی تعظیم کرتا ہے۔

بھیڑیئے نے کہا اس سے عجیب یہ ہے کہ تم محمد ﷺ کو دوزخ کی طرف بلاتے ہو اور وہ تمہیں بہشت کی طرف بلاتے ہیں۔ اسی طرح سوسمار نے آپ کی پیغمبری پر گواہی دی اور سنگریزوں نے آپ کے ہاتھ میں تسبیح کی کبوتر نے آپ کی حفاظت کے لئے دروازہ غار پر انڈے دیئے اور مکڑی نے جالا تانا بکری اور اونٹ نے آپ کی تعظیم کی اور شیر نے آپ کے غلام کی چوکی دی۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں آدم اور اُن کے بعد جو پیغمبر آیا اس سے حضرت کی تصدیق اور مدد پر عہد لیا گیا اور ہر نبی نے اپنی قوم سے عہد لیا کہ اگر تم زمانہ حضرت کا پانا تو تم اُن کی مدد کرنا اور اُن پر ایمان لانا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر وحی ہوئی اے عیسیٰ تو مع اپنی امت کے محمد ﷺ پر ایمان لا عرش کو جب میں نے پیدا کیا ہلتا تھا اُس پر نام محمد ﷺ کا لکھا اس نام کی برکت سے ساکن ہو گیا اور انبیاء بھی جیسے حضرت الیاس اور حضرت خضر علیہ السلام کہ زندہ ہیں آپ کی پیروی کرتے ہیں اور حضرت ادریس علیہ السلام نے عالم حیات ظاہری میں اور پیغمبروں نے دوسرے عالم میں شب معراج آپ کی تصدیق اور تعریف کی اور بیت المقدس میں آپ کے پیچھے نماز پڑھی یہاں تک کہ شیخ الانبیاء خلیل خدا ابراہیم علیہ السلام قیامت کے دن آپ سے کہیں گے اے محمد تم میری دعا اور اولاد ہو آج مجھے اپنی امت میں داخل کر لو آپ فرماتے ہیں انا سید ولد آدم میں اولادِ آدم کا سردار ہوں اور سید متبوع ہوتا ہے پس سب پیغمبر آپ کے تابع ہیں اور فرماتے ہیں لو کان حیاو ادرك نبوتی لا تبعنی وفی روایة ماوسعه الاتباعی یعنی اگر موسیٰ زندہ ہوتے اور زمانہ میری پیغمبری کا پاتے بیشک میری فرمانبرداری کرتے اور سوا میری فرمانبرداری کے کچھ نہ کر سکتے۔ بعض علماء کہتے ہیں پیغمبروں کو آپ سے وہ نسبت تھی جو صوبوں اور وزیروں کو بادشاہ سے ہوتی ہے اور ظاہر ہے کہ حکم خلیفہ کا اصل کے سامنے نہیں رہتا آب آمد و تیمم برخاست دیکھو قرآن نے توریت وانجیل کو منسوخ کر دیا۔

ابن عساکر نقل کرتے ہیں آپ نے ایک گدھے سے نام اس کا پوچھا عرض کیا یزید بیٹا شہاب کا خدا نے میرے نسب میں ساٹھ گدھے پیدا کیے اُن پر ہمیشہ پیغمبر سوار ہوتے تھے اب اس نسل میں سوا میرے اور پیغمبروں میں سوا آپ کے کوئی باقی نہیں امیدوار ہوں آپ کی سواری میں رہوں اور میں ایک یہودی کے پاس تھا کہ قصداً اسے گرا دیتا وہ مجھے مارتا اور بھوکا رکھتا آپ نے اس کا نام یعفور رکھا جسے بلانا چاہتے اُسے بھیج دیتے دروازے پر سر اپنا مارتا جب صاحب خانہ باہر آتا اشارہ کرتا تجھے حضرت نے یاد فرمایا ہے۔ جس روز حضرت نے رحلت فرمائی اسے مفارقت کی تاب نہ آئی۔ کوئیں میں گر کر مر گیا۔

ایک مرتبہ کسی سائل نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ میں عیالدار ہوں اور شدت بھوک سے بہت بیتاب ہوں کچھ سرکار والا سے عنایت ہو تو بال بچوں میں لے جا کر کھاؤں کھلاؤں اور پیٹ کی آگ اُس پانی سے بجھاؤں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر میں دریافت فرمایا تو اتفاقاً کچھ اس وقت موجود نہ تھا۔ فرمایا اس وقت کچھ نہیں ہے پھر آنا۔ اس نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس در دولت سے کیونکر محروم جاؤں کہ بال بچے سب منتظر ہوں گے کہ سرکار رحمت آثار جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ لاتا ہوگا تب جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم معدن کرم عمیم علیہ التحیۃ والتسلیم کو بمصداق آیہ کریمہ بالمومنین رؤف رحیم کو اس شکستہ حال پر بہت رحم آیا پھر گھر میں تلاش کرایا ناگاہ ایک ٹکڑا چاندی کا ملا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ تیرے مقسوم سے اس وقت بھی موجود ہے۔ سائل بہت خوش و خرم کمال تعظیم اور تکریم سے اس کو لے گیا اور سب گھر والوں سے یہ ماجرا کہا وہ سن کے زار زار رونے لگے اور اپنے نفس پر لعنت و ملامت کرنے لگے۔

کہ اللہ اکبر جب وزیر اعظم شہنشاہ معظم کا یہ معاملہ ہے تو اور کسی کی کیا اصل ہے۔ فی الواقع دنیا اور معاملات دنیا خواب و خیال اور سراسر وبال ہے۔ پھر

سب گھر والے اس وقت بطعام اسی کلام کے حسب حکم خالق انام الابذکر اللہ تطمئن القلوب۔ شکم سیر ہو گئے پھر جب شدت بھوک سے جان بلب ہوئے تو اس ٹکڑا چاندی کو از روئے برکت و تعظیم کبھی چومتے کبھی آنکھوں سے لگاتے کبھی منہ میں رکھتے پس منہ میں رکھتے ہی اس قدر شہد خالص اور دودھ مزیدار اس سے نکلا کہ جی جان کو شکرستان کر دیا اور بالکل بھوک پیاس کو مٹا دیا۔ الغرض اسی طور باری باری سب منہ میں رکھتے تھے اور فضل باری سے شکم سیر ہو جاتے تھے اور حمد خدا جل جلالہٗ اور نعت مصطفےٰ ﷺ سے دل و دماغ معطر و معنبر کرتے پھر اس کو کمال اعزاز و اکرام سے عمدہ کپڑے میں لپیٹ کر نہایت تکلف سے مقام مکلّف میں رکھ دیا کہ وقت حاجت کے حاجت رفع کر لیں گے دوسرے دن وقت ضرورت کے کھول کر دیکھا تو ایک جواہر بے بہا ہے کہ اس کی روشنی سے سارا گھر روشن ہو رہا ہے۔ پھر اس کو بازار میں جا کر بیچا تو ساٹھ ہزار درہم کو بکا۔ پس یہ برکت آنحضرت ﷺ کی تھی۔

سبحان اللہ کیوں نہ ہو کہ وہ ٹکڑا چاندی کا کس گھر کا تھا اور کس ہاتھ سے آیا۔ چنانچہ ایک بار انگلیوں سے اس ہاتھ کے کہ مصداق آیہ کریمہ یداللہ فوق ایدیھم وقت پیاس پیاسوں کے چشمۂ شیریں مانند شہد شیریں کے جاری ہوا کہ ہزاروں آدمی ایک پیالہ آب سے سیراب ہو گئے اور یہ حدیث صحیح بخاری شریف میں مفصل مرقوم ہے اور شدت پیاس میں سیراب ہونا قافلہ عرب کا مع سب مواشی اسپ وغیرہ کے ایک مشکیزہ جناب رسالت مآب ﷺ سے بھی دفتر سوم مثنوی معنوی میں مرقوم ہے چنانچہ بحکم مشتے نمونہ از خروارے چند اشعار مرقوم ہیں:

جملہ را زاں مشک او سیراب کرد	اشتران و ہر کسے زاں آب خورد
راویہ پر کردہ مشک از مشک او	ابر گردد خیرہ ماند از رشک او
ایں کسے دیدست کز یک راویہ	سرد گردد سوز چندیں ہاویہ

ایں کسے دیدست کز یک مشک آب — گشت چندیں مشک پر بے اضطراب
مشک خود روبوش بود از موج فضل — می رسید امداد او از بحر اصل
کارواں حیراں شد اندر کار او — یا محمد چیست ایں اے بحر خو

یہاں تک کہ آپ کے فرمان برداروں کو اللہ پاک نے اپنا محبوب فرمایا قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ یہ اثر اسی محبت کا ہے کہ ایک عالم اس جناب پر شیدا ہے سیکڑوں دلفگار گھر باہر چھوڑ دنیا و دولت سے منہ موڑ اس کے کوچے میں آ پڑے اور لاکھوں جان نثار اس کے شوق میں محمد محمد کہتے جان سے گزر گئے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے تمام مال ومتاع آپ کی محبت میں صرف کر دیا۔ یہاں تک کہ گھنڈی تکمے کے لائق کپڑا گھر میں نہ نکلا کملی میں کانٹے لگائے جب وقت جان نثاری آیا گھر باہر مال و دولت زن وفرزند عزیز و اقارب شہر وطن چھوڑ کر آپ ﷺ کے ساتھ ہو لئے۔ غار تیرہ و تاریک میں بے دھڑک چلے گئے اور اُسے صاف کر کے سوراخ اس کے بدن کے کپڑوں سے بند کئے ایک سوراخ باقی رہا اس پر اپنا انگوٹھا رکھ دیا اور آپ کو بُلایا آپ ﷺ نے اُن کے زانوں پر آرام فرمایا اس میں ایک سانپ مدت سے بہ تمنائے دیدار سید ابرار رہتا تھا ہر چند ابوبکر کے انگوٹھے پر اس نے اپنا سر رگڑا مگر آپ نے اس خیال سے کہ جان جائے مگر محبوب کی نیند میں خلل نہ آئے پاؤں نہ ہٹایا اُس نے انگوٹھے میں اس زور سے کاٹا کہ اُن کے آنسو نکل کر حضرت کے چہرۂ اقدس پر پڑے آپ ﷺ بیدار ہوئے حال پوچھا، عرض کیا، آپ ﷺ نے اپنا تھوک وہاں لگا دیا زہر نے کچھ اثر نہ کیا مگر بعض علماء کہتے ہیں آخر عمر میں اثر اس کا ظاہر ہوا اور اسی صدمے سے انتقال فرمایا۔ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جس وقت مسلمان ہوئے مرنے پر مستعد ہو کر مجمع کفار میں فضائل دین اسلام باعلان تمام بیان کئے اور حضرت کے انتقال کے دن ایسے بیہوش ہو گئے کہ دروازہ مسجد پر تلوار لے کر آ بیٹھے کہ جو شخص کہے گا

محمد ﷺ نے انتقال فرمایا اسے قتل کروں گا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے اس دن شدت غم سے زبان بند ہوگئی مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کئی دن بے حواس رہے۔ جس روز حضرت نے مدینہ کو ہجرت کی بے خوف وخطر حضرت کے بستر پر سو رہے یہ خیال نہ کیا کفار حضرت کی قتل پر مستعد ہیں شاید اُن کے شبہہ میں مجھے مار ڈالیں۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ امیہ کے غلام تھے جب مسلمان ہوئے امیہ اُن کا دشمن ہو گیا دھوپ میں گرم ریت پر لٹاتا اور کانٹے بدن میں چبھوتا اور کوڑے مارتا اور کہتا اب کبھی محمد ﷺ کا نام نہ لینا جب ہوش آتا کہتے احداً احداً پھر وہ ظالم اسی طرح اُن کو ایذا دیتا یہاں تک کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مول دے کر آزاد کروایا۔ جس روز انتقال فرماتے تھے عورت اُن کی کہنے لگی واکربا بڑی سختی کا وقت ہے فرمایا واطربا بڑی خوشی کا وقت ہے کہ اب ہم محمد ﷺ اور آپ کے یاروں سے ملیں گے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آیا ہے من احبنی کان معی فی الجنۃ جو مجھ سے محبت رکھے گا بہشت میں میرے ساتھ ہوگا اور صفوان بن قدامہ کی روایت میں آیا المرء مع من احب احد کی لڑائی میں عمرو بن معاذ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اُن کی ماں سے تعزیت کی انہوں نے کہا یارسول اللہ ﷺ خدا نے آپ کو سلامت رکھا تو مجھے بیٹے کا غم نہیں ایک عورت نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا مجھے زیارت حضرت ﷺ کی قبر منور کی کرا دیجئے آپ نے قبر شریف کھولی اس قدر بے تاب ہوئے کہ روتے روتے دم نکل گیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ حال تھا جب آپ سے کلام کرتے کہتے فداہ ابی وامی ہمارے ماں باپ آپ پر قربان ہوں اور بعد وفات جب آپ کا ذکر سنتے روتے اور کمال خشوع سے بدن اُن کے کانپنے لگتے طبری نے مجمع البیان میں انا فتحنا کی تفسیر میں لکھا عروہ بن مسعود کفار کی طرف سے سوال جواب کے واسطے آیا آپ کے یاروں کو دیکھا کہ آپ کے حکم پر دوڑتے ہیں اور آپ کے وضو پر اس طرح

گرتے ہیں گویا تلواروں سے کٹ کر مر جائیں گے اور آپ کلام کرتے ہیں تو خاموش ہو جاتے ہیں اور بسبب ادب کے آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتے جب اپنی قوم کے پاس گیا کہا خدا کی قسم میں بادشاہان روم وحبش و ایران کے دربار میں گیا مگر کسی بادشاہ کے مصاحبوں کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے یاروں سے ادب و تعظیم میں بہتر نہ پایا۔

حضرت مالک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ایوب سختیانی جب حضرت کا ذکر سنتے اس قدر روتے کہ ہم اُن پر رحم کرتے اور عبدالرحمٰن بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ کا یہ حال ہو جاتا گویا رنگ اُن کے بدن کا کسی نے نچوڑ لیا اور بات نہ کر سکتے اور زہری ایسے بے ہوش ہو جاتے گویا ہم اُنہیں اور وہ ہمیں نہیں پہچانتے اور صفوان بن سلیم اس قدر روتے کہ لوگ اُنہیں روتا چھوڑ کر اُٹھ کھڑے ہوتے اور حضرت قتادہ جب حدیث سنتے بے اختیار چیختے فی الواقع یہ لوگ مصداق اس حدیث کے تھے کہ زیادہ چاہنے والے مجھے میری امت سے وہ لوگ ہیں جو میرے بعد آئیں گے۔ ایک اُن کا دوست رکھے گا کہ اپنے اہل اور مال کے بدلے مجھے دیکھے یعنی یہ آرزو کرے گا کہ جورو بچے مال اسباب جاتا رہے مگر کسی طرح حضرت کا جمال مبارک نظر آجائے۔

یاایھا المشتاقون بنور جماله صلوا علیه وآله

اور یہ بطریق متواتر مروی ہے جب جماعت کی کثرت ہونے لگی منبر خطبے کے لیے تیار ہوا جس وقت حضرت نے منبر پر قدم رکھا ستون مسجد شریف کا جس پر تکیہ لگا کر خطبہ پڑھتے تھے آپ کی جدائی سے رونے لگا چنانچہ جس کا ذکر حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ اپنی مثنوی شریف میں اس طرح فرماتے ہیں:

اُستن حنانہ از ہجر رسول — بانگ میزد ہمچو ارباب عقول

گفت پیغمبر چہ خواہی اے ستون — گفت جانم از فراقت گشتہ خون

تکیہ ات من بودم از من تاختی — بر سر منبر تو مسند ساختی

آپ نے یہ حال پُر ملال اس کا دیکھ کر اپنے سینے سے لگایا آپ فرماتے ہیں اگر میں تسکین اس کی نہ کرتا قیامت تک اسی طرح روتا رہتا۔ دارمی نے روایت کیا پھر آپ نے اس ستون سے کہا اگر تو کہے تجھے تیرے باغ میں لگا دوں کہ پھر تجھ میں برگ و بار آئیں اور جو کہے تو بہشت میں پہنچا دوں کہ دوستان خدا تیرا میوہ کھائیں اس نے بہشت پسند کی آپ نے فرمایا قد اختار دارالبقاء علی دارالفناء آخرت دنیا پر اختیار کی مگر قاضی عیاض کی روایت میں ہے آپ نے اُسے منبر کے تلے دفن کیا۔

آن ستون را دفن کرد اندر زمین	تاچو مردم حشر یابد روز دین
تابدانی ہر کہ را یزداں بخواند	از ہمہ کار جہان بیکار ماند
ہر کرا باشد زیزداں کاروبار	یافت باز آنجا وبیروں شد زکار

جب خلافت عثمان رضی اللہ عنہ میں مسجد کشادہ ہوئی ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اُسے اکھیڑ کر اپنے گھر لے گئے اور اسفرائنی نے روایت کیا جب وہ رونے لگا آپ نے اپنے پاس بلایا زمین چیرتا آیا آپ نے اُسے بدن مقدس سے چپٹایا پھر حکم ہوا اپنی جگہ چلا جا فوراً چلا گیا۔ کسی نے امام شافعی سے کہا معجزہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یعنی مردوں کو زندہ کرنا نہایت عجیب تھا فرمایا رونا ستون کا حضرت کے فراق میں اس سے زیادہ عجیب وغریب تھا اور یہ صحیح ہے اس لئے کہ مردہ ایک وقت میں ذی روح تھا صورت انسانیہ کہ صلاحیت نفس ناطقہ کی رکھتی ہے موجود ہے بخلاف لکڑی خشک کے کہ اصلاً صلاحیت حیات کی نہیں رکھتی اور کسی روح حیوانی سے مستفیض بھی نہ ہوئے اور اس قصے میں بیماران محبت کے لئے بڑی بشارت ہے کہ اثر شوق اور جذبہ محبت سے چوب خشک ہمکناری جاناں سے بہرہ مند ہوئی جو آدمی حضرت کی محبت میں جان و مال قربان کرے گا۔ آپ کے دیدار سے کس طرح محروم رہے گا۔ ابوالقاسم بغوی نقل کرتے ہیں حضرت سیدنا خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ جب

حدیث ستون کی بیان کرتے کہتے جو آدمی حضرت کی محبت سے بے بہرہ ہے سوکھی لکڑی سے بدتر ہے۔ اے عزیز حیف صد حیف کہ چوب خشک آپ کے شوق میں روئے اور انسان اس دولت سے بے بہرہ رہے جو خدا و رسول سے محبت نہیں رکھتا دعوے انسانیت اسے زیب نہیں دیتا۔ صوفیہ کرام فرماتے ہیں پانی یا ہوا پر مصلے بچھا کر نماز پڑھنا کچھ کمال کی بات نہیں کہ پرند ہوا پراو مچھلیاں پانی میں خدا کی عبادت کرتی ہیں۔ ما بہ الامتیاز انسان اور دیگر حیوانات میں محبت ہے اے عزیز محبت اصل کار ہے جسے محبت نہیں اُس کے ایمان میں نقصان ہے۔

امام غزالی احیاء العلوم میں روایت کرتے ہیں سرور دو عالم ﷺ فرماتے ہیں کسی کا ایمان ٹھیک نہیں ہوتا جب تک خدا ورسول کو سب سے زیادہ دوست نہیں رکھتا او رمحبت مستلزم طاعت ہے آدمی جسے چاہتا ہے اس کی فرماں برداری اور استرضامین شب و روز مصروف رہتا ہے۔ پس دعوے محبت خدا و رسول بدون اتباع سنت اور دعوے کمال ایمان بدون محبت سراسر لاف وگزاف ہے۔ اے عزیز عاشق کو سوائے شربت وصل کوئی چیز قوت نہیں بخشتی بے جمال یار لذت کونین پر لات مارتا ہے اور اس کی حضوری میں زہر ہلاہل شربت خوشگوار سے بہتر جانتا ہے۔ غذا اس کی لطف صحبت یار اور دوا اس کی شربت دیدار ہے۔

از سر بالین من برخیز اے ناداں طبیب　　درد مند عشق را دارو بجز دیدار نیست

جو طالب صادق ہیں وہ بہشت کی نعمتوں کی بھی حاجت نہیں رکھتے خواہش بہشت کی صرف اس لئے کرتے ہیں کہ وہاں محبوب اپنے دیدار سے اُن کو مشرف فرمائے گا اگر وعدہ دیدار نہ ہوتا بہشت کی طرف اصلا التفات نہ فرماتے۔

بہشت و کوثر وحور وجہانیاں چہ کنم　　اگر دہند مرا بے نور تو رائگاں چہ کنم

آپ اول مخلوقات اور اسبق موجودات ہیں اور سب سے پہلے شفاعت کریں گے اور سب سے پہلے آپ کی شفاعت قبول ہوگی آپ فرماتے ہیں میں

سردار اولاد آدم کا ہوں اور خدا کے نزدیک اُنکا بڑا اور یہ بات فخر سے نہیں کہتا اور اول شافع ہوں اور اول مشفع میں احمد ہوں میں محمد ﷺ ہوں میں خدا کا پیارا اور اس کا پیغمبر ہوں اور اول آپ قبر سے باہر نکلیں گے اس وقت ستر ہزار فرشتے جلو میں ہوں گے داہنے ہاتھ میں ہاتھ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا اور بائیں میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ہوگا اس شان و تجمل سے جنت البقیع کو تشریف لے جائیں گے جس وقت وہاں کے مردے اپنی قبروں سے اُٹھیں گے پہلے نگاہ ان کی آپ ﷺ ہی کے جمال مبارک پر پڑے گی زہے قسمت اس صاحب دولت کی جو اس نعمت سے مشرف ہو خدائے کریم اپنے فضل عمیم سے ہر ایک مسلمان کو یہ نعمت عظمیٰ اور دولت کبریٰ عنایت فرمائے۔

روز محشر کہ من از خواب گراں برخیزم ٭ بررخ آں مہ تاباں نگراں برخیزم

اول وہ بقصد شفاعت سجدہ کریں گے اول وہ سر اپنا بفرمان الٰہی اٹھائیں گے اول انہیں مراتب و مناصب ملیں گے اول وہ امت کو ساتھ لے کر پل صراط سے گزریں گے۔ اول آپ ﷺ دیدار الٰہی سے مشرف ہوئیں گے اول ان سے میثاق لیا گیا۔ اول انہوں نے جواب الست بربکم میں بلیٰ کہا اول وہ بعد نفخے کے سر اٹھائیں گے اول وہ بہشت کا دروازہ کھلوائیں گے اور فقرائے امت کے ساتھ پہلے بہشت میں جائیں گے اللہ تعالیٰ نے شب معراج آپ سے وعدہ کیا کہ اے میرے محبوب مرغوب بہشت سب پیغمبروں پر حرام ہے جب تک تو اس میں نہ جائے اور سب امتوں پر حرام ہے جب تک تیری امت داخل نہ ہو۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں میں بہشت کے دروازہ پر قیامت کے دن آؤں گا اور دروازہ کھلواؤں گا فرشتہ کہے گا کون ہے میں کہوں گا محمد (ﷺ) عرض کرے گا مجھے یہی حکم تھا تم سے پہلے کسی کے لئے نہ کھولوں اول وہ ہی حضور الٰہی میں بلائے جائیں گے اور کلام کریں گے۔

اللہ کریم است رسول او کریم　　صد شکر کہ ہستیم میان دو کریم

طبرانی نے حذیفہ سے روایت کیا خدائے تعالیٰ لوگوں کو ایک زمین میں جمع کرے گا وہاں کوئی بات نہ کر سکے گا پھر حضرت سب سے پہلے بلائے جائیں گے جواب دیں گے لبیك وسعدیك والخیر فی یدیك والشر لیس الیك والهدی من هدیت وعبدك بین یدیك وبك الیك ولا ملجاء منك الا الیك تبارکت وتعالیت سبحانك رب البیت حذیفہ فرماتے ہیں اسی مقام کو محمود کہتے ہیں اور ابن مندہ کہتے ہیں اس حدیث کی صحت پر محدثین کا اجماع ہے اور رجال اس کی ثقات ہیں کذافی المواہب اللدنیہ ایک روز کسی نے آپ سے پوچھا پہلے کیا پیدا ہوا فرمایا نور میرا اور خدائے تعالیٰ نے میرے نور سے تمام مخلوق ظاہر کئے۔ اور یہ بھی فرماتے ہیں میں سب پیغمبروں سے پہلے پیدا ہوا اور سب کے بعد خلق پر بھیجا گیا۔

صدر عالم آفتاب دادودین　　قدر اورا عرش اعظم چوں زمین

در ازل منشور او فخر البشر　　در ابد مشہور ختم المرسلین

شب معراج تمام پیغمبر اور فرشتے آپ کی تعریف کرتے تھے اور سب حور و غلمان اُن کی محبت کا دم بھرتے تھے۔ خود مالک حقیقی آپ کی مدح و ثناء کرتا ہے اور اس جناب کو کمال تعظیم اور تکریم کے ساتھ فرماتا ہے۔

یا ادم ست با پدر انبیاء خطاب　　یا ایھا النبی خطاب محمدؐ ست

جس قدر شہرت اور ناموری اس جناب کی اس عالم اور اس عالم میں سے کسی مقرب فرشتے اور اولوالعزم رسول کو حاصل اور جو رفعت اور بزرگی آپ کو عنایت ہوئی کسی نبی ولی کو میسر نہیں قطعہ:

سیمرغ روح ہیچ کس از انبیا نرفت　　جائیکہ تو ببال کرامت پریدہ

ہر یک بقدر خویش بجای رسیدہ است　　آنجا کہ جاے نیست تو آنجا رسیدۂ

اور یہ شہرت آپ کی ہر روز ترقی پر ہے کمالات انبیاء و ملائکہ محدود ہیں

مگر تعین و تحدید کو سرا پردہ کمال محمدی کے گرد گزر نہیں قال اللہ تعالیٰ وللآخرۃ خیر لک من الاولیٰ اسی واسطے کہتے ہیں جو شہرت آپ کو قیامت کے دن حاصل ہو گی اس عالم کی شہرت اسے اصلاً نسبت نہیں رکھتی اس روز ستر ہزار فرشتے آپ کے جلو میں ہوں گے سب اگلے اور پچھلے آپ ہی کا منہ تکیں گے اور دامن پکڑیں گے انبیاء مرسلین و ملائکہ مقربین خدا کے خوف سے کانپیں گے اور آپ بفروغ خاطر عرش بریں یا کرسی پر قریب عرش کے پروردگار کے حضور میں بیٹھیں گے کسی کی کیا مجال جو اس مقام کی کیفیت بیان کرے اور محب محبوب کے معاملے میں دخل دے۔

قلم بشکن سیاہی ریز کاغذ سوز دم درکش ۔۔۔ حسن ایں قصۂ عشق ست در دفتر نمی گنجد

الحاصل مومنین کو چاہیے کہ آپ سے محبت پیدا کریں اور جو شخص نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کو دوست رکھتا ہے اور اکثر آپ پر درود بھیجتا ہے اور ثمرہ اس کا یہ ہے کہ قیامت میں آپ اس کی شفاعت کریں گے اور جنت میں اسے آپ کی صحبت حاصل ہو گی اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ ﷺ نے جس نے میری سنت کو دوست رکھا اس نے مجھے دوست رکھا اور جس نے مجھے دوست رکھا وہ جنت میں میرے ساتھ ہو گا پس جو قیامت میں آپ کے دیدار کا طالب ہو اسے چاہیے کہ آپ سے محبت رکھے اور آپ کی محبت کی علامت یہ ہے کہ اتباع سنت کرے اور آپ پر اکثر درود بھیجا کرے۔

اے سید انام درود جناب تو ۔۔۔ ورد زبان ماست مہ و سال صبح و شام

نزدیک تو چہ تحفہ فرستیم ماز دور ۔۔۔ ور دست ما ہمیں صلوۃ است والسلام

اور فرمایا حضرت نے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے فرشتے ہیں جو سیر کرتے ہیں زمین میں وہ مجھ کو میری امت کی طرف سے سلام پہنچاتے ہیں پس میری امت میں جو شخص دن کو سو مرتبہ مجھ پر درود بھیجے اللہ پاک اس کی سو حاجتیں

پوری کرتا ہے تیس دنیا میں اور ستر عقبیٰ میں اور آیا ہے حدیث شریف میں کہ فرمایا سرور عالم ﷺ نے کہ اللہ نے ایسے فرشتے پیدا کئے ہیں جن کے ہاتھوں میں سونے کے قلم اور چاندی کے کاغذ ہیں اور سوا اُس درود کے جو مجھ پر اور میری اہلبیت پر پڑھا جاتا ہے وہ فرشتے کچھ نہیں لکھتے حضرات اولیاء کرام وصوفیاء عظام کا قول ہے کہ بادشاہوں اور بزرگوں کی عادت ہے کہ جو شخص اُن کے دوست کی تعظیم اور توقیر کرتا ہے وہ اس کی تعظیم و توقیر کرتے ہیں اور اللہ سب بادشاہوں کا بادشاہ اور سب بزرگوں سے زائد بزرگ ہے وہ اس کرم کا سزاوار ہے کہ جو شخص اس کے حبیب کی تعظیم کرے اور اُن پر درود بھیجے اس کی رحمت سے سرفراز ہو اور اس کے گناہ مٹائے جائیں اور درجے بلند کئے جائیں۔

حق کے حبیب لاکلام تم پہ درود اور سلام — عقدہ کشای خاص و عام تم پہ درود اور سلام
راہ یقیں کے پیشوا لشکر دیں کے مقتدا — خسرو عرش احتشام تم پہ درود اور سلام
رفعت شانِ دلبری تم پہ ہے ختم یا نبیؑ — سرورِ آسماں مقام تم پہ درود اور سلام
نیر برج سروری گوہر درج برتری — مجمع عزو احترام تم پہ درود اور سلام
مہبط خاص جبرئیل قاسم حوض سلسبیل — صاحب فیض ذوالکرام تم پہ درود اور سلام
محی رسم رہبری قاطع طرز گمرہی — شافع عرصۂ قیام تم پہ درود اور سلام
تم ہو حبیب کبریا تم پہ خدا نے ہے کیا — خوبی کُل کا اختتام تم پہ درود اور سلام
عرش بریں پہ جس گھڑی حسن کی دیکھی روشنی — قدسی پکارے دل کو تھام تم پہ درود اور سلام

اور آیا ہے حدیث شریف میں من احب شیئا اکثر ذکرہ یعنی جو شخص کسی سے محبت رکھتا ہے وہ اس کو اکثر زیادہ یاد کرتا ہے تو مسلمان کو چاہیے کہ آپ ﷺ پر بکثرت درود شریف بھیجا کریں اور آپ کے ذکر خیر و ولادت باسعادت کی مجلس منعقد کیا کریں اور صرف بغرض ثواب و سماع حالات جناب

رسالت مآب اس مجلس متبرک میں حاضر ہوں اور کمال خشوع اور خضوع کے ساتھ ذکر حضرت رسالت کا سنیں۔ آپ ﷺ کے ذکر مولد میں یہ تاثیر ہے کہ جس گھر میں پڑھا جاتا ہے برس روز تک وہاں خیرو برکت اور سلامتی اور عافیت اور رزق کی وسعت اور مال کی کثرت رہتی ہے اسی واسطے مکہ و مدینہ و مصر و شام و یمن کے لوگ ہمیشہ محفلیں کرتے ہیں۔

شیخ عبدالحق ماثبت من السنۃ میں کہتے ہیں ہمیشہ اہل اسلام ماہ ربیع الاول میں محفلیں اور ولیمی اور طرح طرح کی خیرات کرتے ہیں اور اظہار سرور اور تکثیر حسنات اور اہتمام قرأت مولد عمل میں لاتے ہیں اور صدقے دیتے ہیں اور بسبب کثرت خیرات اور پڑھنے حال ولادت اور اظہار سرور و فرحت کے افضال عظیمہ ان کے واسطے ظاہر ہوتی ہیں اور حافظ امام ابن جوزی محدث اپنے رسالہ میلاد میں لکھتے ہیں اہل حرمین شریفین اور مصر و یمن و شام اور تمام ملک عرب کے لوگ مجلس مولد کیا کرتے ہیں اور ربیع الاول کا چاند دیکھ کر خوش ہوتے ہیں اور غسل کرتے ہیں اور اچھے کپڑے پہنتے ہیں اور انواع زینت عمل میں لاتے ہیں خوشبو اور سرمہ لگاتے ہیں اور ان دنوں میں خوشی کرتے ہیں اور جو کچھ نقد و جنس سے میسر ہوتا ہے بہ کمال خوشی و شادمانی اس ماہ مبارک میں صرف کرتے ہیں اور مولد پڑھتے اور سنتے ہیں اہتمام بلیغ رکھتے ہیں اور اس امر سے اجر جزیل اور فوز عظیم حاصل کرتے ہیں اور یہ تجربہ کیا گیا ہے کہ برکت مولد شریف کے تمام سال خیرو برکت اور سلامتی اور عافیت اور فراخی رزق اور زیادتی مال و اولاد اور دوام امن و امان شہروں میں اور چین و آرام گھروں میں حاصل ہوتا ہے اور صاحب سیرت شامی نے استحباب اس کا اکثر ائمہ اعلام سے نقل کیا اور ابن جوزی محدث رسالۂ مولد میں لکھتے ہیں کسی مسلمان کے پڑوس میں ایک یہودیہ منکرہ و متعصبہ

رہتی ایک دن اپنے شوہر سے بولی اس مسلمان کا عجیب حال ہے جب یہ مہینہ آتا ہے بہت مال خرچ کرتا ہے اور طرح طرح کے کھانے پکا کر فقیروں کو کھلاتا ہے اور اس نے کہا یہ مہینہ اس کے پیغمبر کی ولادت کا ہے آپ کے پیدا ہونے کی خوشی کرتا ہے یہودیہ نے یہ بات پسند نہ کی رات کو خواب میں دیکھا کہ ایک صاحب جمال تشریف رکھتے ہیں اور ان کے یار گرد بیٹھے ہیں پوچھا یہ کون ہیں لوگوں نے کہا محمد رسول اللہ ﷺ۔ یہودیہ نے کہا اگر میں کچھ عرض کروں تو آپ جواب دیں گے کہا ہاں اس نے حضرت کو سلام کیا اور کہا یا رسول اللہ ﷺ فرمایا لبیک یہ خدا کی لونڈی یہودیہ روئی اور عرض کیا آپ مجھے کس طرح جواب دیتے ہیں حالانکہ میں آپ کے دین پر نہیں فرمایا مجھے معلوم ہے خدا تجھے ہدایت کرے گا۔ یہودیہ نے کلمہ پڑھا اور خواب ہی میں عہد کیا کہ صبح سب مال حضرت کی محفل میں صرف کروں گی جب خواب سے بیدا ہوئی اپنے شوہر کو دیکھا سامان مجلس میں مشغول ہے پوچھا کیا ماجرا ہے کہا جس صاحب دولت پر رات تو ایمان لائی ان کی مجلس کا سامان کرتا ہوں۔ یہودیہ نے تعجب سے کہا تو اس حال سے کیونکہ واقف ہوا کہا تیرے اسلام کے بعد میں بھی اس جناب پر ایمان لایا کہا خدا کا شکر ہے مجھے اور تجھے اس دین پر جمع اور گمراہی سے نجات دے کر اُمت محمدی ﷺ میں داخل فرمایا مسلمانوں کو چاہیے حسب مقدور اپنے صرف کریں اور اوروں کو بھی ترغیب دیں خصوصاً اس زمانے میں کہ وقت غربت اسلام ہے اس مجلس سے فی الجملہ رونق اسلام متصور ہے اور تھوڑے اور بہت کا خیال نہ کریں جو ہو سکے بہتر ہے۔

صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہٖ محمد و آلہٖ واصحابہ واتباعہ اجمعین برحمتك یاارحم الراحمین۔

اشعار دعائیہ

مومنو عجز و التجا کے ساتھ
اب دعا کے لیے اُٹھاؤ ہاتھ

اے خدا صدقہ کبریائی کا
صدقہ اُس نور مصطفائی کا

سیدھا رستہ چلائیو ہم کو
پیچ و خم سے بچائیو ہم کو

مرتے دم غیب سے مدد کیجو
ساتھ ایمان کے اُٹھا لیجو

جب دمِ واپسیں ہو یا اللہ
لب پہ ہو لا الہ الا اللہ

دین و دنیا کی آبرو دیجو
دونوں عالم میں سرخرو کیجو

کینہ دھو مومنوں کے سینے سے
سینے ہو جائیں پاک کینے سے

سب کو اک راہِ حق دکھا یارب
دور ہو اختلاف بیجا سب

دین ہو دینِ احمدی کل کا
ہو طریقہ محمدی کل کا

ہے خدا تو بڑا سمیع و مجیب
بے مرادوں کو کر مراد نصیب

کل مریضوں کو تندرستی دے
ناتوانوں کے تن میں چُستی دے

بے وطن کو وطن میں پہنچا دے
قید سے قیدیوں کو چھڑوا دے

کر غریبوں سے تنگدستی دور
تنگدستوں سے فاقہ مستی دور

رکھتے کثرت سے ہیں جو اہل وعیال
کر عطا اُن کو حسب حاجت مال

جو ہیں مظلوم اُن کی سُن فریاد
اور کر غمزدوں کے دل کو شاد

تیرے بندے ہیں سب یتیم و اسیر
تیرے محتاج کل غریب و امیر

لے خبر بیکسوں غریبوں کی
مشکلیں کھول کم نصیبوں کی

نہ رہے کوئی خستہ دل غمگین
سب کی پوری مرادیں ہوں آمین

وما ارسلنک الا رحمۃ للعلمین

رسالہ بر فواید در احوال ولادت باسعادت آفتاب حق و رسالت گنجور کنوز سعادت جناب سید انبیا و سند اصفیا شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین احمد مجتبی محمد مصطفی صلوات اللہ وسلامہ علیہ و علی آلہ الطیبین و اصحابہ اجمعین موسوم بہ

ربیع الانوار فی مولد نبینا الابرار صلی اللہ علیہ وسلم

از تالیفات جناب مولوی عبید اللہ صاحب دام مجدہ
مولانا مولوی محمد صبغۃ اللہ قاضی الملک مرحوم و مغفور خلف رشید جناب عبد القادر صاحب فرزند حاجی سرفراز غفر اللہ لہ
بہادر دام افضالہ باہتمام اضعف عباد اللہ الباری سید عمر قادری تخلص مرشد

بمطبع حیدری واقع مدراس در سنہ ۱۲۹۶ ہجری مطبوع گردید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والعاقبۃ للمتقین والصلوۃ والسلام علی خیر خلقہ سیدنا و نبینا ومولانا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین۔ اما بعد!

عاصی پر معاصی عبیداللہ بن صبغۃ اللہ کان اللہ لہما کہتا ہے کہ خوشترین وسیلہ اور بہترین ذریعہ سعادتِ عظمیٰ کو پہنچنے کا نبی کریم شفیع المذنبین محمد مصطفی ﷺ کی محبت اور دوستی ہے اور وہ حاصل نہ ہوگی مگر اس وقت کہ نبی کریم ﷺ کی خوشی جس کام میں ہے اس کو کریں اور آپ کے نام پر سو جان سے فدا اور قربان ہوویں اور ہر وقت آپ کا ذکر اور یاد کریں اور از جملہ علاماتِ محبت کے ہے کہ آپ کی ولادتِ باسعادت جس روز ہوئی اس روز خوشی اور سرور کو ظاہر کریں اور اپنی مقدور موافق عملِ مولد بجا لاویں اور نبی کریم ﷺ کی ولادت شریف کے احوال اور کرامات کو پڑھیں اور سنیں اور عملِ مولد کو علمائے کبار اور حفاظِ نامدار مستحسن اور متبرک جانتے ہیں اور اس میں کئی رسالے اور کتابیں تصنیف کیے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے۔ اندنوں فرقہ ضالہ وہابیہ خذلہم اللہ نے سرور عالم ﷺ کی محبت جو عوام کے دلوں میں ثابت ہے سو اسکو اقسام کے فریب شیطانی سے نکالنا اور لوگ کو گمراہ کر کے اپنے مانند مرتد بنانا چاہتا ہے اور عملِ مولد شریف جائز نہیں کر کے دعویٰ کرتا ہے اس واسطے یہ عاصی کتاب خصائص الکبریٰ کی جو تصنیف سے خاتمۃ الحفاظ و المحدثین شیخ جلال الدین سیوطی رضی اللہ عنہ وافاض علینا البرکات منہ کی ہے اور سیر میں بہت معتبر اور نفیس کتاب ہے سو اس میں سے ولادتِ شریف کی حدیث جو کئی آیات اور کراماتِ پر نبی کریم ﷺ کی شامل ہے اصل قرار دیا اور اس کو شرح کی طور پر ہندی زبان میں معتبر کتابوں سے لکھا اور اس کے آخر میں عملِ مولد شریف کو جو علماء مستحسن جانتے ہیں ان کے اقوال لکھا اور

اس کا نام رَبِیْعِ الْاَنْوَارِ فِی مَوْلِدِ سَیِّدِ الْاَبْرَارِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رکھا تاکہ عوام کو نفع ہووے رَبِّ اجْعَلْھَا مَقْبُوْلَۃً عِنْدَ حَبِیْبِکَ الْاَمِیْنِ وَخَلِیْلِکَ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا۔

خاتمۃ المحدثین شیخ جلال الدین سیوطی نے فرمایا اَخْرَجَ اَبُوْنُعَیْم نکالا یعنی روایت کیا ہے ابونعیم۔ وہ اپنے وقت کا محدث اور حافظِ عصر تھا ان کا نام احمد بن عبداللہ بن احمد بن اسحٰق بن موسیٰ بن مہران الاصبہانی الصوفی ہے اور کنیت ابونعیم ہے۔ صیغۂ تصغیر سے ۳۳۶ھ تین سو چھتیس ہجری میں ولادت ہوئی اور چار سو تیس ہجری میں وفات ہوئی۔ اُن کی عمر چورانوے (۹۴) سال کی ہوئی۔ بہت لوگ سے حدیث کو سماعت کئے اور اُن سے ایک جماعت محدثین کی روایت کی۔ عن ابن عبــــاس رضی اللہ عنہما ابن عباس رضی اللہ عنہما سے۔ اس سے مراد عبداللہ بن عباس ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے چچیرے بھائی اُن کی ولادت ہجرت کے قبل تین سال کے بقولے دو سال کے ہوئی اور نبی کریم ﷺ کے وفات کے وقت تیرہ سال کے تھے۔ بقول پندرہ سال کے۔ اس امت کے حبر اور عالم تھے اور ان کو نبی کریم ﷺ حکمت اور فقہ اور فہم قرآن کے واسطے دعا دیئے اور انہوں نے جبرئیل علیہ السلام کو دو وقت دیکھا۔ ۶۸ھ (اڑسٹھ) کو طائف میں ان کی وفات ہوئی۔ معلوم کیجئے اس حدیث کو جو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے روایت کیے ہیں اگرچہ لفظا موقوف ہے لیکن حکم میں مرفوع حدیث کے ہے کیونکہ یہ بات رائے سے کہنے کی نہیں ہے اگرچہ اس وقت ابن عباس پیدا نہیں ہوئے تھے لیکن اس وقت جو لوگ تھے ان سے روایت کئے ہیں۔ قال کہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کَانَ مِنْ دِلَالَاتِ حَمْلِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تھے دلالات سے حمل رسول اللہ ﷺ کے۔ دلالات جمع ہے دلالۃ کا کسر اور فتح سے دال مہملہ کے اور من تبعیضیہ ہے یعنی بعضے دلالات سے اور اس

میں اشارہ ہے کہ حمل شریف کے مدت میں بہت سے امور غریبہ اور خرق عادات ظاہر ہوئے تا کہ شرف آنحضرت ﷺ سب پر ظاہر ہووے لیکن اس حدیث میں اُن سے تھوڑے مذکور ہوئے ہیں۔ معلوم کیجئے کہ رسول اللہ ﷺ کے والد کا نام عبداللہ ہے ان کے والد عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔ اور نبی کریم ﷺ کی والدہ بی بی آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ اور اس سلسلہ شریف کو اللہ تعالیٰ تمامی سلسلوں سے انتخاب اور پسند کیا اور نبی کریم ﷺ کی اکرام و بزرگی سے ہے کہ اس سلسلہ میں کوئی ایک بغیر نکاح شرعی کے نہیں پیدا ہوا سب کے سب نکاح سے پیدا ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں آدم سے لے کر میری ماں مجھے جنی تک سب نکاح سے پیدا ہوئے اور حرام سے کوئی پیدا نہ ہوا اور بھی فرمائے میں پاک پشتوں سے پاک رحم والیوں میں آتا تھا۔ محققین ان احادیث سے دلیل لیتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے والدین اور سب اجداد مومن تھے اور معلوم کریں کہ بی بی آمنہ کا نکاح عبداللہ کے ساتھ ذی الحجہ کے مہینے میں ایام تشریق کے وسط میں ہوا اور حمل کب ٹھہرا سو اس میں اختلاف ہے۔ بعضے کہتے ہیں کہ اسی روز یعنی ایام تشریق کے وسط میں دوشنبہ کو ہوا اور بعضے کہتے ہیں رجب کی پہلی شب جمعہ کو۔ شیخ نجم الدین غیطی نے لکھا ہے کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی ولادت رمضان میں ہوئی ان کے قول پر ایام تشریق میں حمل ٹھہرا سو قول موافق ہوتا ہے اور جو لوگ کہتے ہیں کہ ربیع الاول میں ولادت ہوئی۔ ان کے قول پر رجب کی پہلی کو حمل ٹھہرا سو قول موافق ہوتا ہے۔ اَنَّ کُلَّ دَآبَّۃٍ کَانَتْ لِقُرَیْشٍ نَطَقَتْ تِلْکَ اللَّیْلَۃَ۔ تحقیق کہ جو دابہ کہ تھا واسطے قریش کے بات کیا اس

شب کو۔ یعنی قریش کا کوئی چار پایہ جانور باقی نہ رہا مگر حمل کی شب کو بات کیا۔ قریش قاف کے ضم اور رائے مہملہ کے فتح سے لقب تھا النضر بن کنانہ کا بقول فہر بن مالک النضر کا جواجداد سے نبی کریم ﷺ کے ہیں پھر اُن کی اولاد کو قریش اور قرشی کہتے ہیں۔ شعبی کہا النضر بن کنانہ کا لقب قریش ہوا اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں ارباب حاجات سے تفتیش کرتے تھے تا کہ اُن کے حاجتوں کو روا کرے گویا کہ وہ لفظ ماخوذ ہے۔ قریش سے اس کا معنی تفتیش کا ہے۔ کہتے ہیں کہ قریش کے دابوں کی تخصیص جو بات کرنے میں ہے سو شاید اس کی وجہ یہ ہے تا کہ قریش اول العصر سے رسول اللہ ﷺ کا فضل و مرتبہ معلوم کریں اور حضرت ﷺ کی دعوت کے وقت ان کو کچھ شبہہ اور عذر انکار کا باقی رہے اور احتمال ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما غیر قریش کے جانوروں کا حال بیان نہ کئے اور اس سے سکوت کئے شاید کہ وہ بھی بات کئے ہوں۔ وَقَالَتْ حُمِلَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَبُّ الْكَعْبَةِ اور ہر دابہ کہا حمل کیا گیا ساتھ رسول اللہ ﷺ کے قسم ہے رب کعبہ کی یعنی اللہ تعالیٰ کی۔ رب کا معنی اصل میں تربیت کا تھا یعنی ایک چیز کو اس کے کمال پر بتدریج پہنچانا اس کے بعد مالک کو کہنے لگے کیونکہ وہ اپنی چیز کی حفاظت کرتا ہے اور اس کو تربیت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے غیر پر اس کا اطلاق نہیں آتا مگر مقید ہو کر اور کعبہ بیت اللہ کو کہتے ہیں۔ عربوں نے جو گھر مربع اور بلند ہوتا ہے اس کو کعبہ کہتے تھے پھر بیت اللہ کی بنا مربع اور مرتفع رہنے سے اس کا نام کعبہ ہوا۔ معلوم کیجئے رسول معنی سے مرسل کے ہے یعنی بھیجا گیا اور وہ اس شخص کو کہتے ہیں جو اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی کی جائے شرع کے ساتھ اور حکم کیا جائے اس کی تبلیغ کا اور نبی اس کو کہتے ہیں کہ اس کی طرف وحی کی جائے شرع کے ساتھ تا کہ وہ عمل کرے اگرچہ اس کی تبلیغ کا حکم نہ ہو پھر جو رسول ہے وہ نبی ہے لیکن جو نبی ہے وہ رسول

نہیں اور معلوم کریں کہ اگر چہ رسول اللہ ﷺ کی عمر شریف چالیس سال کے ہوئی بعد نبوت اور تبلیغ رسالت کا حکم ہوا لیکن حقیقت میں جس وقت کہ آپ کو نبوت حاصل ہوئی اس وقت ہنوز آدم پیدا نہیں ہوئے تھے چنانچہ ترمذی نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ صحابہ عرض کیئے یا رسول اللہ ﷺ آپ کو نبوت کب ملی تو فرمائے جس حال میں کہ آدم درمیان روح اور جسد کے تھے یعنی اُن کا نہ جسد تھا نہ روح تھی اس وقت مجھے نبوت ملی۔ یہاں ایک سوال کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ وجود خارجی میں تشریف لانے کے قبل نبی کس طور سے تھے حالانکہ نبوت کو ضرور ہے کہ نبی کی ذات موجود رہنا۔ اس کے جواب میں شیخ تقی الدین سبکی نے فرمایا کہ احادیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قبل اجساد کے ارواح کو پیدا کیا پھر نبی کریم ﷺ جو فرمائے کہ میں نبی تھا سو اس سے اشارہ آپ کے روح شریف کی طرف ہے یا اور کوئی ایک حقیقت کی طرف ہے حقائق سے جو ان کی معرفت سے ہمارے عقول قاصر ہیں اور اس کو کوئی نہیں جانتا ہے مگر اللہ تعالیٰ اور وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نور الٰہی سے مدد کیا ہو پس نبی کریم ﷺ کی حقیقت پیش از خلقتِ آدم کے ہے اور اس وقت سے ہے اس کو اللہ تعالیٰ نبوت عطا کیا۔ پس نبی کریم ﷺ اسی وقت نبی ہوئے پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کے نام مبارک کو عرش پر لکھا اور معلوم کرایا کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں تا کہ ملائکہ وغیرہم نبی کریم ﷺ کی کرامت اور بزرگی کو جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے معلوم کریں پس حقیقت نبی کریم ﷺ کی اس وقت سے موجود ہے اور متصف ہے اوصاف شریفہ سے جو حضرت آلہیہ سے آپ کو پہنچتے ہیں اگر چہ جسدِ شریف اور بعث و تبلیغ متاخر رہے اور جو چیز کہ آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور آپ کی ذات شریف اور حقیقت کی اہلیت کی جہتہ سے ہے سو اس میں کچھ تاخر نہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ جو

آپ کو نبی کیا اور کتاب اور حکمت اور نبوت عطا کیا سو اس میں کچھ تاخر نہیں وہ اس وقت سے ہی حاصل ہے اور جو متاخر ہے سو فقط وہ خلقت اور نقل کرنا اصلاب اور ارحام میں ہے یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ اجسام میں ظہور پائے اور اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص تفسیر کیا کہ نبی کریم ﷺ اس وقت نبی رہنے سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم میں تھا کہ آپ نبی ہوں گے سو وہ شخص اس معنی کو نہیں پہنچا اور یہ معنی صحیح نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا علم تمامی اشیا کو محیط ہے اور نبی کریم ﷺ اپنے کو اس وقت نبوت سے وصف کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ امر اس وقت ثابت تھا اگر اس سے مراد فقط اللہ تعالیٰ کا علم لیا جائے کہ مستقبل میں نبی ہوں گے تو اس میں نبی کریم ﷺ کی یہ خصوصیت نہیں ہوتی کہ آپ نبی تھے جس حال میں کہ آدم درمیان روح اور جسد کے تھے کیونکہ تمامی انبیاء کے نبوت کو اللہ تعالیٰ اس وقت اور اس کے قبل سے جانتا ہے اس واسطے ضروری ہے کہ نبی کریم ﷺ کے واسطے ایک خصوصیت امر ثابت کر لینا جو دوسرے انبیاء کو نہیں تھی اسی لئے نبی کریم ﷺ اپنی اُمت کو خبر دیئے تا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک آپ کی جو قدر و منزلت ہے اس کو معلوم کرے اور شیخ شہاب الدین الخفاجی نے شرح الشفا میں اس حدیث کے شرح میں لکھا ہے کہ اس کا معنی یہ نہیں کہ رسول کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کے علم میں نبی تھے جیسا کہ بعضوں نے کہا ہے کیونکہ یہ رسول اللہ ﷺ سے مخصوص نہیں ہے بلکہ اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نبی کریم ﷺ کے روح کو حضرت آدم علیہ السلام کے روح اور تمام ارواح کے قبل پیدا کیا اور اس کو نبوت سے خلعتِ تشریف پہنایا تا کہ ملاء اعلیٰ آپ کو معلوم کریں جبکہ نبوت آپ کے روح شریف کی صفت ہے تو معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ بعد وفات کے بھی نبی اور رسول ہیں جب دین کامل ہو گیا تو احکام اور وحی منقطع ہونے سے کچھ ضرر نہیں اور اس کا انکار کرنا جہل ہے اور یہ بات

قابل یاد رکھنے کی ہے کیونکہ بہت نفیس ہے اور یہی مراد ہے جو نبی کریم ﷺ فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ میرے نور کو حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہونے کے چودہ ہزار برس آگے پیدا کیا جیسا کہ روایت کیا ہے ابن القطان۔ اور ایک روایت میں ہے کہ تسبیح کرتا تھا وہ نور اور تسبیح ملائکہ کی اس نور کے تسبیح سے تھی اور یہ تائید کرتا ہے کہ نبی کریم ﷺ فرشتوں کی طرف بھی مرسل ہیں جیسا کہ غیر فرشتوں کی طرف مرسل ہیں اور یہ صریح دلالت کرتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی نبوت وجودِ عینی میں ظاہر ہوئی قبل نبوت آدم اور ان کے غیر کے اور ملائکہ کوئی نبی کو قبل نبی کریم ﷺ کے نہیں پہچانے اور رسول کریم ﷺ نبی مطلق ہیں اور تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام آپ کے خلیفے ہیں اور تمام شرائع آپ کی شریعت ہے جو ظاہر ہوئی زبان پر ہر نبی کے بقدر استعداد ان کے اہل زمانے کے پس نبی کریم ﷺ اول انبیاء اور آخر انبیاء ہیں اور ممکن نہیں کہ آپ کی شریعت پر قلم نسخ پھرے۔ اور نبی کریم ﷺ جیسا روح کے دیکھتے تمام انبیاء سے سابق ہیں ویسا ہی جسد شریف کے دیکھتے بھی سابق ہیں کیونکہ نبی کریم ﷺ کے جسد شریف کا مادہ تمام مادوں کے آگے پیدا کیا گیا کس واسطے کہ ابن الجوزی نے کتاب الوفا میں کعب الاحبار سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کہ ارادہ کیا محمد ﷺ کو پیدا کرنے کا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حکم فرمایا کہ سفید مٹی لائے پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام ملائکہ فردوس کے ساتھ اُترے اور موضع قبر شریف سے ایک مٹھی مٹی اٹھائے جو سفید چمک رہی تھی پھر اس کو آب تسنیم سے جنت کے چشمے میں خمیر کئے یہاں تک کہ وہ مانند ایک بڑے سفید موتی کے ہوئی اس کو ایک شعاع عظیم تھی یعنی اس کی روشنی بہت دور تک پہنچتی تھی پھر اس کو فرشتوں نے اطراف عرش اور کرسی اور سماوات و ارض کے پھرائے یہاں تک کہ پہچانے فرشتوں نے نبی کریم ﷺ کو حضرت آدم علیہ السلام کو پہچاننے کے قبل یعنی پہچانے نبی

کریم ﷺ کے روح شریف اور عنصر اور نہاد مبارک کو انتہیٰ کلام الشہاب الخفاجی۔

روایت ہے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ میں نے کہا یارسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہو جیو مجھ کو خبر دیو اول شیئے سے جو اس کو اللہ تعالیٰ قبل اشیاء کے پیدا کیا تو فرمایا اے جابر تحقیق کہ اللہ تعالیٰ سب چیزوں کے آگے اپنے نور سے تیرے نبی کے نور کو پیدا کیا۔ پھر وہ نور اللہ تعالیٰ جس جگہ کہ چاہا وہاں پھرتا تھا اور اس وقت نہ لوح تھا نہ قلم نہ جنت نہ دوزخ نہ فرشتہ نہ آسمان نہ زمین نہ آفتاب نہ ماہتاب نہ جن نہ انس۔ الحدیث شیخ حلبی نے اپنی سیرت میں ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ، حضرت جبرئیل علیہ السلام سے سوال کئے اے جبرئیل تمہاری عمر کتنی ہے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا یارسول اللہ ﷺ میں نہیں جانتا ہوں مگر اتنا جانتا ہوں کہ چوتھے حجاب میں ایک ستارہ ہے ستر ہزار برس کو ایک بار طلوع ہوتا ہے اس کو میں نے بہتر ہزار بار دیکھا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے جبرئیل قسم ہے میرے رب کی عزت کی میں وہی ستارہ ہوں انتہی۔

احادیث میں آیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو نبی کریم ﷺ کا نور اُن کی پشت میں رکھا اور وہ نور حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی پر آفتاب کے مانند چمکتا تھا اور اُن کے باقی کے نور پر غالب ہو گیا تھا بعد وہ نور حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت شیث علیہ السلام کی طرف جو حضرت آدم علیہ السلام کے فرزند تھے نقل کیا حضرت آدم علیہ السلام ان کو وصیت کی کہ اس نور کو بجز پاک عورت کے کہیں نہ رکھے۔ الغرض وہ نورِ مبارک اصلابِ طاہرات سے ارحامِ زاکیات کی طرف آتا تھا یہاں تک کہ عبدالمطلب میں آیا اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کے والد عبداللہ میں آیا اس کے بعد بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا میں آیا۔

علما کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو جو حکم فرمایا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ

کرو سو وہ حقیقت میں نبی کریم ﷺ نور کی تعظیم تھی جو آدم علیہ السلام کے پیشانی پر چمکتا تھا اور جب نوح علیہ السلام کی طرف نقل کیا تو اس کی برکت سے ان کی کشتی کو نجات ہوئی اور جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف نقل کیا تو اس کی برکت سے اُن پر نمرود کی آتش برداً وسلاماً ہو گئی۔ الغرض نبی کریم ﷺ کے اجداد طرف جب وہ نور نقل کرتا تھا تو اُن کو اس کے برکات اور کرامات بے نہایات حاصل ہوتے تھے۔ الشیخ العارف سیدی علی وفاء الشاذلی قدس اللہ سرہٗ جو علمائے ربانیین سے تھے سو نبی کریم ﷺ کی مدح میں ایک قصیدہ لکھے ہیں سو اس میں کیا خوب فرماتے ہیں۔ شعر:

لَوْ اَبْصَرَ الشَّيْطَانَ طَلْعَةَ نُوْرِهٖ
فِيْ وَجْهِ اٰدَمَ كَانَ اَوَّلَ مَنْ سَجَدَ
اَوْلَوْرَاٰىَ النَّمْرُوْدُ نُوْرَ جَمَالِهٖ
عَبَدَ الْجَلِيْلَ مَعَ الْخَلِيْلَ وَلَا عَنَدَ
لٰكِنْ جَمَالُ اللّٰهِ جَلَّ فَلَا يُرٰى
اِلَّا بِتَخْصِيْصٍ مِنَ اللّٰهِ الصَّمَدَ

ترجمہ: اگر دیکھتا شیطان طلعتِ نور کو نبی کریم ﷺ کے آدم کے منہ پر تو ہوتا اول اس شخص کا جو سجدہ کیا یا اگر دیکھتا نمرود نور جمال کو آپ کے تو عبادت کرتا اللہ جلیل کو خلیل علیہ السلام کے ساتھ اور نہیں خلاف کرتا لیکن اللہ بزرگ کا جمال نہیں دیکھا جاتا ہے مگر خاص کرنے سے اللہ الصمد کے۔

امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ جو فرمایا:

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ

عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِیْ قَالُوْا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَکُمْ مِّنَ الشَّاهِدِیْنَ۔
یعنی جب اللہ تعالیٰ نے لیا اقرار پیغمبروں کا کہ جو کچھ میں نے تم کو دیا کتاب اور حکمت پر آئے تم پاس ایک رسول یعنی محمد ﷺ کہ سچ بتائے تمہاری پاس والے کو تو اس پر ایمان لاؤ گے اور اس کی مدد کرو گے فرمایا کہ تم نے اقرار کیا اس شرط پر لیا میرا ذمہ بولے ہم نے اقرار کیا۔

فرمایا پس شاہد ہو تم اور میں بھی تمہارے ساتھ شاہد ہوں سو اس آیت شریفہ میں نبی کریم ﷺ کی جو بزرگی و تعظیم قدر بلند ہے سو مخفی نہیں اس کے سوائے اس میں یہ بھی ہے کہ اگر نبی کریم ﷺ ان رسولوں کے زمانے میں آتے تو اُن کے طرف بھی مرسل رہتے اس صورت میں نبی کریم ﷺ کی نبوت اور رسالت تمامی خلایق پر عام ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے قیامت تک اور تمام انبیاء اور ان کے امتان سب رسول اللہ ﷺ کی امت سے ہیں اور رسول اللہ ﷺ جو فرماتے ہیں۔ بُعِثْتُ اِلَی النَّاسِ کَآفَّةً یعنی بھیجا گیا میں طرف لوگوں کے تمام سو یہ قول مخصوص رسول اللہ ﷺ کے زمانے سے قیامت تک کے لوگ کو نہیں بلکہ آگے کے لوگ کو بھی شامل ہے اور نبی کریم ﷺ نبی الانبیاء ہیں یعنی تمام انبیاء کے طرف مبعوث ہیں اسی سبب سے قیامت کے روز تمام انبیاء اور مرسلین رسولِ کریم ﷺ کے لواے حمد کے نیچے رہیں گے اور دنیا میں بھی معراج کی شب کو سب انبیاء کے امام ہو کر نماز پڑھے اگر نبی کریم ﷺ کو آدم اور نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام کے زمانے میں آنے کا اتفاق پڑتا تو اُن پر اور اُن کی امتوں پر واجب تھا کہ نبی کریم ﷺ پر ایمان لائیں اور آپ کی نصرت کریں اس پر اللہ تعالیٰ انبیاء سے عہد و میثاق لیا انتہیٰ۔

بندہ عاصی کہتا ہے اس کو تائید کرتا ہے وہ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دجال

کو مارنے آسمان سے اُترے تو رسول اللہ ﷺ کے امت میں رہیں گے اور وہ حدیث جس کو دارمی نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمائے اگر ہوتے موسیٰ زندہ اور پاتے زمانہ میری نبوت کا تو بیشک پیروی کرتے میری۔ وَھُوَ اَمَانُ الدُّنْیَا اور انہوں نے یعنی نبی کریم ﷺ امان ہیں دنیا کے یعنی امان ہیں دنیا کو بلیات و آفات سے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَمَا کَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ یعنی نہیں ہے اللہ کہ عذاب دے کفار کو جس حال میں کہ تو اے حبیب ان میں ہے اور فرماتا ہے وَمَا اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ یعنی نہیں بھیجا ہم نے تجھ کو مگر رحمت کر کے جہان کے لوگوں پر۔ معلوم کریں کہ نبی کریم ﷺ کی ذاتِ مبارک کا ظہور امانِ اعظم ہے تمام مخلوقات کو یہاں تک کہ کفار اور حیوانات اور جمادات بلکہ فرشتوں کے حق میں بھی امان ہے۔

قاضی عیاض نے کتاب الشفا میں روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جبرئیل کو فرمایئے کہ اس رحمت سے تم کو بھی کچھ چیز پہنچی ہے تو جبرئیل کہے کہ میں عاقبت سے اندیشہ کرتا تھا جب اللہ تعالیٰ نے میری ثنا میں فرمایا ذِيْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِيْنٍ مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِيْنٍ تو میں نے امن پایا یعنی میں سوء خاتمہ سے خوف میں تھا سو آپ پر قرآنِ شریف نازل ہونے سے میں نے امان پایا یہ حقیقت میں آپ ہی کے برکت سے ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ رحمت ہیں مومنان اور کافران کو کیونکہ امم کاذبہ کو جو چیز پہنچتی تھی اس سے یہ لوگ عفو پائے یعنی سابق کے انبیاء کی امت انبیاء کی تکذیب کی تو اُن امتوں کو اللہ تعالیٰ مسخ کرتا تھا یا قہر الٰہی سے ہلاک ہو جاتے تھے بخلاف نبی کریم ﷺ کے وقت کے کفار وغیرہ کہ آپ کی قدم کی برکت سے مسخ وغیرہ نہیں ہوئے۔ جب قریش ایمان نہ لا کر نبی ﷺ کو ایذا بہت دیئے اور اللہ تعالیٰ پہاڑوں کے فرشتوں کو

حضرت ﷺ پاس بھیجا فرشتہ آ کر کہا اے محمد ﷺ اللہ تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے اور حکم فرمایا کہ آپ جو کہیں سو بجالاؤں اگر آپ امر کریں تو مکے کے دونوں پہاڑ جن کا نام اخشبین ہے ٹکرادیوں سب لوگ ہلاک ہو جائیں۔ حضرت ﷺ فرمایئے وہ ہلاک ہونا میں نہیں چاہتا شاید اللہ تعالیٰ اُن کے اولاد میں مسلمان پیدا کرے۔ وَسِرَاجُ اَهْلِهَا اور چراغ ہیں اہل دنیا کے سراج کسر سے حسین مہملہ کے چراغ کو کہتے ہیں۔ اور نبی کریم ﷺ کو سراج کر کے نام ہوا کیونکہ حضرت ﷺ کے سبب سے تاریکی کفر وضلالت عرصہ عالم سے زایل ہوئی اور چراغ سے جیسا اہل خانہ کو سبب امن اور راحت کا ہے اور چوروں کو سبب ندامت وخجلت کا اسی طرح سے نبی کریم ﷺ دوستوں کو وسیلہ سلامت ونجات کا ہیں اور منکروں کو سبب حسرت و ندامت کا اور اللہ سبحانہ قرآن شریف میں بھی حضرت ﷺ کو سراج کر کے نام رکھا اور فرمایا:

يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا یعنی اے نبی مقرر ہم نے بھیجا تجھ کو شاہد اور خوشی سنانے والا اور ڈرانے والا اور بلانے والا اللہ کی طرف اس کے حکم سے اور چراغ چمکتا۔ وَلَمْ تَبْقَ كَاهِنَةٌ فِيْ قُرَيْشٍ وَلَا فِيْ قَبْلَةٍ مِّنْ قَبَائِلِ الْعَرَبِ اِلَّا حُجِبَتْ عَنْ صَاحِبَتِهَا اور نہیں باقی رہی کوئی کاہنہ قریش میں اور نہ کسی قبیلے میں قبائل عرب سے مگر باز رکھی گئی اپنے صاحب سے یعنی اپنے شیاطین سے وَانْتُزِعَ عِلْمُ الْكَهَنَةِ مِنْهَا اور نکالا گیا علم کاہنوں کا ان سے۔ کہنہ فتح سے کاف اور ہا کے جمع ہی کاہن کی۔ کاہن وہ لوگ ہیں کہ اُن کے ارواح کو جنات وشیاطین کے ارواح خبیثہ سے ایک مناسبت اور علاقۂ روحانی رہتا ہے اس علاقے کے سبب سے شیاطین سے علم سیکھتے تھے اور اس پر اپنے طرف سے اقسام کے جھوٹے باتاں لگا کر کہتے تھے سو نبی

کریم ﷺ کی ولادت کے سبب سے شیاطین آسمان پر چڑھنے سے اور وہاں کے اخبار سننے سے باز رکھے گئے جب کوئی شیطان اسمان پر چڑھنے کا قصد کرتا ہے تو اس پر شہاب جو شعلۂ آتش ہے پھینک مارتے ہیں وہ مار ہرگز خطا نہیں کرتا ہے اس سے بعض شیاطین مرجاتے ہیں اور بعضوں کا منہ جل جاتا ہے اور بعضوں کے اعضاء اور عقل فاسد ہو جاتی ہے۔

وَلَمْ یَبْقَ سَرِیْرُ مَلِكٍ مِنْ مُلُوْكِ الدُّنْیَا اِلَّا اَصْبَحَ مَنْكُوْسًا اور نہیں باقی رہا کوئی تخت بادشاہ کا بادشاہوں سے دنیا کے مگر صبح کیا اوندھا ہو کر یعنی روئے زمین میں جو جو بادشاہ تھے اُن سبھوں کے تخت حملِ شریف کی صبح کو اوندھے پڑ گئے۔ وَالْمَلِكُ مُخْرَسًا لَایَنْطِقُ یَوْمَهٗ ذٰلِكَ اور بادشاہ گنگ کئے جا کر نہیں بات کرتے تھے اس روز یعنی دنیا میں کوئی بادشاہ باقی نہ رہا مگر حمل کی صبح کو گنگ اور گُنگے ہو گئے اور تمام روز بات نہیں کر سکے۔ اور کعب الاحبار سے مروی ہے کہ اس روز تمام دنیا کے بتان اوندھے پڑ گئے اور قریش بڑی سخت قحط سالی اور تنگی میں مبتلا تھے پس زمین سرسبز ہوئی اور درختاں باردار ہوئے اور ہر طرف سے قریش کو خیر کثیر پہنچی اور اس سال کا نام جس میں رسول اللہ ﷺ کا حمل ٹھہرا سو سنۃ الفتح و الابتہاج ہوا یعنی فتح اور خوشی کا سال اور دوسرے احادیث میں آیا ہے کہ حمل کی شب کوئی گھر باقی نہ رہا مگر روشن ہوا اور کوئی مکان باقی نہ رہا مگر اس میں نور داخل ہوا اور اس روز آفتاب کو نور عظیم کا لباس پہنائے تھے یعنی اس کا نور زیادہ کیا گیا اور اللہ تعالیٰ نے حکم کیا کہ دنیا کی تمام حاملہ عورتیں لڑکے جنیں اور یہ سب واسطے کرامت اور بزرگی نبی کریم ﷺ کے تھا۔

فائدہ: معلوم کیجئے کہ رسول اللہ ﷺ کے حمل شریف کے وقت جو بتان وغیرہ روی زمین کے اوندھے پڑ گئے سو یہ آپ کی خصوصیت و کرامت سے ہے اس

طرح کسی اور نبی کو نہیں ہوا۔ وَمَرَّتْ وَحْشُ الْمَشْرِقِ اِلٰی وَحْشِ الْمَغْرِبِ بِالْبِشَارَاتِ

اور گزرے وحش مشرق کے وحش مغرب کے طرف بشارتوں کے ساتھ وحش جنگلی جانور کو کہتے ہیں اور بشارات جمع ہے بشارت کی کسر سے باے موحدہ کے خوشخبری کے معنی ہے اور جمع کا لفظ جو لایا گیا سو اس میں اشارہ اس بات کا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا متولد ہونا ایک ہی خوشخبری پر منحصر نہیں ہے بلکہ یہ نہایت خوشخبریوں کو جامع ہے اور مشرق کے جانوروں کو جو آگے ہی معلوم ہو چکا شاید اس کا سبب یہ ہے کہ موضع حمل ان سے قریب رہنے کے باعث ملائکہ کی ندا سُنے ہوں یا قریش کے جانور جو بات کیے اس کو سنے ہوں یا اللہ تعالیٰ کسی اور چیز سے معلوم کرایا ہو پھر ان کو غایتِ خوشی و خرمی حاصل ہونے سے مغرب کو گئے اور وہاں کے جانوروں کو بشارتیں دیئے۔ بعض روایتوں میں مرت کے عوض میں فرت ہے فای مہملہ سے یعنی بھاگے وحس مشرق کے وحشِ مغرب کے طرف بشارتوں کے ساتھ وَكَذٰلِكَ اَهْلُ الْبِحَارِ يُبَشِّرُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا اور ایسا ہی اہل دریا بشارت دیتے تھے بعض انہوں کے بعضوں کو یعنی دریاوں میں بھی وہاں کے جانور وغیرہ ایک دوسرے کو نبی کریم ﷺ کے حمل کی بشارت اور خوشخبری سناتے تھے۔ معلوم کیجئے کہ دریا سات ہیں جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے اور حسان بن عطیہ سے مروی ہے کہ زمین کی راہ پانچ سو سال کی ہے اس میں دریا تین سو سال کی راہ پر ہیں اور ایک سو سال کی راہ ویران اور ایک سو سال کی راہ آباد ہے۔ مقاتل نے کہا سب اسّی ہزار عالم ہیں آدھے ان میں خشکی پر ہیں اور آدھے دریا میں لَهٗ فِيْ كُلِّ شَهْرٍ مِنْ شُهُوْرِهٖ نِدَآءٌ فِي الْاَرْضِ وَنِدَآءٌ فِي السَّمَآءِ واسطے حمل کے ہر مہینے میں مہینوں سے اس کے ندا تھی زمین میں اور ندا تھی آسمان میں۔ یعنی آسمان و زمین

میں فرشتے پکارتے اور ندا کرتے تھے اور یہ بولتے تھے کہ اَنْ اَبْشِرُوْا فَقَدْ اٰنَ لِاَبِی الْقَاسِمِ اَنْ یَخْرُجَ اِلَی الْاَرْضِ مَیْمُوْنًا مُبَارَکًا خوش ہو جاؤ پس تحقیق کہ قریب ہوا واسطے ابی القاسم ﷺ کے یہ کہ نکلے طرف زمین کے جس حال میں کہ انہوں یمن و برکت دیئے گئے ہیں۔ ابوالقاسم کنیت ہے نبی کریم ﷺ کی اگرچہ اکثر علما کہتے ہیں آپ کے بڑے فرزند حضرت قاسم رضی اللہ عنہ کے نام سے یہ کنیت ہوئی لیکن حقیقت میں اللہ تعالیٰ اس کنیت سے اپنے حبیب ﷺ کو آگے سے ہی مخصوص فرمایا جیسا کہ فرشتے ندا کیئے۔ شیخ عرفی وغیرہ علماء کہتے ہیں کہ آپ قیامت کے روز جنت کو اس کے لوگوں پر تقسیم کریں گے اس واسطے آپ کی کنیت ابوالقاسم ہوئی۔ بعضے کہتے ہیں کہ علم و عمل و شرف و فضل اور فی و غنیمت وغیرہ مراتب و درجات کو تقسیم کرتے ہیں اس جہت سے آپ کی کنیت ابوالقاسم ہوئی چنانچہ رسول اللہ ﷺ فرمائے ہیں مجھ کو قاسم کیئے ہیں قسمت کرتا ہوں درمیان تمہارے اور بھی فرمائے ہیں میں ابوالقاسم ہوں اللہ تعالیٰ عطا کرتا ہے اور میں قسمت کرتا ہوں

ابن حجر الھیثمی نے شرح ہمزیہ میں لکھا ہے کہ ابوالقاسم کی کنیت نبی ﷺ سے ہی اختصاص پانے کی مناسبت کی وجہ نبی ﷺ اللہ تعالیٰ کے تمام شیون میں خلیفۂ اعظم ہونے کی اعلام ہے علی الخصوص ارزاق اور علوم اور معارف اور طاعات کی قسمت کے مقام میں صحیح حدیث میں نبی کریم ﷺ اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰهُ الْمُعْطِیْ کر کے جو فرمائے اسی وجہ سے ہی اور نبی ﷺ کے خصائص میں اللہ تعالیٰ حضرت ﷺ کو مفاتیح الخزائن عطا کیا کر کے اسی واسطے کہتے ہیں اور بعضے علما کہتے ہیں خزائن سے اجناسِ عالم کے خزائن مراد ہیں تاکہ نکالے رسول اللہ ﷺ جس قدر کہ عالم کو مطلوب ہے پھر اس عالم میں جو چیزیں ظاہر ہوتے ہیں اس کو

نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو آپ کے ہاتھ میں کنجیاں ہیں دیتے ہیں اور جیسا اللہ تعالیٰ مفاتیح الغیب کلی سے مختص ہوا ہے اللہ تعالیٰ کے سوائے اُن کو کوئی نہیں جانتا ایسا ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خزائن الٰہیہ کے کنجیاں کی عطا سے مختص کیا پھر خزائن الٰہی سے کوئی چیز نہیں نکلتی مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں پر انتہی کلام ابن حجر۔ مواہب اللدنیہ وغیرہ میں ہے کہ حمل کے دنوں میں ندا کئی گئی ملکوت میں اور معالم جبروت میں کہ معطر کرو جوامع قدس کو اور بخور دو جہات شرف اعلیٰ کو یعنی علاماتِ تعظیم کو آسمانوں اور اس کے اطراف میں ظاہر کرو فرح و خوشی پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ملائکہ مقربین کے صفوف میں عبادت کے مصلے اور سجادے بچھاؤ یعنی فرشتوں کو حکم ہوا کہ عبادت کے واسطے آمادہ ہو اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سرور و خوشی ظاہر کرو کیونکہ نور مکنون نے آمنہ کی شکم طرف نقل کیا۔ حافظ خطیب بغدادی نے سہل بن عبداللہ التستری سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حمل کی شب کو جو پہلی رجب کی تھی اور شب جمعہ تھی اللہ تعالیٰ خازن جنان یعنی بہشت کے دربان کو حکم فرمایا کہ جنت الفردوس کو جو بہشت کے اعلیٰ درجوں سے ہے کشادہ کرو اور منادی آسمانوں اور زمین میں ندا کیا کہ خبردار ہو جیو کہ نور مخزون مکنون جس سے نبی ہادی موجود ہوتا ہے سو آج کی رات آمنہ رضی اللہ عنہا کے شکم میں قرار پاتا ہے اور نکلتا ہے لوگوں کی طرف جس حال میں کے بشیر اور نذیر ہے یعنی خوشی سنانے والا اور ڈرانے والا اور کعب الاحبار سے مروی ہے کہ اس شب کو آسمان اور اس کے جوانب میں اور زمین اور اس کے جگہوں میں ندا کی گئی کہ نور مکنون جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہوتے ہیں سو ان کی والدہ کے شکم میں نقل کیا۔ فَیَاطُوْبٰی لَهَا ثُمَّ یَاطُوْبٰی یعنی پس اے خوشی واسطے آمنہ کے پستر اے خوشی قال کہے ابن عباس رضی اللہ عنہ وَبَقِیَ فِیْ بَطْنِ اُمِّهٖ تِسْعَةَ اَشْهُرٍ کَمَلًا اور باقی رہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی والدہ کی شکم میں نوں مہینے کامل۔

کمل فتح سے کاف اور میم مخفف کے معنی سے کامل کے یعنی نبی کریم ﷺ کے حمل کی مدت پورے نوں مہینوں کی تھی یہی قول صحیح ہے۔ بعضے کہتے ہیں حمل کی مدت دس مہینوں کی تھی اور بعضے کہتے ہیں آٹھ مہینوں کی اور بعضے کہتے ہیں سات مہینوں کی اور بعضے کہتے ہیں چھ مہینوں کی۔ لَاتَشْکُوْہُ وَجَعًا نہیں شکایت کرتے تھے۔ بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کسی ایک درد کو یعنی اور حاملہ عورتوں کو سر میں یا اعضاء اور مفاصل کے ضعف سستی کے باعث بدن میں درد رہتا ہے ویسا بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کو کچھ نہ تھا وَلَا رِیْحًا وَّلَا مَغْصًا اور نہ شکایت کرتے تھے کوئی ریح کو اور نہ کسی پیچ کو یعنی کچھ ریح اور مکر اور پیچ وغیرہ بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کے شکم میں نہیں تھی بخلاف دوسرے حاملہ عورتوں کے۔ ولا مایعرض للنساء من ذوات الحمل اور نہ شکایت کرتے کوئی ایک چیز کے تیں جو عارض ہوتی ہے حمل والے عورتوں کو یعنی بعضے ماکول چیزوں کی اشتہا ہونا اور بعضوں سے نفرت یا کچھ کھاوے سوتے ہو جانا اس قسم کے عارضے بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کو عارض نہیں ہوئے جیسے اور حاملہ عورتوں کو ہوتے ہیں۔ بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ کہے واللہ میں نے کوئی حمل نہیں دیکھی جو خفیف ہو اس سے اور نہ اعظم برکت۔ معلوم کیجئے کہ ان دونوں حدیثوں اور بھی بعضے احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کے بدن میں کچھ ثقل اور فتور نہیں تھا جیسا کہ دوسرے حاملہ عورتوں کو ہوتا ہے مگر بعضے احادیث میں آیا ہے کہ بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا حمل کا ثقل پائے اور اپنے ساتھ والی عورتوں کو اس کی شکایت کرتے تھے سو اس تعارض کو حافظ ابونعیم نے اس طور سے جمع کیا ہے کہ ابتدائے حمل کے وقت ثقل تھا پھر حمل مستمر ہوا بعد ثقل جاتا رہا اور خفیف ہوا اور ان دونوں حالتوں میں دوسری حاملہ عورتوں کو اس کا خلاف ہوتا ہے اور بعضے اس طور سے جمع کرتے ہیں کہ جو ثقل نہ تھا سو وہ ثقل معنوی ہے یعنی درد والم اور جو ثقل پایا گیا سو ثقلِ جسی

ہے یعنی زیادتی مقدار بغیر الم وتعب کے وَهَلَكَ اَبُوْهُ عَبْدُاللّٰهِ وَهُوَ فِيْ بَطْنِ اُمِّهٖ اور وفات پائے باپ آنحضرت ﷺ کے عبداللہ جس حال میں کہ نبی کریم ﷺ اپنی ماں کے شکم میں تھے۔

صحیح اور مشہور قول یہی ہے کہ نبی ﷺ کا حمل ٹھہرے بعد دومہینوں کے عبداللہ کی وفات ہوئی۔ بعضے کہتے ہیں کہ ولادت شریف کے پیش از دومہینوں کے وفات ہوئی۔ بعضے کہتے ہیں کہ ولادت شریف کے بعد دومہینوں کے بقولے سات مہینوں کے بقولے نوں مہینوں کے ہوئی لیکن یہ سب اقوال ضعیف ہیں۔ اور عبداللہ کی عمر اُن کی وفات کے وقت پچیس سال کی تھی۔ بقول تیس سال کی بقول اٹھائیس سال کی بقول اٹھارہ سال کی اسی اخیر قول کو حافظ علائی اور حافظ ابن حجر تصحیح کیے ہیں اور شیخ جلال الدین سیوطی بھی اسی کو اختیار کیے ہیں اور عبداللہ تجارت کے واسطے قریش کے ہمراہ گئے سوراہ میں بیمار ہوئے اور مدینہ منورہ میں اپنے ماموان بنی عدی بن النجار کے پاس ایک مہینہ رہ کر انتقال کیے۔ اور عبداللہ بڑے سخی اور بہت رحم والے اور نہایت خوبصورت تھے ان کی پیشانی پر نبی ﷺ کا نور چمکتے رہنے سے ان کا حسن دوبالا ہوا تھا۔ فَقَالَتِ الْمَلَائِكَةُ پس کہے فرشتے جناب باری تعالیٰ کی طرف خطاب کر کے اِلٰهَنَا وَسَيِّدَنَا اے اللہ ہمارے اور اے سردار ہمارے یہاں حرفِ ندا محذوف ہے بَقِيَ نَبِيُّكَ يَتِيْمًا باقی رہا نبی تیرا یتیم ہوکر۔ یتیم اس بچے کو کہتے ہیں جس کا باپ مر جائے اور اعلیٰ درجہ کا یتیم وہ ہے کہ لڑکا اپنی ماں کے شکم میں ہے سو وقت اس کا باپ مر جائے۔ اور نبی کریم ﷺ کے یتیم ہونے کی وجہ علما لکھتے ہیں کہ تا کہ آپ مدارج علیہ کو پہنچے تو اپنے اوائل امر و نظر فرماوے اور اللہ تعالیٰ کا فضلِ عظیم جو اپنے پر ہے اس کو معلوم کرے۔

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی کریم ﷺ کے یتیم ہونے کی

وجہ یہ ہے کہ آپ پر کسی مخلوق کا حق نہ رہے۔ علماء کہتے ہیں کہ اس قول پر اگر کوئی اعتراض کرے کہ نبی ﷺ کی والدہ چھے سال تک باقی تھے تو بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کا حق اس وقت تک نبی ﷺ پر باقی رہا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حقوق بعد بلوغ کے ثابت ہوتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ سنِ بلوغ کو پہنچنے کے قبل بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی۔ بندہ عاصی کہتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے یتیم ہونے میں گویا یہ بھی ایک اشارہ ہے کہ آپ خزانۂ الٰہی میں معدوم النظیر درِ یتیم ہیں آپ کے مانند جواہر خانہ قدرت الٰہی میں کوئی گوہر بے بہا نہیں ہوا اور نہ ہوگا جیسا بعضے مفسروں نے اَلَمْ یَجِدْكَ یَتِیْمًا فَاٰوٰی کی آیت میں جو نبی کریم ﷺ کی شان میں ہے یتیم کے معنی معدوم النظیر اور بے مثال کی کئے ہیں اور اس آیت کے معنی یوں کہتے ہیں کہ کیا نہیں پایا تجھ کو یگانہ بے نظیر مانند درِ یتیم کے تمام عالم میں پھر اپنی پناہ میں لیا اور درِ یتیم اس موتی کو کہتے ہیں جو خوبی اور بڑائی اور صفائی و روشنی میں ویسا کوئی موتی نہ ہو پھر ویسا موتی سوائے بادشاہوں کے کسی اور کے لائق نہیں ہوتا۔ نبی کریم ﷺ یتیم تھے ایسی حقیقت میں تھے جو دوسرا کوئی آپ کے مثل نہ ہوا ہے اور نہ ہوگا پھر ایسے یتیم کو کوئی جگہ لائق نہ تھی مگر اللہ تعالیٰ کی قربت میں سو آپ کو اپنے نہایت قرب میں کیا پھر خلعت اصطفا اور محبوبیت کی پہنایا اور مختار دونوں جہان کا کیا اور اُن کا آپ حافظ ونگہبان ہوا فَعَالَ اللّٰہُ پس فرمایا اللہ تعالیٰ یعنی فرشتوں کے جواب میں اَنَا لَہٗ وَلِیٌّ وَّ حَافِظٌ وَّنَصِیْرٌ میں واسطے اس کے ولی ہوں اور نگہبان اور نصرت دینے والا یعنی وہ ہمارا حبیب اور خلیل ہے ہم اسی کے عزت و تعظیم واسطے تمام مخلوقات کو وجود میں لائے ہم اپنی شانِ ربوبیت کو ظاہر کئے اب اس سے ہم غافل نہیں ہیں بلکہ اُس کے والی ہیں اس کو ایسے بلند مراتب اور مقام قربیت کو پہنچا دیں گے کہ وہاں تک نہ کوئی نبی مرسل پہنچا ہے اور نہ کوئی فرشتہ

مقرب۔ اور ہم اس کے حافظ ہیں ہر چند کہ کفار اور منافقین اس کو قتل کرنے اقسام کے مکر اور دغائیں کریں گے لیکن ہم ان کی مکرو دغاؤں کو انہیں کفار پر پھیر دیں گے اور ہم اس کو نصرت دینے والے ہیں اس کی ایسی نصرت ویاری کریں گے کہ وہ سب پر غالب آئے گا اور اس کے رعب و در سے بڑے بڑے سلاطین کے جگر پانی ہو جائیں گے۔ معلوم کیجئے کہ حق تعالیٰ نے قرآنِ شریف میں بہت جگہ اپنے حبیب ﷺ کو فرمایا ہے کہ میں تمہارا حافظ اور نگہبان ہوں از انجملہ یہ بھی فرمایا وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا یعنی تو ٹھہرا رہ منتظر اپنے رب کے حکم کا تُو تو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے یعنی تو محفوظ ہے ہمارے عین عنایت میں۔ اس آیت میں نبی کریم ﷺ کی جو تعظیم و تکریم کی گئی ہے سو اہل بصیرت پر مخفی نہیں۔ وَتَبَرَّكُوْا بِمَوْلِدِهٖ فَمَوْلِدُهٗ مَيْمُوْنٌ مُبَارَكٌ اور برکت لو تم پیدائش سے اُس کے کیونکہ پیدائش اس کی یمن و برکت دی گئی ہے یعنی اس کی پیدائش تمام مخلوقات کے حق میں مبارک ہے تم بھی اس سے برکت لو اور مولد فتح سے میم اور کسر لام سے مصدر میم ہے معنی سے ولادت کے معلوم کیجئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب متولد ہوئے تو آپ ہی فرمائے۔ جَعَلَنِیْ مُبَارَكًا یعنی اللہ تعالیٰ مجھ کو مبارک کیا بخلاف ہمارے نبی کریم ﷺ کی ولادت کو کہ خود جناب باری عز شانہ نے فرشتوں سے بطور تاکید کے میمون مبارک دو مترادف لفظ کو ذکر فرمایا کہ حضرت ﷺ کی پیدائش خجستہ اور مبارک ہے اور بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی ذات کو مبارک ہی کر کے فرماتے بخلاف ہمارے نبی کریم ﷺ کے کہ آپ کی پیدائش کو اللہ تعالیٰ نے مبارک کہا جب پیدائش آپ کی مبارک ہو تو ذاتِ شریف کس درجہ مبارک ہو گی کس بشر کو طاقت ہے کہ اس کی کنہ کو پہنچ سکے۔ اس میں جو آپ کی تعظیم ہے سو مخفی نہیں وَفَتَحَ اللّٰهُ لِمَوْلِدِهٖ أَبْوَابَ السَّمَاءِ وَجِنَانِهٖ اور کشادہ کیا اللہ تعالیٰ نے واسطے

پیدائش حضرت ﷺ کے دروازوں کو آسمان کے اور جنتوں کے شیخ زرقانی اور شبرا ملسی وغیرہما کہتے ہیں کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آسمان اور بہشت کے دروازے بند رہتے ہیں لیکن کسی اسبابِ خیر کے لئے کشادہ ہوتے ہیں چونکہ نبی کریم ﷺ کی ولادت بھی ایک نعمتِ عظیم ہے سو اس کی خوشی و سرور اور حضرت ﷺ کی فضیلت و کرامت کو ظاہر کرنے کے واسطے اللہ تعالیٰ آسمانوں اور جنتوں کے دروازے کشادہ کیا۔ اور جنان کسر سے جیم کے جمع ہے جنت کی بہشت کو کہتے ہیں اور وہ سات آسمانوں کے اوپر اور عرش کے نیچے ہے اور جنت سات ہیں جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ جنت الفردوس اور جنت عدن اور جنت النعیم اور دار الخلد اور جنت الماویٰ اور دار السلام اور علیون فَكَانَتْ اٰمِنَةُ تُحَدِّثُ عَنْ نَفْسِهَا پس تھے بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا تحدیث کرتے تھے اپنے نفس سے یعنی اپنا حال بیان کرتے تھے۔ آمنہ ہمزہ کے اور میم کے کسر سے اس کے بعد نون ہے نام ہے۔ نبی کریم ﷺ کی والدہ کا وہ اصل میں اسم فاعل کا صیغہ تھا امن یامن سے پھر نقل کر کے بی بی کا نام رکھے تا کہ تفاول ہووے کہ آپ ہر مکروہ سے امن میں ہیں۔ بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا بیٹی ہیں وہب بن عبد مناف بن زہرہ کے اور قریش کے افضل عورتوں سے ہیں جب رسول اللہ ﷺ کی عمر چھ برس کو پہنچی تو بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا حضرت ﷺ کو لے کر اپنے قرابت والوں کو دیکھنے مدینہ منورہ کو گئے اور بنی نجار جو قرابت والے تھے انہوں کے یہاں ایک مہینا رہے جب وہاں سے نکل کر مدینے کے قریب ایک موضع میں جو ابوا نام تھا پہنچے تو بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا اس وقت بی بی کی عمر تقریباً بیس سال کی تھی۔

بعضے کہتے ہیں حضرت ﷺ کی عمر اس وقت چار سال کی تھی، بقولے پانچ سال کی بقولے سات سال کی بقولے نون سال کی۔ روایت کیا ہے ابونعیم

نے محمد بن شہاب الزہری کی طریق سے وہ اسماء بنت رُہم سے وہ اپنی ماں سے کہ بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا نے جس بیماری میں انتقال کیا اس وقت میں اُن کے نزدیک تھی اور محمد ﷺ اس وقت پانچ سال کے لڑکے تھے اور بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کے سرہانے تھے پھر نبی ﷺ کی والدہ نے حضرت ﷺ کی طرف دیکھ کر چند ابیات پڑھے منجملہ یہ دو بیت بھی ہیں۔

اِنَّ صَحَّ مَا اَبْصَرْتُ فِی الْمَنَامِ
فَاَنْتَ مَبْعُوْثٌ اِلَی الْاَنَامِ
تُبْعَثُ فِی الْحِلِّ وَالْحَرَامِ
تُبْعَثُ فِی التَّحْقِیْقِ وَالْاِسْلَامِ

یعنی میں نے جو خواب میں دیکھی اگر صحیح ہو تو تم مبعوث ہیں تمام خلایق کی طرف اور مبعوث کیے جائیں گے تم حل اور حرام میں اور مبعوث کیے جاویں گے تم تحقیق اور اسلام میں۔ اس کے بعد بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا فرمائے جو زندہ ہے وہ مرنے والا ہے اور جو نیا ہے وہ کہنہ ہونے والا ہے اور جو کثیر ہے وہ فنا ہوتا ہے اور میں مرنے والی ہوں اور میرا ذکر باقی ہے اور میں خیر عظیم یعنی نبی کریم ﷺ کو چھوڑتی ہوں اور میں پاک جنی ہوں۔

اس کے بعد بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا اور جنات اُن پر نوحہ کرتے تھے سو ہم سنتے تھے ان ابیات میں ہم کو یہ بیت یاد ہیں۔ شعر:

تَبْکِی الْفَتَاۃَ الْبَرَّۃَ الْاَمِیْنَۃَ
ذَاتَ الْجَمَالِ الْعَفَّۃِ الرَّزِیْنَۃَ
زَوْجَۃَ عَبْدِاللّٰہِ وَالْقَرِیْنَۃَ
اُمَّ نَبِیِّ اللّٰہِ ذِی السَّکِیْنَۃَ

وَصَاحِبِ الْمِنْبَرِ بِالْمَدِیْنَةْ
صَارَتْ لَدٰی حُفْرَتِهَا رَهِیْنَةْ

یعنی روتے ہیں ہم جوان عورت پر جو نیکی کرنے والی تھی امینہ صاحب جمال اور عفت اور وقار کی عورت عبداللہ کی اور والدہ نبی ﷺ کی جو صاحب منبر کے ہیں مدینہ میں ہوگئی وہ بی بی اپنی قبر میں مُرہون۔ وَتَعُوْتُ اور کہتے تھے بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا اَتَانِی اٰتٍ آیا میرے تئیں ایک آنے والا یعنی فرشتہ حِیْنَ مَرَّبِی مِنْ حَمَلِهٖ سِتَّةُ اَشْهُرٍ جبکہ گزرے مجھ کو حمل سے حضرت ﷺ کے چھ مہینے۔ معلوم کیجئے کہ اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ حمل شریف چھ مہینوں کا تھا اس وقت فرشتہ آ کر کہا اور ابن اسحٰق کی حدیث جو ہم آئندہ ذکر کریں گے۔ اس سے مفہوم ہوتا ہے کہ ابتدائے حمل میں فرشتہ آیا عو اس میں کچھ منافات نہیں کیونکہ متعدد فرشتے آئے ہیں یا وہی فرشتہ مکرر آیا ہے۔ فَوَكَزَنِی بِرِجْلِهٖ فِی الْمَنَامِ پس مارا میرے تئیں اپنے پانوں سے خواب میں ؎ ابن حجر مکی اپنے رسالۂ مولد میں جو ابونعیم سے روایت کئے ہیں سو اس کا لفظ یہ ہے فر کضنی فی المنام برجله یعنی پس حرکت کیا میرے تئیں خواب میں پاؤں سے اپنے۔ معلوم کریں کہ وکزنی برجله اور رکضنی برجله بے مرکب الفاظ عرب کے محاورہ میں اشارہ کرنے کی معنی سے آتے ہیں اس کا حقیقی معنی جو پاؤں سے مارنا ہی یہاں مراد نہیں جو شخص کہ عربی زبان سے واقفیت رکھتا ہے اور ان کے محاوروں کو جانتا ہے اس پر یہ بات مخفی نہیں ہے۔ وَقَالَ لِیْ اور کہا مجھ کو یعنی وہ فرشتہ جو آیا تھا یَا اٰمِنَةُ اِنَّكِ قَدْ حَمَلْتِ بِخَیْرِ الْعَالَمِیْنَ طُرًّا ای آمنہ تحقیق کہ تو مقرر حاملہ ہوئی ہے ساتھ بہترین عالم کے تمامی۔ یعنی تم جس کو حاملہ ہوئے ہیں وہ تمام مخلوقات گذشتہ اور موجود اور آئندہ گون سے بہتر ہے اس کے مثل نہ کوئی فرشتہ ہوا ہے نہ کوئی انسان نہ کوئی دوسرا مخلوق۔ عالمین فتح سے

لام کے وہ جمع عالم کی ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے اکثر علما کہتے ہیں کہ وہ جمع عالم کی ہے فتح سے لام کے اور اس سے مراد تمام مخلوقات ہیں اور رسول اللہ ﷺ تمام مخلوقات سے افضل ہونا یقینی بات ہے اور اس کو جاننا از جملہ ضروریات دین کے ہے اس میں شک کرنا کفر وارتداد ہے۔

ابن اسحق روایت کیا ہے کہ بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کہے مجھ کو معلوم نہ ہوا کہ میں نبی ﷺ کو حمل سے ہوں اور نہ کچھ ثقل پائی اور نہ اشتہا جو حاملہ عورتوں کو ہوتی ہے مگر حیض منقطع ہوا پھر آیا میرے تئین ایک آنے والا جس حال میں کہ میں خواب اور بیداری کے درمیان تھی مجھ کو کہا آیا معلوم کئی تو کہ مقرر تو حاملہ ہوئی ہے۔ سید الانام کو یعنی تمام خلائق کے سردار کو اس کے بعد ولادت کے قریب دنوں میں پھر آیا اور کہا جب تو جنے گی تو اس کو کہہ أُعِيْذُهُ بِالْوَاحِدِ مِنْ شَرِّ كُلِّ حَاسِدٍ اس کے بعد اس کا نام محمد کر کے رکھ۔ روایت کیا ہے ابونعیم نے بریدہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے کہ بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا خواب میں دیکھے اُن کو کسی نے بولا مقرر تو حاملہ ہوئی ہے۔ خیر البریہ اور سید العالمین کو جب جنے گی تو اس کا نام احمد اور محمد ﷺ کر کے رکھ اور اُن پر یہ لٹکاؤ۔ پھر بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا بیدار ہوئے تو اُن کے سرہانے ایک سونے کی تختی ہے اس پر لکھا ہوا ہے: أُعِيْذُهُ بِالْوَاحِدِ مِنْ شَرِّ كُلِّ حَاسِدٍ وَكُلِّ خَلْقٍ رَائِدٍ، مِنْ قَائِمٍ وَقَاعِدٍ، عَنِ السَّبِيْلِ عَانِدٍ، عَلَى الْفَسَادِ جَاهِدٍ، مِنْ نَافِثٍ أَوْ عَاقِدٍ، وَكُلِّ خَلْقٍ مَارِدٍ، يَأْخُذُ بِالْمَرَاصِدِ فِي طُرُقِ الْمَوَارِدِ، أَنْهَاهُمْ عَنْهُ بِاللّٰهِ الْأَعْلٰى، وَأَحُوْطُهُ مِنْهُمْ بِالْيَدِ الْعُلْيَا، وَالْكَنَفِ الَّذِيْ لَا يُرٰى، يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ أَيْدِيْهِمْ، وَحِجَابُ اللّٰهِ دُوْنَ عَادِيْهِمْ، لَا يَطْرُدُوْهُ وَلَا يَضُرُّوْهُ فِيْ مَقْعَدٍ، وَلَا مَنَامٍ، وَلَا مَسِيْرٍ وَلَا مَقَامٍ، أَوَّلَ اللَّيَالِيْ وَآخِرَ الْأَيَّامِ۔ اس حدیث کو شیخ جلال الدین السیوطی نے خصائص الکبریٰ میں لکھا ہے وَإِذَا وَلَدْتِيْهِ پھر جب تو

جنے گی اس کو۔ ولدتہ کا لفظ تا ی مکسور اور اس کے بعد ہائے مہملہ سے جو ضمیر مفعول کی ہے واقع ہوا۔ بعضے روایتوں میں تا اور ہا کے درمیان یا ے تحتانیہ اشباع کا واقع ہوا ہے وہ کم لغت ہے فَسَمِّیْهِ مُحَمَّدًا پس نام رکھ اس کو محمد کر کے صلی اللہ علیہ وسلم۔ معلوم کیجئے اس حدیث سے ظاہر ہوا کہ بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کو خواب میں فرشتہ آ کر کہا کہ نبی کریم ﷺ کا نام مبارک محمد ﷺ کر کے رکھ اور بعضے حدیثوں میں آیا کہ عبدالمطلب خواب میں دیکھے گویا روپے کی زنجیر ان کے پیٹھ سے نکلی ہے اس کی ایک طرف آسمان میں اور ایک طرف زمین میں اور ایک طرف مشرق میں اور ایک ظرف مغرب میں ہے اس کے بعد وہ زنجیر ایک جہاز ہو گئی اس کے ہر ہر پتے پر نور ہے اور یکایک اس سے اہل مشرق اور مغرب سب لٹکتے ہیں۔ جب عبدالمطلب بیدار ہو کر اس خواب کو ظاہر کئے تو کاہنوں نے تعبیر کئے کہ ان کے صلب سے ایک لڑکا پیدا ہوگا اہل مشرق اور مغرب سب اس کے تابع ہوں گے اور اس کو اہل آسمان و زمین حمد کریں گے اس لئے عبدالمطلب نے حضرت محمد ﷺ کا اسم مبارک محمد ﷺ کر کے رکھا اس کے سوائے بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا بھی اپنی خواب کی ان کو خبر دیئے اور بیہقی نے ابی الحسن التنوخی سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ولادتِ شریف کے ساتویں روز عبدالمطلب نے بکرا ذبح کئے اور قریش کو دعوت دیئے جب وہ لوگ کھانا کھا کر پوچھے تمہارے لڑکے کا کیا نام رکھے تو عبدالمطلب کہے محمد کر کے رکھا۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ قریش کہے اپنے لوگ کے نام سے کیوں نہ رکھے عبدالمطلب کہے میں نے ارادہ کیا کہ اللہ تعالیٰ اس کا حمد آسمان میں کرے اور خلق زمین میں انتہیٰ۔ اگرچہ ان احادیث میں ظاہر مخالفت معلوم ہوتی ہے لیکن کچھ مخالفت نہیں کیونکہ اس نام مبارک کو اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کے واسطے پسند کر کے زمین و آسمان پیدا کرنے کے ہزاروں برس آگے اپنے نام

کے ساتھ عرش پر لکھا جب ولادت شریف کے ایام قریب آئے تو عبدالمطلب اور بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا دونوں کو الہام اور خواب سے معلوم کروایا سو اس کے مطابق رکھے۔ روایت کیے ہیں ابن ابی عاصم اور ابونعیم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہ اللہ تعالیٰ فرمایا اے موسیٰ مقرر جو شخص کہ مجھ کو ملاقات کیا اور وہ جاہل ہے محمد ﷺ سے تو اس شخص کو دوزخ میں داخل کروں گا پس کہے موسیٰ نے محمد ﷺ کون شخص ہیں اللہ تعالیٰ فرمایا اے موسیٰ قسم ہے میری عزت وجلال کی پیدا نہیں کیا میں نے کسی خلق کو جو وہ اکرم ہو مجھ پاس محمد ﷺ سے میں نے اس کا نام میرے نام کے ساتھ عرش پر لکھا آسمانوں اور زمین اور آفتاب و مہتاب کو پیدا کرنے کے بیس لاکھ برس آگے۔

روایت کیا ہے ابن عساکر نے کعب الاحبار سے کہ حضرت آدم علیہ السلام اپنے فرزند شیث علیہ السلام کو وصیت کیے کہ جب تم اللہ تعالیٰ کو یاد کریں گے تو اس کے ساتھ محمد ﷺ کے نام کو بھی یاد کرو کیونکہ میں دیکھا ہوں ان کے نام کو عرش کے پایوں پر لکھا ہوا جس حال میں کہ میں درمیان روح اور مٹی کے تھا اس کے بعد میں آسمانوں پر پھرا پس آسمانوں میں کوئی جگہ نہیں دیکھا مگر اس پر محمد ﷺ کا نام لکھا ہوا ہے اور میرا رب مجھ کو جنت میں رکھا پس نہیں دیکھا میں جنت میں کوئی محل اور نہ کوئی بالاخانہ مگر اس پر محمد ﷺ کا نام لکھا ہوا پایا اور ہر آئینہ تحقیق کہ میں دیکھا ہوں محمد ﷺ کے نام کو حور عین کے سینوں پر اور جنت کے جھاڑوں کے پتوں پر اور طوبیٰ کے جھاڑ کے پتوں پر اور سدرۃ المنتہیٰ کے پتوں پر اور حجابوں کے اطراف پر اور فرشتوں کے آنکھوں میں اور تم محمد ﷺ کا ذکر اور یاد بہت کرو کیونکہ فرشتے آگے سے یعنی میں ان کو دیکھنے کے پہلے سے تمام وقتوں میں محمد ﷺ کو یاد کرتے ہیں۔

روایت کیے ہیں ابوالشیخ اور حاکم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف کہ تم محمد ﷺ پر ایمان لاؤ اور حکم کرو

تمہاری اُمت کو کہ ایمان لائیں ان پر اگر محمد نہیں ہوتے تو میں نہ آدم کو پیدا کرتا نہ جنت کو اور نہ دوزخ کو اور ہر آینہ پیدا کیا میں نے عرش کو پانی پر پھر عرش نے اضطراب کیا تو لکھا میں نے اس پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پھر تسکین پایا عرش۔ حاکم کہا یہ حدیث صحیح ہے بلقینی اور سبکی اس کی صحت کو ثابت رکھے ہیں۔ ابن حجر نے کہا یہ حدیث حکم میں مرفوع کے ہے۔ قاضی عیاض وغیرہ علما لکھتے ہیں کہ اس اسم کے عجائب خصائص اور بدیع آیات سے ہے کہ اللہ تعالیٰ اس اسم کو نگاہ رکھا کہ حضرت ﷺ کے زمانے کے قبل کوئی شخص اس اسم سے موسوم نہ ہوا یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ کی ولادتِ شریف کے قریب دنوں میں شائع ہوا کہ نبی آخرالزماں مبعوث ہوں گے ان کا نام محمد ﷺ رہے گا تو چھے سات شخص اپنے بچوں کا نام رکھے اس امید سے کہ ان کو نبوت ملے۔ اَللّٰہُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَہٗ اس کے بعد اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جن کا نام محمد ﷺ رکھے نبوت کا دعویٰ کرنے سے نگاہ رکھا تاکہ ضعیف القلب لوگوں کے دلوں میں شک وشبہہ نہ پڑے۔ اور لفظ محمد ﷺ وزن پر مُفَعَّلٌ کے ہے مبالغہ کا صیغہ معنی سے محمود کے یعنی آنحضرت ﷺ بہت حمد کئے گئے ہیں اور خلقِ اولین وآخرین آپ کو حمد کئے ہیں اور اللہ سبحانہ اس نامِ مبارک کو اپنے اسم الحمید سے یا محمود سے مشتق کر کے اپنے حبیب ﷺ کا نام محمد ﷺ رکھا۔ اسی کے طرف حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ اشارہ کر کے اپنے شعر میں جو نبی کریم ﷺ کی مدح میں لکھے ہیں کہتے ہیں: شعر:

وَضَمَّ الْاِلٰہُ اِسْمَ النَّبِیِّ اِلٰی اسْمِہٖ
اِذَا قَالَ فِی الْخَمْسِ الْمُؤَذِّنُ اَشْھَدُ
وَشَقَّ لَہٗ مِنِ اسْمِہٖ لِیُجِلَّہٗ
فَذُو الْعَرْشِ مَحْمُوْدٌ وَّھٰذَا مُحَمَّدُ

یعنی ضم کیا اللہ تعالیٰ نے نام کو نبی کریم ﷺ کے اپنے نام کے ساتھ جبکہ کہا موذن نے پانچ وقت اشھد اور شق کیا۔ اللہ تعالیٰ واسطے نبی کریم ﷺ کے اپنے نام سے تاکہ بزرگی دے۔ حضرت محمد ﷺ کو پس صاحب عرش یعنی اللہ تعالیٰ محمود ہے اور آنحضرت ﷺ محمد ہیں۔ امام سہیلی نے روض الانف میں کہا سورۂ الحمد کو جو مخصوص رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوا دوسرے انبیاء پر نازل نہیں ہوا اور لوائے حمد اور مقام محمود سے آپ جو مخصوص ہوئے ہیں اور قرآن وسنت نے ہم پر مشروع کیا کہ کامان پورے ہوئے بعد الحمد للہ رب العالمین کہنا اور نبی کریم ﷺ حمد کو سنت ٹھہرائے ہیں کھانے اور پینے کے بعد اور فرمائے سفر تمام ہوئے بعد آئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ جب تو ان سب کو نظر کرے گا تو نبی کریم ﷺ کے اسم کے معانی پاوے گا اور معلوم کرے گا کہ آپ جو حمد ومحامد سے خاص کئے گئے ہیں سووے موافق آپ کے معنی کے اور مطابق آپ کے صفت کے ہیں اور اس میں برہانِ عظیم اور دلیل واضح ہے۔

آپ کی نبوت اور کرامت پر جو اللہ تعالیٰ آپ کو مخصوص کیا ہے اور اللہ تعالیٰ آپ کے وجود کے قبل ان تمام مقدموں کو مقدم کیا آپ کی اکرام اور تصدیق امر کے واسطے انتہیٰ ملخصاً اور معلوم کریں کہ یہ اسم اعظم ہے اس میں اللہ تعالیٰ جو جو اسرار اور رموزات اور برکات کو رکھا ہے سو ان کو سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا ہے اور جس کو اللہ تعالیٰ نے نور الٰہیہ سے مدد کیا ہے وہ شخص اپنے حوصلے کے موافق معلوم کرتا ہے۔ رباعی:

اے نام تو راحت روانِ ہمہ کس
وزنام تو پیدا ست نشانِ ہمہ کس

از نامِ خوشِ تو جان من تازہ شد
جان من تنہا نہ کہ جانِ ہمہ کس

شیخ قسطلانی نے مواہب اللدنیہ میں لکھا ہے کہ اس اسم شریف میں بہت سے خصائص ہیں از انجملہ ایک یہ بھی ہے کہ اس نام مبارک میں چار حرف ہیں تا کہ اللہ تعالیٰ کے نام کو محمد ﷺ کا نام موافق ہووے کیونکہ اللہ کے لفظ میں چار حرف ہیں اور محمد ﷺ میں بھی چار حرف ہیں۔ مولانا سید محمد عبداللہ بن السید محمد طالب رحمۃ اللہ علیہ نے زاد اللبیب فی خصائص الحبیب میں لکھا ہے کہ حضرت ﷺ کا نام مبارک کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ میں ہے اس اسم شریف سے اسلام اور ایمان کو رونق ہے۔ شیخ زرقانی شرح المواہب میں ابن العماد سے نقل کیا ہے کہ سلیمان علیہ السلام کے شیاطین جو مسخر ہوئے تھے سو وہ نبی کریم ﷺ کے نام مبارک کا ذکر رہنے سے تھا۔ یعنی حضرت سلیمان علیہ السلام کی مہر جس کو پہننے سے شیاطین اُن کے مسخر ہوتے تھے سو اس میں نبی کریم ﷺ کا اسم شریف لکھا ہوا تھا اس کی برکت سے شیاطین ان کے مسخر ہوئے تھے چنانچہ طبرانی نے عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ سلیمان بن داوٗد علیہما السلام کے مہر کا نگینہ آسمان کا تھا اس کے نزدیک ڈالا گیا تو انہوں نے اس کو لے کر اپنے مہر میں رکھے اور اس کا نقش انا اللہ لا الہ الا انا ومحمد عبدی ورسولی کر کے تھا۔

شیخ محمد بن الفضل قاسم الرصاع رحمۃ اللہ علیہ نے تذکرۃ المحبین فی شرح اسماء سید المرسلین ﷺ میں لکھا ہے کہ اس اسم کریم کا شرف اور برکت اور رحمت تابع ہے اس کے مسمی کے یعنی نبی کریم ﷺ کے پھر اس طرح اس کے مسمی یعنی نبی کریم ﷺ ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اس اسم کی برکت اور رحمت اور شرف سے تمام عالم میں برکتوں کو ظاہر کیا اور بہت سے واصفوں نے جو خواص دریائے محبت

ہیں سو اس اسم عظیم میں جو جو اسرار مخفی ہیں اور اس کے حروف میں جو کچھ رموز پوشیدہ ہیں سو ان کو ظاہر کرنے کی بہت کوشش کئے اور اس میں پیر نے بہت مبالغہ کئے اور بہت سے بڑے بڑے عظیم الشان کتب اس بیان میں تالیف کئے باوجود ان تمام کے ان کو اسرار اسم حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے فقط ایک سر اور بھید سے ظاہر نہ ہوا مگر ایک نقطہ اور ان کو اشارہ نہ ہوا مگر ایک رمز کا اور وہ جو مخفی رہے ہیں نبی کریم ﷺ کے اسم مبارک کے خزائن اسرار سے سو اس کو کوئی احاطہ نہیں کر سکتا ہے مگر اللہ تعالیٰ۔ اور اس اسم مبارک کے فضائل اور شرف سے یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تین سو چودہ نبیوں کو رسول بنا کر خلائق کی ہدایت کو بھیجا اور ان سب کو صفات فضائل و کمالات عطا کیا اور وے سب رسولان صفات کمال میں مشترک ہیں با این ہر ایک کو ان میں سے ایک ایک صفتِ خاص سے متصف کیا اور اپنے حبیب ﷺ کو ان سب صفاتِ مخصوصہ کا جامع بنایا اور صفات کمال جو ہر ایک رسول میں متفرق تھے سو ان سب کو حضرت ﷺ کی ذات میں مجتمع کیا اور نبی کریم ﷺ کے محبوبوں کو یہ بات معلوم کرنے اور جب حضرت ﷺ کا نامِ مبارک سنیں تو آپ کے فضل کو یاد کرنے آپ کا اسم مبارک محمد ﷺ کر کے رکھا کیونکہ اس نام مبارک کے حروف کے اعداد کو جمل کبیر[1] کے حساب سے جمع کریں تو اس کا مجموعہ تین سو چودہ کا ہوتا ہے موافق اعداد اور رسولوں کے اور اس میں اشارہ ہے کہ صفاتِ کاملین اگرچہ اللہ تعالیٰ کے انبیاء اور رسل میں متفرق تھے لیکن اللہ تعالیٰ کے حبیب اکمل مخلوقات ﷺ میں وے سب جمع ہوئے ہیں انتہیٰ۔

روایت کیا ہے ابو نعیم نے اپنے حلیہ میں وہب سے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص اللہ تعالیٰ کی نافرمانی دو سو برس کرتا رہا جب وہ مرگیا تو بنی اسرائیل اس کا

---

[1] میم ۹۰۔ حا ۹۰۔ میم ۹۰۔ میم ۹۔ دال ۳۵۔ جملہ ۳۱۴

پاؤں پکڑ کے گھوتر میں ڈال دیئے پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی بھیجی کہ تم اس کو غسل دو اور کفن پہنا کے تمام بنی اسرائیل کے ساتھ اس پر نماز پڑھو پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام حکم کے مطابق عمل کیے بنی اسرائیل اس سے بہت تعجب کیے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہے کہ بنی اسرائیل میں اس سے بڑھ کر کوئی گنہگار نہ تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام فرمائے میں بھی جانتا ہوں لیکن اللہ تعالیٰ مجھ کو ایسا ہی حکم کیا ہے بنی اسرائیل نے کہا اللہ تعالیٰ سے سوال کرو پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ سچ ہے کہ اس نے مجھ سے دوسو برس نافرمانی کی مگر اس نے ایک روز توریت کھول کر محمد ﷺ کے نام کو لکھا ہوا پایا پھر اس نام کو بوسہ دیا اور اپنی دونوں آنکھوں پر رکھا اس لئے میں نے اس کے دوسو برس کے گناہوں کو معاف کر ڈالا۔ اے مومنو بنی اسرائیل کے گنہگار آدمی نے جب رسول کریم ﷺ کے نام کی تعظیم کی تو بخشش ہوئی پھر جو شخص کہ آپ کی امت میں رہے اور آپ کے نام مبارک کی تعظیم کرے تو قیاس کر لیجئے کہ اس کو کتنا ثواب ملے گا اور احادیث میں آیا ہے کہ کسی گھر میں کوئی شخص محمد نام والا رہا تو اس گھر والوں کو اور اس کے ہمسایے کو اس کی برکت سے رزق ملتا ہے اور قیامت میں اس نام والے کو اگرچہ کچھ نیک عمل نہ رکھے اللہ تعالیٰ عذاب دوزخ سے بچاتا ہے اور جنت میں لے جاتا ہے بسبب اکرام نام مبارک حبیب ﷺ کے۔ بیت:

چو نام این است نام آور چہ باشد
مکرم تر بود از ہر چہ باشد

کسی بزرگ نے کیا خوب فرمایا: رباعی:

از نام تو میم اولین مقصدِ دل
حاگشتہ حیات ابدی راشامل

میم د گرش محمل دین را حامل
وزدال دوای درد منداں حاصل

رباعی:

ای چشم جہان بچشمہ میم تو باز
وز حلقۂ حاگوش فلک زینت ساز
کامل شدہ از میم دگردور وجود
خم گشتہ زدال پشتِ گردوں بہ نیاز

فَکَانَتْ تُحَدِّثُ عَنْ نَفْسِھَاوَتَقُوْلُ پس تھے بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا تحدیث کرتے تھے اپنے نفس سے اور کہتے تھے لَقَدْ اَخَذَنِی مَایَأْخُذُ النِّسَآءَ ہر آینہ تحقیق کہ پکڑا مجھ کو چیز ایک جو پکڑتا ہے عورتوں کو یعنی دردزہ شروع ہوا وَلَمْ یَعْلَمْ بِیْ اَحَدٌ مِنَ الْقَوْمِ اورنہیں جانا مجھ کو کوئی ایک قوم سے یعنی مجھ کو دردزہ شروع ہوا سو کسی کو خبر نہ ہوئی نہ کسی مرد کو نہ کسی عورت کو۔ بعض روائتوں میں یہ بھی آیا ہے کہ میں گھر میں اکیلی تھی اور عبدالمطلب طواف کو گئے تھے۔ یہاں بی بی جو کہے کہ میں اکیلی تھی سو اس کو منافی نہیں وہ جو عثمان بن ابی العاص کی والدہ فاطمہ اور عبدالرحمٰن بن عوف کی والدہ الشفاء نے روایت کیے ہیں کہ ہم ولادت شریف کے وقت حاضر تھے کیونکہ بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا وے دونوں آنے کے قبل کا حال بیان فرمائے ہیں۔ فَسَمِعْتُ وَجْبَةً شَدِیْدَةً پھر سنی میں نے ایک آواز کوئی چیز زمین پر گرنے کا سخت۔ وجبہ واو کے فتح اور جیم کے سکون سے اس کے بعد بای موحدۂ مفتوحہ ہے دیوار اور اس کے مانند کوئی چیز زمین پر گرنے کے آواز کو کہتے ہیں یہ آواز فرشتے آسمان پر سے اُترتے تھے سو تھا۔ ابونعیم نے عمرو بن قتیبہ سے انہوں نے اپنے باپ سے روایت کیے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تمام فرشتوں کو حکم کیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ

کی ولادت کے وقت حاضر رہو سو کوئی فرشتہ باقی نہ رہا مگر حاضر ہوا۔ وَاَمْرًا عَظِیْمًا اور امر عظیم کے تئیں۔

فَھَالَنِیْ ذٰلِكَ پس ڈرایا مجھ کو یہ یعنی اس آواز اور امر عظیم سے مجھ کو خوف ہوا فَرَاَیْتُ پس دیکھی میں نے یعنی اپنے آنکھوں سے دیکھی کَاَنَّ جَنَاحَ طَیْرٍ اَبْیَضَ گویا کہ پر سفید پرندہ کا۔ علامہ شبراملیسی کہا یعنی میں نے ایک چیز کو دیکھی میں گمان کیا کہ وہ سفید پرندہ کا پر ہے قَدْ مَسَحَ عَلٰی فُؤَادِیْ تحقیق کہ مسح کیا دل پر میرے یعنی میرے دل پر پھیرے گیا۔ فواد ضم سے فا کے دل کو کہتے ہیں۔ فَذَھَبَ عَنِّیْ کُلُّ رُعْبٍ پس گیا میرے سے تمام رعب یعنی خوف جو اس آواز سے ہوا تھا وہ جاتا رہا۔ وکل وجع کنت اجدہ اور تمام درد جو میں اس کو پاتی تھی۔ یعنی درد زہ کے سبب سے جو مشقت ہوتی تھی سو وہ بجھی جاتی رہی کچھ درد باقی نہ رہا۔ یہ منافی نہیں اس کا جو سابق مذکور ہوا کہ بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کو کچھ درد وغیرہ عارض نہ ہوا جیسا کہ حاملہ عورتوں کو عارض ہوتا ہے کیونکہ یہاں جو درد ہوا سو درد زہ تھا۔ ثُمَّ اَلْتَفَتُّ فَاِذَا اَنَا بِشَرْبَةٍ بَیْضَاءَ لَبَنًا پس میں نے دیکھی تو یکایک ساتھ شربت کے ہوں جو سفیدی مانند دودھ کے۔ شارحین کہتے ہیں شربت کی معنی ایک دفعہ پینا وہ معنی یہاں صحیح نہیں ہوتا اس لئے مضاف کی تقدیر بآنیۃ شربۃ کر کے لینا یعنی ساتھ پیالے شربت کے یا شربت کی معنی مجازاً مشربۃ لینا کسر سے میم کے تسمیہ محل کا باسم حال وَکُنْتُ عَطْشًا اور تھی میں پیاسی فَتَنَاوَلْتُھَا فَشَرِبْتُھَا پس لی میں اُس کو پھر پئی میں فَاَضَاءَ مِنِّیْ نُوْرٌ عَالٍ پس روشن ہوا میرے سے ایک نور بلند ثُمَّ رَاَیْتُ نِسْوَةً کَالنَّخْلِ الطِّوَالِ پستر دیکھی میں نے عورتوں کو جو خرمے کے اونچے اونچے جھاڑوں کے مانند تھے یعنی وے عورتاں اونچے قامت کے تھیں۔ طوال طاء مہملہ کے کسر سے جمع ہے طویلۃ کی کَاَنَّھُنَّ مِنْ بَنَاتِ عَبْدِ مَنَافٍ گویا کہ وے عورتیں

لڑکیوں سے عبد مناف کے ہیں۔ وے عورتیں عبد مناف کے لڑکیوں سے نہ تھیں بلکہ بی بی مریم اور بی بی آسیہ اور جنت کے حوران تھیں ان کو عبد مناف کے لڑکیوں سے تشبیہ دئے کیونکہ عبد مناف کے لڑکیاں عورتوں میں طول قامت اور جمال سے مشہور تھیں۔

شیخ محمد بن الفضل الرصاع نے کہا کہ اللہ تعالیٰ ان عورتوں کو عبد مناف کے لڑکیوں کے صورت پر بھیجا تاکہ بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کو ان سے انست ہووے۔ اور عبد مناف فتح سے میم اور تخفیف سے نون کے لقب ہے رسول اللہ ﷺ کے جد اعلیٰ کا اور انہوں عبد المطلب کے دادا ہیں ان کا نام المغیرہ ہے بیٹے قصی کے انہوں اپنے باپ کے وقت قوم کے سردار ہوئے قریش ان کے تابعدار تھے اور وہ بہت خوبصورت تھے اور ان کے جمال کے سبب سے لوگ ان کو قمر کر کے کہتے تھے۔ واقدی کہا ان میں رسول اللہ ﷺ کا نور تھا اور ان کے ہاتھ میں نزار کا جھنڈا تھا اور اسمٰعیل علیہ السلام کی کمان تھی۔

موسیٰ بن عقبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ایک پتھر پایا اس پر لکھا ہوا تھا کہ میں مغیرہ بن قصیٰ ہوں امر کرنے والا ہوں اللہ تعالیٰ کے تقوے کا اور صلۂ رحم کا یَحْدُقْنِ لِیْ گھیرے ہوئے ہیں مجھ کو یحدقن ضم سے یای تحتانیہ کے اور کسر سے دال کے اس کے بعد قاف ساکنہ ہے صیغہ مضارع کا باب افعال سے اور فتح سے یا کے بھی جائز ہے باب سے ضرب یضرب کے روایت کیا ہے ابونعیم نے عمرو بن قتیبہ رضی اللہ عنہ سے وہ اپنے باپ سے کہ بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کے سرہانے ستر ہزار حوران ہوا میں کھڑیں تھیں۔ حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت کی انتظار کرتی ہوئیں۔ فَبَیْنَا اَنَا اَعْجَبُ پس جس حال میں کہ میں تعجب کرتی تھی یعنی میں تعجب میں تھی کہ ان عورتوں کو کس طرح سے معلوم ہوا۔ بعض روایتوں میں یہ بھی آیا ہے

کہ میں کہتی تھی واعوثا یہ عورتیں کہاں سے معلوم کیئے مجھ کو تو وے عورتیں کہے ہیں آسیہ ہیں فرعون کی عورت اور مریم ہیں عمران کی بیٹی اور یہ باقی کے حوران ہیں شیخ حلبی وغیرہ کہتے ہیں کہ بی بی مریم اور آسیہ ولادت شریف کے وقت حاضر ہونے کی وجہ شاید یہ ہی ہے کہ وے نبی کریم ﷺ کے عورتیں ہوں گے بہشت میں وَاِذَا بِدِیْبَاجٍ اَبْیَضَ قَدْ مُدَّبَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ اور یکا یک دیباج سفید رنگ کا تحقیق کہ پہنچایا گیا درمیان آسمان و زمین کے یعنی سفید رنگ کے دیباج کو فرشتے نبی کریم ﷺ کی ولادت کی تعظیم کے واسطے پہنچائے تھے۔ دیباج کسرے دال کے اور فتح سے بھی جائز ہے معرب ہے دیبا کا وہ ایک قسم کا کپڑا ہے ریشم سے بناتے ہیں منقش اور مکلل. رہتا ہے اس کو پادشاہانِ عجم پہنتے تھے۔

وَاِذَا بِقَایِلٍ یَقُوْلُ اور یکا یک کہنے والا کہتا ہے یعنی کوئی فرشتہ کہتا ہے خُذُوْهُ عَنْ اَعْیُنِ النَّاسِ لے لوان کو یعنی نبی کریم ﷺ کو آنکھوں سے لوگوں کے یعنی جب نبی ﷺ پیدا ہوں گے تو آپ کو لوگوں کے آنکھوں سے لے لو اس کا سبب حضرت ﷺ کی ولادت کے بیان کے بعد آتا ہے کہ اُن کو پھراوَ مشارق ارض وغیرہ میں قالت کہے بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا وَرَاَیْتُ رِجَالًا قَدْ وَقَفُوْا فِی الْھَوَاءِ اور دیکھی میں نے مردوں کو تحقیق کہ کھڑے ہیں ہوا میں یعنی زمین پر نہیں کھڑے تھے بلکہ ہوا میں معلق کھڑے تھے۔

شیخ زرقانی وغیرہ کہتے ہیں وے فرشتے تھے مردوں کی صورت میں متشکل ہوئے تھے وگرنہ فرشتے ذکورت اور انوثہ سے متصف نہیں ہیں۔ بِاَیْدِیْھِمْ اَبَارِیْقَ فِضَّةٍ ان کے یعنی وہ فرشتوں کے ہاتھوں میں آفتابے ہیں روپے کے اباریق جمع ہے ابریق کی آفتابہ کو کہتے ہیں۔ وَرَاَیْتُ قِطْعَةً مِنَ الطَّیْرِ اور دیکھی میں نے ایک ٹکری پرندوں کی قَدْ اَقْبَلَتْ حَتّٰی غَطَّتْ حِجْرِیْ تحقیق کہ آگے آئی یہاں تک کہ

ڈھانپ لی گودھ کو میرے یعنی پرندے آ کے میرے گود کو ڈھانپ لئے حجر کسر سے حای مہملہ کے اور ضم اور فتح سے بھی جائز ہے گودھ کو کہتے ہیں مَنَاقِیرُھَا مِنَ الزُّمُرُّدِ چونچیں ان کے زمرد سے تھے۔

مناقیر جمع ہے منقار کی چونچ کو کہتے ہیں اور زمرد زای معجمہ اور میم اور راء مہملہ مشددہ تینوں کے ضم سے اس کے بعد آخر میں دال مہملہ ہے اصمعی نے کہا آخر میں ذالِ معجمہ ہے وَاَجْنِحَتُھَا مِنَ الْیَوَاقِیْتِ اور پکھوٹے ان کے یاقوت سے تھے۔ اجنحہ جمع ہے جناح کی پکھوٹے کو کہتے ہیں۔ اور یواقیت جمع ہے یاقوت کی فَکَشَفَ اللّٰہُ عَنْ بَصَرِی پس کھولا اللہ تعالیٰ نے آنکھوں سے میرے یعنی آنکھوں پر جو پردہ تھا جس کے سبب سے امور غیبیہ نظر نہیں آتے ہیں سو اس پردہ کو اللہ تعالیٰ نے میری آنکھوں سے کھولا وَاَبْصَرْتُ تِلْکَ السَّاعَۃَ اور دیکھی میں نے اس وقت مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَھَا مشارق زمین اور مغارب کو اس کے۔ مشارق جمع ہے مشرق کی آفتاب طلوع ہونے کی جگہ کو کہتے ہیں اور مغارب جمع ہے مغرب کی آفتاب غروب ہونے کی جگہ کو کہتے ہیں۔ آفتاب ہر روز ایک ہی جگہ سے نکلتا ہے اسی طرح ایک ہی جگہ غروب ہوتا ہے۔

اس کے نسبت کرتے جمع کا صیغہ لائے یہاں اس سے مراد زمین کے تمامی اطراف ہیں۔ وَرَاَیْتُ ثَلَاثَۃَ اَعْلَامٍ مَضْرُوْبَاتٍ اور دیکھی میں تین جھنڈے مارے گئے ہیں عَلَمًا فِی الْمَشْرِقِ ایک جھنڈا مشرق میں وَ عَلَمًا فِی الْمَغْرِبِ اور ایک جھنڈا مغرب میں وَعَلَمًا عَلٰی سَطْحِ الْکَعْبَۃِ اور ایک جھنڈا کعبے کے سطح پر۔

علامہ زرقانی نے کہا اس میں شاید اشارہ اس بات کا تھا کہ نبی کریم ﷺ کی شرع تمامی مشارق و مغارب میں عام ہوگی اور مکہ میں علو پاوے گی اور ظاہر واضح ہوگی مانند جھنڈوں کے۔ ابو نعیم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ بی بی

آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتے ہیں ایک جھنڈا دیکھا سندس سے یاقوت کی لکڑی پر آسمان و زمین کے درمیان مارے تھے۔ فَاَخَذَنِی الْمَخَاضُ پس شروع ہوا مجھے دردزہ مخاض فتح سے میم کے اور کسر سے بھی جائز ہے بچہ پیدا ہونے کے وقت جو درد ہوتا ہے اس کو کہتے ہیں۔ بیضاوی نے کہا وہ مصدر ہے مَخَضَتِ الْمَرْاَۃُ کا جبکہ بچہ باہر نکلنے کے واسطے عورت کے شکم میں حرکت کیا تو کہتے ہیں فَوَلَدْتُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ پھر جنی میں محمد ﷺ کو شعر:

مَرْحَبًا يَا مَرْحَبًا يَا مَرْحَبًا	مَرْحَبًا جَدَّ الْحُسَيْنِ مَرْحَبَا
يَـــانَبِـــيُّ سَلَامٌ عَــلَيْكَ	يَـــارَسُــوْلُ سَلَامٌ عَــلَيْكَ
اَشْـــرَقَ الْبَــدْرُ عَــلَيْـــتَـــا	فَــاخْتَـفَــتْ مِـنْــهُ الْبُـدُوْرُ
مِثْلُ حُسْنِكَ مَـــا رَأَيْــنَــا	قَــطُّ يَـــا وَجْـــهَ السُّــرُوْرِ
اَنْـــتَ شَــمْـــسٌ اَنْـــتَ بَــدْرٌ	اَنْـــتَ نُــوْرٌ فَــوْقَ نُــوْرِ
اَنْـــتَ اِكْسِيْـــرٌ وَ غَـــالِـــي	اَنْــتَ مِـصْـبَــاحُ الصُّـدُوْرِ
يَـــا حَبِيْبِـــي يَـــا مُـحَـمَّــدٌ	يَـــا عَــرُوْسَ الْـخَــافِـقِيْــنَ
يَـــامُــوَيَّدُ يَـــا مُـمَـجَّــدُ	يَـــا اِمَـــامَ الْـقِـبْـلَـتَيْـــنِ
مَــنْ رَأَىٰ وَجْهَكَ يَـسْـعَــدْ	يَـــا كَـرِيْـمَ الْـوَالِـدَيْـنِ
حَـوْضُكَ الصَّـافِي الْمُبَـرَّدَ	وِرْدُنَـــا يَـــوْمَ الـنُّـشُـــوْرِ
مَــارَاَيْــنَــا الْعِـيْسَ حَنَّتْ	بِــــالسُّـــرٰى اِلَّا اِلَيْكَ
وَالْـغَـمَـامَـةُ قَــدْ اَظَـلَّـتْ	وَالْـــمَلَا صَــلُّــوْا عَــلَيْكَ
وَاَتَـــاكَ الْـعُــوْدُ يَـبْـكِـي	وَتَـــذَلَّــلْ بَـيْــنَ يَـدَيْكَ
وَاسْتَـجَــارَتْ يَـــا حَبِيْبِـــي	عِـنْـدَكَ الـظَّـبْـي الـنُّـفُـوْرِ
كُلُّ مَنْ فِي الْكَوْنِ هَامُوْا	فِيْكَ يَـــا بَـــاهِـيَ الْجَبِيْنِ

وَلَهُمْ فِيكَ غَرَامٌ — وَاشْتِيَاقٌ وَحَنِينَ
فِي مَعَانِيكَ الْأَنَامُ — قَدْ تَبَدَّتْ حَائِرِينَ
أَنْتَ لِلرُّسُلِ خِتَامٌ — أَنْتَ لِلْمَوْلٰى شَكُورُ
عَبْدُكَ الْمِسْكِينُ يَرْجُو — فَضْلَكَ الْجَمَّ الْغَفِيرُ
فِيكَ قَدْ أَحْسَنْتُ ظَنِّي — يَا بَشِيرُ يَا نَذِيرُ
فَأَغِثْنِي وَأَجِرْنِي — يَا مُجِيرُ مِنَ السَّعِيرُ
يَا غِيَاثِي يَا مَلَاذِي — فِي مُلِمَّاتِ الْأُمُورُ

فائدہ:

معلوم کیجیے کہ رسول اللہ ﷺ کے محبین کی عادت ہے کہ مولد شریف کا بیان پڑھتے وقت جب اس موقع پر آتے ہیں تو نبی کریم ﷺ کی تعظیم وتکریم کے واسطے اُٹھ کھڑے ہوتے ہیں سو یہ بدعت حسنہ ہے مسلمانوں کو ضروری ہے کہ اس عمل کو بجالائیں متاخرین کے ائمہ مشہورین اور فقہا ومحدثین جن کی بات اہل سنت کے پاس مقبول ہے اور ان کے فتووں پر چلنا لوگوں کا معمول ہے اس قیام کو مستحسن اور مستحب جانتے ہیں بلکہ بعضوں نے اس کو واجب کہے ہیں ہم کو ان کی اقتداء کرنا بس ہے۔ وہابیہ فرقے والے جن پر خدا کی لعنت ہووے اس قیام کو بدعت ضلالت تصور کر کے عوام کو اس فعل سے منع کرتے ہیں اور اس کے کرنے والے کو کافر کہتے ہیں چنانچہ ایک مرتد نے تذکیر الاخوان بقیہ تقویۃ الایمان میں اس کے کرنے والے کو کافر ہیں کر کے لکھا ہے چونکہ وہ فرقہ ضالہ نے رسول کریم ﷺ کے تنقیص شان پر کمر باندھے ہیں اور دائرہ اسلام سے نکل کر مرتد ہو چکے ہیں ہم اُن سے بحث کرنا بے فائدہ ہے لیکن اہل سنت کے آگاہی کے واسطے

علمائے کبار کے اقوال لکھتے ہیں جنہوں نے اس قیام کو مستحسن جانتے ہیں۔ شیخ نورالدین بن برہان الدین الحلبی الشافعی نے اپنی سیرت المسمی بانسان العیون فی سیرۃ الامین المامون میں کہا اکثر لوگوں کی عادت ہے جب نبی کریم ﷺ کو جنی کر کے سنتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ کی تعظیم کے واسطے کھڑے ہوتے ہیں یہ کھڑے ہونا بدعت ہے اس کو کچھ اصل نہیں لیکن بدعت حسنہ ہے کیونکہ جو بدعت ہے سو مذموم نہیں اور عمر رضی اللہ عنہ لوگ تراویح کی نماز میں جمع ہوئے سو دیکھ کے کہے یہ بہتر بدعت ہے اور عز بن عبدالسلام رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ بدعت پانچ قسم پر ہوتی ہے اور اس کے اقسام ذکر کیے ہیں جس کا ذکر کرنا طول ہے۔ اس کو منافی نہیں قول نبی کریم ﷺ کا اِیَّاکُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْاُمُوْرِ فَاِنَّ کُلَّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ یعنی دور رکھو تمہارے تیئں نو پیدا کیے ہوئے کاموں سے پس تحقیق کہ جو بدعت ہے سو ضلالت ہے اور قول آنحضرت ﷺ کا مَنْ اَحْدَثَ فِی اَمْرِنَا مَا لَیْسَ مِنْہُ ھُوَرَدٌّ یعنی جو شخص کہ نو پیدا کیا ہماری شرع میں چیز ایک کتیں جو نہیں ہے اس سے پس وہ رد ہے اور منافی نہیں ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ قول آنحضرت ﷺ کا عام ہے اور اس سے خاص رادہ کیا گیا ہے۔ اور ہمارے امام امام شافعی رضی اللہ عنہ فرمائے ہیں جو چیز کہ نو پیدا ہوئی اور خلاف ہوئی کتاب یا سنت یا اجماع یا اثر کو تو وہ بدعتِ ضالہ سے ہے اور جو نیک کام پیدا ہوا اور مذکور چیزوں کا خلاف نہ ہو وہ بدعتِ محمودہ سے ہے۔ اور کھڑے ہونا حضرت ﷺ کے اسم شریف کے وقت عالم الامہ مقتدی الایمہ امام تقی الدین السبکی سے پایا گیا اور ان کے عصر کے مشائخ اسلام اس قیام میں ان کے تابع ہوئے ہیں۔ بعض ان علما کے حکایت کیے ہیں کہ امام سبکی کے نزدیک ایک جماعت کثیرہ علماء کی جمع تھی کسی نے قول صرصری رحمۃ اللہ علیہ کا جو مدح میں حضرت ﷺ کے ہے پڑھا۔ شعر:

قَلِيلٌ لِمَدْحِ الْمُصْطَفٰى الْخَطُّ بِالذَّهَبْ
عَلٰى وَرَقٍ مِنْ خَطِّ اَحْسَنِ مَنْ كَتَبْ
وَاَنْ تَنْهَضَ الْاَشْرَافُ عِنْدَ سَمَاعِهِ
قِيَامًا صُفُوْفًا اَوْ جُثِيًّا عَلَى الرُّكَبْ
اَمَا اللّٰهُ تَعْظِيْمًا لَهُ كَتَبَ اسْمَهُ
عَلٰى عَرْشِهِ يَارُتْبَةً سَمَتِ الرُّتَبْ

خلاصہ اس کا یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی مدح کو خوشخط والا شخص طلا سے لکھا تو بھی کم ہے اور آپ کا نام سنے سو وقت اشراف لوگ اٹھیں یا دو زانو بیٹھیں لیکن اللہ آپ کا نام عرش پر لکھا آپ کی تعظیم کو بس ہے امام سبکی مجرد اس کے پڑھنے کے اُٹھ کھڑے ہوئے اور حاضران مجلس بھی اُٹھے لوگ کو اس مجلس میں اُنست کثیر حاصل ہوئی اور اقتداء کرنے واسطے یہ کافی ہے انتہیٰ۔

اور شیخ حسن بن علی الشافعی المدابغی نے کہا اکثر عادت ہے ولادت کے بیان میں جب حضرت ﷺ پیدا ہوئے کر کے مداح کہتا ہے تو لوگ اُٹھ کھڑے ہوتے ہیں یہ کھڑے ہونا بدعت حسنہ ہے کیونکہ اس میں فرح اور سرور اور تعظیم کو رسول اللہ ﷺ کے اظہار کرنے ہے انتہیٰ۔ اور سید جعفر البرزنجی المدنی جو علمائے مدینہ شریفہ کے مشاہیر متاخرین سے ہے اپنے رسالہ مولد میں کہا ایمہ جو صاحب روایت و رویہ ہیں نبی کریم ﷺ کی پیدائش کا ذکر جب آیا تو اُٹھ کھڑے رہنے کو مستحسن جانے ہیں سو خوشی ہووے اس شخص کو جو غایت مقصود اس کی تعظیم جناب نبی کریم ﷺ کی ہے انتہیٰ۔ اور شیخ یوسف بن محمد الاہدل رحمۃ اللہ علیہ جو مکہ معظمہ کے فحول علمائے متاخرین میں ہے اپنے اجوبہ میں برزنجی کے قول کو نقل کر کے کہا حرمین کے سب لوگ علما اور عوام کا عمل اسی پر ہے اس میں نبی کریم ﷺ کے

جناب کی تعظیم جو ہے پوشیدہ نہیں انتہیٰ۔ اور علامہ حافظ مغلطائی نے ایک رسالہ اس بیان میں لکھا ہے اس میں کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ولادت شریف کے ذکر کے وقت جو شخص کہ اٹھتا ہے اس پر بعضے اہل نفاق اور معدن شقاق اعتراض کیے اس لئے اس کے رد میں اس کو تالیف کیا ہوں اور کہتا ہوں کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ولادت شریف کے ذکر کے وقت قیام کرنا امور مستحسنہ سے ہے اور مختلف مذاہب کے یعنی شافعی اور حنفی اور مالکی اور حنبلی مذہب کی جماعت اس قیام کو مستحب ہے کر کے فتویٰ دیئے ہیں اور یہ قیام کرنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اکرام و تعظیم سے ہے اور آپ کی اکرام و تعظیم تمام مومنوں پر واجب ہے آپؐ کی حیات میں اور وفات کے بعد اور اس میں شک نہیں کہ آپ کی ولادت شریف کے ذکر کے وقت قیام کرنا باب تعظیم و اکرام سے ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ آپ کو رحمۃ للعالمین کر کے بھیجا ہے اگر آدمی اپنے آنکھ کے حدقوں پر بھی کھڑے رہے تو یہ سید جلیل صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں اقل قلیل ہے۔ اور ابن النعمان نے روایت کیا ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ مولد جو آپ کے واسطے ہر برس کرتے ہیں سو کیا آپ کو خوشی آتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے۔ یَـا ابْنِ النُّعْمَانِ مَنْ فَرِحَ بِنَا فَرِحْنَا بِهٖ یعنی جو شخص کہ خوشی کے ساتھ ہماری تو خوشی کئے ہم ساتھ اس کے پھر ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت شریف کے ذکر کے وقت قیام جو کرتے ہیں سو یہ از جملہ ہمارے خوشی کے ہے آپ کے ساتھ۔ پس اے مجنون بیدار ہو اور باز رہو اس چیز سے جو تو اس میں ہے اور مت گردان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دشمن کیونکہ اللہ تعالیٰ تیرا دشمن ہوگا اور یہ بہت عجیب بات ہے کہ اس زمانے میں بعض مسلمان لوگ یہود و نصاریٰ کو دیکھ کے اُٹھتے ہیں سو یہ جہال ان لوگوں کے اس بدکام کو انکار نہیں کرتے اور جو شخص سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت

شریف کے ذکر کے وقت اٹھتا ہے اس کو انکار کرتے ہیں۔ فَاِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ۔ پھر تو توبہ کر اے مسکین اور اطاعت مت کر ابلیس لعین کی کیونکہ تو خاسرین سے ہوگا اور معلوم کرو کہ نبی کریم ﷺ کیواسطے قیام کرنا آپ کی ولادت شریف کے ذکر کے وقت بدعتِ منکرہ سے نہیں ہے بلکہ بدعتِ حسنہ سے ہے مانند قرأت مولد شریف کے کیونکہ وہ بھی بدعتِ حسنہ سے ہے جس کے ثواب کی امید ہے پس کیا خوب بدعت ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ فرتے ہیں کُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ یعنی جو بدعت ہے سو ضلالت ہے۔ اس سے مراد وہ چیز ہے جو کتاب اور سنت اور عمل صحابہ رضی اللہ عنہم کے موافق نہ ہو کیونکہ سرور عالم ﷺ فرماتے ہیں مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً کَانَ لَهٗ اَجْرُهَا وَاَجْرُ مَنْ یَعْمَلَ بِهَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ یعنی جو شخص نیک سنت نکالا تو اس شخص کو اس سنت کا ثواب اور اس کو جو عمل کرے گا قیامت تک اس کا ثواب ہے انتہیٰ ملخصاً اور شیخ الامام نجم الدین بن احمد الغیطی نے اپنے رسالہ بہجۃ السامعین الناظرین میں لکھا ہے کہ عادت اسطور سے جاری ہوئی ہے تاکہ واعظ یا مداح جب رسول اللہ ﷺ کی ولادت کا حال پڑھ کے آپ کی والدہ جنی کر کے پڑھے تو اکثر لوگ اس وقت نبی کریم ﷺ کی تعظیم کے واسطے اٹھ کھڑے رہتے ہیں یہ قیام بدعت ہے اس کو کچھ اصل نہیں لیکن تعظیم کے واسطے اٹھنا کچھ مضائقہ نہیں بلکہ وہ بہتر کام ہے اس شخص سے جو غالب ہے اس پر حب اور اجلال نبی کریم ﷺ کا۔ اس کے بعد نجم الدین غیطی نے صرصری رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار لکھ کے کہا کسی نے اس قصیدہ کو شیخ الاسلام بقیۃ المجتہدین الاعلام تقی الدین السبکی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس درس تمام ہوئے بعد پڑھا اور اس وقت قضاء اور اعیان سب جمع تھے پھر وہ شخص جب اس بیت کو پہنچا وَاَنْ یَنْهَضَ الْاَشْرَافُ عِنْدَ سَمَاعَةِ تو صرصری رحمۃ اللہ علیہ نے جو ذکر کیا اس کے امتثال کے واسطے شیخ فی الفور اٹھ کھڑے

رہے اور تمامی لوگ بھی اُٹھ گئے اور ساعت طیبہ حاصل ہوئے اس سب کو تقی الدین السبکی کے فرزند التاج السبکی نے اپنے طبقات میں ذکر کئے ہیں انتہی۔ اور اس عاصی کے والد ماجد جامع معقول ومنقول حاوی فروع واصول خاتمۃ المحدثین زبدۃ المفسرین امام العلماء مولانا صبغۃ اللہ قاضی الملک قدس اللہ سرہٗ اپنے رسالہ گلزار ہدایت میں لکھتے ہیں کہ امام نووی تبیان میں کہے قرآن آوے تو اس کے واسطے کھڑے ہونا مستحب ہے کیونکہ علماء وغیرہ کے واسطے کھڑے ہونا جب مستحب ہو تو قرآن کے واسطے کھڑے ہونا اولیٰ ہے اور سیوطی نے کہا ہے کہ اس سے قرآن کی تعظیم اور عدمِ تہاون بوجھا جاتا ہے اس پر قیاس کر کے اس وقت کھڑے ہونے کے بھی رسول اللہ ﷺ کی تعظیم واسطے مستحب کہیں تو بعید نہیں انتہیٰ۔

اور مولانا محمد سلامت اللہ الصدیقی نے اشباع الکلام فی اثبات المولد والقیام میں لکھا ہے کہ مکہ معظمہ کے مفتیانِ مذاہب اربعہ بھی اسی پر فتویٰ دیئے ہیں۔ شیخ عبداللہ بن محمد المبرغنی جو مکہ معظمہ کا مفتی حنفی ہے لکھا ہے اس کو بہت سے لوگ مستحسن جانتے ہیں اور شیخ حسین بن ابراہیم مفتی المالکیہ نے لکھا ہے کہ سید الاولین والآخرین ﷺ کے ولادتِ شریف کے ذکر کے وقت قیام کرنے کو بہت سے علماء مستحسن جانتے ہیں اور شیخ محمد عمر بن ابی بکر الرئیس مفتی شافعیہ نے لکھا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے ولادتِ شریف کے ذکر کے وقت قیام کرنے کے سب علماء مستحسن جانتے ہیں اور وہ خوب ہے کیونکہ ہم پر حضور نبی کریم ﷺ کی تعظیم کرنا واجب ہے اور شیخ محمد بن یحییٰ مفتی حنابلہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کی ولادتِ شریف کے ذکر کے وقت قیام کرنا واجب ہے کیونکہ علمائے اعلام اور پیشوایان دین و اسلام اس کو مستحسن جانتے ہیں اور بھی ذکر کئے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی ولادتِ شریف کے ذکر کے وقت نبی کریم ﷺ کی روحانیت تشریف لاتی ہے۔

پس اس وقت تعظیم اور قیام واجب ہے اور مولانا شیخ عبداللہ بن الرحمٰن سراج الحنفی المفسر نے کہا کہ مولد شریف قرأت کرتے وقت جب نبی کریم ﷺ کی ولادتِ شریف کا ذکر آیا تو قیام کرنا ایمہ اعلام ایک دوسرے سے وارث ہوتے آئے اور اس کو ائمہ اور حکام ثابت رکھے اس پر نہ کسی نے انکار کیا اور نہ کوئی اس کا رد کیا اس سبب سے وہ مستحسن ہوا اور نبی ﷺ کے سوائے کون شخص مستحق تعظیم کا ہے اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے جو مروی ہے وہ بس ہی مَارَاٰهُ الْمُسْلِمُوْنَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ حَسَنٌ یعنی جس کو مسلمانوں نے خوب دیکھا سو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک خوب ہے انتہیٰ۔ اور مولانا شیخ عثمان حسن دمیاطی شافعی نے ایک فتوی بہت بسط سے قیام مستحسن ہونے میں لکھا ہے اور اس میں کہتا ہے کہ مولد شریف قرأت کرتے وقت سید المرسلین ﷺ کی ولادتِ شریف کے ذکر کے وقت آنحضرت ﷺ کی تعظیم کے لئے قیام کرنا ایک امر ہے جس کے مستحسن اور مطلوب اور مستحسن اور مندوب ہونے میں کچھ شک نہیں اور اس کے کرنے والے کو ثواب سے پورا حصہ اور بڑی نیکی حاصل ہوتی ہے کیونکہ وہ تعظیم ہے نبی کریم ﷺ صاحب خلق عظیم ﷺ کی جن کے سبب سے ہم کو اللہ تعالیٰ ظلمات کفر سے نکال کے نور ایمان تک پہنچایا اور ان کے سبب سے ہم کو آتش جہل سے رہائی دے کر جنات معارف و ایقان تک لایا پس تعظیم کرنے میں نبی کریم ﷺ کے شتابی کرنا ہے رضائے رب العالمین کی طرف اور اظہار کرنا ہے۔ اقوی شرایع دین کو وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمَاتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ قاضی عیاض نے شفا میں اور علامہ قسطلانی نے مواہب میں لکھے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی محبت کے علامات بہت ہیں ان میں سب سے بڑھ کر یہ ہے کہ آپ کی اقتدا کریں اور آپ جو حکم فرمائے ہیں اس پر راضی رہیں اور آپ کا ذکر

بہت کریں اور آپ کے ذکر کے وقت آپ کی تعظیم کریں اور جب آپ کا نام مبارک سنیں تو خشوع اور خضوع اور عاجزی کو ظاہر کریں کیونکہ جو شخص کہ کسی کو دوست رکھتا ہے تو اس کے واسطے عاجزی اور خضوع کرتا ہے جیسا کہ بہت سے صحابہ آپ کے بعد جب آپ کا ذکر کرتے تو خشوع اور خضوع کرتے اور روتے تھے۔ اسی طرح بہت سے تابعین اور اُن کے بعد کے لوگ اس کو کرتے تھے نبی کریم ﷺ کی محبت اور تعظیم کے واسطے۔ اس کے بعد شیخ دمیاطی نے کہا کہ جب نبی کریم ﷺ کے غیر کے واسطے اٹھنا مطلوب ہے سو سنت سے ثابت ہوا ہے تو آپ کے واسطے قیام مطلوب ہونا بابِ اولیٰ سے ہوگا۔ بخاری اور مسلم نے ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہیں کہ چند لوگ سعد بن معاذ کے حکم پر اُترے سو رسول اللہ ﷺ سعد کو طلب فرمائے سعد دراز گوش پر سوار ہو کر آئے جب مسجد کے قریب پہنچے تو رسول اللہ ﷺ فرمائے۔ قُوْمُوْا اِلٰی خَیْرِکُمْ اَوْسَیِّدِکُمْ یعنی اٹھو تم طرف بہتر تمہارے یا فرمائے طرف سردار تمہارے۔ امام نووی نے فرمایا کہ بغوی اور خطابی اس حدیث سے سند لے کر کہتے ہیں کہ تابعدار آدمی اپنے رئیس فاضل اور والی عاقل کے واسطے اٹھنا اور متعلم نے عالم کے واسطے اٹھنا مستحب ہے مکروہ نہیں۔ اس کے بعد شیخ دمیاطی نے چند احادیث بطور دلایل کے لکھ کر کہا ہم جو ذکر کیے ان سب سے یہ بات مستفاد ہوئی کہ نبی کریم ﷺ کی ولادتِ شریف کے ذکر کے وقت قیام کرنا مستحب ہے کیونکہ اس میں نبی کریم ﷺ کی کمال تعظیم ہے اور کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکے گا کہ آنحضرت ﷺ کی ولادتِ شریف کے ذکر کے وقت قیام کرنا بدعت ہے کیونکہ ہم اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ جو بدعت ہے سو مذموم نہیں اور بھی اہل سنت و جماعۃ امت محمدیہ سے اسبات پر مجتمع ہوئے ہیں کہ قیام مذکور مستحسن ہے اور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں۔ لَایَجْتَمِعُ اُمَّتِیْ عَلٰی

ضَلَالَةٍ یعنی نہیں مجتمع ہوگی میری اُمت ضلالت پر اور علامہ مدانی نے کہا کہ عادت اس طور پر جاری ہوئی ہے کہ مداح نے جب رسول اللہ ﷺ کی ولادت کا حال پڑھے تو لوگ کھڑے ہوتے ہیں یہ بدعت مستحبہ ہے کیونکہ اس میں اظہار فرح اور تعظیم کا ہے اس کے بعد علامہ دمیاطی نے کہا ہے کہ میں جو لکھتا ہوں سو اللہ تعالیٰ جس شخص کو توفیق اور ہدایت دیتا ہے اس کو کافی ہے انتہیٰ۔

اور مولانا محمد سلامت اللہ نے فرمایا کہ اعتقاد اس مقام میں یہ رکھنا کہ قیامِ مذکور اگرچہ مانند عمل مولد کے قرونِ ثلاثہ میں نہیں پایا گیا لیکن جب متضمن تعظیم و تکریم کو سرور انبیاء علیہ السلام کے ہے اور مسلمین اور سلف صالحین سے ایک دوسرے اس کو وارث ہوتے آئے ہیں اس کو عمل کرنا البتہ موجب اجر اور ثواب کا ہے اور اس سے اعراض اور چشم پوشی کرنا سبب گناہ اور عذاب کا ہے بہت سے امور ہیں کہ قرونِ ثلاثہ میں اس سے کچھ اثر اور نشان نہ تھے بعد کے علماء اس کو پسند کر کے مستحب اور مستحسن کہے ہیں۔ اس کے بعد مولانا سلامت اللہ نے فرمایا کہ حضرت خیرالانام ﷺ کی ولادتِ شریف کے ذکر کے وقت آپ کی تعظیم کے لئے اُٹھنا جو مسلمانوں نے ایک دوسرے سے وارث ہوتے آئے ہیں اور اکابرین کی ایک جماعت عظیم اس کو قبول کیے ہے البتہ اس کا استحسان اور استحباب علمائے عالی مقام کے نزدیک محل کلام نہ ہوگا بلکہ بمقتضائے بعض اصول شرعیہ کے اس بدعتِ حسنہ کو بدعاتِ واجبہ کے اقسام سے شمار کر کے اس کے وجوب کا حکم کرے تو بھی عقل صواب اندیش کے نزدیک کچھ بعید نہیں ہے جیسا کہ امام ابو زید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مولد میں لکھا ہے کہ علما نے ولادت شریف کے ذکر کے وقت کھڑے ہونے کو مستحسن جانا ہے اور علمائے حنبلیہ کہتے ہیں کہ ولادت شریف کے ذکر کے وقت قیام کرنا واجب ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ کی روحانیت شریفہ اس

وقت تشریف لاتی ہے ابوزید کا کلام تمام ہوا۔ اسی کو تائید کرتا ہے وہ جو سابق مفتیانِ مکہ معظمہ کے فتاویٰ میں محمد بن یحییٰ مفتی حنابلہ کا فتویٰ مذکور ہوا انتہیٰ۔

بندۂ عاصی کہتا ہے کہ یہاں علماء کے اقوال جو لکھے گئے سو اللہ تعالیٰ جس کو توفیق اور ہدایت دی ہے اس کو کافی ہیں۔ فَلَمَّا خَرَجَ مِنْ بَطْنِي پھر جب نکلے آنحضرت ﷺ میرے شکم سے نَظَرْتُ اِلَيْهِ فَاِذَا اَنَا بِهٖ سَاجِدٌ نظر کی میں نے طرف اُن کے پس یکایک میں ساتھ اُن کے ہوں اور انہوں نے سجدے میں ہیں یعنی میں نے محمد ﷺ کو دیکھا تو آپ سجدے میں تھے۔ قَدْ رَفَعَ اِصْبَعَيْهِ كَالْمُتَضَرِّعِ الْمُبْتَهِلِ تحقیق کہ اٹھائے ہیں دونوں انگلیوں کو اپنے گویا کوئی شخص زاری اور عاجزی کرتا ہے دونوں انگلیوں سے مراد کلمے کے انگلیاں ہیں جیسا کہ طبرانی نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب پیدا ہو کے زمین پر آئے تو آپ کے ہاتھ کے انگلیاں مونچے ہوئی تھیں جس حال میں کہ آپ اشارہ کرتے تھے کلمے کی انگلی سے گویا کوئی شخص اس سے تسبیح پڑھتا ہے۔

حافظ محمد بن سعد نے ابن عباس اور عطا بن ابی رباح وغیرہما ایک جماعت سے روایت کیا ہے کہ بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب رسول اللہ ﷺ میرے سے نکلے تو اُن کے ساتھ ایک نور نکلا جس سے مشرق اور مغرب کے درمیان روشن ہوا اس کے بعد رسول اللہ ﷺ زمین پر آئے جس حال میں کہ ٹیکا کئے ہوئے تھے اپنے دونوں ہاتھوں پر اس کے بعد ایک مٹھی مٹی لئے پھر اس کو پکڑے اور اپنے سر مبارک کو آسمان کی طرف اٹھاتے۔ ابن سعد کی بعض روایتوں میں آیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے تو اپنے دونوں دستِ مبارک پر زمین پر آئے جس حال میں کہ اپنے سر مبارک کو آسمان کی طرف اٹھاتے تھے اور ایک روایت میں آیا ہے اپنے دونوں پنجوں اور گوڈوں پر زمین پر آئے جس حال

میں کہ آپ نے آنکھ کھول کے آسمان کی طرف دیکھتے تھے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ اپنے گڑگوں پر زمین پر آئے۔

ابن حبان نے اپنی صحیح میں عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ بی بی حلیمہ رضی اللہ عنہا سے جو رسول اللہ ﷺ کی مرضعہ تھے۔ انہوں نے کہا بی بی آمنہ فرمائے ہرا اینہ تحقیق کہ میرے اس لڑکے کو شان عظیم ہے جبکہ میں نے اُن کو جنی تو روشن ہوئے۔ اس سے گردناں اونٹوں کے بصری میں زمین شام سے پھر جنی میں اُن کو سو دوسرے بچوں کے مانند زمین پر نہیں آئے بلکہ زمین پر آئے جس حال میں کہ اپنے دونوں ہاتھ زمین پر رکھے تھے اور سر کو آسمان کی طرف اٹھائے تھے اور ابن سعد نے روایت کیا ہے عمر بن عاصم الکلابی سے وہ ہمام بن یحییٰ سے وہ اسحٰق بن عبداللہ سے کہ رسول اللہ ﷺ کی والدہ فرمائے جبکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو جنی تو میرے سے ایک نور نکلا جس سے شام کے حویلیاں روشن ہوئے پس جنی میں اُن کو پاک ان پر کچھ پلیدی نہ تھی اور زمین پر آئے جس حال میں کہ حضرت بیٹھے تھے زمین پر ساتھ ہاتھ اپنے۔ حافظ سخاوی نے کہا اس حدیث کی سند قوی ہے اور بھی ابن سعد نے روایت کیا ہے کہ بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کہے میں نے جب رسول اللہ ﷺ کو جنی تو زمین پر آئے جس حال میں کہ بیٹھے تھے اپنے گڑگوں پر اور اٹھائے اپنے سر کو آسمان کی طرف اور حضرت سے ایک نور نکلا جس سے شام کے حویلیاں اور اس کے بازاراں روشن ہوئے یہاں تک کہ دیکھی میں نے گردنوں کو اونٹوں کے بصری میں۔

علامہ شیخ حلبی نے کہا یہ سب روایتیں منافی نہیں اس کو جو سابق بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا سے مذکور ہوا کہ میں نے حضرت ﷺ کو دیکھی تو سجدہ میں تھے کیونکہ جائز ہے کہ [illegible] اللہ ﷺ سجدہ جو کیے سو سر مبارک اٹھا کے آسمان کو دیکھنے کے

بعد ہو۔ بندۂ عاصی کہتا ہے اس کو تائید کرتی ہے وہ حدیث جس کو ابن الجوزی نے کتاب الوفا میں ابی الحسن بن البراء سے روایت کیا ہے کہ بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کہے میں نے حضرت محمد ﷺ کو جنی جس حال میں کہ محمد ﷺ اپنے گڑگوں پر بیٹھے تھے آسمان کی طرف دیکھتے تھے اس کے بعد ایک مٹھی مٹی زمین سے لی اور جھکے سجدہ کرتے ہوئے اور بھی علامہ حلبی نے کہا بعض روایتوں میں جو آیا کہ حضرت ﷺ انگلیاں مونچے ہوئے تھے اور بعضوں میں آیا کہ اپنے پنجوں پر زمین پر آئے یعنی انگلیاں کھولے ہوئے سو اس میں بھی منافات نہیں کیونکہ جائز ہے کہ اولاً پنجوں پر زمین پر آئے اس کے بعد سب انگلیاں مونچے اور کلمے کی انگلی کھولؔ کے رکھے اور گڑگوں پر زمین پر آئے کر کے جو روایت ہے وہ منافی نہیں۔ اس روایت کو جس میں گڑگوں اور پنجوں پر کر کے ہے کیونکہ ایک چیز پر اقتصار کرنا منافی نہیں دونوں کے جمع کو علماء کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جو سجدہ کیے سو اس میں اشارہ ہے کہ آپ کا شروع امر بھی حضرت الٰہیہ کے قرب پر ہے اور آسمان کی طرف جو نظر فرمائے سو اس میں اشارہ ہے آپ کی رفعتِ شان اور علوِ قدر اور آپ تمام مخلوقات کے سردار ہونے پر اور سر مبارک کو جو آسمان کی طرف اٹھائے سو اس میں اشارہ ہے کہ آپ کا قصد علو اور رفعت کی طرف ہی رہے گا اور اس کے غیر طرف نہ رہے گا اور مٹھی مٹی جو اٹھائے سو اس میں اشارہ ہے کہ نبی کریم ﷺ تمام اہل زمین پر غالب ہوں گے اور مٹی بھی از جملہ معجزات کے ایک معجزہ رہے گا جیسا کہ ہجرت کے وقت اور بدر اور اُحد اور حنین کی جنگوں میں کافروں پر مٹی پھینکے تو اُن کی آنکھوں پر غشاوہ آ گیا پھر ان کفار کو ہزیمت ہوئی اور بھی اشارہ ہے دنیا سے اعراض کرنے طرف گویا کہ آپ جب سر مبارک کو اٹھائے تو لسانِ حال سے فرماتے تھے میں نے دنیا اور اس میں جو بھی اس کے طرف کچھ التفات نہیں کرتا

ہوں کیونکہ وہ اس مٹی کے برابر ہے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ اپنی ولادت کے وقت مٹھی مٹی اٹھائے سو کیفیت بنی لہب کے ایک شخص کو پہنچی تو کہا یہ فال سچ ہے تو یہ لڑکا اہل زمین پر غالب ہوگا۔

حافظ عبدالرحمٰن بن رجب نے لطائف المعارف میں لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے اس وقت نور جو نکلا سو اس میں آپ جو نور لائیں گے یعنی احکام و معارف اس کے طرف اشارہ ہے جس سے روی زمین کے لوگ ہدایت پائیں گے اور ظلمتِ شرک دور ہوگی اور شام کا شہر اس نور سے مخصوص ہوا کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے پسند کی ہوئی زمین سے ہے اور حرمین شریفین کے بعد سب زمین میں وہی افضل ہے اور اول اقلیم ہے جس میں رسول اللہ ﷺ کا ملک ظاہر ہوا اور اسی لئے رسول اللہ ﷺ اسرا کی شب کو وہاں تشریف لے گئے اور اسی شہر میں عیسیٰ علیہ السلام اُتریں گے اور وہی حشر ونشر کی زمین ہے اور ارض شام میں بصریٰ کو جو تخصیص کئے سو اس کی وجہ یہ ہی کہ رسول اللہ ﷺ اپنی نفس کریم سے شام کے شہروں سے فقط بصریٰ کو دو وقت تشریف لے گئے اس سے تجاوز نہیں فرمائے سو گویا اس طرف یہ اشارہ ہے اور بھی وہ اول موضوع ہے بلاد شام سے جس میں نور محمدی جو ولادت شریف کے وقت نکلا سو داخل ہوا اسی واسطے بلاد شام سے وہی ملک اول فتح ہوا۔

علامہ زرقانی نے کہا بعضوں نے کہا ہے کہ بصریٰ کی تخصیص جو ہوئی سو اس میں اشارہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ بصایر کو منور کریں گے اور قلوب میتہ کو زندہ فرماویں گے اور شیخ الامام محمد نجم الدین الغیطی نے اپنے رسالۂ مولد میں کہا ہے کہ بعضے اہل اشارات لکھے ہیں کہ جب عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تو فرمائے اِنِّی عَبْدُ اللّٰہِ اٰتٰنِیَ الْکِتٰبَ وَجَعَلَنِی نَبِیًّا یعنی مقرر میں بندہ ہوں اللہ کا دیا مجھ کو کتاب اور کیا

مجھ کو بنی عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے نفس سے عبودیت اور رسالت کی خبر دیئے اور ہمارے نبی کریم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں گئے اور آپ کے ہمراہ ایک نور نکلا جس سے مابین مشرق و مغرب کے روشن ہوا اور ایک مٹھی مٹی لئے اور اپنے سر مبارک کو آسمان کی طرف اٹھائے سو عیسیٰ علیہ السلام کی عبودیت مقال سے تھی اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فعلوں سے تھی اور رسالت عیسیٰ علیہ السلام کی اخبار سے تھی اور رسالت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی انوار سے انتہی۔

ابن عابد نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنی والدہ کی شکم سے نکلے تو فرمائے۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا وَ سُبْحَانَ اللّٰہِ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا اور واقدی نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متولد ہوئے سو وقت اول یہ سخن فرمائے۔ جَلَالُ رَبِّیَ الرَّفِیْعُ اور شواہد النبوہ میں روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب متولد ہو کے زمین پر آئے تو اپنا سر مبارک اٹھائے اور زبانِ فصیح سے فرمائے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ۔ علامہ زرقانی شرح مواہب اللدنیہ میں کہا کہ طریق جمع یہ ہے کہ ان سب کو فرمائے ہیں۔ ثُمَّ رَاَیْتُ سَحَابَۃً بَیْضَاءَ بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں پستر دیکھی میں نے ایک ابر کا ٹکڑا سفید قَدْ اَقْبَلَتْ مِنَ السَّمَاءِ تحقیق کہ آگے آیا آسمان سے حَتّٰی غَشِیَتْہُ یہاں تک کہ ڈھانپ لیا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فَغُیِّبَ عَنْ وَجْھِیْ پس غائب کئے گئے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے روبرو سے یعنی میری نظر سے غائب ہو گئے۔ وَسَمِعْتُ مُنَادِیًا یُّنَادِیْ اور سنی میں نے منادی کتیں ندا کرتا تھا۔ طُوْفُوْا بِمُحَمَّدٍ شَرْقَ الْاَرْضِ وَغَرْبَھَا پھراؤ تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو شرق ارض اور غرب میں اس کے یعنی مشرق اور مغرب میں اور پھرانے کے لئے زمین کو مخصوص کیا اور آسمان کو ذکر نہیں کیا۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور ظہور رسالت کا محل زمین ہے اور آسمان پر سب فرشتے آپ کو جانتے تھے

اور آپ کا ظہور وہاں سابق سے ہی ہے جیسا کہ اوپر ہم نے نبی کی معنی جو لکھے ہیں اس میں بتفصیل ذکر کیے وَاَدْخِلُوْهُ الْبِحَارَ اور داخل کرو ان کو دریاؤں میں یعنی ساتوں دریاؤں میں ان کو لے جاؤ لِیَعْرِفُوْهُ بِاِسْمِهٖ وَنَعْتِهٖ وَصُوْرَتِهٖ تا کہ پہچانیں ان کو ساتھ نام ان کے اور نعت اُن کے اور صورت اُن کے علامہ زرقانی نے کہا یعنی خود دریاؤں نے نبی کریم ﷺ کے اسم ونعت وصورت کو پہچانیں اور یہ محال نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے یا اہل دریا پہچانیں یا وے دونوں مراد ہیں۔ وَیَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ سُمِّیَ فِیْهَا الْمَاحِیَ اور معلوم کریں کہ مقرر انہوں یعنی نبی کریم ﷺ نام رکھے گئے اس میں یعنی دریاؤں میں ماحی کر کے۔ ماحی کی معنی محو کرنے والا اور زائل و پاک کرنے والا۔ واو جو یعلمون کے آگے آیا ہے سو وہ عطف کا نہیں بلکہ استینافیہ ہے اسی واسطے یعلمون میں نون باقی رہا ورنہ نون ساقط ہو جاتا۔ لَا یَبْقٰی شَیْءٌ مِنَ الشِّرْكِ اِلَّا مُحِیَ فِیْ زَمَنِهٖ نہیں باقی رہے گی کوئی چیز شرک سے مگر محو کی جاوے گی زمانے میں ان کے یعنی نبی کریم ﷺ کا نام ماحی ہونے کی وجہ یہ ہے کہ آپ کے زمانے میں کوئی چیز شرک کی باقی نہ رہے گی مگر آپ کے سبب سے محو اور زایل ہو جائے گی۔ علما کہتے ہیں کہ کوئی چیز کفر کی باقی نہ رہنا سو یا حقیقۃ ہے اور اس سے مراد مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ اور بلاد عرب سے کفر کو محو کرنا اور آپ کے لئے جو زمین جمع کی گئی اور وعدہ کیا گیا کہ آپ کے امت کا ملک وہاں تک پہنچے گا۔ یا محوِ کفر حکما ہے یعنی آپ کا دین غلبہ پائے گا یا آپ کی رسالت و شریعت کا زمانہ مراد لینا وہ قیامت تک ہے پھر آپ کے سبب سے کفر و شرک مضمحل ہوتا رہے گا یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اُتر کے آپ کی امت میں رہیں گے اور نبی کریم ﷺ کی شریعت پر حکم کریں گے تو اس وقت کوئی کافر باقی نہ رہے گا۔ معلوم کیجیے اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کے سبب سے

شرک و کفر دور کیا اور تمام لوگ بت پرستی اور کفر و شرک میں مبتلا تھے۔ سو اللہ تعالیٰ دین اسلام کو غلبہ کیا اور روی زمین کو نور ایمان سے بھر دیا اگرچہ کہ دوسرے انبیاء بھی کفر و شرک کو زائل کرنے مبعوث ہوئے لیکن تمام جن و انس کے طرف مبعوث نہیں ہوئے تھے۔ فقط اپنی اپنی قوم کی طرف مبعوث ہوئے بخلاف ہمارے نبی کریم ﷺ کے کہ آپ نے تمام انس و جن طرف مبعوث ہوئے اور آپ کے سبب سے تمام جہان سے شرک و کفر دور ہوئے اسی لئے مخصوص آپ کا نام ماحی کر کے ہوا اور بعض حدیثوں میں آیا ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنے پر جو لوگ ایمان لائے اور آپ کی تابعداری کئے ان کی شفاعت کر کے ان کے گناہان بخشاتے ہیں اور محو و زایل کرتے ہیں۔ اس سبب سے آپ کا نام ماحی کر کے ہوا۔ علماء کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا نام مبارک دریا میں ماحی کر کے جو ہوا سو اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ اس میں کیا کیا رموز اور اسرار ہیں اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اگر دریا نے میل اور نجاست اور خبایث کو دنیا سے پاک کرتی ہے اور اس میں خلق کو بڑی منفعت ہے تو نبی کریم ﷺ نفوس اور ارواح کو کفر و شرک سے پاک فرمائے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کے وقت جب لوگ شرک و کفر سے باز نہ آئے تو طوفان چلایا اور دریا کے پانی سے ان لوگوں کو غرق کیا بخلاف ہمارے نبی کریم ﷺ کو اہل ارض کا امان اور رحمۃ للعالمین کر کے بھیجا اور آپ کے قدم شریف کی برکت سے اہل دنیا کو غرق اور عذاب و ہلاک سے بچایا اور آپ کا اسم مبارک دریا میں ماحی کر کے رکھا گویا اس میں اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کے سبب سے کفر کو محو کیا اور قلوب کو پاک کیا پس اس وقت دریا کو اس امت محمدیہ پر کچھ تسلط اور غلبہ نہیں جو توحید اور ایمان کے واسطے اُن پر علو اور بلندی کرے ثُمَّ تَجَلَّتْ عَنْهُ فِي أَسْرَعِ وَقْتٍ پس تر وہ ابر کھل گیا ان

سے اسرع وقت میں یعنی جلد وہ ابر جاتا رہا فَـاِذَا اَنَـا بِـہٖ پس یکا یک میں ساتھ حضرت کے ہوں۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ مُدْرَجٌ فِي ثَوْبِ صُوْفٍ اَبْيَضَ لپٹے ہوئے تھے صوف کے کپڑے میں جو سفید تھا بعض روایتوں میں آیا ہے کہ وہ کپڑا سفید زیادہ تھا دودھ سے۔ وَتَحْتَهٗ حَرِيْرَةٌ خَضْرَاءُ اور نیچے اُن کے حریر کا کپڑا تھا سبز رنگ کا وَقَدْ قَبَضَ عَلٰى ثَلَاثَةِ مَفَاتِيْحَ مِنَ اللُّؤْلُؤِ الرَّطْبِ اور تحقیق کہ پکڑے تھے تین کنجیوں کو جو موتی آبدار سے تھے وَاِذَا قَائِلٌ يَقُوْلُ اور یکایک کہنے والا کہتا ہے قَبَضَ مُحَمَّدٌ عَلٰى مَفَاتِيْحِ النُّصْرَةِ لئے محمد ﷺ کنجیاں نصرت کے یعنی تمام دشمنانِ دین پر نصرت اور فتح مندی پانے کا جو خزانہ تھا اس کے کنجیاں آپ کے حوالہ ہو گئے۔ پھر اللہ تعالیٰ ہر وقت آپ کو نصرت دیتا رہا یہاں تک کہ تمام سلاطین عاجز ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کا کلمہ بلند ہوا اور تمام دنیا کو ایمان و اسلام سے بھر دیئے اور آپ کا رعب وخوف دشمنوں کو اتنا ہو گیا کہ ایک مہینے کے راستے سے دشمنان کانپتے تھے۔ جیسا کہ بخاری و مسلم روایت کئے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرمائے عطا کیا گیا میں پانچ چیزوں کو جو نہیں عطا کیا گیا اُن کو کوئی ایک نبی سے نصرت دیا گیا میں رعب سے ایک مہینے کی مسافت تک اور مقرر ہوئی ساری زمین میرے واسطے سجدہ گاہ اور طہور سو جس مرد کو میری امت سے جہاں نماز کا وقت ملے وہاں نماز پڑھ لے اور حلال ہوئے میرے واسطے غنیمت کے مال اور مجھ سے پہلے کسی کو حلال نہ تھے اور عطا کیا گیا میں شفاعت اور ہر پیغمبر اپنے ہی قوم طرف مبعوث ہوتا تھا اور میں مبعوث ہوا ہوں تمام لوگوں کی طرف۔ وَمَفَاتِيْحِ الرِّيْحِ اور کنجیاں بارے کے۔

معلوم کیجئے کہ بارے کو اللہ تعالیٰ حضرت سلیمان علیہ السلام کا مسخر کیا تھا وہ بارا ایک مہینے کی مسافت کو دو پہر میں طے کرتا تھا اور ان کے تخت کو انہوں نے

جس طرف چاہے ادھر لے جاتا تھا لیکن حضرت سلیمان علیہ السلام کو اس کے کنجیاں تفویض نہ ہوئے تھے بخلاف ہمارے نبی کریم ﷺ کے کہ آپ کو اس کے کنجیاں بھی عطا ہو گئے۔ ابن حجر مکی کے رسالۂ مولد میں مفاتیح الریح کے عوض مفتاح الذکر کر کے یعنی قابض ہوئے مفتاح ذکر پر اس سے مراد اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے تسبیح اور تہلیل وغیرہ اقسام کی عبادات سے وَمَفَاتِیْحِ النُّبُوَّةِ اور کنجیاں نبوت کے معلوم کیجئے کہ رسول اللہ ﷺ کی ولادت کے وقت تین چیز کے کنجیاں ہاتھ میں تھے کر کے ہی لیکن اللہ تعالیٰ اس کے بعد اپنے حبیب ﷺ کو تمام اجناس عالم کے خزائن کی کنجیاں عطا فرمایا۔

روایت کئے ہیں امام احمد اور ابن حبان اپنی صحیح میں اور ابونعیم نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ ﷺ فرمائے لائے نزدیک میرے کنجیاں دنیا کے یعنی خزائن دنیا کے ابلق گھوڑے پر لایا اس کو میرے نزدیک جبرئیل اس گھوڑے پر پالان تھی سندس کی اور روایت کئے ہیں امام احمد اور ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے کہ رسول اللہ ﷺ فرمائے عطا کیا گیا میں اس چیز کو جو نہیں عطا کیا گیا کوئی ایک انبیا سے نصرت دیا گیا میں رعب سے اور عطا کیا گیا۔ میں کنجیاں زمین کے اور نام رکھا گیا میں احمد کر کے اور گردانے گئی میرے لئے مٹی طہور اور گردانے گئی امت میری خیر امم۔ اور علامہ حافظ قسطلانی نے مواہب اللدنیہ میں کہا کہ نبی کریم ﷺ کے جملۂ خصائص سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت ﷺ کو خزائن کے کنجیاں عطا کیا بعض علماء کہتے ہیں کہ خزائن سے اجناس عالم کے خزائن مراد ہیں تا عالم کو جس قدر ان کے ذاتوں کے واسطے مطلوب ہے۔ حضرت ﷺ ان کے لئے نکالے اور عالم میں ارزاق جو ظاہر ہوتے ہیں ان کو اسم الٰہی عطا نہیں کرتا مگر محمد ﷺ کے واسطے سے کہ جن کے ہاتھ میں اس کے کنجیاں

ہیں جیسا اللہ تعالیٰ مفاتیح الغیب سے مختص ہے ان کو اللہ تعالیٰ کے سوائے کوئی نہیں جانتا ایسا ہی اللہ تعالیٰ اس کے لئے سید کریم ﷺ کو اپنے خزانوں کی کنجیاں کی عطا سے خصوصیت کا منزلہ بخشا انتہیٰ۔

اور حافظ ابن حجر الہیثمی نے جوہر المنظم میں کہا نبی کریم ﷺ کی زیارت کرنے والے کو سزاوار ہے ان امور کو متحضر کرنا کہ نبی کریم ﷺ اپنی قبر مکرم میں زندہ ہیں اور زایروں کو اور ان کے درجوں اور دلوں اور اعمال کے اختلاف کو جانتے ہیں اور ہر ایک کو اس کے حال کے مناسب مدد کرتے ہیں اور نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ اعظم ہیں اللہ تعالیٰ اپنے کرم کے خزائن اور نعمتوں کے مائدے حضرت ﷺ کے ہاتھوں کی اطاعت میں اور حضرت ﷺ کے ارادے میں رکھا ہے جس کو چاہے عطا کرے اور جس کو چاہے نہ دے انتہیٰ۔

معلوم کریں کہ مذکور اقوال کو منافی نہیں قول اللہ تعالیٰ کا جو فرمایا۔ قُلْ لَّا اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ کیونکہ خزائن رزق وغیرہ تمام اللہ تعالیٰ کے دستِ قدرت میں ہیں لیکن اپنے کرم و عنایات سے اپنے حبیب ﷺ کو اس کا واسطہ کیا اور حضرت کے ہاتھوں کی اطاعت اور ارادہ میں اس کو رکھا اور اس کے کنجیاں آپ کے قبضہ میں دیں پھر عالم کو بغیر واسطہ نبی کریم ﷺ کے کوئی نعمت نہیں ملتی ہے اور قسطلانی جو کہا کہ اللہ تعالیٰ مفاتیح الغیب سے مختص ہے سو اس سے مراد علم غیب کلی اور بالذات ہے۔ نبی کریم ﷺ کو جو علم غیب تھا سو وہ اللہ تعالیٰ کا عطا کیا ہوا تھا۔ نبی کریم ﷺ کے علم غیب کا وہاں بیان جو انکار کرتے ہیں سو فقط ان ملحدوں کی ضلالت اور عناد ہے کیونکہ احادیث متواترہ سے ثابت ہو چکا کہ رسول اللہ ﷺ غیب کی خبر دیئے اور قیامت تک جو جو ہونے والے ہیں ان سب کو بیان فرمائے اور حدیث صحیح میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمائے۔ عَلِمْتُ عِلْمَ الْاَوَّلِیْنَ وَ

الْاٰخِرِیْنَ یعنی جانا میں نے علم اولین اور آخرین کا۔ اور طبرانی روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمائے۔ قَدْ رَفَعَ لِیَ الدُّنْیَا فَاَنَا اَنْظُرُ اِلَیْهَا وَاِلٰی مَاهُوَ کَائِنٌ فِیْهَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ کَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلٰی کَفِّیْ هٰذِهٖ یعنی تحقیق کہ اٹھائے گی میرے لئے دنیا پس میں نظر کرتا ہوں طرف اس کے اور طرف چیز ایک کے جو وہ ہونے والی ہے اس میں قیامت تک گویا کہ میں نظر کرتا ہوں میرے اس پنجے کے طرف اور مولانا شاہ ولی اللہ قدس سرہٗ جن کے اقوال وہابیاں اپنی سند میں لاتے ہیں سو اپنی کتاب ہمعات میں کہتے ہیں سنۃ اللہ بران جاری شدہ کہ چون نفس ناطقہ کسباً و جبلۃ بمرتبہ رسد اورا امور غائبہ منکشف شوند انتہیٰ۔ اور شاہ مذکور الطاف القدس میں کہتے ہیں چون رفتہ رفتہ سخن بحقائق غامضہ افتاد ازان حالت نیز رمزی باید گفت چون آب از سرگذشت چہ یک نیزہ چہ دہ کمال عارف از حجر بحت بالاتر می رود و نفس کلیہ بجای جسد عارف میشود ذات بحت بجای روح او وہمہ عالم را تبعا بعلم حضوری درخود بیند وعلم حضوری اصالۃ بذات بحت متعلق سود انتہیٰ۔ ثُمَّ اَقْبَلَتْ سَحَابَةٌ اُخْرٰی پستر آیا ایک دوسرا ٹکڑا ابر کا۔ بعض روایتوں میں آیا ہے کہ وہ ابر کا ٹکرا بڑا تھا اور اس کو نور تھا۔ یُسْمَعُ مِنْهَا صَهِیْلُ الْخَیْلِ سنا جاتا تھا اس سے آواز گھوڑوں کی منہناٹ کا صہیل وزن پر امیر کے وَخَفَقَانُ الْاَجْنِحَةِ اور پھوٹوں کی سنسناٹ کا خفقان مصدر ہے خفق تحقیق کا وزن پر ضرب یضرب کے اضطراب کی معنی سے حتی غشیتہ یہاں تک کہ ڈھانپ لیا وہ ابر انکو یعنی وہ ابر کا ٹکڑا آ کے آنحضرت ﷺ کو ڈھانپ لیا فَغُیِّبَ عَنْ عَیْنِیْ پس غائب کئے گئے آنکھ سے میرے یعنی نبی کریم ﷺ میرے نظر سے غائب ہو گئے۔ فَسَمِعْتُ مُنَادِیًا یُّنَادِیْ پس سُنی میں نے منادی کے تیں ندا کرتا تھا یعنی ایک فرشتہ ندا کرتا تھا اور ندا یہ تھی کہ طُوْفُوْا بِمُحَمَّدٍ الشَّرْقَ وَالْغَرْبَ پھراؤ تم محمد ﷺ کو شرق اور غرب میں یعنی

مشرق اور مغرب میں۔ روایت کیا ہے حافظ ابونعیم نے عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے وہ اپنی والدہ شفا سے کہی جبکہ بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا نے محمد ﷺ کو جنے تو میں اُن کی قابلہ تھی نبی ﷺ میرے ہاتھ پر آئے پر استہلال کیے پس سنی میں نے ایک کہنے والے کو کہتا ہے يَرْحَمُكَ رَبُّكَ بعض روایتوں میں ہے رحمك الله شفا کہتے ہیں پھر روشن ہوا مابین مشرق اور مغرب کے یہاں تک کہ دیکھی میں نے بعض حویلیوں کو شام کے اس کے بعد میں نے حضرت ﷺ کو دودھ پلا کے لیٹائی پھر میں درنگ نہ کی یہاں تک کہ مجھ کو تاریکی اور رُعب لرزہ ڈھانپ لیا پھر میرے سیدھے طرف سے ایک روشنی ہوئی پس سنی میں نے ایک کہنے والے کو کہتا تھا کدھر لے گیا تھا اُن کو دوسرا کہا طرف مغرب کے پھر منکشف ہوا یہ حال میرے سے پھر عود کیا مجھ کو رعب اور لرزہ بائیں طرف سے پھر سُنی میں نے کہنے والے کو کہتا تھا کدھر لے گیا تھا تو اُن کو دوسرا کہا طرف مشرق کے شفا کہتے ہیں۔ یہ حدیث ہمیشہ میرے دل میں تھی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ حضرت ﷺ کو مبعوث کیا سو میں سابقین اسلام سے ہوئی۔ وَعَلٰى مَوَالِيْدِ النَّبِيِّيْنَ اور انبیاء پیدا ہوئے سو جگہوں میں یعنی نبی کریم ﷺ کو انبیاء پیدا ہوئے سو جگہوں میں لے جاؤ۔ گویا اس میں اشارہ ہے کہ سب انبیاء علیہم السلام پیدا ہوئے سو مواقع معظم اور مکرم ہیں لیکن ان مواقع کو کمال شرف اور بزرگی حاصل نہ ہوئی مگر اللہ کے حبیب نبی کریم ﷺ کا قدم مبارک وہاں پہنچنے سے وَاعْرُضُوْهُ عَلٰى كُلِّ رُوْحَانِيٍّ اور ظاہر کرو محمد ﷺ کو ہر روحانی پر یعنی جاندار چیزوں پر اعرضوہ ہمزہ وصل سے ہے اور روحانی ضم سے راء مہملہ کے مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالطَّيْرِ وَالسِّبَاعِ جن اور انس اور پرندے اور درندے سے مواہب اللدنیہ میں ملائکہ کا لفظ بھی زیادہ ہے اور یے چیزان بیان ہیں روحانی کے وَاَعْطُوْهُ صَفَاءَ اٰدَمَ اور عطا کرو حضرت ﷺ کو صفا آدم کی یعنی

حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ برگزیدہ کیا اور اختیار اور پسند فرمایا سو اسی طرح رسول اللہ ﷺ کو بھی کرو۔ معلوم کیجئے کہ اللہ تعالیٰ تمام مخلوقات میں آدم علیہ السلام کو اور اُن کی ذریت کو برگزیدہ اور پسند کیا اور آدم کا نام صفی اللہ رکھا ہمارے نبی کریم ﷺ کو ان میں سے پسند کیا اور آپ کا نام مصطفیٰ اور صفی اللہ اور مختار کر کے رکھا اور حضرت ﷺ کو آدم اور تمام رسولوں اور فرشتوں پر تفضیل دیا اور آدم علیہ السلام کو فرمایا اگر محمد ﷺ نہ ہوتے تو میں نہ تجھے پیدا کرتا اور نہ آسمان کو اور نہ زمین کو وَرِقَّةُ نُوْحٍ اور رقت نوح کی یعنی جیسا نوح علیہ السلام کو رقت عطا ہوئی تھی اسی طرح نبی کریم ﷺ کو رقت کی صفت عطا کرو۔ نوح پہلے رسول ہیں جو شریعت لے کے مبعوث ہوئے اور شرک سے منع کیے سو پہلے نذیر ہیں اللہ تعالیٰ اُن پر دس صحیفے نازل کیے اور بھی پہلے نبی ہیں جن کی دعوت رد کرنے سے اُن کی اُمت ہلاک ہوئی ان کی دعا سے زمین پر کے سب لوگ ہلاک ہوئے۔ حضرت آدم علیہ السلام جیسے ابوالبشر تھے انہوں نے بھی ابوالبشر ثانی ہیں سب انبیاء سے انہوں کی عمر دراز ہوئی ہزار برس جئے ان کی قوت نہیں گھٹی جب عمر چالیس برس کی ہوئی قوم کی طرف مبعوث ہوئے۔ طوفان کے بعد سات برس جئے اُن کے باپ کا نام لمک ہے لام کی فتح اور میم کی سکون سے اُس کے بعد کاف ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام اور نوح علیہ السلام کے درمیان دس پیڑی ہیں رقت کے معنی نرم دلی ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام کے مزاج میں بہت رقت تھی ان کی کثرت گریہ کے سبب سے ان کا نام نوح ہوا اور رسول اللہ ﷺ کے مزاج شریف میں اللہ تعالیٰ نہایت شفقت اور رقت دیا تھا اکثر قرآن پڑھتے وقت روتے تھے اور سینہ مبارک سے جوش کا آواز آتا تھا اور آپ جو روتے تھے سو اللہ تعالیٰ کی صفات جلالیہ کے تجلیات اور اپنی امت پر شفقت کر کے تھا۔ وَخُلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ اور خلت ابراہیم کی یعنی ابراہیم علیہ السلام کو

اللہ تعالیٰ مرتبہ خلت کا عطا کیا تھا سو نبی کریم ﷺ کو بھی مرتبہ خلت کا عطا کرو خلت خا کی ضم سے اس کی معنی یارانہ اور محبت جو دل میں بیٹھ جاتی ہے یعنی خالص دوستی کہ جس میں کدورت نہ ہو اللہ سبحانہٗ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلت کا مرتبہ عطا کر کے اپنا خلیل کیا تو نبی کریم ﷺ کو بھی خلت اور محبت دونوں کا مرتبہ عطا کیا اور حضرت ﷺ کو اپنا خلیل اور حبیب کیا۔

صحیح حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمائے اگر میرے رب کے سوائے کسی کو اپنا خلیل کرتا تو ابوبکر کو اپنا خلیل کرتا اور بھی فرمائے سنو مقرر میں حبیب اللہ ہوں فخر سے نہیں کہتا ہوں اور خلت کا مرتبہ نبی کریم ﷺ کو اور ابراہیم علیہ السلام کو جو ہے اس میں بھی فرق ہے مسلم نے شفاعت کی حدیث طویل جو روایت کئے ہیں اس میں آیا ہے لوگ ابراہیم علیہ السلام سے شفاعت چاہیں گے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کہیں گے میں اللہ کا جو خلیل تھا وراء وراء سے تھا یعنی حجاب کے آسرے سے تھا تم دوسرے کے پاس جاؤ الحدیث بعد لوگ جب نبی ﷺ کے پاس آئیں گے تو حضرت ﷺ فرمائیں گے میں شفاعت کرتا ہوں سو اس سے یہ نکلا کہ نبی ﷺ کی خلت میں حجاب مرتفع تھا اگر ابراہیم کے مانند وراء وراء سے خلیل رہتے تو حضرت ﷺ بھی شفاعت کرنے سے عذر کرتے۔ حضرت ابراہیم ﷺ کے باپ کا نام تارح ہے تاء مثنات فوقیہ سے اور راء مہملہ کی فتح سے اخیر میں حاء مہملہ ہے تارح کا لقب آذر ہے بعضوں نے کہا آذر باپ نہیں بلکہ ابراہیم علیہ السلام کا چچا ہے واقدی نے کہا حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کے بعد دو ہزار برس کے ابراہیم پیدا ہوئے۔

بعضے کہتے ہیں حضرت نوح علیہ السلام کے طوفان کے بعد ایک ہزار دو سو تریسٹھ برس کو حضرت ابراہیم علیہ السلام پیدا ہوئے۔ حضرت آدم علیہ السلام کی خلقت میں

اور ان کی ولادت میں تین ہزار تین سو سینتیس برس ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر دو سو برس کی ہوئی۔ بعضے کہتے ہیں ایک سو پچھتر برس کی بعضے کہتے ہیں دو سو پچانوے برس کی۔ ولسان اسمٰعیل اور زبان اسمٰعیل کی یعنی لغت اسمٰعیل علیہ السلام کی نبی کریم ﷺ کو عطا کرو۔ انہوں نے بڑے فرزند ابراہیم علیہ السلام کے ہیں بی بی ہاجرہ کے شکم سے پیدا ہوئے ان کی عمر ایک سو پینتیس برس کی ہوئی۔ انہوں حضور نبی کریم ﷺ کے اجداد میں ہیں اور اول شخص ہیں جو عربیہ بنیہ سے تکلم کئے۔ معلوم کیجئے کہ اسمٰعیل علیہ السلام کو فقط عربی زبان عطا ہوئی تھی بخلاف ہمارے پیغمبر ﷺ کے کہ آپ کو تمام زبان اور لغات عطا ہوئے اور آپ فارسی سخن بھی فرمائے ہیں اور ہر شخص کو اس کی لغت سے تکلم فرماتے تھے اور سخن آپ کا نہایت شیریں اور فصیح تھا اس قدر دلوں میں تاثیر کرتا کہ گویا روح کو کھینچا ایک بار عمر رضی اللہ عنہ پوچھے یارسول اللہ ﷺ آپ ہمارے درمیان سے جا کے کہیں رہے نہیں پھر کیا واسطے ہم سے آپ کی فصاحت بڑھ کر ہے حضرت ﷺ فرمائے۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی لغت مندرس ہو گئی تھی سو مجھے جبرئیل یاد دلائے وَبُشْرٰی یَعْقُوْبَ اور بشارت یعقوب کی انہوں نے حضرت اسحٰق علیہ السلام کے فرزند ہیں ان کا لقب اسرائیل ہے ان کی عمر ایک سو سینتالیس برس کی ہوئی۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کی بشارت سے مراد یہ ہے کہ ان کے فرزند یوسف علیہ السلام زندہ ہیں کر کے ان کو بشارت ہوئی یا مراد یہ ہے کہ ان کے باپ سے نبوت کی دعا ان کو پہنچی بخلاف اُن کے بھائی عیصو کے کہ ان کو نہیں پہنچی اور ہمارے نبی کریم ﷺ کو بھی اللہ تعالیٰ کے نزدیک سے اتنے بشارات پہنچے جس کا شمار نہیں۔ وَجَمَالُ یُوْسُفَ اور جمال یوسف کا انہوں فرزند ہیں یعقوب علیہ السلام کے معلوم کیجئے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو شطر حسن عطا ہوا تھا یعنی آدھا حسن بخلاف ہمارے نبی کریم ﷺ کے کہ آپ کو تمام حسن اور جمال عطا ہوا

تھا۔ علماء کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پر جو ایمان لانا ہے سو اس بات پر بھی ایمان لانا ہے کہ اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کی ذات شریف کو ایسا خوب اور پاکیزہ بنایا تھا کہ ویسا کوئی نہ ہوا اور نہ ہوگا اور حسن و جمال ایسا عطا فرمایا کہ ویسا نہ کسی کو عطا کیا اور نہ کرے گا جو دیکھے تو یقین کرے کہ لاریب یہ رسول اللہ ہیں۔ صلی اللہ وسلم علیہ علیٰ آلہ قدر حسنہ و جمالہ۔

حافظ قسطلانی نے مواہب اللدنیہ میں کہا قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا تمام حسن ہم کو ظاہر نہ ہوا اگر تمام حسن ظاہر ہوتا تو نبی ﷺ کو دیکھنے ہمارے آنکھاں طاقت نہ رکھتیں۔ وَصَوْتَ دَاوٗدَ اور آواز داؤد کا اُن کا آواز بہت خوش تھا سو اللہ تعالیٰ نبی کریم ﷺ کا آواز بھی نہایت خوش اور شیریں کیا تھا کوئی شخص حضرت ﷺ سے زیادہ خوش آواز اور شیریں کلام نہ تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی پیغمبر کو نہیں بھیجا مگر خوبصورت اور خوش آواز اور تھے نبی تمہارے ﷺ خوبصورت زیادہ اور خوش آواز زیادہ سب انبیاء سے وَصَبْرَ اَیُّوْبَ اور صبر ایوب کا انہوں بنی اسرائیل کے انبیاء میں تھے ان کے باپ کا نام ابیض تھا۔

ابن جریر نے کہا ان کے باپ کا نام موص بن عیص بن اسحٰق ہے انہوں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے آگے ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ اُن کی تعریف میں فرمایا۔ اِنَّا وَجَدْنٰہُ صَابِرًا یعنی مقرر ہم نے پائی اُن کو صابر اللہ تعالیٰ نے سرور عالم ﷺ کو صبر کی صفت بوجہ اتم واکمل دیا تھا سو کفار کے ظلم و جفا پر صبر فرماتے اور بدی کے بدلے نیکی کرتے اور منافقان اقسام کی ایذا دیتے تو حضرت ﷺ ان کو معاف کرتے اور درگزر تے تھے چنانچہ اُحد کی جنگ میں کفار بہت اذیت پہنچائے اور دندان مبارک شہید کئے اور زخم لگائے اور ایک جماعت اصحاب کی شہید ہوئی اور

آپ کے چچا حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو بھی آپ صبر اور عفو فرمائے اور فقط صبر وعفو پر اکتفا نہ کئے بلکہ کفار پر شفقت و رحم فرمائے اور ان کے واسطے شفاعت کئے اور فرمائے اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِی فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ یعنی یا اللہ ہدایت دے قوم کو میرے کیونکہ وے نہیں جانتے ہیں اور ایک روایت میں آیا ہے۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَھُمْ یعنی یا اللہ مغفرت کر اُن کو جب صحابہ کو شاق آیا تو کہے کہ کاش آپ اُن پر بددعا کرتے تو وے ہلاک ہو جاتے اس کے جواب میں فرمائے میں لعان یعنی لعن کرنے والا نہیں پیدا ہوا ہوں وَزُھْدُ یَحْیٰی اور زہد یحیٰ کا انہوں فرزند ہیں زکریا علیہ السلام کے اور اول شخص ہیں جو عیسیٰ علیہ السلام کی تصدیق کئے وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے چھے مہینوں کے بڑے تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر جانے کے آگے حضرت یحییٰ علیہ السلام کا قتل ہوا۔ وہ بی بی مریم کے خالہ کے فرزند تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت یحییٰ علیہ السلام کے خلیرے بھانجے ہوئے۔ بعض کہتے ہیں بی بی مریم کی بہن ایشاع کے فرزند ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خلیرے بھائی انہوں نے اپنی طفولیت میں تورات سیکھے اور دو سال یا تین سال کے تھے کہ ان کے ساتھ کے لڑکے کہے تم کیوں نہیں کھیلتے تو کہے ہم کھیلنے پیدا نہیں ہوئے ہیں۔ انہوں دنیا کو ترک کئے تھے اور آخرت کو اختیار کئے۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی دنیا سے جو زہد کئے تھے سو وہ مشہور ہے باوجودیکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو کہا کہ مکہ کے تمام پہاڑوں اور پتھروں کو سونے کا کرتا ہوں تو آپ قبول نہ فرمائے اور عبودیت کو اختیار کئے اور اللہ تعالیٰ آپ کے تفویض تمام خزائن اجناس کے کنجیاں عطا کیا تو بھی آپ کبھی سیر نہ کھائے بلکہ اکثر بھوکے رہ جاتے تھے۔ شیخ شہاب الدین الخفاجی نے شرح شفا میں کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو بھوکے رہتے تھے سو قصد سے تھا لیکن ایسا ظاہر کرتے تھے کہ احتیاج سے ہے تاکہ فقراء کا دل شکستہ نہ ہو اور کہا اسباب پر

اعتقاد رکھنا واجب ہے کیونکہ آپ کے وقت بلاد حجاز اور یمن اور جزائر عرب اور شام وعراق کے کتنے ملک فتح ہوئے اور خمس اور جزیے وغیرہ کا مال بے حساب آتا تھا تو ہے اپنے ذات کے واسطے ایک درم نہ رکھے اور سب کو تقسیم کر دیتے تھے۔

قاضی عیاض نے شفا میں کہا کہ اندلس کے فقہا ایک شخص کو قتل کر کے سولی دینے کا فتویٰ دیئے تھے جس نے اثنائے مناظرہ میں کہا کہ رسول اللہ ﷺ کا زہد قصد سے نہ تھا اگر طیبات پر قادر ہوتے تو اس کو کھاتے و کرم عیسیٰ اور کرم عیسیٰ کا انہوں فرزند بی بی مریم بنت عمران کے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ بغیر باپ کے پیدا کیا ان کے حمل کی مدت ایک ساعت تھی۔ بعض کہتے ہیں تین ساعت بعض کہتے ہیں چھ مہینے بعض کہتے ہیں آٹھ مہینے بعض کہتے ہیں نو مہینے بنی اسرائیل نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کا ارادہ کیا سو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ آسمان پر بلوا لیا۔ انہوں نے قیامت کے آگے آسمان پر سے اُتریں گے اور دجال کو ماریں گے اور صلیب توڑیں گے اور رسول اللہ ﷺ کی امت میں رہیں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بہت کرم والے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کی تعریف میں فرمایا کہ انہوں وجیہ ہیں دنیا اور آخرت میں یعنی مرتبے والے ہیں۔ معلوم کیجئے کہ کرم اس کو کہتے ہیں کہ بڑی قدر اور نفع کی چیز کو طیب نفس سے خرچ کرنا یہ صفت بھی نبی کریم ﷺ میں بوجہ اکمل تھی کہ اس طور کا کرم کسی کو نہ تھا سخاوت اور بخشش سے آپ کے ابر نیسان شرمندہ تھا اور دریائے کرم ہاتھوں میں موج مارتی تھی۔

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس کوئی شخص کسی چیز سے سوال کیا تو نہیں کر کے کبھی نہ فرمائے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے کوئی چیز مانگیں تو دے دالتے تھے۔ ایک بار ایک شخص آیا سو اس کو حضرت ﷺ بکریاں کا مندہ جو دو پہاڑ کے درمیان بھر کے تھا

دیئے اس نے اپنی قوم میں جا کر کہا تم ایمان لاؤ کیونکہ محمد ﷺ ایسا دیا کرتے ہیں کہ جس کو اندیشہ فقیری کا نہیں اور حضرت ﷺ نو مسلموں کو حنین کے جنگ میں جو انعام دیئے سو اس کا حساب کیے تو پانچ کرور درہم ہوئے۔ اس کے سوائے بہت سے احادیث ہیں۔ معلوم کیجئے کہ حافظ خطیب بغدادی نے جو حدیث کہ اپنی سند سے روایت کیا ہے اس میں اسطور سے لکھا ہے کہ عطا کرو نبی کریم ﷺ کو خلق آدم کا اور معرفت شیث علیہ السلام کی اور شجاعت نوح علیہ السلام کی اور خلت ابراہیم علیہ السلام کی اور زبان اسمٰعیل علیہ السلام کی اور رضامندی اسحٰق علیہ السلام کی اور فصاحت صالح علیہ السلام کی اور حکمت لوط علیہ السلام کی اور بشارت یعقوب علیہ السلام کی اور شدت موسیٰ علیہ السلام کی اور صبر ایوب علیہ السلام کا اور طاعت یونس علیہ السلام کی اور جہاد یوشع علیہ السلام کا اور آواز داؤد علیہ السلام کا اور حب دانیال علیہ السلام کا اور وقار الیاس علیہ السلام کا اور عصمت یحییٰ علیہ السلام کی اور زہد عیسیٰ علیہ السلام کا وَاغْمُرُوْهُ فِي اَخْلَاقِ الْاَنْبِيَاءِ اور ڈباؤ حضرت ﷺ کو اخلاق میں تمام انبیاء کے یعنی ہر ہر نبی میں جو اخلاق حمیدہ اور اوصافِ پسندیدہ تھے سو ان تمام اخلاق اور اوصاف کو ذات میں نبی کریم ﷺ کے مجتمع کرو۔

معلوم کیجئے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے اخلاق پسندیدہ ایسے تھے کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے عظیم ہے کر کے کہا اور قرآن شریف میں فرمایا اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ یعنی بیشک تو بڑے اخلاق پر ہے۔ جب اللہ سبحانہ نے عظیم ہی کر کے نبی کریم ﷺ کے اخلاق کو وصف کیا تو وہ کیسے اخلاق رہیں گے بشر کو کیا طاقت کہ اس کی تفصیل کر سکے۔ بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتے ہیں کہ اخلاق نبی کریم ﷺ کے قرآن تھا یعنی قرآن میں جو اوصاف بہتر ہیں وہ تمام اس ذات مقدس میں موجود تھے۔ امام ربانی شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہٗ لکھتے ہیں کہ بی بی کے قول میں ایک رمز پوشیدہ اور مخفی اشارہ ہے کہ آنحضرت ﷺ

متصف تھے باخلاق ربانی سو بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا جناب الٰہی کی حشمت پر نظر کرتے کہہ نہ سکے کہ حضور نبی کریم ﷺ میں اللہ تعالیٰ کے اخلاق تھے لیکن لطافت کے ساتھ اس طرف اشارہ کر کے فرمائے کہ خلق ان کا قرآن تھا۔ ثُمَّ تَجَلَّتْ عَنْهُ پستر کھل گیا وہ ابر حضرت ﷺ سے یعنی وہ ابر جاتا رہا۔ فَاِذَا اَنَا بِہٖ پس یکا یک میں ساتھ نبی کریم ﷺ کے ہوں۔ قَدْ قَبَضَ عَلٰی حَرِیْرَةٍ خَضْرَاءَ مَطْوِیَةٍ تحقیق کہ پکڑے ہیں سبز حریر کا کپڑا لپیٹا ہوا۔ بعض روایتوں میں آیا ہے کہ اس حریر سے پانی ٹپکتا تھا۔ وَاِذَا بِقَائِلٍ یَقُوْلُ اور یکا یک کہنے والا کہتا ہے بخ بخ واہ واہ وے کلمہ ہے کہ کسی چیز کی خوشی پر اور بڑے کام کے وقت کہتے ہیں اس کے اعراب میں کئی وجہ جائز ہیں۔ پہلے کو تنوین اور دوسرے کو سکون سے پڑھنا اور دونوں کو سکون سے پڑھنا اور دونوں کو تنوین سے اور دونوں کو تشدید سے اور افراد اور تکرار دونوں سے مستعمل ہے۔ قَبَضَ مُحَمَّدٌ عَلَی الدُّنْیَا کُلِّهَا قابض ہوئے محمد ﷺ تمام دنیا پر۔

علامہ زرقانی نے کہا کہ حریر کے کپڑے کو اپنے دست مبارک سے پکڑے تھے سو اسی کے طرف اشارہ تھا۔ لَمْ یَبْقَ خَلْقٌ مِنْ اَهْلِهَا اِلَّا دَخَلَ فِیْ قَبْضَتِہٖ نہیں باقی رہا کوئی مخلوق اہل دنیا سے مگر داخل ہوا حضرت ﷺ کے قبضہ میں۔ معلوم کیجئے کہ رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ اعظم ہیں اور تمام اجناس عالم کے خزائن کے کنجیاں آپ کے تفویض ہوئے کوئی مخلوق کو آپ کے بغیر واسطے نعمت نہیں ملتی ہے تو سب اہل دنیا اگرچہ کفار بھی آپ کے قبضہ اختیار میں ہوئے اور بھی اللہ تعالیٰ حضرت محمد ﷺ کو تمام انس کی طرف مبعوث کیا پھر جو شخص کہ ایمان لایا تو وہ امن پایا اور جو کوئی خلاف کیا تو وہ یا جزیہ دینا قبول کر کے طوق اطاعت کی اپنے گردن میں ڈالا قتل ہوا پس اس صورت میں سب اہل دنیا نبی کریم ﷺ کے قبضے میں داخل ہو گئے۔ وَاِذَا اَنَا بِثَلَاثَةِ نَفَرٍ بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتے

ہیں اور یکا یک میں تین شخص کے ساتھ ہوں۔ بعض روایتوں میں آیا ہے کہ میں گمان کئی کہ آفتاب ان تینوں شخص کے منہ کے درمیان سے نکلتا ہے یعنی ان کا منہ آفتاب کے مانند چمکتا تھا۔ فِي يَدِ اَحَدِهِمْ اَبْرِيْقٌ مِنْ فِضَّةٍ ہاتھ میں ایک کے ان تینوں سے آفتابہ ہے روپے کا۔

بعضے روایتوں میں یہ بھی زیادہ ہے کہ اس آفتابہ میں مشک کے مانند بو تھی۔ وَفِي يَدِ الثَّانِي طَسْتٌ مِنْ زُمُرُّدٍ اَخْضَرَ اور ہاتھ میں دوسرے کے طشت ہے سبز زمرد کا طست فتح سے طا کے اور سکون سے سین مہملہ کے حافظ ابوزکریا نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اس طشت کو چار طرف تھے ہر طرف ایک ایک سفید موتی تھا۔

یکا یک کہنے والا کہتا تھا یہ دنیا ہے اس کا شرق اور غرب اور برو بحر پس پکڑ واے حبیب اللہ اس سے کونسا طرف چاہتے ہیں۔ بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں پس میں پھری تا کہ دیکھوں کہ حضرت ﷺ طشت کا کونسا طرف پکڑے ہیں پس یکا یک حضرت ﷺ طشت کو پکڑے پس سنی میں نے کہنے والے کو کہتا ہے قابض ہوئے محمد ﷺ کعبہ پر قسم ہے رب کعبہ کی تحقیق کہ اللہ تعالیٰ کعبے کو ان کا قبلہ بنایا اور مسکن مبارک کیا وَفِي يَدِ الثَّالِثِ حَرِيْرَةٌ بَيْضَاءُ اور ہاتھ میں تیسرے کے حریر کا کپڑا ہے سفید فَنَشَرَهَا پس کھولا حریر کے کپڑے کو فَاَخْرَجَ مِنْهَا خَاتِمًا تَحَارُ اَبْصَارُ النَّاظِرِيْنَ دونہ پھر نکالا اس سے ایک مہر جو خیرہ ہوتے تھے آنکھیں دیکھنے والوں کے پرے اس کے یعنی مہر میں ایسی درخشندگی اور چمکاٹ تھی کہ دیکھنے والوں نے اس کو تو نہ دیکھ سکتے تھے بلکہ اس کے قریب جو موضع ہے وہاں بھی ان کے آنکھ خیرہ ہوتے تھے۔ فَغَسَلَهُ مِنْ ذٰلِكَ الْاِبْرِيْقِ سَبْعَ مَرَّاتٍ پس دھویا فرشتہ نبی کریم ﷺ کو اس آفتابہ سے سات بار ثُمَّ خَتَمَ بَيْنَ كَتِفَيْهِ بِالْخَاتِمِ پستر مہر کیا

نبی کریم ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان اس مہر سے معلوم کیجئے کہ یہ مہر کا نشان نبی ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان مسّے کے طور گوشت پارہ سرخ رنگ بڑھ کے آیا تھا اس کے گرد خال تھے اور اس پر بال تھے اس کو خاتم النبوۃ یعنی نبوت کا مہر کہتے ہیں۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ سابق کے پیغمبروں کے کتابوں میں ایک نبی کا آنا لازم ہے اور اس پر ایمان لانے کے واسطے تاکید فرمایا تھا سو اس کی یہ نشانی ہے کر کے بتا دیا تھا تا نبوت پر دلیل ہووے اور اس پر طعن کو جائے تر ہے اور کوئی جھوٹا مدعی اپنے کو نبی آخرالزمان ہے کر کے نہ ٹھہرائے کسی نبی کے پیٹھ پر یہ نشان نہ تھا سوائے آنحضرت ﷺ کے اور اس میں لکھا ہوا تھا۔ محمد رسول اللہ اور ایک روایت میں ہے کہ اس کے اندر لکھا ہوا تھا اَللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اور اس کے اوپر لکھا ہوا تھا تَوَجَّہْ حَیْثُ شِئْتَ فَاِنَّكَ الْمَنْصُوْر یعنی جا جس طرف جاتا ہے سو تو منصور ہے وَلَفَّہٗ فِی الْحَرِیْرَۃِ اور لپیٹا وہ فرشتہ نبی کریم ﷺ کو اس حریر میں ثم حملہ پس اٹھایا حضرت ﷺ کو فَاَدْخَلَہٗ بَیْنَ اَجْنِحَتِہٖ سَاعَۃً پھر داخل کیا حضرت ﷺ کو اپنے پکھوٹوں میں ایک ساعت۔

علامہ زرقانی نے کہا ظاہر ایسا ہے کہ ساعت سے مراد تھوڑا وقت ہے نہ ساعت فلکیہ ثُمَّ رَدَّہٗ اِلَیَّ پس رد کیا حضرت ﷺ کو طرف میرے یعنی میرے حوالے کیا۔ حافظ ابوبکر کی روایت میں یہ بھی زیادہ ہے کہ وہ رضوان خازن جنت تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ کے کان میں باتیں کیا میں ان کو نہ سمجھی اور کہا خوش ہو جیو اے محمد (ﷺ)۔ پس نہیں باقی رہا واسطے کسی نبی کے علم مگر عطا کئے گئے آپ یعنی سابق کے تمام انبیاء کو جو علوم حاصل ہوئے تھے وہ سب آپ کو عطا ہوئے ہیں۔ پس آپ اکثر انبیاء کے ہیں ازروئے علم کے اور شجیع زیادہ ان کے ہیں ازروی قلب کے آپ کے ساتھ کنجیاں ہیں۔ نصرت کے اور آپ کو مرحمت کئے ہیں

خوف و رعب سو نہیں سنتا ہے کوئی ایک آپ کے ذکر کو مگر ڈرتا ہے دل اس کا اور خوف کرتا ہے قلب اس کا اگرچہ آپ کو نہ دیکھے یا خلیفۃ اللہ۔

بندۂ عاصی کہتا ہے یہاں سے حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی جس کو ابونعیم روایت کیے سو تمام ہوئے اور چند احادیث اور ابحاث جو اس بیان سے تعلق رکھتے ہیں سو ہم ذکر کرتے ہیں۔ روایت کیے ہیں بیہقی اور طبری اور ابن عبداللہ نے عثمان بن العاصی رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنی والدہ اُم عثمان فاطمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہی جبکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کو حاضر ہوئے تو گھر کو دیکھی حضرت پیدا ہوئے سو وقت نور سے بھر گیا اور ستاروں کو دیکھی کہ قریب ہوتے تھے یہاں تک کہ میں گمان کیا کہ میرے پر گریں گے۔

روایت کیا ہے ابونعیم نے عمرو بن قتیبہ سے کہا میرے باپ سے سنا کہتے تھے جبکہ قریب ہوا بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کو وقت ولادت کا تو اللہ تعالیٰ ملائکہ کو کہا کہ تمام دروازوں کو آسمان اور بہشت کے کھولو اور تمام ملائکہ کو حکم کیا کہ حاضر ہو یعنی بی بی آمنہ کے نزدیک پھر فرشتے اُترے جس حال میں کہ بشارت دیتے تھے۔ بعضے فرشتے بعضوں کو اور دراز ہوئے پہاڑ ان دنیا کے اور بلند ہوئے دریایان اور ہا یکدیگر بشارت دیتے تھے۔ اہل دریا پھر باقی نہ رہا کوئی فرشتہ مگر حاضر ہوا اور شیطان کو پکڑ کے ستر زنجیر میں مقید کیے اور دریائے سبز کے وسط میں ڈالے اور مقید کیے گئے شیاطین اور ماردان اور اس روز آفتاب کو نور عظیم کا لباس پہنائے تھے اور بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کے سرہانے ستر ہزار حوران ہوا میں کھڑی تھیں۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کا انتظار کرتے ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے حکم کیا کہ اس سال دنیا کی تمام حاملہ عورتیں لڑکے جنیں واسطے کرامت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کوئی جھاڑ باقی نہ رہے۔ مگر بار دار ہوئے اور کوئی خوف باقی نہ رہے مگر امن ہوئے پھر جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم پیدا

ہوئے تو تمامی دنیا نور سے بھر گئی تھی پس فرشتے بایکدیگر بشارت دیتے تھے اور ہر آسمان میں ایک ستون زمرد سے اور ایک ستون یاقوت سے کھڑے کئے جس سے تمام آسمان روشن ہوئے تھے اور وے ستون مشہور ہیں آسمان میں اس کو رسول اللہ ﷺ اسرا کی شب کو دیکھے تو کہا گیا کہ آپ کی ولادت کی بشارت کے لئے ان ستون کو کھڑے کئے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کی ولادت کی شب کو اللہ تعالیٰ نہر کوثر پر ستر ہزار جھاڑ مشک اذفر کے اگایا اور اس کے پھلاں اہل جنت کا بخور گردانے گئے اور تمام اہل سموات اللہ تعالیٰ کے پاس رسول اللہ ﷺ کی سلامتی کے لئے دعا کرتے تھے اور تمام بتان اوندھے پڑھ گئے امالات اور عزی وے دونوں نکل گئے اپنے مکان سے اور کہتے تھے وائے ہے قریش کو آیا ہے ان کو امین آیا ہے ان کو صدیق اور قریش نہیں جانتے ہیں کہ ان کو کیا پہنچا اور چند روز کعبے کے اندر سے آواز سنتے تھے کہتا تھا کہ اب میرا نور آیا اور اب میری زیارت کرنے والے گناہ نہ کریں گے اور اب میں پاک ہوں گا جاہلیت کے نجاستوں سے اے عزیٰ ہلاک ہوئے تو اور تین رات دن تک کعبہ کا زلزلہ سکون نہ پایا اور یہ اول علامت ہے جو دیکھے قریش نے نبی کریم ﷺ کی ولادت سے۔

روایت کیا ہے ابونعیم نے عباس رضی اللہ عنہ سے کہ جب رسول اللہ ﷺ متولد ہوئے تو میں نے بی بی آمنہ کو کہا تمہارے جنے کے وقت کیا چیز دیکھے تو کہے میں نے دیکھی نزدیک میرے ایک جماعت سنگخوار پرندوں کی تحقیق کہ وہ سجدہ کئے نبی ﷺ کو اور اپنے پکھوٹے کھولے اور دیکھی میں تابعہ سعیرہ اسدیہ کو جاتی تھی اور مجھ کو کہتی تھی کہ تمہارے اس لڑکے کے سبب سے بتان اور کاہنوں کو کیا پہنچا یعنی بڑی بلا کی پہنچی اور ہلاک ہوئے سعیرہ اور ویل ہے بتوں کو۔

روایت کیا ہے ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں عکرمہ سے کہ جب رسول

اللہ ﷺ متولد ہوئے تو روشن ہوگئی زمین نور سے اور ابلیس نے کہا مقرر آج کی رات ایک لڑکا پیدا ہوا ہے جو فاسد کرے گا ہمارے پر کاموں کو ہمارے پھر اس کا لشکر یعنی شیاطین کہے تو اس لڑکے کے نزدیک جائے گا تو اس کو فاسد کر دے گا پھر جب نبی کریم ﷺ کے قریب ابلیس ہوا تو اللہ تعالیٰ جبرئیل علیہ السلام کو بھیجا پھر جبرئیل ابلیس کو ایک ٹھوکر مارے سو عدن میں پڑا۔

روایت کیا ہے امام سہیلی نے روض الانف میں مجاہد سے کہ ابلیس چار وقت فریاد و فغان کیا پہلا اس کو لعنت ہوئی سو وقت دوسرا اس کو جنت سے چلائے سو وقت تیسرا نبی کریم ﷺ متولد ہوئے سو وقت چوتھا سورۂ فاتحہ نازل ہوا سو وقت احادیث میں آیا ہے کہ قریش میں جب لڑکا پیدا ہوا تو ان کی عادت تھی کہ اس کو دیگ کے نیچے رکھتے تھے پھر جب رسول اللہ ﷺ متولد ہوئے تو آپ کو بھی اسی طرح رکھے جب صبح ہوئی تو دیکھے کہ وہ دیگ شق ہو کر دو ٹکڑے ہوگئی ہے اور رسول اللہ ﷺ آنکھ کھول کر آسمان کی طرف دیکھ رہے ہیں۔

شیخ نجم الدین غیطی نے اپنے رسالۂ مولد میں لکھا ہے کہ بعض اہل اشارات کہتے ہیں کہ وہ دیگ شق ہوگئی سو اس میں اشارہ ہے رسول اللہ ﷺ کے امر کے ظہور اور شہرت طرف اور آپ ظلمت جہل کو چیر دیں گے اور اس کو زائل فرما دیں گے۔ مروی ہے کہ جب عبدالمطلب رسول اللہ ﷺ کو دیکھنے آئے تو بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا جو جو عجائبات دیکھے تھے بیان کئے تو عبدالمطلب فرمائے کہ رسول اللہ ﷺ کی حفاظت کرو کیونکہ میں اُمید رکھتا ہوں کہ یہ لڑکا نیکی کو پہنچے گا اور عبدالمطلب رسول اللہ ﷺ کو لے کے کعبے کے اندر داخل ہوئے اور وہاں کھڑے رہ کے اپنے کو جو نعمت عظمیٰ ملی اس پر اللہ کی حمد و شکر کئے اور چند اشعار پڑھے از انجملہ ایک یہ ہے شعر:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَعْطَانِی
ھٰذَا الْغُلَامَ طَیِّبَ الْاَرْدَانِ

اور عبدالمطلب سے منقول ہے کہ میں نے محمد ﷺ کی ولادت کی شب کعبے کے پاس تھا جب آدھی رات ہوئی دیکھا کہ کعبہ مقام ابراہیم کی طرف جھک کے سجدہ میں گیا ہے اور اس سے آواز آئی کہ اللہ اکبر اللہ اکبر رب محمد المصطفےٰ اب مجھے پروردگار بتوں کی اور مشرکوں کی نجاست سے پاک کیا اور غیب سے آواز آئی کہ کعبے کی قسم کہ کعبے کو پسند کیا اور اس کو قبلہ بنایا اور اس کو مسکن مبارک کیا اور کعبے کے گرد جو بتان تھے سو ٹوٹ گئے اور ہُبل کر کے جو بڑا بُت تھا اوندھا گر گیا اور ایک آواز آئی کہ محمد ﷺ کو آمنہ رضی اللہ عنہا جنی اور اس پر ابر رحمت اترا اور از جملۂ عجائب ولادت کے یہ تھا کہ نبی کریم ﷺ پیدا ہوئے سو شب کو کسریٰ کے حویلیوں کو زلزلہ ہوا اور اس میں شق پڑ گیا اور اس کے چودہ کنگرے گر گئے اور ساوے کا تالاب جو بہت بڑا تھا خشک ہو گیا کیونکہ وہاں کے لوگ بہت طغیانی کرتے تھے اور ساوی کی ندی ہزار سال سے سوکھی تھی سو جاری ہوئی اور فارس کا آتشکدہ جس کی آگ ہزار سال سے سلگی تھی سو بجھ گئی اور تمام روئے زمین کے بتان اوندھے گر گئے۔ معلوم کیجئے کہ کسریٰ کی حویلی کے چودہ کنگرے جو گر گئے اس میں اس بات کا اشارہ تھا کہ اس کی اولاد میں چودہ آدمی بادشاہ ہوں گے اس کے بعد ان کی سلطنت جاتی رہے گی اور مسلمانوں کے ہاتھ میں آئے گی جیسا کہ سطیح کاہن نے اس کی خبر دی۔

حافظ سخاوی اپنے رسالۂ مولد میں ابن الجزری سے نقل کیا ہے کہ کسریٰ کی حویلی میں جو شق پڑ گیا سو وہ اب تک باقی ہے۔ روایت کئے ہیں خرائطی اور ابن عساکر نے عروہ سے کہے کہ قریش کی ایک جماعت ایک بت کے پاس آیا

کرتی تھی ان میں ورقہ بن نوفل اور زید بن عمرو بن نفیل اور عبیداللہ بن جحش اور عثمان بن الحویرث بھی تھے۔ ایک روز دیکھا تو بت اوندھا پڑا ہے سب مل کر اس کو اس کے مقام پر پھر رکھے پھر تھوڑا وقت نہیں گزرا کہ بہت بدطوری کے ساتھ بھی وہ گر پڑا پھر کھڑے کرے تیسری بار بھی اوندھا گرا۔ حضرت عثمان بن حویرث بولا آج کوئی حادثہ نیا ہوا ہے اور اسی شب کو نبی کریم ﷺ پیدا ہوئے تھے۔ سو دیو کے اندر سے آواز آیا۔

تَرَدّٰی لِمَوْلُوْدٍ اَنَارَتْ بِنُوْرِہٖ
جَمِیْعُ فَجَاجِ الْاَرْضِ بِالشَّرْقِ وَالْغَرْبِ

یہ بت گرا واسطے ایک لڑکے کے کہ روشن ہوئے اس کے نور سے زمین کے تمام راستے مشرق اور مغرب میں۔

وَخَرَّتْ لَہُ الْاَوْثَانُ طُرًّا وَاَرْعَدَتْ
قُلُوْبُ مُلُوْکِ الْاَرْضِ طُرًّا مِنَ الرُّعْبِ

اور اوندھے گرے اس کے واسطے بت تمام اور کانپ گئے دل زمین کے بادشاہوں کے رعب سے۔

وَنَارُ جَمِیْعِ الْفُرْسِ بَاخَتْ وَاَظْلَمَتْ
وَقَدْ بَاتَ شَاہُ الْفُرْسِ فِیْ اَعْظَمِ الْکُرْبِ

اور آتش تمام فارس کی بجھ گئی اور تاریک ہوئی اور رہا شاہ فارس کا بڑی سختی میں۔

وَصَدَّتْ عَنِ الْکُہَّانِ بِالْغَیْبِ جِنُّہَا
فَلَا مُخْبِرٌ مِنْہُمْ بِحَقٍّ وَلَا کِذْبِ

اور باز رہے کاہنوں کو غیب بولنے سے ان کے جن پھر ان سے خبر دینے

والا نہ رہا۔ نہ سچ نہ جھوٹ۔

فَيَاآلَ قُصَيٍّ ارْجِعُوْا عَنْ ضَلَالِكُمْ
وَهُبُّوْا اِلَى الْاِسْلَامِ وَالنُّزُلِ الرَّحْبِ

سوائے آل قصی کی تم پھر جاؤ اپنی گمراہی سے اور ہوشیار ہو طرف اسلام کے اور فراغت کی ضیافتوں کے۔

روایت کیے ہیں خرائطی نے اسما بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے کہے کہ ابرہہ مکے سے بھاگا بعد حبش کو نجاشی بادشاہ کے یہاں زید بن عمرو بن نفیل اور ورقہ بن نوفل مل کر گئے اس کی ملازمت حاصل ہوئی بعد کہا اے قریشان میں ایک بات پوچھتا ہوں تم راست کہو کہے بہت بہتر بولا تمہارے یہاں کوئی لڑکا تھا کہ اس کو اس کا باپ ذبح کرنا چاہتا تھا پھر قرعہ ڈال کر اس کے درعوض بہت سے اونٹ ذبح کیے کہے درست ہے پوچھا وہ لڑکا کیا ہوا کہے ایک بی بی تھی اس کا نام آمنہ اس کو اس سے نکاح کر دیئے اس کو حمل ٹھہرا اس میں اس کا شوہر سفر کیا سو مر گیا پوچھا وہ حاملہ تھی سو جنی کیا نہیں کہے۔ لڑکا پیدا ہوا پوچھا اس کی پیدائش کی شب کچھ عجائب بھی نمود ہوئے ورقہ کہے میں اس شب کو بت پاس رہا تھا اس کے شکم سے آواز آیا۔

وُلِدَ النَّبِيُّ فَذَلَّتِ الْاَمْلَاكُ
وَنَاَئَ الضَّلَالُ وَاَدْبَرَ الْاِشْرَاكُ

پیدا ہوا نبی اور لغزش پائے بادشاہوں اور دور ہوئی گمراہی اور بھاگا شرک پھر وہ بت اوندھا گر پڑا۔ زید کہے میں بھی اس شب کو ابی قبیس پہاڑ کی طرف گیا دیکھا ایک شخص اس کو سبز دو پکھوٹے ہیں آسمان پر سے اترا اور ابوقبیس پر کھڑے ہوا بعد مکے طرف دیکھ کر کہا شیطان ذلیل ہوا اور بت باطل ہوئے اور امین پیدا ہوا بعد ایک کپڑا اس کے ساتھ تھا سو کھولا اور مشرق و مغرب طرف جھکا اور وہ کپڑا

اسمان کے نیچے ڈھانپ لیا اور ایک نور چمکا کہ اس سے آنکھ خیرہ ہوئے اور مجھے گھبراہٹ ہوئی بعد ہاتف اپنے پکھوٹھے ہلا کر اڑا اور کعبے پر گرا وہاں سے ایک نور روشن ہوا کہ اس سے تہامے کا ملک روشن ہوا اور بولا زمین پاک ہوئی اور کعبے پاس کے بتوں طرف اشارہ کیا تمام بت گر گئے نجاشی بولا میں اس شب کو خلوت خانے میں تھا زمین سے ایک منڈی نکلی اور بولی اصحاب الفیل پر بلا اتری پرندے ان کو کنکروں سے مارے اشرم جو حرم پر تعدی کیا تھا سو ہلاک ہوا اور پیدا ہوا نبی امی حرمی مکی جس نے اس نبی کو مانا سو نیک بخت ہوا اور جو کوئی اس کو نہ مانا تو ہلاک ہو گا اس کو دیکھ کر میں پکارنا چاہا زبان نہ اٹھی کھڑے ہونے کا قصد کیا طاقت نہ ہوئی بعد جب وہ غیب ہوا میں اپنی حالت پر آیا اکثر اہل سیر اس بات پر ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مختون اور ناف کٹی ہوئی پیدا ہوئے۔

روایت کیے ہیں طبرانی اوسط میں اور ابونعیم اور خطیب اور ابن عساکر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری کرامت سے ہے میرے رب کے نزدیک کہ میں مختون پیدا ہوا اور کوئی شخص میری شرمگاہ نہ دیکھا۔ ابن سبع اپنی خصایص میں لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گہوارہ فرشتے جھلانے سے جھلتا تھا۔ علامہ زرقانی نے کہا کہ دوسرے کوئی نبی کے گہوارہ کو ملائکہ جھلاتے تھے کر کے منقول نہیں ہوا۔ روایت کیے ہیں بیہقی اور صابونی اور خطیب اور ابن عساکر اپنی تاریخ میں حضرت عباس رضی اللہ عنہما سے کہ کہے میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی نبوت کی علامت مجھ کو آپ کے دین میں داخل ہونے کا باعث ہوئی میں نے آپ کو گہوارہ میں دیکھا ہوں آپ چاند سے بات کرتے تھے اور اس کے طرف اپنی انگلی مبارک سے اشارہ کرتے تو آپ جس طرف اشارہ کرتے اس طرف میل کرتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے میں اس سے بات کرتا تھا اور وہ میرے

سے بات کرتا اور مجھ کو رونے سے باز رکھتا اور میں اس کے گرنے کا آواز سنتا تھا جس وقت کہ وہ عرش کے نیچے سجدہ کرتا۔

فائدہ: نبی ﷺ کون سے مہینے میں متولد ہوئے سو اس میں اختلاف ہے مشہور اور جمہور علماء کا قول یہ ہے کہ ربیع الاول کی بارہویں کو دوشنبہ کے روز متولد ہوئے۔ بعضے کہتے ہیں ربیع الاول کی دوسری شب کو بعضے کہتے ہیں آٹھویں کو بعضے کہتے ہیں دسویں کو بعضے کہتے ہیں سترہویں کو اور بعضے کہتے ہیں صفر میں اور بعضے کہتے ہیں ربیع الآخر میں اور بعضے کہتے ہیں رمضان میں لیکن صحیح اور مشہور قول جس پر جمہور علماء ہیں یہ ہے کہ بارہویں ربیع الاول دوشنبے کے روز ہوئی اور ولادت شریف کونسے وقت ہوئی رات کو یا دن کو اس میں اختلاف ہے۔ کہتے ہیں کہ دن کو ہوئی اور بعضے کہتے ہیں رات کو ہوئی اور بعضے کہتے ہیں طلوع فجر کے وقت ہوئی۔ شیخ بدرالدین زرکشی نے کہا صحیح قول یہ ہے کہ دن کو ہوئی طلوع فجر کے بعد کہتے ہیں کہ غفر ستارہ طالع تھا اور نیسان کا مہینہ تھا اور آفتاب حمل کے برج کے بیسویں درجے میں تھا اور وہ اپریل کا مہینہ تھا۔ سن پانسو اکہتر عیسوی معلوم کیجئے کہ وہ جو مشہور ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمائے ہیں۔ وُلِدْتُ فِی زَمَنِ الْمَلِكِ الْعَادِلِ یعنی میں زمانے میں بادشاہ عادل یعنی نوشیروان کے پیدا ہوا سو یہ حدیث باطل اور موضوع ہے اس پر تمام محدثین کا اتفاق ہے۔

حافظ الحدیث شیخ سخاوی نے اپنے رسالۂ مولد میں لکھا ہے کہ وہ جو ذکر کیا گیا ہے زبانوں پر ولدت فی زمن الملك العادل سو اس کو کچھ اصل نہیں اور حافظ ابو سعد بن السمعانی نے نقل کیا ہے کہ بعضے صالحین نے نبی ﷺ کو خواب میں دیکھا اور کہا یا رسول اللہ ﷺ مجھ کو پہنچا کہ آپ فرمائیے ولدت فی زمن الملك العادل اور میں نے اس حدیث سے حاکم ابی عبداللہ الحافظ کو سوال کیا تو وہ کہا یہ

کذب ہے اس کو نبی ﷺ نہیں فرمائے ہیں تو رسول اللہ ﷺ فرمائے۔ ابو عبداللہ راست کہا اور حلیمی نے شعب میں کہا کہ حدیث ولدت آہ صحیح نہیں اور شیخ نجم الدین الغیطی نے اپنے رسالۂ مولد میں کہا کہ متقدمین اور متاخرین کے سب حفاظ کہے کہ یہ کذب ہے اس کو کچھ اصل نہیں اور حافظ ابن حجر مکی اپنے رسالۂ مولد میں کہا کہ اس کو کچھ اصل نہیں اور علامہ شیخ مدابغی نے کہا کہ یہ کذب ہے اس کو کچھ اصل نہیں اور علامہ شیخ شہاب الدین الخفاجی شرح شفا میں کہا کہ حافظ سخاوی اور سمعانی کہے ہیں کہ اس کو کچھ اصل نہیں اور یہ حدیث موضوع ہے۔

فائدہ: شیخ قسطلانی اور ابن حجر مکی وغیرہما لکھے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی ولادت شریف جو ربیع الاول میں ہوئی اور محرم اور رجب اور رمضان اور دوسرے فضیلت وشرف کے مہینوں میں نہ ہوئی سو اس کی وجہ یہ ہے کہ سرور عالم ﷺ کو زمان کے سبب سے کچھ شرف و بزرگی حاصل نہیں ہوئی بلکہ زمان آپ کے سبب سے مشرف ومکرم ہوا ہے پھر اگر مذکور مہینوں میں ولادت شریف ہوتی تو گمان اور توہم ہوتا کہ سرور عالم ﷺ اس مہینے کے سبب سے مکرم و معظم ہوئے اس گمان وتوہم کو دور کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کی ولادت کو دوسرے مہینے میں رکھا تا کہ نبی کریم ﷺ پر اپنی جو عنایات اور کرامت ہے سو اس کو ظاہر کرے۔

علامہ زرقانی نے شرح مواہب اللدنیہ میں لکھا ہے کہ مخصوص ماہ ربیع الاول میں ولادت ہوئی سو اس کی حکمت یہ ہے کہ آپ کی شرع میں وقت ربیع سے شباہت ہے کیونکہ وقت ربیع اعدل فصول سے ہی اور آپ کی شرع شریف بھی اعدل شرائع سے ہے اور بھی زرقانی کہا کہ اہل معانی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے سو فصل بھی ربیع کا تھا یعنی بہار کا موسم اور وہ اعدل فصول سے ہے رات اور دن اس کے معتدل ہیں حرارت اور برودت میں اور نسیم اس کی معتدل

ہے یبوست اور رطوبت میں اور آفتاب اس کا معتدل ہے علو اور ہبوط میں اور قمر اس کا معتدل ہے اول درجہ میں شبہای بیض سے۔

فائدہ: رسول اللہ ﷺ کی ولادت مکہ معظمہ میں ہوئی یہی قول جمہور کا ہے بلکہ حافظ ابن حجر اور علامہ مدابغی لکھے ہیں کہ ہمارے ایمہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی ولادت شریف مکہ معظمہ میں ہوئی کر کے ایمان لانا واجب ہے اور وہ اول واجب سے ہے جو اولاد کی عمر سات سال کی ہوئی اور ممیز ہو تو سکھلانا ہے بلکہ بعضوں نے نص کیا ہے کہ اس کا انکار کرنا کفر ہے جیسا کہ نبی ﷺ قرشی ہونے کا انکار کرنا کفر ہے انتہیٰ۔

اور ولادت شریف کس مکان میں ہوئی سو اس میں اختلاف ہے صحیح قول یہ ہے کہ ایک گھر میں جو نبی ﷺ مدینہ منورہ کو ہجرت کے بعد عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اس گھر کے مالک ہوئے انہیں کے پاس اولاد تھا یہاں تک کہ اس کو محمد بن یوسف بھائی حجاج بن یوسف کا خرید کیا اس کے بعد ہارون الرشید کی والدہ اس کو خرید کر کے مسجد بنائی اب وہ مسجد نہایت نشیب میں ہے سیڑھیوں پر سے اتر کے اس کے اندر جاتے ہیں مسجد پر قبہ ہے مسجد کے بیچ میں ولادتگاہ ہے اس پر لکڑی کا چھوٹا سا قبہ ہے اس جگہ گڑھا ہے اس پر پتھروں کا فرش ہے ۱۰۰۹ھ ایک ہزار نو میں اس مسجد کی تجدید کیے سعود الوہابی نے اس قبہ کو توڑ دیا تھا سو سلطان محمود خان عثمانی کے زمانے میں پھر اس قبہ کی تجدید کیے یہ مسجد سوق اللیل میں اب مولد النبی کر کے مشہور ہے اور لوگ اس کی زیارت کرتے ہیں اور وہ صفا کے نزدیک ہے۔

علماء کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کعبے کے اندر متولد نہیں ہوئے اس کا سبب یہ ہے کہ مکان کے سبب سے آپ کو شرف نہیں ہوا بلکہ مکان کو آپ کے سبب سے شرف ہوا جیسا کہ مدینہ منورہ کہ اکثر علما کے قول پر مکہ سے افضل ہے علی الخصوص

جس جگہ میں آپ مدفون ہوئے ہیں وہ بالاتفاق عرش عظیم سے بھی افضل ہے۔

فائدہ: رسول اللہ ﷺ اپنی والدہ کا دودھ تین روز بقول سات روز پیئے اس کے بعد چند روز ثویبہ کا جو ابی لہب کی باندی تھی دودھ پیئے اس کے بعد حلیمہ سعدیہ کا روایت ہے مجاہد سے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کو دودھ پلانے کے لئے پرندے جانوراں منازعت کئے تو کہے ہاں قسم ہے اللہ کی اور ہر عورت منازعت کئی کیونکہ جب فرشتہ آسمان دنیا میں ندا کیا کہ یہ محمد ہیں سید الانبیاء خوشی ہے واسطے دودھ کے جو پلایا اس کو پس رغبت کئے جن اور پرندے دودھ پلانے کو نبی کریم ﷺ کے پس ندا کیا گیا کہ باز رہو تم پس تحقیق کہ جاری کیا اللہ تعالیٰ اس کو ہاتھوں پر انسان کے پھر مخصوص کیا اللہ تعالیٰ اس سعادت سے اور مشرف کیا اس شرف سے حلیمہ کو۔

حافظ قسطلانی نے مواہب اللدنیہ میں نقل کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ متولد ہوئے تو کہا گیا یعنی فرشتہ ندا کیا کہ کون شخص کفیل ہوتا ہے اس دریتیم کو جو اس کا مثل قیمت نہیں پایا جاتا ہے تو پرندے کہے ہم کفیل ہوتے ہیں اور ان کی خدمت عظیمہ کو غنیمت جانتے ہیں اور وحشی جانوروں کہے ہم اول ہیں ساتھ اس کے اور پائیں گے شرف اور تعظیم کو اس کے پھر لسان قدرت ندا کیا کہ اے تمام مخلوقات مقرر اللہ تعالیٰ لکھ چکا ہے اپنی سابق کی حکمت قدیمہ میں کہ اپنا نبی کریم ﷺ حلیمہ حلم والی کا رضیع ہووے۔ پھر بی بی حلیمہ نے رسول اللہ ﷺ کو دودھ پلانا شروع کئے تو ان پر آپ کی برکت سے جو جو عنایات الٰہی ہوئے اور ان کے آفات و بلیات دفع ہوئے سو قصہ مشہور ہے۔

فائدہ: حافظ قسطلانی مواہب اللدنیہ میں کہا کہ جمعہ کا روز جس میں حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے جب وہ مخصوص ہوا ایک ساعت سے جس میں مسلمان بندہ

جو نیکی چاہتا ہے اللہ تعالیٰ اس شخص کو وہ عطا کرتا ہے پس کیا حال ہے تیرا اس ساعت میں جو پیدا ہوا ہے اس میں سید المرسلین ﷺ اور اللہ تعالیٰ جمعہ کے روز نماز جمعہ اور خطبہ وغیرہ عبادات کی جو تکلیف ریا ہے یعنی واجب کیا ہے اس طور سے دو شنبے کو جو رسول اللہ ﷺ کی ولادت کا روز ہے عبادات کی تکلیف نہیں دیا سو یہ نبی کریم ﷺ کی اکرام و تعظیم کے لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی عنایت اور بخشش سے حضرت ﷺ کی امت پر تخفیف کیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ اور از جملہ رحمت کے ہے عدم تکلیف انتہیٰ۔

شیخ عبدالحق دہلوی مذکور عبارت بیان کر کے فرمایا اگر چہ ولادت شریف کے شرف و کرامت کے دیکھتے اس روز روزہ مستحب ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ دو شنبے کے روز روزہ رہتے تھے اس کا سبب پوچھے تو فرمائے کہ میں اس روز پیدا ہوا ہوں اور اس روز میرے پر وحی نازل ہوئی انتہیٰ۔

سید عبدالقادر عیدروس رحمۃ اللہ علیہ تحفۃ الغریب بالصلوٰۃ علی الشفیع الحبیب میں کہا کہ ہر مسلمان کو سزاوار ہے کہ دو شنبہ کے روز شکر انعام الٰہی ادا کرے اور اس کا ادا کرنا انواع عبادات ہے از انجملہ نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنا ہے بلکہ وہ افضل عبادات سے ہے۔

فائدہ: رسول اللہ ﷺ کی ولادت کی شب افضل ہے یا شب قدر افضل ہے اس کے جواب میں حافظ قسطلانی لکھا کہ علما کہتے ہیں کہ ولادت شریف کی رات افضل ہے شب قدر سے تین وجہ سے پہلا ولادت کی شب رسول اللہ ﷺ کے ظہور کی شب ہے اور شب قدر آپ کو عطا کی گئی ہوئی شب ہے جو چیز کہ آپ کی ذات شریف ظاہر ہونے سے شرف پائی وہ اشرف ہے اس سے جو آپ کو عطا ہونے کے سبب سے شرف پائی ہے دوسرا شب قدر میں فرشتے نازل ہونے کے سبب

سے شرف پائی اور ولادت کی شب نبی کریم ﷺ کا ظہور ہونے کے سبب سے شرف پائی اور رسول اللہ ﷺ افضل ہیں فرشتوں سے اس سے ثابت ہوا کہ شب مولد افضل ہے۔ تیسرا شب قدر میں فقط نبی کریم ﷺ کی اُمت کو تفضل واقع ہوا بخلاف شب مولد کے کہ اس میں تمام موجودات کو تفضل ہوا کیونکہ نبی ﷺ کو اللہ تعالیٰ رحمۃ للعالمین کر کے بھیجا پھر عام ہوئے آپ کی ولادت سے نعمت تمام خلائق پر اس صورت میں مولد کی شب اعم ہوئی نفع میں پس وہی افضل ہے انتہیٰ۔

فائدہ: رسول اللہ ﷺ کی ولادت شریف پر خوشی کرنا اور ماہ ربیع الاول میں احوال ولادت باسعادت پڑھنا اور عمل مولد کرنا اور کھانا پکا کے کھلانا عاشقان بارگاہ مصطفوی کا کام ہے ایک جماعت حفاظ حدیث اور ائمہ دین کی اس عمل مولد کو موجب برکت اور سبب سعادت دارین کا کہی ہے جس کے دل سے حلاوت ایمان کی جا چکی اور فرقہ اسلام سے خارج ہو کے ابلیس لعین کے تابع ہو کے اور سرور عالم شفیع المذنبین ﷺ سے بغض و عناد رکھ کے طوق لعنت اور ردت کا اپنی گردن میں ڈال کے مذہب وہابیت کو اختیار کئے سوان لوگوں کو البتہ اس عمل مولد کے کرنے سے رنج ہوتا ہے اور اس کو بدعت ضلالت اور کفر خیال کرتے ہیں اور عوام کو شک وشبہہ میں ڈالتے ہیں چنانچہ کسی وہابی بیدین ایک رسالہ اظہار الحق بنا کے چھاپہ کیا ہے اور اپنی تسویلات شیطانی سے اس میں ابن حجر وغیرہ علمائے دین جنہوں نے عمل مولد مستحسن جانا ہے ان کے طعن وتشنیع پر اکتفا نہ کر کے خود نبی کریم ﷺ کے جناب میں گستاخانہ کلام کیا ہے اس کا رد میرے استاد جامع معقول ومنقول حاوی فروع و اصول مولانا وشیخنا جناب سید محمد اسحٰق صاحب الخاطب طراز شخان بہادر مداللہ ظلالہ علی روس الطالبین بہت عمدہ اور مدلل تالیف فرمائے اور براہین قاطعہ سے اس وہابی ملحد کے اقوال کا ذبہ اور تقریر ملمع کی قلعی کھولدئے ہیں

ہم کو وہابیوں سے بحث کرنا کچھ فائدہ نہیں کیونکہ ان کے دلوں پر غشا وہ ضلالت چھایا گیا ہے کسی کی بات ان کو تاثیر نہ کرے گی لیکن اہل سنت کی آگاہی واسطے ہم نے چند علمائے کرام کے اقوال لکھتے ہیں۔

حافظ قسطلانی مواہب اللدنیہ میں کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ثویبہ ابی لہب کی عتیقہ دودھ پلائی جب اس نے ابی لہب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی بشارت دی تو ابولہب نے ثویبہ کو آزاد کیا اور ابولہب کے موت کے بعد اس کو خواب میں دیکھے اور اس سے پوچھے تیرا کیا حال ہے تو کہا دوزخ میں ہوں مگر دوشنبے کی شب کو عذاب میں تخفیف ہوتی ہے اور ان دونوں انگلیوں کے درمیان سے میں پانی چاٹتا ہوں اس لئے کہ مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کی خوشخبری ثویبہ سنائی تو میں نے اس کو آزاد کیا تھا اور دودھ پلانے مقرر کیا۔

حافظ ابن الجزری کہا ابولہب کافر جس کی مذمت میں قرآن نازل ہوا اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مولد شریف کی شب کو خوشی کرنے کے سبب عذاب میں تخفیف پایا تو مسلمان جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کی خوشی کرے اور مقدور کے موافق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں پیسا خرچ کرے تو اس پر اللہ تعالیٰ کی عنایت کس قدر ہو گی میری عمر کی قسم جزا اس کی نہیں ہے اللہ تعالیٰ سے مگر یہ کہ داخل کرے اپنے فضل عمیم سے جنات نعیم میں اور ہمیشہ اہل اسلام اہتمام کرتے ہیں شہر مولد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ولیمے تیار کرتے ہیں اور اس رات کو اقسام کے صدقات سے صدقہ دیتے ہیں اور ظاہر کرتے ہیں خوشی کو اور نیکی کے کاموں میں زیادتی کرتے ہیں اور ولادت شریف کے قصے کو پڑھنے میں اہتمام کرتے ہیں اور ان پر اس سے بہت سے برکات اور فضل عمیم ظاہر ہوتے ہیں اور عمل مولد کے خواص سے مجرب ہے کہ وہ امان ہے اس برس

اور حاجت اور مقاصد بر آنے کو بشارت عاجلہ ہے پس رحم کرے اللہ تعالیٰ اس مر کتین جس نے راتوں کو شہر مولد مبارک کے عیدین بنایا تا کہ ہووے سخت بیماری اس شخص کو جو دل میں اس کے مرض ہے انتہیٰ ۔

کلام الحافظ القسطلانی اور شیخ ابن حجر مکی جو علمائے کبار شافعیہ سے ہیں جن کے قول پر مدار فتویٰ شافعیہ ہے النعمۃ الکبریٰ علی العالم بمولد سید ولد آدم ﷺ میں لکھا ہے کہ جاننا چاہیے کہ اصل عمل مولد بدعت ہے کیونکہ قرون ثلاثہ کے لوگ جن کی بہتری کی شہادت رسول اللہ ﷺ دیئے ہیں ان سے وہ منقول نہیں لیکن وہ بدعت حسنہ ہے کیونکہ اس میں فقیروں پر احسان ہے اور قرآن شریف کی تلاوت ہے اور اکثار ذکر اور درود و سلام ہے نبی ﷺ پر اور فرحت و خوشی اور محبت نبی کریم ﷺ سے ظاہر کرنی ہے اور غیظ میں لانا اہل زیغ و عناد کا زنادقہ تھا ملحدین و کفر و مشرکین کا اس میں ہے اسی واسطے یہ عمل مولد کا قرون ثلاثہ کے بعد جب سے ظاہر ہوا تمام ملکوں کے لوگ سب شہروں میں اور ملکوں میں اس ماہ مبارک میں عمل مولد پر اہتمام کرنے لگے اور بہت سے کھانے پکانا اور لوگوں کو کھلانا اور ان پر احسان کرنا اور صدقات دینا اور نیک کام کرنا شروع کیے اس کے ساتھ قرآن شریف کی تلاوت کثرت سے کرنا اور ذکر کرنا اور نبی کریم ﷺ کے ولادت شریف کا حال اور آپ کے کرامتیں اور بہت سے معجزات جو ظاہر ہوئے اس کو پڑھنا اور خوشی اور مسرت کو ظاہر کرنا اختیار کیے۔

امام الجلیل شمس الدین بن الجزری نے کہا کہ یہ مجربات سے ہے کہ جس نے اس کو کرے گا تو اس کو اس سال امان رہے گا اور اہل مصر اور شام کو اس میں سب سے زیادہ اہتمام ہے اس کے بعد ابن جزری حکایت کیا کہ آپ نے ظاہر برقوق سلطان مصر کو ۷۸۵ھ سات سو پچاسی کو اس کے امرا کے ساتھ قلعہ مصر

میں دیکھا مولد شریف کی شب کو کثرت طعام اور قرأت قرآن اور احسان جو فقراء اور قاریوں اور مدح پڑھنے والوں پر کیا جس سے مجھ کو تعجب ہوا اور اس کار خیر میں جو خرچ کیا دس ہزار مثقال طلا کا ہوا اور ابن الجوزی کے سوائے دوسرے لوگ کہے ہیں۔ پادشاہ مصر الطاہر ابی سعید جقمق اس میں اور زیادتی کیا اور ہند اور اندلس کے پادشاہان ایسا ہی یا اس سے زیادہ کرتے تھے اور اہل مکہ کو اس شب مبارکہ میں ایک شعار مشہور ہے جو دوسرے بلاد میں اسطور کا نہیں ہوتا ہے اور عمل مولد جو احسان واسع و ذکر کثیر پر مشتمل ہے وہ بدعت حسنہ ہونے پر یہ بھی ایک دلائل سے ہے کہ امام کبیر ابی شامہ جو شیخ ہیں امام نووی کے رحمہما اللہ تعالیٰ انہوں نے بہت ثنا کیئے ہیں ملک مظفر حاکم اربل پر جس نے تولد کی شب کو بہت سے امور خیر کرتا تھا اور کسی سے اس طور سے حکایت نہیں کیئے گئی ہے چنانچہ تاریخ ابن خلکان میں اس کے ترجمہ کو جو شخص دیکھا تو وہ معلوم کرے گا پھر ایسے امام کی تعریف اس کام کو خاص ولادت شریف کی شب میں کرنے پر بڑی دلیل ہے کہ وہ بدعت حسنہ ہے علی الخصوص ابو شامہ سا شخص اس تعریف کو اپنے بدعات کے کتاب میں جس کا نام الباعث فی انکار البدع والحوادث ہے کرنا اور اس سلطان کے فعل کی ثناء و مدح کرنا اس کتاب میں کہ جس کو بدعت کے انکار میں بنایا ہے دلیل قوی ہے اس بات پر کہ یہ ویسے بدعات سے نہیں ہے جو انکار کیئے جاتے ہیں بلکہ ان بدعات سے ہے جن کو مستحسن سمجھتے ہیں اور شکر گزاری کرتے ہیں۔ ابن الجزری نے کہا اس عمل میں کچھ نہ ہو کے فقط شیطان کی خواری اور اہل ایمان کا سرور ہونا بس ہے اور کہا صلیب والے جب اپنے نبی کی پیدائش کے روز عید اکبر کرتے ہیں تو ہم اہل اسلام اپنے نبی کریم ﷺ کی پیدائش کے روز تعظیم و تکریم کرنے احق اور اولی ہیں اور شیخ الاسلام والحفاظ ابوالفضل بن حجر عسقلانی نے عمل مولد بدعت حسنہ ہونے پر

حدیث سے جو صحیحین میں آئی ہے استدلال پکڑا ہے کہ نبی کریم ﷺ جب مدینہ منورہ کو تشریف لائے تو یہود کو پائے عاشورہ کے روز روزہ رہتے ہیں ان سے پوچھے تو وہ کہے یہ وہ روز ہے جس میں اللہ تعالیٰ فرعون کو غرق کیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نجات دیا پھر ہم روزہ رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے شکر کے لئے رسول اللہ ﷺ فرمائے ہیں سزاوار تر ہوں موسیٰ کو تمہارے سے اور آپ روزہ رکھے اور حکم فرمائے اس روز روزہ رہنے کا اور فرمائے اگر سال آئندہ زندہ رہوں تو الحدیث پھر شیخ الاسلام حافظ عسقلانی کہا اس حدیث سے مستفاد ہوئی فضیلت اللہ تعالیٰ کے شکر کی انواع عبادات سے اس چیز پر جو ایک معین روز میں نعمت دے کے احسان کیا ہے اور بلا کو دفع کیا ہے اور اس کو ہر سال ویسے ہی روز اعادہ کرے پھر کونسی نعمت یہ ہے نبی کریم ﷺ اس روز پیدا ہونے کی نعمت سے بڑھ کر ہے۔

حافظ عسقلانی کے آگے حافظ ابن رجب الحنبلی بھی اسی کے مانند کہا ہے اور بولا کہ ہمارے نبی کریم ﷺ کو بھیجنے کی نعمت سعادت وارین کو حاصل کرانے کے واسطے ہے پھر جس روز اللہ تعالیٰ سے نعمت متجدد ہوئی اس روز کا روزہ رکھنا حسن جمیل ہے اور یہ اس قبیل سے ہے کہ جس میں نعمتوں کا مقابلہ ان کے اوقات مجددہ میں شکر سے ہوتا ہے اور نظیر اس کا عاشورہ کا روزہ ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ حضرت نوح علیہ السلام کو غرق ہونے سے نجات دیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو فرعون اور اس کے لشکر سے نجات دیا اور فرعون کو اس کے لشکر کے ساتھ دریا میں ڈبا دیا پھر اللہ تعالیٰ کے شکر کے واسطے نوح اور موسیٰ علیہما السلام روزہ رکھے پھر ہمارے نبی کریم ﷺ انبیاء کی متابعت کے واسطے روزہ رکھے اور یہود کو فرمائے میں سزاوار ہوں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تمہارے سے اور عاشورہ کا روزہ رکھنے کا حکم فرمائے کسی نے الامام المحقق الولی ابوزرعہ بن العراقی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ عمل

مولد کا کرنا مستحب ہے یا مکروہ اور کوئی شئے یا فعل اس کا اس شخص سے جو اقتداء اس کی کئی جاتی ہے منقول ہے یا نہیں تو جواب دیئے لوگوں کو دعوت کر کے کھانا کھلانا سب وقت میں مستحب ہے پھر جب اس کے ساتھ اس ماہ شریف میں نور نبوت ظہور پایا سو خوشی منضم ہووے تو کتنا مستحسن ہو گا اور اس کو ہم سلف سے نہیں جانتے اور یہ بدعت ہونے سے لازم نہیں ہوتا کہ مکروہ ہووے کیونکہ کتنے بدعت سے ہیں کہ وہ مستحسن ہیں بلکہ واجبہ ہیں یعنی اس کے ساتھ کچھ مفسدہ ضم نہ ہو واللہ الموفق شیخ الاسلام حافظ عسقلانی نے کہا سزاوار ہے کہ اس دن میں تحری و قصد کرے اگر تولد شریف شب کو ہوا ہو تو شب کے مناسب جو چیزیں ہیں ان سے شکر واقع ہووے جیسا کھانا کھلانا اور قیام اللیل کرنا اور اگر دن کو تولد ہوا ہو تو اس کے مناسب کے چیزوں سے شکر واقع ہووے جیسا روزہ رکھنا اور ضرور ہے وہ روز اس ماہ مبارک کے تاریخوں سے بعینہ وہی تاریخ رہنا تا موسیٰ علیہ السلام کے قصے کو جو عاشورے کے روز تھا مطابق ہووے اور جو کوئی اس کا لحاظ نہیں کیا ہے تو عمل مولد کو کوئی ایک روز میں اس مہینے کے کرتا ہے بلکہ لوگ اس میں وسعت کئے ہیں پھر برس کے کسی ایک روز میں عمل مولد کو نقل کئے ہیں لیکن تخصیص اولیٰ ہے حاصل کلام تمام روز ان اور راتوں کو جن میں مولد شریف ہونے کا اختلاف واقع ہوا ہے ان میں اپنی استطاعت کے موافق نیک کام کرنا کچھ مضائقہ نہیں بلکہ اس مہینے کے تمام دنوں میں اور ان کے راتوں میں یہ کام مستحسن ہے اور امام زاہد قدوہ معمر ابی اسحٰق ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن ابراہیم بن جماعہ سے آیا ہے کہ انہوں نے جب مدینہ منورہ علی مشرفہا افضل الصلوٰۃ والسلام میں تھے تو مولد شریف کے روز لوگوں کو کھانا پکا کے کھلاتے اور کہتے اگر مجھ کو قدرت ہوتی تو اس تمام مہینے میں ہر روز عمل مولد کا کرتا۔ ابولہب موئے بعد اس کو خواب میں دیکھے اور اس سے پوچھے

تیرا کیا حال ہے تو کہا میں آتش میں ہوں مگر دوشنبے کی شب کو میرے سے عذاب تخفیف ہوتا ہے اور ان دونوں انگلیوں کے درمیان سے میں پانی چوستا ہوں اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے سو خوشخبری مجھے ثویبہ سنانے سے اس کو میں نے آزاد کیا۔ ابن جزری نے کہا ہے کہ ابولہب کافر جس کی مذمت میں قرآن نازل ہوا ایسی مذمت کہ مافوق اس سے کوئی مذمت نہیں سو اس نے نبی کریم ﷺ کی مولد شریف کی شب کو خوشی کرنے سے اس کے عذاب میں تخفیف ہوئی تو مسلمان جو نبی کریم ﷺ کے امت سے ہے آپ کی پیدائش کی خوشی کرنے اور مقدور کے موافق نبی کریم ﷺ کی محبت میں پیسا خرچ کرنے اس پر اللہ تعالیٰ کی عنایت کس قدر ہوں گی میری عمر کی قسم جزا اس کی نہیں ہے مگر یہ کہ اللہ کریم نے اپنے فضل عمیم سے جنت میں داخل کرے انتہیٰ۔ کلام حافظ ابن حجر المکی اور بھی ابن حجر مکی نے فتح المبین شرح الاربعین میں لکھا ہے کہ امام ابوشامہ استاد امام نووی کا کہا ہے ہمارے زمانے میں ایک بدعت جو کرتے ہیں بہت نیک ہے ہر سال نبی کریم ﷺ کی ولادت کا دن جب آتا ہے تو فقرا کو صدقہ دیتے ہیں اور نیک کام بجالاتے ہیں زینت اور خوشی ظاہر کرتے ہیں سو اس میں فقراء پر احسان بھی ہوتا ہے اس کے سوائے نبی کریم ﷺ کی محبت اور تعظیم وجلالت اس خوشی کرنے والے کے دل میں رہنے پر علامت و دلیل ہے اور ایسے رسول کریم ﷺ کہ جن کو اللہ تعالیٰ رحمۃ للعالمین کر کے بھیجا سو ان کی ایجاد پر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے انتہیٰ۔

اور خاتمۃ الحفاظ والمحدثین شیخ جلال الدین السیوطی جو اجتہاد فی المذہب کے رتبہ کو پہنچا تھا عمل مولد کے جواز و استحسان میں ایک رسالہ جس کا نام حسن المقصد فی عمل المولد ہے تالیف فرمایا اور اس میں لکھا ہے کہ اصل عمل مولد کا جس میں لوگ جمع ہوتے ہیں اور تلاوت قرآن شریف کی ہوتی ہے اور حضرت ﷺ کی

پیدائش کے روایات بولتے ہیں اور تولد کے وقت جو علامات نمود ہوئے تھے سو کہتے ہیں اس کے بعد دستر خوان بچھا کر لوگ کو کھانا کھلاتے ہیں سو یہ بدعت حسنہ ہے جس سے ثواب اس کے صاحب کو پہنچتا ہے کیونکہ اس میں حضرت ﷺ کے مرتبہ کی تعظیم اور مولد شریف کی خوشی ظاہر کرنی ہے انتہیٰ۔

اور شیخ محمد بن الفضل قاسم الرصاع رحمۃ اللہ علیہ تذکرۃ المحبین میں لکھا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے آداب محبت سے ہے کہ آپ کی میلاد شریف کی رات اور دن کو جس میں اللہ تعالیٰ آپ کو ظاہر کیا اس کی تعظیم کرنا اور وہ صحیح قول اور مذہب جمہور پر ربیع الاول کی بارہویں کی شب ہے پس سزاوار ہے ہر شائق اور محب کو کہ اس شب میں اور اس کی صبح کو خوشی اور بشارت ظاہر کرنا اور اپنے مقدور موافق اپنی اہل و اولاد کو تمتع پہنچانا تاکہ اس کی برکت حاصل ہووے اور ان کو خوشی ہووے اور ان کو معلوم کراوے کہ یہ جو کیا گیا سو فقط اس شب کی محبت اور سرور اور اس کی فضل کے اہتمام کے لئے ہے اور اپنی اہل و اولاد کو ظاہر کرے کہ یہ رات اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام راتوں سے افضل ہے کیونکہ اس میں رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے ہیں اور ان کو نبی کریم ﷺ کی صفت اور جمال اور حسن و کمال اور فضائل و شمائل اور کلام اور فصاحت اور کرم وجود اور خلق اور عفو اور بخشش اور معجزات اور وے چیز ان جن کے سننے سے ان کے دلوں میں نبی کریم ﷺ کی محبت اور تعظیم قرار پائی ہے ذکر کریں اور ان کو وے قصائد۔ حضور نبی کریم ﷺ کی مدح اور ثناء میں ہیں زبانی یاد دلاوے اور یہ کام میرے نزدیک اور ہر محب کے نزدیک حسن رائے اور نظر سے ہے کیونکہ طفولیت میں کچھ چیز کی تعلیم کرنا گویا پتھر پر نقش کرنا ہے خصوصاً اطفال عجیب قصوں کے مشتاق رہتے ہیں اور نبی کریم ﷺ کے معجزات عجب عجائب سے ہیں اور سزاوار ہے کہ اپنے اطفال کو اس روز احسن زینت سے سنواریں اور طاقت

کے موافق ان کے استادوں کا دل خوش کریں اور جو زینت کہ شرعاً مباح ہے اس سے مکتب خوانوں کو زینت دیویں اور نبی کریم ﷺ کے اقوال اور مدح سے جو خوش لگتا ہے اس سے آپ کو یاد کریں اور اس مبارک روز منکر کاموں کو تغیر دیں اور اسلام و ایمان کی عزت کو ظاہر کریں اور آپ کی امت پر صدقہ و احسان سے زحمت کرنے میں بہت کوشش کریں اور عوام کے نزدیک نبی کریم ﷺ کے محامد وصفات اور معجزات کو ذکر کریں اور اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ پر جو جو اکرام کیا اور جن آیات و کرامات سے خاص کیا ہے اس کو ظاہر کریں اور اپنی مقدور موافق لباس فاخرہ سے جو شرعاً مباح ہے اس روز تجمل کریں اور اعتقاد کریں کہ یہ روز عید کا ہے بسبب ظاہر ہونے اللہ تعالیٰ کے حبیب سید المرسلین ﷺ کے اس روز میں اور ایک جماعت علما سے اس روز افطار کرنے کو اور مقدور موافق اپنے عیال پر توسیع کرنے کو اختیار کئے ہیں کیونکہ وہ خوشی کا روز ہے انتہیٰ۔

اور شیخ حسن بن علی الشافعی الازہری المدابغی رحمۃ اللہ علیہ اپنے رسالۂ مولد میں کہا کہ مولد شریف کا اہتمام کرنا اعظم قربات سے ہے اور یہ حاصل ہوتا ہے لوگوں کو کھانا کھلانے اور تلاوت قرآن کی کرنے اور نبی کریم ﷺ کی مدح کے قصائد پڑھنے سے اور اس کے غیر چیزوں سے جو محرمات یا مکروہات یا خلاف اولیٰ پر مشتمل نہ ہو انتہیٰ۔

اور شیخ یحییٰ بن محمد الخطابت المالکی اپنے رسالۂ مولد میں شیخ محمد بن عباد سے نقل کیا ہے کہ اما مولد پس مجھ کو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ عید ہے مسلمانوں کے عیدوں سے اور ایک موسم ہے ان کے موسموں سے اور اس مولد میں جو چیزیں مقتضی خوشی کے ہیں جیسا چراغیں روشن کرنا اور آنکھ کان کی تمتع حاصل کرنا اور لباس فاخرہ سے زینت کرنا اور جانور پر سوار ہونا سب امر مباح ہیں کوئی شخص پر

اس میں انکار نہ کیا جاوے قیاس کرتے دوسرے اوقات فرح کے اور ان چیزوں کو اس وقت میں کہ جس میں سر وجود ظاہر ہوا اور علم شہود بلند ہوا اور ان کے سبب تاریکیاں دور ہوئے بدعت کا حکم کرنا اور ایمان والوں کے مشروع موسموں سے نہیں ہے کر کے دعویٰ کرنا اور اس کو نو روز مہر جان کے ساتھ مقارن کرنا سو یہ سخت کلام ہے قلوب سلیمہ اس سے منقبض ہوتے ہیں اور آرای مستقیمہ اس کو دفع کرتے ہیں انتہیٰ۔

اور شیخ الحفاظ حافظ محمد سخاوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے سالۂ مولد میں لکھا ہے کہ اصل عمل مولد شریف قرون ثلاثہ میں کوئی ایک سلف صالح سے منقول نہیں ہوا لیکن اس کے بعد مقاصد حسنہ اور نیت خالصہ سے حادث ہوا اس کے بعد اہل اسلام نے تمام بلاد اور بڑے بڑے شہروں میں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت شریف کے مہینے میں ہمیشہ اہتمام کر کے بڑے بڑے ضیافتان اور بہت سے کھانے تیار کرتے ہیں اور شبہای مولد میں اقسام کے کھانے دیتے ہیں اور خوشی کو ظاہر کرتے ہیں اور نیکی کے کاموں میں زیادتی کرتے ہیں بلکہ اہتمام کرتے ہیں احوال مولد شریف کو قرأت کرنے میں پھر اس کے برکتوں سے اُن پر فضل عمیم ظاہر ہوتے ہیں اس کے بعد حافظ سخاوی نے امام شمس الدین بن الجزری کا قول جو عمل مولد شریف کی خواص و برکات میں لکھا ہے کہ وہ امان ہے اور ملک ظاہر برقوق سے حکایت کیا اس کو نقل کر کے کہا اس کے بعد ہمیشہ مصر کے پادشاہان اس عمل مبارک میں اہتمام کرتے تھے اور اندلس اور مغرب کے پادشاہان وہ بھی اس شب کو بہت تکلفات کرتے ہیں اور اس میں ائمہ علما اور دوسرے لوگ بھی ہر مکان سے جمع ہوتے ہیں اور اس کے سبب سے درمیان اہل کفر کے کلمہ ایمان بلند ہوتا ہے اور میں گمان کرتا ہوں کہ اہل روم بھی اس کو کرتے ہوں گے اور اہل ہند بھی اپنے غیر سے زائد

کرتے ہیں۔ اما اہل مکہ جو معدن خیر و برکت کے ہیں اس شب کو متوجہ ہوتے ہیں اس مکان طرف جو لوگوں میں متواتر ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی ولادت شریف کا مکان ہے اور وہ سوق اللیل میں ہے اپنی مقاصد اور حاجات و مہمات بر آنے کے لئے اور لوگ کا اہتمام اس مبارک روز میں عید سے زیادہ رہتا ہے یہاں تک کہ اس روز کوئی شخص اس مکان شریف کی زیارت سے تخلف نہیں کرتا ہے۔ خصوصاً شریف جو صاحب حجاز آتے ہیں اور شیخ البرہان الشافعی رحمۃ اللہ علیہ جو مکۂ معظمہ کے قاضی اور عالم تھے اکثر نو وارد لوگ اور بہت سے اہل شہر کو اقسام کے کھانے اور حلوہ جات کھلاتے تھے اور مولد شریف کے جس کو جمہور کے لئے اپنے گھر میں بہت بڑا پُر تکلف سفرہ چناتے تھے تاکہ اس عمل مبارک کی برکت سے اپنی بلیات دفع ہوویں ان کے بعد ان کا فرزند شیخ جمالی اپنے والد کی تبیعت کر کے ویسا ہی کرتے تھے اور شہر کے لوگ اور مسافرین کو کھانا کھلاتے تھے اللہ تعالیٰ اس کو جزائے خیر دے اور مدینہ نبویہ علی صاحبہا افضل الصلوٰۃ والسلام کے لوگ کو بھی اس کام کی طرف بہت توجہ ہے۔ اس کے بعد حافظ الحدیث شیخ سخاوی نے ملک مظفر حاکم اربل جو اہتمام کرتا تھا اور اس پر علامہ ابو شامہ اس کی جو ثناء کئے اور شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانی عمل مولد شریف کی استحسان پر حدیث عاشورہ سے جو استدلال پکڑے اس کو ذکر کر کے فرمایا اما وہ جو تابع ہوتا ہے عمل مولد کا سماع اور لہو وغیرہما سے پس جو چیز کہ مباح ہے اور اس روز سرور و خوشی کو اعانت کرتا ہے اس کو عمل میں لانا کچھ مضائقہ نہیں اور جو چیز کہ حرام ہے یا مکروہ ہے پس وہ منع کیا جائے اور اسی طرح جو چیز کہ خلاف اولیٰ ہے انتہیٰ۔

اور شیخ محمد نجم الدین بن احمد غیطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب بہجۃ السامعین والناظرین میں ابی لہب کو جو خواب میں دیکھے وہ سب لکھ کے کہا کہ مولد شریف

کے وقت میں اہتمام کرنا اور اس میں خوشی ظاہر کرنا اور قرآن شریف کی تلاوت اور مدائح نبویہ اور زہدیہ اور عرفانیہ کے ابیات پڑھ کے اور کھانا کھلا کے اور صدقات سنیہ دے کے عمل مولد کرنا امر خوب ہے اس کا کرنے والا اپنے قصد جمیل کے سبب سے ثواب جزیل پاوے گا اگرچہ عمل مولد مذکور قرون ثلاثہ میں کوئی ایک سلفِ صالح سے منقول نہیں ہوا لیکن اس کے بعد حادث ہوا اور اس سبب سے وہ بدعت حسنہ ہے۔

نزدیک محققین اور متقین علم کے اور ہمیشہ اہل اسلام تمام اقطار اور بڑے شہروں میں مولد شریف کے مہینے میں خصوصاً شب ولادت کو عمل مولد کا اہتمام جیسا کہ ذکر ہوا کرتے ہیں اور اس سے اپنی خوشی اور فرحت کو ظاہر کرتے ہیں اور بعضوں نے اس پر زیادہ کر کے مولد شریف میں جو کتابیں تصنیف ہوئے ہیں اور اس میں جو اخبار ثابتہ سے آئے ہیں اس کو قرأت کرتے ہیں۔

فائدہ: معلوم کیجئے کہ ربیع الاول کی بارہویں کو جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت شریف کا روز ہے روزہ رکھنا مستحب اور مستحسن ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانی اور حافظ محمد سخاوی اور حافظ جلال الدین سیوطی اور حافظ ابن حجر مکی اور شیخ نجم الدین غیطی اور علامہ مدابغی شافعی اور حافظ ابن رجب حنبلی کہے کہ اس روز روزہ رکھنا اور حسن جمیل ہے کیونکہ دوشنبے کے روز روزہ رکھنا سنت ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوشنبے کے روز روزہ رہتے تھے اس کا سبب پوچھے تو فرمائے اس روز میں پیدا ہوا اور اس میں میں مبعوث ہوا اس حدیث پر اور حدیث عاشورہ پر قیاس کرتے بارہویں ربیع الاول کا روزہ مستحب ہوا اور شیخ یحیٰی بن محمد بن خطاب مالکی اور امام ابو عبداللہ بن الحاج اور علامہ شیخ محمد بن عباد اور شیخ محمد بن الفضل قاسم الرصاع کہتے ہیں کہ بارہویں ربیع الاول کو روزہ نہیں رہنا افضل ہے

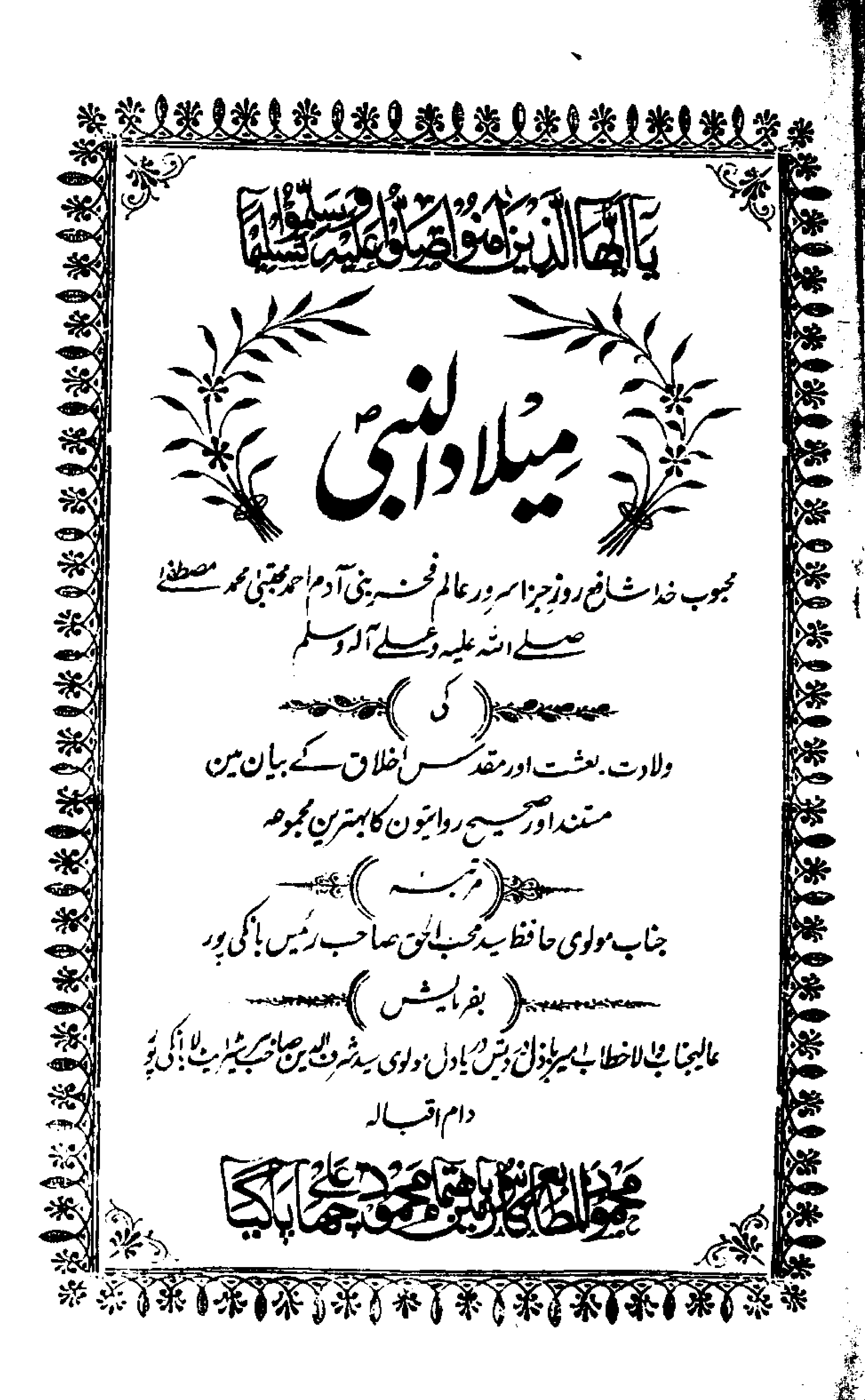
کیونکہ یہ روز فرح اور سرور کا ہے اور بمنزلہ عید کے ہے بندہ عاصی کہتا ہے دونوں فریق کے علماء اپنی نیت صالحہ سے اس مسئلہ میں اجتہاد کر کے قیاس کیے جو لوگ کہ روزہ رکھنا مستحسن جانتے ہیں سوان کی غرض یہ ہے کہ بارھویں کا روز ہم نے ایسی نعمت عظمیٰ سے مشرف ہوئے ہیں اس کے فضل کا شکر روزہ اور اقسام کے عبادات سے ادا کریں اور اس کو قیاس کیے ہیں حدیث عالی اور صوم الاثنین پر اور جو لوگ کہتے ہیں کہ روزہ نہ رکھنا اولیٰ ہے سوان کا غرض یہ روزہ خوشی اور مسرت ظاہر کرنے کا ہے اور عید کا روز ہے پھر عید پر قیاس کر کے اس روز روزہ رہنا اولیٰ جانتے ہیں۔

اب ہم اس موقع پر ختم کتاب کر کے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ یارب ہم کو تیرے حبیب محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کا پیالہ پلا کر قیامت کے جنجال سے بچا اور ولادت شریف کو جو یمن و برکت اور عمل میلاد مبارک کو جو باعثِ تذکار نعمت سمجھتے ہیں اپنے حبیب کے زمرہ میں داخل فرما۔

اَللّٰھُمَّ یَارَبِّ احْشُرْنَا فِی زُمْرَتِہٖ وَتَحْتَ لِوَائِہٖ وَاسْقِنَا بِکَأْسِہٖ وَانْفَعْنَا بِمَحَبَّتِہٖ اٰمِیْنَ یَارَبَّ الْعَالَمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَشَفِیْعِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ۔

تمت

یہ رسالہ متبرک بخوبی و بسرعت مالا کلام ۶ ربیع الاول ۱۲۹۷ھ کو بہ تصحیح جناب مولف چھپ کر تیار ہوا یقین ہے کہ محبان حضرت رسول کریم ﷺ کو اس سے فائدہ عظیم ملے گا۔



یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا

میلاد النبی ﷺ

محبوب خدا شافع روزِ جزا سرورِ عالم فخرِ بنی آدم احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ
صلے اللہ علیہ وعلےٰ آلہ وسلم

(کی)

ولادت. بعثت اور مقدس اخلاق کے بیان مین
مستند اور صحیح روایتون کا بہترین مجموعہ

(مرتبہ)

جناب مولوی حافظ سید محب الحق صاحب رئیس بانکی پور

(بفرمایش)

عالیجناب والاخطاب آنریبل جسٹس آنریبل مولوی سید شرف الدین صاحب بیرسٹر ایٹ لا بانکی پور
دام اقبالہ

محمود المطابع کانپور مین باہتمام محمود علی چھاپا گیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدٰانَا لِھٰذَا وَمَا کُنَّا لِنَھْتَدِیَ لَوْ لَا اَنْ ھَدٰانَا اللّٰہُ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَمَنْ نَّصَرَ دِیْنَہٗ وَحَمَاہُ ○

اے خالق کائنات تیری حمد کرنا چاہوں تو کس برتے پر اس کا حوصلہ کروں جب بڑے بڑے حکما اور فلسفیوں کی تیز اور دور بین عقلیں چکراتی ہی رہیں اور تیرا ایک راز بھی نہ کھل سکا۔ برگزیدہ اور اولوالعزم پیغمبروں کا تدبر و تفکر بھی تیری تجلی کی چکا چوند میں متحیر رہ گیا اور تیرا ایک معما بھی حل نہ ہو سکا۔ اس صحرائے نامتناہی میں سب نے چکر کھا لئے مگر حد کو کون پہونچا؟ اس دریائے ناپیدا کنار میں سب نے غوطے لگائے لیکن تھاہ کس نے پائی؟ ڈھونڈھنے والے تیری نیرنگیوں ہی میں کھوئے گئے۔ دیکھنے والوں نے تیری تجلیاں بھی دیکھیں لیکن تجھے کس نے دیکھا تجھے کس نے پایا؟ لَا تُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ وَھُوَ یُدْرِکُ الْاَبْصَارَ وَھُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ ○

آیا ہے دل اُس پر کہ جو دیکھا نہیں جاتا — آیا ہوا واپس دلِ شیدا نہیں جاتا
جیسے شب ہجراں کی سیاہی نہیں جاتی — سودائے محبت نہیں جاتا نہیں جاتا

اے ذات واجب الوجود! تیرا ادراک اور مشتِ خاک۔ اس کی کائنات کیا یہی حواس خمسہ اس سے ذائقہ، بو، آواز، نقش و نگار، رنگ ڈھنگ، گرمی سردی اور ابعاد ثلاثہ کے سوا کیا جانا جا سکتا ہے؟ لیکن یہ سب تو تیرے صفات اور تیری نیرنگیاں ہیں۔ تیرا سر حقیقت اور تیری ذات منزہ عن الصفات کے جاننے پہچاننے کو حواس کہاں سے لائیں۔ رباعی:

کیا کر سکے صفت کوئی نادیدہ ذات کی — پُرسش ہے بات بات میں یاں بات بات کی

اے ذاتِ کبریا وہ جھلک ہے صفات کی | سمجھے ہوئے ہیں ذات جسے تیری اہلِ دید

اے مخزنِ صفات! تیری بے حد نیرنگیاں اور احاطۂ عقل، تیری نت نئی شانیں اور وسعتِ خیال، عقل و خیال کی پرواز ہے تو یہیں تک کہ ایجاد ہے تو موجد بھی ہے۔ عالم ہے تو خلاق عالم بھی ہے۔ نظام عالم وابستہ نظم ہے تو اس کا ناظم بھی ہے۔ پھر یہ ایک نظم مقید انتظام ہے تو اُس کا منتظم بھی ہے۔ ہے تو سہی مگر کیا ہے؟ کیسا ہے؟ کیونکر ہے؟ کس طرح ہے؟ جانا نہیں جا سکتا۔ ان کی دریافتوں کی یافت ہے تو اسی حد تک کہ صنعت و حکمت کے گلدستے کائنات کے ذرے ذرے میں چھپے ہیں۔ مگر ان کے پھول کس نے توڑے؟ اِن کے عروج کی غایت ہے تو بس اتنی ہی کہ یہ عالم اور اس کی ساری چیزیں ضرور کسی اصول پر بنی ہیں۔ مگر یہ جان کر بھی کون ہے جو ایسی ایک چیز بھی بنا سکتا ہے؟ یا آج تک کس نے بنائی؟ اور وہ کیونکر بنا سکتا ہے جو ایک مکھی اور مچھر نہیں بنا سکتا؟ اور ان میں رگ و ریشہ نہیں دوڑا سکتا۔ اس میں خون نہیں پہنچا سکتا۔ پھر انہیں طاقتِ پرواز نہیں دے سکتا۔ وہ بجز تصویروں کے اور کیا بنا سکتا ہے؟ ہزار تخم کی صورت بنائے نہ ایسے تخم بنا سکتا ہے جن میں بڑے بڑے تناور درخت ہوں نہ ایسے درخت بنا سکتا ہے جس میں پھول پھل لگیں نہ ان میں نمو کی قوت ڈال سکتا ہے نہ تازگی اور شادابی کی جان دے سکتا ہے۔ لاکھ صورتیں بنائے لیکن نہ انہیں دیکھنے والی آنکھ دے سکتا ہے نہ سُننے والے کان، نہ وہ دماغ جس میں عقل و فراست ہو نہ وہ دل جس میں عشق و محبت، نہ کسی طرح کی قوتیں پیدا کر سکتا ہے نہ قوتوں میں روح پھونک سکتا ہے وہ کیا اور اس کا حوصلہ کیا اور وہ بھی تیری حمد کا۔ رباعی:

خلاقِ دو عالم کی صفت ہو کیونکر | یاں عقل ہے گم حواس بھی ہیں ششدر

آتا ہے خیال میں یہ سارا عالم | جس طرح کہ آئینے میں عکس آئے نظر

خود اپنا معما بھی تو نہیں کھلتا کہ آخر ہم کیا ہیں؟ کیا تھے؟ کیونکر ہوئے؟ پھر کیا ہونے کو ہیں؟ کہاں تھے؟ کس طرح تھے؟ کیوں آئے؟ پھر کہاں جانے کو ہیں؟ اپنی زندگی اور اپنی ہستی کیا ہے؟ اپنی فنا اور اپنی موت کیا ہے؟ دیکھنا، سننا، خیال اور عقل کیا چیزیں ہیں؟ پھر ان کی کمیت و کیفیت کیا ہے؟ وہ عرشِ معلےٰ یعنی دل۔ وہ ودیعتِ عظمیٰ یعنی روح کیا شئے ہیں؟ پھر ان کی حقیقت کیا ہے؟ یہ وہ راز خفی اور وہ اسرار باطنی ہیں جو خود ہم میں ہی موجود ہیں جب ہم انہیں کو نہیں جانتے اور نہ جان سکتے ہیں تو پھر اے معبود تجھے کیونکر جانیں اور پہچانیں؟ کس عقل اور کس آنکھ سے کس دل اور کس دماغ سے؟ علم کی اس پونجی پر تیری حمد کا خیال چھوٹا منہ بڑی بات ہے۔ ہر چند عشق کی آگ بھڑک اُٹھتی ہے تو جوش دل شعلہ زن ہوتا ہے اور ہمت کی چال مستانہ وار ہو جاتی ہے۔ مگر اے کبریا تیرا جبروت اور تیری کبریائی ہمت کا بازو توڑ دیتی ہے اور تیری عظمت و جلالت یاس وبیم کے خطرناک دریا میں ڈبو دیتی ہے۔ رباعی:

ہر شے میں اِک انداز نرالا دیکھا ہر چیز میں اِک نیا تماشا دیکھا
جب عالم بیخودی میں پہنچے اے دل کیا کہیے کہ ہائے کیا کیا دیکھا

اے بیچون وبیچگون! میں تو کیا عباد و زہاد تیری حمد کا رسالہ پڑھتے ہی رہ گئے اور تمام نہ کر سکے۔ عرفا و عشاق تیری کتاب معرفت کے عنوان ہی میں حیران وسرگردان رہ گئے اور آگے نہ بڑھ سکے۔ اَنْتَ كَمَآ اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ لَآ اُحْصِيْ ثَنَآءً عَلَيْكَ۔ رباعی:

انسان سے ہونے کو تو کیا ہو نہیں سکتا پر کام کوئی حد سے سوا ہو نہیں سکتا
ہو سکتی ہے تعریف خدا کی تو خدا سے بندہ جو خدا کا ہے خدا ہو نہیں سکتا

اے وجود غیر محدود! جو عقل وفہم کی وسعت میں نہیں سما سکتا جب

سارے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام تیری حمد کے پھولوں سے دامن نہ بھر سکے تو پھر تیرا دست و پا شکستہ گلچین کس حساب و کتاب میں ہے اور جب فخر رسل سید الانبیاء ﷺ نے ماعرفناک فرمایا تو پھر تیرا عاشق حزین کس شمار وقطار میں ہے۔

سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ سُبْحَانَ ذِي الْعِزَّةِ وَالْعَظْمَةِ وَالْهَيْبَةِ وَالْقُدْرَةِ وَالْجَلَالِ وَالْجَمَالِ وَالْبَقَاءِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْجَبَرُوْتِ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْحَيِّ الَّذِي لَايَنَامُ وَلَايَمُوْتُ سُبُّوحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰئِكَةِ وَالرُّوْحِ۔

اے رحمٰن و اے رحیم! اگر تیرا شکر کرنے پر آؤں تو کن کن نعمتوں کو گنوں؟ زمین کا خوشنما اور رنگارنگ فرش کس نے بچھایا؟ آسمان کی خوبصورت اور شوکت دار چھت کس نے بنائی؟ زمین کو طرح طرح کی خوش آئند اور لبھانے والی چیزوں سے کس نے آراستہ کیا؟ اور آسمان کو چھوٹے بڑے ستاروں کی جگمگاتی ہوئی قندیلوں سے کس نے منور کیا؟ از مصنف:

ایں زمین و ہم آسمان از تو
این جہان وہم آن جہان از تو
در حریمت رسیدنم ہوس ست
اے وجود و عدم نشان از تو

یہ تیری ہی شان کبریائی ہے کہ تو نے آسمان کی نمود بے بود کو سیارے اور ثوابت ماہتاب اور آفتاب سے زینت بخشی کس کی آنکھیں ہیں جنہیں یہ تارے نہیں لبھا لیتے؟ کس کا دل ہے جس میں یہ مہتاب اپنی دلفریبیوں سے چٹکیاں نہیں لیتا؟ اور کون ہے جو آفتاب عالمتاب کا فیضیاب نہیں؟ اگر آسمان میں یہ شگوفے نہ کھلتے تو زمین خانۂ بے چراغ رہ جاتی نہ دن ہوتا نہ رات۔ نہ ماہ و سال بنتے نہ سنین وصدیاں۔

تَبَارَكَ الَّذِيْ جَعَلَ فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّجَعَلَ فِيْهَا سِرَاجًا وَّقَمَرًا مُّنِيْرًا وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ اَرَادَ اَنْ يَّذَّكَّرَ اَوْ اَرَادَ شُكُوْرًا○

یہ تیری ہی شانِ خلاقی ہے کہ اپنے یدِ قدرت سے تو نے آفتاب سے حرارت بھیجی جسے زمین نے اپنے سینے میں چھپایا اور اپنی آنکھوں سے سمندر اور جھرنے بہا دیئے جس سے ابخرے اُٹھے، گھٹا چھائی، مینہ برسا، غلہ اُگا، غذا بنی، خون بنا جس سے جو ہر نکلا جو نطفہ ہوا، پھر گوشت بنا، ہڈیاں بنیں اور اس طرح کالبدِ انسانی تیار ہوا۔ پھر اُس پر طرح طرح کی نقاشیاں کی گئیں۔ طرح طرح کے گل بوٹے نکالے گئے۔ پھر اس پر حُسن کی مینا کاری کی گئی۔ ملاحت کی آب و تاب دی گئی۔ صباحت کا رنگ پھیرا گیا اور پھر اُسے اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ کا خطاب مستطاب عنایت ہوا۔

اے مایۂ ناز! یہ تیری ہی ادا ہے کہ تو نے اک اشارے سے انسان کے جسمِ خاکی میں دماغ بنایا۔ اس میں حواسِ خمسہ کی پانچ شمعیں جلائیں، دل بنایا، اس میں اپنی محبت کے تخم ڈالے اور اُسے آبِ رحمت سے سیراب کرتا رہا۔ وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ۔ اے قادر و توانا! انسان کو تو نے اپنی قدرتِ کاملہ کا نمونہ بنایا کہ یہ حیرت در حیرت کا گلدستہ تیرے ہی تخت کے شایان ہے۔ وہ تیرا کیا شکر کر سکے کہ تو نے اُس میں اپنی روح پھونکی ہے۔ وَنَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ۔ جو تیری ہی طرح چھپی بھی ہے اور ظاہر بھی۔ اور پھر تو نے اُسے اپنا تاجِ خلافت عنایت کیا اور اس میں اپنی نشانیاں رکھیں۔ فِی الْاٰفَاقِ وَفِیْٓ اَنْفُسِھِمْ حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَھُمْ اَنَّہُ الْحَقُّ اَوَلَمْ یَکْفِ بِرَبِّکَ اَنَّہٗ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَھِیْدٌ۔

اے کردہ حالِ خود عیاں درصورتِ احوالہا   آئینہ دار ہستیت تغیرہا درحالہا

صدقے تیری عنایتوں کے جس کی تھاہ نہیں اور قربان تیری رحمتوں کے جس کی حد نہیں۔ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَۃَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوْھَا ان ساری نعمتوں سے گرانبہا نعمت تو نے یہ مرحمت فرمائی کہ ہماری ہی جنس سے سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ ﷺ

جیسے ہادی و رہبر۔ اُس رحمۃ للعالمین جیسے پیغمبر اور رسول کو تو نے ہم ایسے گنہگاروں اور گم کردہ راہوں کی ہدایت کے لئے بھیجا۔

شاہِ پیغمبراں بہ تیغ و بتاج   تیغِ او شرع تاجِ او معراج

اللہ اللہ کیسا پیغمبر؟ فخرِ رسل، ہادی سبل، خاتم انبیاء، محبوب خدا، مبدأ ممکنات، مولائے کائنات، خلق مجسم، معدن جودو کرم، ماوائے اُمرا، ملجائے فقرا، غریبوں کا انیس، بے انیسوں کا مونس، مشتاقوں کی راحت، عاشقوں کی مراد، بے پناہوں کا دادرس، فریادیوں کا فریادرس۔

اے خلق حدیث او مگوئید   باقی ہمہ شاہدان شمارا

سَلِّمُوْا یَا قَوْمُ بَلْ صَلُّوْا عَلَی الصَّدْرِ الْاَمِیْنِ   مُصْطَفٰی مَا جَاءَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ

حالاتِ ایامِ جاہلیت

جس زمانے میں کہ امتداد زمانہ سے پیغمبروں کا تعلیم کیا ہوا مذہب بالکل دنیا سے جاتا رہا تھا اور نئی نئی اختراعیں نئی نئی بدعتیں مل مل کر بہت سے مذاہب ایجاد ہو گئے تھے اس زمانے میں سارا عالم ہزار طرح کی آفتوں اور مصیبتوں میں گرفتار تھا۔ ادبار کے آتش فشاں پہاڑ شعلے پھینک رہے تھے۔ تباہی کی بجلیاں ساری آبادیوں پر کوند رہی تھیں۔ بُت پرستی کا طوفان چاروں طرف اُٹھا ہوا تھا۔ کفر و شرک کی آگ سب کے گھروں میں لگی ہوئی تھی۔ گمراہی اور ضلالت کا اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ قرنا اور ناقوس کی بے سُری آواز سے سب کے کان سُن ہو گئے تھے۔ تعصب کی دلسوز گرمی سے سب کی آنکھیں اندھی ہو گئی تھیں ساری قوم جہالت کے دلدل میں پھنسی ہوئی تھی۔ باپ بیٹے کا دشمن، بھائی بھائی کے خون کا

پیاسا تھا۔ بیٹیوں کو مار ڈالنا یا جیتے جی مدفون کر دینا رواج پا گیا تھا۔ سیکڑوں بیبیاں کرنی عام رسم ہوگئی تھیں۔ عقائد کی یہاں تک مٹی برباد ہوگئی تھی کہ اپنے ہاتھوں کی بنائی ہوئی مورتیں پوجتے اور اسی کو قادر و قیوم بھی جانتے۔ کوئی اُن کو خدا کی خدائی کا ساجھی جانتا اور کوئی خدا کی بارگاہ کا شفیع سمجھتا۔ هٰـؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ۔ (یہی تو خدا کے ہاں میری شفاعت کریں گے)۔ کوئی سورج پوجتا کوئی آگ۔ کوئی دریا پوجتا کوئی پہاڑ۔ کوئی درخت پوجتا کوئی حیوان۔ کوئی مرے ہوئے آدمیوں کی پرستش کرتا کوئی مورتوں کی۔ کوئی کہتا یَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ۔ کوئی حضرتِ عزیر کو خدا کا بیٹا کہتا۔ کوئی حضرت عیسیٰ کو علیہم الصلوٰۃ والسلام کوئی اسی دہر کو باہمہ انقلاب وفنا قادر و قیوم مانتا۔ وَمَا يُهْلِكُنَا إِلَّا الدَّهْرُ۔ نہ خدا و رسول پر ایمان نہ قیامت اور لقاء اللہ پر یقین۔ نہ جنت کی پروا نہ جہنم کا ڈر۔ نہ خدا کی خدائی کی فطرتی نشانیوں کے انکار میں ذری جھجک۔ نہ خدا و رسول کی شان میں بیباکی کرنے میں ذرا تامل۔ جہالت کا سُراب دار دریا اُن کا مامن اور وہم و گمان کی بے بنیاد عمارت اُن کا قلعہ تھا۔ گویا یہ سمجھ لیا تھا کہ جو کچھ ہے یہی ہماری دنیوی زندگی ہے۔ مرتے جیتے رہتے ہیں مر کر پھر جینے کے نہیں۔ إِنْ هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيٰى وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ۔ اُن کا کلام تھا کہ یہ بات کیا عقل میں آنے کی ہے کہ جب ہماری ہڈیاں بھی ریزہ ریزہ ہو جائیں گی پھر بھی ہم جی اُٹھیں گے؟ أَئِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا أَئِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ۔ کتاب آسمانی موجود رہتی بھی کچھ سمجھتے نہ تھے۔ وہ تھے اور اُن کی دنیا۔ وہ تھے اور اُن کے من گڑھت عقیدے۔ الغرض نفس وہوا اپنی فوج کا پَرا جمائے ہوئے تھے کہ گھات پا کر کسی طرح شبخون ماریں۔ ابلیس ہر طرف اپنے لشکر کا پڑاؤ ڈالے تھا کہ ساری دنیا کو تہ و بالا کر ڈالے کہ یکایک خدائے غیور کی غیرت جوش میں آئی۔ دریائے رحمت موجزن

ہوا۔ نورِ محمدی جو عرش کا چشم و چراغ تھا مکہ کی طرف بڑھا اور اہل مکہ میں سے اولاد حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ کی طرف اور اُن میں سے خاندان بنی ہاشم کی طرف جو خانۂ کعبہ کا متولی اور ساری قوم میں سب سے زیادہ معزز وممتاز مانا جاتا تھا۔ اُن میں سے حضرت عبدالمطلب کی طرف جو اپنے زمانے کے بہت بڑے امیر اور مکہ کے سردار تھے اُن سے منتقل ہوکر آپ کے والد ماجد حضرت عبداللہ کی پیشانی پر طلوع ہوا۔ جس سال حبشی قوم بہت سے ہاتھیوں کے ساتھ خانۂ کعبہ پر حملہ آور ہوئے تھے اور عذاب الٰہی میں گرفتار ہوکر غارت ہوگئے تھے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے اصحاب فیل کے نام سے سورۂ فیل میں فرمایا ہے اور یہ خسرو اعظم کسریٰ نوشیروان کا چالیسواں سال جلوس تھا کہ بارہویں ربیع الاول کو دو شنبہ کے دن صبح صادق کے وقت ۵۷۰ عیسوی میں سیدنا ونبینا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے اور اپنے مبارک قدم سے اس تاریک دنیا کو ایسا منور کیا جو ہمیشہ منور رہے گی۔

ولد الحبیب وخده متورد — والنور من وجناته یتوقد

جبریل نادی فی منصة حسنه — ھذا ملیح الکون ھٰذا احمد

ھٰذا کحیل الطرف ھذا المصطفیٰ — ھذا جمیل الوجه ھٰذا الاوحد

ھذا جلیل النعت ھذا المرتضیٰ — ھٰذا المنیر الوجه ھذا الامجد

ھذا امام المرسلین حقیقة — لاشك فی ھذا الحدیث موحد

ھٰذا الذی خلعت علیه ملابس — ونفائس فنظیره لا یوجد

قالت ملٰئكة السماء باسرھا — ولد الحبیب ومثله لا یولد

اے امت محمدی! ایسے خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا اس دنیائے فانی میں تشریف لانا جس کی شان اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِیْ اور جس کی عظمت وجلالت

کُنْتُ نَبِیًّا وَّاٰدَمُ بَیْنَ الْمَآءِ وَالطِّیْنِ ہے کوئی معمولی آنا نہیں اور ایسے نبی کی ولادت کا دن بھی کوئی معمولی دن نہیں۔ جب سے دنیا ہے اور جب تک رہے گی ایسا مبارک دن نہ آیا ہے نہ آئے گا۔ کیونکہ ایسا رسول نہ پیدا ہوا نہ کبھی ہوگا جس دن بندوں کو خدا نے نعمتوں سے مالا مال فرمایا وہ کیسا مقدس دن ہے۔ جس دن دنیا کو اس کی مدتوں کی مانگی مراد ملی وہ کیسا مبارک دن ہے؟ اللہ اللہ شکر و احسان صدقے اس دن کے اور قربان اس ساعت کے جب وہ دن آتا ہے تو آپ کی یاد دل میں گدگدا ہی جاتی ہے اور آتشِ محبت بھڑک ہی اُٹھتی ہے اور جنون عشق کے ولولے بے چین کر دیتے ہیں۔

چشم مستِ یار شد مخمور و مدہوشیم ما　　بادہ از جوشِ نشاط افتاد ودر جوشیم ما

اے ایمان والو! دلی ولولے اور روحانی جذبے کو اجازت دو کہ حجاب کا پردہ اُٹھا دے اور مستانہ جوش و خروش کو رخصت دو کہ دل کھول کر نعرے لگائے۔ خدا کے لئے تھوڑی ہی دیر سہی خودی چھوڑ دو محبت کے زمزم سے دو گھونٹ پی لو اور اپنے پیارے رسول ﷺ کو دل کے حرم میں محبت بھری نگاہ سے دیکھو۔ دیکھنا بھی ایسا ہو کہ ذات میں فنا ہو جاؤ اور صفات میں رنگ جاؤ۔ غزل:

ہوئے بطحائے مکہ میں محمد مصطفٰے پیدا　　مچی اِک دھوم عالم میں ہوا اک غلغلا پیدا
تعالیٰ اللہ وہ عقلِ کُل وہ نورِ مظہرِ جامع　　چھپا تھا کنز مخفی میں ہوا اصل علیٰ پیدا
وہ سرلم یزل یا اس کو رمزِ کُن فکان کہیے　　نہاں تھا پردۂ اعیان میں آخر ہوا پیدا
ہماری آنکھ اُن کا خانۂ تصویر بن جائے　　کوئی صورت تو ایسی کردے اے میرے خدا پیدا
یہ کس کی تہنیت میں تھے غزل خواں طائر قدسی　　فضائے لامکاں میں تھی صدائے مرحبا پیدا
ہماری ہر فغاں سے ہے ہمارا مدعا ظاہر　　ہماری خامشی سے ہے ہماری التجا پیدا
فضائے عشق میں اُڑنے کو ہمت شرط ہے حافظ　　مزہ جب ہے شکستہ دل سے بھی ہو ولولا پیدا

اے عاشقانِ جمالِ محمدی! وا ے دل دادگان حُسنِ سرمدی! اللہ تعالیٰ جل شانہ اپنے کلام پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔ خدا اور اُسکے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں اے ایمان والوتم بھی درود وسلام بھیجو۔

صلوٰۃ وسلام از مصنف

الصلوٰۃ اے رحمۃ للعالمین	السلام اے مہبط روح الامین
الصلوٰۃ اے خاصۂ خاصانِ حق	السلام اے منبع فیضان حق
الصلوٰۃ اے شمع بزمِ کائنات	السلام اے نورِ جانِ ممکنات
الصلوٰۃ اے شاہد و مشہودِ حق	السلام اے حامد و محمودِ حق
الصلوٰۃ اے مصطفیٰ اے مجتبیٰ	السلام اے مظہرِ شانِ خدا
الصلوٰۃ اے مخزنِ انوارِ دل	السلام اے محرمِ اسرارِ دل
الصلوٰۃ اے جان وہم جانان ما	السلام اے قبلۂ ایمان ما
الصلوٰۃ اے درد تو درمانِ دل	السلام اے سوزِ تو سامانِ دل
السلام اے مونس و غمخوارِ ما	السلام اے گرمیِ بازار ما
ہاں بہیں اے حضرتِ مولای من	دستگیر اے ملجا و ماوائے من
جان بھی فرقت میں دو بھر ہوگئی	زندگی مرنے سے بدتر ہوگئی
کچھ کہا چاہوں کہا جاتا نہیں	چُپ رہوں چُپ بھی رہا جاتا نہیں
کون میری جا سُنائے یار کو؟	کون آئے پُرسشِ بیمار کو
تجھ سے اے فریاد رس فریاد ہے	ہجر میں مٹی مری برباد ہے
عشق کا بیمار بھی دم بھر جیے	کچھ نہیں معلوم ہم کیونکر جیے

ایسے ہیں دنیا میں ہم گویا نہیں
کوئی ہمدم پوچھنے والا نہیں

آرزو بھی ہوش کے شامل گئی
موت آ آ کر گلے مل مل گئی

رنج و غم کے ابر دل پر چھا گئے
صبر کر اے یاس ہم گھبرا گئے

یاں تو ہم ہیں اور ہے ارمانِ دل
شعلہ زن ہے آتشِ سوزانِ دل

ہے جلن دل میں لبوں پر آہِ سرد
درد اپنا اور ہمدردوں کا درد

بندشوں سے سو طرح پابند ہیں
کس طرح ملیے کہ راہیں بند ہیں

عاشقی کا اقتضا کچھ اور ہے
کیا کریں حکمِ قضا کچھ اور ہے

صبر سے آٹھوں پہر تڑپا کریں
دل ہی دل میں رات دن رویا کریں

وصل کی اُمید پر جینا پڑا
خونِ دل خونِ جگر پینا پڑا

کس طرح ہو وصلِ دلبر دیکھیے
کیا دکھائے اب مقدر دیکھیے

عشق کی نیرنگیاں بتلائیں کیا
جو نہ سمجھا جا سکے سمجھائیں کیا

ہرچہ گوئی عشق ازاں برتر بود
عشق امیر المومنین حیدر بود

زیست اس کی اور مرنا اور ہے
اس کے بگڑے کا سنورنا اور ہے

زندگی مرنا ہے مرنا زندگی
ہے حقیقت میں فنا پائندگی

یہ نمود و بود سب بے بود ہے
سود کی امید یاں بے سود ہے

ہے وجود عالمِ فانی فنا
ہے سراب وہم پر اس کی بنا

اِس قفس کی تیلیوں کو توڑ کر
چل نکل اے جان کہیں سب چھوڑ کر

عشق کے صحرا میں ہاں مردانہ چل
لشکرِ غم ساتھ لے شاہانہ چل

غم پہ غم آئے مگر دل شاد ہو
عشق کا ویرانہ پھر آباد ہو

آبلہ دل میں اُٹھے اور پھوٹ جائے
نبض چھوٹے پر نہ ہمت چھوٹ جائے

پھر تڑپ دل میں اُٹھی پھر جوش ہے
پھر ترا بیمار غم مدہوش ہے

مبتلائے رنج و غم یعنی یہ دل
مورد حزن و الم یعنی یہ دل

آپ ہی کا طالبِ دیدار ہے
نرگسِ بیمار کا بیمار ہے

اب تو مرنے پر مٹا جاتا ہے یہ
یعنی دیوانہ کہا جاتا ہے یہ

کس طرح دردِ دلِ بسمل کہوں
دل ٹھہرنے دے تو حالِ دل کہوں

اپنا عالم ہی نرالا ہو گیا
منھ سے جو نکلا وہ نالا ہو گیا

کیا قدم ٹھہرے نگاہِ غور کا
کارخانہ ہے طلسمی طور کا

وہم کی بازی گری چلتی نہیں
عقل کی بھی دال یاں گلتی نہیں

کیوں نہ یہ دل معدنِ انوار ہو
کیوں نہ یہ دل مخزنِ اسرار ہو

آپ کی صورت ہے اس میں جلوہ گر
یارسول اللہ یا خیر البشر

وصل بھی ہے اور یہ ہجران نصیب
سچ کہا ہے النصیب مالنصیب

بے ہشی دو دوپہر رہنے لگی
ٹکٹکی اب رات بھر بندھنے لگی

عشق نے میرا کیا قصہ تمام
درد دل کا پر فسانہ ناتمام

ضبط کر اے دل تحمل چاہیے
بات کرنے میں تامل چاہیے

اپنے مطلب کے یہاں سب یار ہیں
وقت پڑ جائے تو سب اغیار ہیں

کچھ کسی نے حال بھی پوچھا کبھی
دردِ دل کو کوئی بھی پہنچا کبھی

درد کا ہمدرد ہوتا کون ہے
دل کی رنجش دل سے دھوتا کون ہے

کام ہے سب کو تو اپنے کام سے
کیا غرض ہے عاشقِ ناکام سے

کوئی بھی دنیا میں کام آتا نہیں
کوئی ساتھ آتا نہیں جاتا نہیں

جس طرح آئے اکیلے جائیں گے
ساتھ کچھ لائے نہ کچھ لے جائیں گے

اس چمن سے سب تہی دامن گئے
خالی ہاتھوں چھوڑ کر خرمن گئے

جو یہاں آیا ہے وہ جانے کو ہے
جائے گا وہ بھی جو یاں آنے کو ہے

جس طرح ہو گی بسر کر جائیں گے
موت جس دن آئے گی مر جائیں گے

خوب سمجھے ہستی باطل کو ہم
چھوڑ بیٹھے عیش لا حاصل کو ہم

ساقیا آنکھیں ملا مے خوار سے
ساقیا مے دے خمِ اسرار سے

کیوں نہ ڈھونڈھیں خانۂ خمار کو
کیوں نہ تاکیں چشم مستِ یار کو

کیوں نہ ملنے کی ہوا باندھے رہیں
کیوں نہ رشتہ عشق کا باندھے رہیں

ہے رگوں میں جوش زن خون آپ کا
گرچہ ہوں ذرہ مگر ہوں آپ کا

ہر کسے کو دور ماند از اصلِ خویش
باز جوید روزگار وصلِ خویش

چاہتا ہے مہر سے ذرہ ملے
چاہتا ہے بحر سے قطرہ ملے

جزو وکل میں عشق کی ہے آگ سی
فرع کو ہے اصل سے اک لاگ سی

از نیستان تا مرا بہ بریدہ اند
از نفیرم مرد و زن نالیدہ اند

اس طرح ملتے جدا ہوتے نہیں
وہ بقا ملتے فنا ہوتے نہیں

عشق کا دریا بھی کیا مواج ہے
موجِ اول میں جہاں تاراج ہے

سرگذشت اپنی کہی جاتی نہیں
جانِ جاں کہنے میں بات آتی نہیں

اے کریم چارہ سازِ چارہ جو
رحم فرما چارۂ بے چارہ جو

ناتوانی ہے قویٰ بھی سُست ہیں
دست و پا ہمت کے لیکن چُست ہیں

جو لکھا ہے جھیلنا جھیلیں گے ہم
جو خدا دکھلائے گا دیکھیں گے ہم

جان دے دیں گے تمہارے نام پر
خاتمہ بالخیر ہو اسلام پر

ہائے وہ اسلام بھی باقی نہیں
بزم میں ساغر نہیں ساقی نہیں

وہ شراب شوق کی نیرنگیاں
جام عرفاں کی مقدس مستیاں

ماسوا کا دھیان کوسوں جس سے دور
نعرۂ اللہ یا ربِ غفور

یاں سماں چھایا ہوا کیا کیا نہ تھا
کونسا جلوہ جہاں آرا نہ تھا

ہائے غفلت نے یہ کی ترکی تمام اک فقط اسلام کا باقی ہے نام

میکدے سونے پڑے ہیں شام سے قبر میں سوتے ہیں رند آرام سے

وہ صدائے قلقل مینا نہیں وہ اچھوتا جام وہ صہبا نہیں

جامِ وحدت میں ہے بال آیا ہوا ساغر عرفاں بھی ہے ٹوٹا ہوا

دوستوں میں دوستی نایاب ہے عشق کا دریا بھی اب پایاب ہے

دین کا اٹھتا ہوا بازار ہے قافلہ بے قافلہ سالار ہے

ہائے وہ اسلام کا گلشن کہاں حیف وہ نرگس کہاں سوسن کہاں

پیچ وخم وہ تیرے سنبل کیا ہوئے کیا ہوئے گلشن کے وہ گل کیا ہوئے

تیری سوسن کچھ زبان ہلتی نہیں تیری بلبل کیوں نظر ملتی نہیں

تیری وہ بونسترن کیا ہو گئی تیری رنگت اے چمن کیا ہو گئی

رہرو غربت بھی یاں چلتے نہیں پھول پھل بھی پھولتے پھلتے نہیں

گلشنِ شاہِ زمن ویران ہے چہچہے تھے جس جگہ سنسان ہے

گر کھلا بھی کوئی گل مرجھا گیا ابرِ رحمت ہاں برس وقت آ گیا

یارسول اللہ ہمت کیجئے اپنی اُمت کی شفاعت کیجئے

وقتِ آخر ہے مرض ہے لا دوا ہے یہی وقتِ مدد وقتِ دعا

دستگیری کا یہی ہنگام ہے دستگیری آپ ہی کا کام ہے

گر نظر رحمت کی ہو جائے ادھر پھول پھل سے پھر شجر ہوں بارور

طائروں کے پھر وہی ہوں چہچہے میکشوں کے پھر وہی ہوں قہقہے

پھول پھر پھولیں چمن میں ناز سے غنچے پھر چٹکیں اُسی انداز سے

غلغلہ پھر ہو خدا کے نام کا پھر ہرا ہو جائے باغ اسلام کا

ہوخموش اے دل یہ ہے جائے ادب بے ادب محروم ماند از فضل رب

میری ہر اک التجا ہو مستجاب　　اے خدا میری دعا ہو مستجاب

سَلِّمُوْا یَاقَوْمُ بَلْ صَلُّوْا عَلَی الصَّدْرِ الْاَمِیْنِ
مُصْطَفٰی مَاجَآءَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ

حلیۂ اقدس

ابیات:

اُسی کے حُسن کے پرتو سے زندہ جاں میری　　اُسی کے عشق میں آنکھیں ہیں خوں فشاں میری

سُنے نہ کوئی دل درد مند میرا درد　　نہ سُن سکے گا جنوں خیز داستاں میری

اے قلم تجھ میں کچھ ہنر ہو تو ہنر آزمائی کر۔ اے زبان تجھ میں گویائی ہو تو اپنا جوہر دکھا۔ اے عقل تیری رسائی ہو تو آگے بڑھ۔ اے آنکھو! تم تصویر کھینچ سکتی ہو تو مصوری دکھاؤ۔ لیکن لطافت و پاکیزگی، حسن ملاحت، دلبری و دلفریبی، ناز و انداز نہ تقریر میں آ سکتا ہے نہ تحریر میں۔ نہ اشارات میں آ سکتا ہے نہ تصویر میں۔ ہاں اے عشق تیرے کرشمے نرالے ہیں تو ہی سنبھل ہمت کے پانوں سے چل۔ آہ و نالہ کی کمند پھینک۔ جذبات کے کرشمے دکھا اور دل و دماغ میں تصویر یار کھینچ لا۔

چہ قامتے کہ زسرتا قدم ہمہ جانی　　چہ صورتے کہ بہیچ آدمی نمی مانی

قد آپ کا میانہ مگر مجمع میں سب سے نکلتا ہوا معلوم ہوتا تھا۔ زلفیں آپ کی کانوں تک تھیں لیکن جب کنگھی کی جاتی تو شانوں تک پہنچتی تھیں۔ نقشہ گول، رنگ سُرخ و سفید گندمی اُس پر ملاحت کی دلفریبی و لربائی کے لئے بجا نہ تھی۔ آنکھیں بڑی اور شرگین تھیں۔ دیدے سفید سُرخی مائل تھے۔

چشم بے سرمہ سیاہش نگرید　　　روی ناشستہ چوماہش نگرید

مژگان دراز تھے، پیشانی اونچی، ابرو بادی النظر میں پیوستہ، درمیان ابروون کے رگِ ہاشمی جو وقت معرکہ آرائی جوش میں آتی تھی۔ دہن کشادہ تھا جو مردوں کے لئے خاص حُسن ہے۔ دندان سفید موتی کے مانند آبدار تھے۔ سینہ چوڑا، داڑھی گھنی تھی، داڑھی بڑھائی جاتی اور مونچھیں تراشی جاتی تھیں۔ تناسب اعضا ایسا دلفریب جس پر دلفریبی صدقے، سراپا ایسا دلکش جس پر دلبری قربان، وہ مردانہ حسن و جمال وہ خدائی ہیبت و جلال، وہ دلربا یانہ چال، صورت بے نظیر سیرت بے مثل، اے اللہ ایک دل کس کس پر فدا ہو، ایک جان کس کس پر نثار ہو؟

زفرق تا بقدم ہر کجا کہ مے نگرم　　　کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجا ست

غزل مصنف:

ای خاصۂ خاصان حق جانِ جہانِ انبیاء
ای نور اول عقلِ کُل ای مظہرِ ذاتِ خدا

ای تاج بخش خسرواں مسند نشین کن فکان
شاہنشہِ شاہان دین ای مصطفیٰ ای مجتبیٰ

ای موجب تسکینِ دل ای باعثِ آرامِ جان
بچین ہے سینے میں دل مضطر ہے جان مبتلا

آئی بہار آئی خزاں دن بھی کٹے راتیں گئیں
نکلی نہ دل کی آرزو نکلا نہ دل کا حوصلا

آخر اجل بھی آگئی دن گنتے گنتے کٹ گئے
آنکھیں ترستی رہ گئیں بسمل تڑپتا رہ گیا

مانا کہ یہ عشق و جنوں سفاک ہے خونریز ہے
ہے مرہم زخم جگر ہے درد دل کی یہ دوا
تاب و تواں صبر و سکون اور آتش شوق درون
لحظہ بلحظہ وہ تو کم ساعت بساعت یہ سوا

اچھی بُری ہے چیز کیا رنج و خوشی کہیے کسے
عاشق کو کیا رنج و خوشی عاشق کو کیا اچھا بُرا
یا رب یہی ہے آرزو یا امتی جب ہم سنیں
لبیک کہتے ہم چلیں زیر لوائے مصطفٰے

آتا ہے اپنے دھیان میں جب قبۂ خضرا مجھے
تا عرش رب العالمین اُٹھتا ہے دل کا ولولا
تجھ کو دیا ہے جان و دل پھر بھی ہیں دل میں منفعل
اے جان جانِ عاشقاں دونوں جہاں تجھ پر فدا

تیری ہوئی جب جستجو اپنے پرائے کھو گئے
دنیا سے آنکھیں پھر گئیں عقبیٰ سے بھی دل پھر گیا
ہے عشق بحرِ بیکراں جس کا کہیں ساحل نہیں
اس کی نرالی شان ہے جو ابتدا وہ انتہا

بحرِ فنا ہے موجزن ہر موج اس کی شعلہ زن
شعلے ہیں اس کے جوش زن دستم بگیر اے مصطفٰے
فریاد تیری دید کی حافظ کی جان آنکھوں میں ہے
فریاد رس فریادیوں کا کون ہے تیرے سوا

صُحفِ ماسبق کی پیشین گوئیاں:

اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ وعم نوالہٗ اپنے رسولوں اور اپنے نبیوں کی زبانی اپنے بندوں کو بشارتیں دیتا اور اپنی حجتیں تمام کرتا رہا کہ ہم نبی آخرالزماں جن کا نام احمد ہوگا اور جن کے ایسے اوصاف اور یہ شکل وشمائل ہوں گے پیدا کریں گے۔ قرآن مجید سورۂ صف میں ارشاد فرماتا ہے۔ وَاِذْ قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ یٰبَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًاۢ بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ۔ عیسیٰ بن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل میں تمہارا رسول ہوں توریت کی تصدیق کرتا ہوں اور تمہیں اس نبی کی جو میرے بعد آنے والا ہے اور جس کا نام احمد ہوگا بشارت دیتا ہوں۔ مگر جب وہ اُن کے پاس خدا کی نشانیاں لے کر آیا تو افسوس ہے کہ بندوں نے اس طرح مانا فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ۔ وہ بول اٹھے کہ یہ تو صریح جادو ہے۔ پھر خدا کہتا ہے کہ اس سے بڑھ کر کون ظالم ہوگا کہ اُن کو تو اسلام کی طرف بلایا جائے اور وہ اس پر بہتان باندھیں اس لئے خدا ظالم کی ہدایت نہیں کرتا۔ یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نور کو پھونک کے بجھا دیں مگر یہ نہیں ہو سکتا اللہ اپنے نور کو پھیلائے گا۔ اور خدا نے اپنا وعدہ پورا کیا۔ وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا ساری زمین خدا کے نور سے منور ہوگئی۔ اس کے ساتھ ہی خدا نے یہ بھی فرما دیا کہ یہ اہل کتاب بوجہ ان بشارتوں کے آنحضرت سے خوب واقف ہیں۔ یَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ اپنے بال بچوں کی طرح پہچانتے ہیں مگر انہیں سے بعض جان بوجھ کر ان بشارتوں کو چھپاتے ہیں۔ وَاِنَّ فَرِیْقًا مِّنْهُمْ لَیَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَهُمْ یَعْلَمُوْنَ اور بعض ان میں تحریف کرتے ہیں۔ یُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ مگر

جو ایمان لا چکے ہیں وہ توریت وانجیل میں یہ بشارتیں لکھی پاتے ہیں۔ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ لیکن خدا کی قدرت یہ بشارتیں نہ اُن کے چھپائے سب چھپ سکیں اور نہ اُن کے بدلے بدل سکیں۔ آج بھی موجودہ توریت وانا جیل میں سیکڑوں جگہ موجود ہیں۔ اگر میں سب کو ایک جگہ دکھاؤں تو اس کے لئے ایک ضخیم کتاب درکار ہوگی اس لئے محض اختصار کے ساتھ چند پر اکتفا کرتا ہوں یہ ایسی ہیں جن کے ماننے میں اہل کتاب کو بھی عذر نہیں ہو سکتا۔

(۱) یوحنا کی گواہی یہ تھی جبکہ یہودیوں نے کاہنوں اور لادیوں کو یروشلم سے بھیجا کہ وہ اس سے پوچھیں کہ تو کون ہے؟ اُس نے اقرار کیا انکار نہ کیا بلکہ اقرار کیا کہ میں مسیح نہیں ہوں۔ تب انہوں نے پوچھا کہ تو کون ہے؟ کیا تو الیاس ہے؟ اُس نے کہا ''نہیں'' پس کیا تو وہ نبی ہے؟ اُس نے جواب دیا ''نہیں''۔ پھر پوچھا کہ تو کون ہے؟ اُس نے کہا جیسا یسعیاہ نبی نے کہا۔ بیابان میں ایک پکارنے والے کی آواز ہوں کہ تم خداوند کی راہ کو درست کرو۔ مگر یہ فریسیوں کی طرف سے بھیجے گئے تھے اور انہوں نے اس سے سوال کیا اور کہا کہ اگر تو نہ مسیح ہے نہ الیاس نہ وہ نبی تو پتسمہ کیوں دیتا ہے۔ (انجیل یوحنا باب ۱، آیت ۱۹-۲۵)

یوحنا نے جب انکار کیا کہ میں مسیح نہیں ہوں پھر بھی یہ سوال کہ آیا تو وہ نبی ہے۔ یہ ''وہ نبی'' کے لفظ سے کون مراد ہو سکتا ہے؟ بجز اُس کے جس کا انتظار لوگوں کے دلوں میں ہو اور جس کی امیدیں اُن کو لگی ہوں۔ پھر بعد حضرت مسیح علیہ السلام کے کونسا نبی ہونے والا تھا اور بجز خاتم المرسلین کے کون ہوا جسے لوگ ڈھونڈ ھنے گئے تھے؟

(۲) حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے حواریین سے فرماتے ہیں۔ ''بعد اس کے میں تم

سے بہت کلام نہ کروں گا اس لئے کہ اس جہاں کا سردار آتا ہے اور مجھ میں اس کی کوئی چیز نہیں''۔ (انجیل یوحنا، ب ۱۴، آیت ۳۰)

خدا سے کم زیادہ سب سے سمجھو یہی کلمہ ہے شایانِ محمدؐ

اللہ اللہ! اُس پیغمبر کے قربان جس کی شان میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سا اولوالعزم پیغمبر یہ فرمائے کہ ''جہان کا سردار آتا ہے اور مجھ میں اس کی کوئی چیز نہیں''۔ باوجود اس کے عیسائیوں نے منہ پھیرا اور اپنے کو عیسائی کہتے رہے۔

(۳) یہ امور میں نے تم سے کہے جبکہ تمہارے ساتھ ہوں لیکن فارقلیط (تسلی دینے والا) پاک روح جس کو باپ بھیجے گا میرے نام سے ہر بات تم کو سکھائے گا اور تمام وہ باتیں جو میں نے تم سے کہی ہیں تمہیں یاد دلائے گا''۔

(انجیل یوحنا باب ۸، آیت ۲۵،۲۶)

محمدؐ سے صفت پوچھو خدا کی خدا سے پوچھیے شانِ محمدؐ

فارقلیط کتنی بلیغ تعریف ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آپ کی نسبت فرمائی اور پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد کون نبی ہوا جس پر یہ تعریف صادق آئے یا جو اس تعریف کا مستحق ہو؟ اس کے علاوہ قرآن شریف شاہد ہے کہ آپ نے بنی اسرائیل کو وہ سب باتیں یاد دلائیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام لے لے کر اگلی ہدایتوں کی طرف متوجہ کیا لیکن حیف ہے کہ قوم نہ سمجھی پر نہ سمجھی۔ خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ۔

(۴) ''پر جبکہ تسلی دینے والا جسے میں تمہارے لیے باپ کی طرف سے بھیجوں گا یعنی روحِ حق جو باپ سے نکلتی ہے آئے تو وہ میرے لیے گواہی دے گا''۔

(انجیل یوحنا، باب ۱۵، آیت ۲۶)

آج دو ہزار برس ہوئے کون مدعیِ نبوت اس پیشین گوئی کا مصداق سکتا ہے؟ اے امت محمدی! جس نبی کو تم اپنی جان سمجھتے ہو حضرت عیسیٰ علیہ السلام ا نہ روح نہ روح القدس بلکہ روحِ حق فرماتے ہیں اس سے بھی تو اپنے نبی اور ا رسول (روحی فداہ) صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قدر و عظمت کے کسی زینے کو پہنچو اور ان کی محبت کے لئے دل۔ اُن کی اطاعت کے لئے گردن جھکاؤ مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ۔ (جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی)۔

(۵) لیکن جب وہ یعنی روح حق آئے تو وہ تمہیں ساری سچائی کی راہ بتائے گی اس لئے کہ وہ اپنی نہ کہے گی لیکن جو کچھ وہ سنے گی وہ کہے گی اور تمہیں آئند کی خبریں دے گی اس کی شہادت خود اللہ تعالیٰ نے دی۔ وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی مگر بات یہ ہے۔ (انجیل یوحنا، باب ۱۶، آیت ۱۲-۱۳)

بہ آبِ زمزم و کوثر سفید نتواں کرد گلیم بخت سیہ را کہ بافتند سیاہ

(۶) "حجی نبی نے بشارت دی کہ خداوند خلائق نے کہا کہ سب قوموں کو ہلا دوں گا اور حمد سب قوموں کا آئے گا اور اس شہر کو بزرگوں سے بھروں گا"۔

(کتاب حجی، باب ۱۱، آیت ۷)

حمد کا لفظ جو اوپر آیا ہے وہ طرز جملہ ہی سے معلوم ہوتا ہے کہ کنایتاً اور اشارتاً بولا گیا ہے اور اس کنائے کی وضاحت بھی صاف صاف ہے کہ وہ ایسا شخص ہوگا جس کا نام ایسے مادے سے ہوگا اور ایسا ہی ہوا بھی کہ محمد، احمد، حامد، محمود ہمارے پیغمبر خدا ﷺ کے نام مبارک اس مادے سے نکلے۔ اب اس سے زیادہ صاف کیسی بشارت ہوتی ہے؟ مگر بات یہ ہے کہ مَنْ یُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ۔

(۷) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا فرماتا ہے کہ قائم کرے گا تیرا معبود

ہو جو تیرے لیے نبی تجھ میں سے تیرے بھائیوں میں سے تجھ سا اُس کو مانیو۔ اور اُن کے بھائیوں میں سے نبی تیرا سا قائم کروں گا اور اپنا کلام اُس کے منہ میں دوں گا اور جو کچھ میں اس سے کہوں گا وہ اس سے کہہ دے گا''۔

(توریت باب ۵، آیت ۱۵-۱۸)

بنی اسرائیل کے بھائی بنی اسمٰعیل کے سوا اور کون ہیں؟ اور بنی اسمٰعیل میں سوائے نبی خاتم المرسلین کے اور کون نبی ہوا؟ علاوہ اس کے اہل کتاب اس میں متفق ہیں کہ انبیاء بنی اسرائیل پر سوائے احکام عشرہ کے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اُترے تھے اور کوئی وحی بلفظہ نہیں ہے بلکہ انبیاؤں کو صرف مطلب القا ہوتا تھا اور زبان اپنی ہوتی تھی اور موجودہ اناجیل تو اپنی زبان بھی نہیں حواریوں کی زبان ہے۔ سوائے احکام عشرۂ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جو ابھی تک بلفظہ مانا جاتا ہے اور کسی نبی کو شریعت دی ہی نہیں گئی۔ یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی اُسی شریعت کے پابند تھے۔ ہمارے حضرت ہی ایک ایسے پیغمبر تھے جو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی نسل سے تھے۔ آپ ہی کے منہ میں خدا نے اپنی زبان دی (یعنی کلام اللہ) آپ ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح ہوئے۔ کافر دشمنوں کی وجہ سے اپنے وطن سے ہجرت کی۔ مدینہ میں جا کر پناہ لی جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی پناہ لی تھی۔ مثل احکام عشرۂ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے آپ پر اتنا بڑا کلام مجید اُترا جس میں توحید و معرفت خالق اور مخلوق کے برتاوے جسمانی اور روحانی ہدایتیں ہیں جو دینی اور دنیوی نعمتوں سے مالا مال ہیں۔ آپ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح جہاد کیا اور آپ کا جہاد نرم امن چاہنے والا امن دینے والا اور جانوں کا بچانے والا تھا۔

(۸) ''خدا سینا سے نکلا اور سعیر سے چمکا اور فاران کے پہاڑ سے ظاہر ہوا اس کے داہنے ہاتھ میں شریعت روشن ساتھ لشکر ملائکہ کے آیا''۔

(توریت باب ۵، آیت ۲۳)

افسوس جس روشن شریعت کی تعریف حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کی اور جسے نبی آخرالزماں لے کر آئے اے مسلمانوں وہ تمہارے ہاتھوں تباہ و برباد ہو رہی ہے تمہارے شکوک اور بے پروائی کی فوج نے وہ چھاپا مارا کہ وہ غیروں کے گھر پناہ گزین ہونے کو ہے۔

(۹) ''اور آئے گا اللہ جنوب سے اور قدوس فاران کے پہاڑ سے آسمانوں کو جمال سے چھپادیا۔ اس کی ستائش سے زمین بھر گئی''۔ (کتاب حبقوق، باب ۲۳)

عرب کے قدیم جغرافیے نے بڑے بڑے علماء کی تحقیق و تسلیم سے اور توریت کے محاورات سے بخوبی ثابت ہے کہ مکہ معظمہ کے ہی پہاڑوں کا نام فاران ہے اور جہاں مکہ معظمہ آباد ہے۔ اسے وادی فاران کہتے تھے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کوہ فاران سے ظہور کرنا۔ ہاتھ میں ایک ایسی روشن شریعت کا ہونا جس کی روشنی نے آسمانوں کو ڈھانک لیا اور جس کی ستائش سے زمین بھری پڑی ہے۔ ان بشارات سے صاف اور واضح تر اور کیسی بشارت ہوتی ہے؟ افسوس ہے اے قوم! بشارت دینے والے نبی علیہ السلام نے جس نبی کی بشارت اس لفظ سے دی کہ ''آئے گا اللہ جنوب سے'' اور اس طرح آپ کی عظمت و جلالت کا بھی اعلان کیا اُسے اہل کتاب تو ساحر کہیں اور تم اس کو شکوک کے احول آنکھوں سے دیکھو؟ خدا سے ڈرو خدا سے ڈرو! کہیں اس کی غیرت کو جوش نہ آجائے۔

(۱۰) حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے محبوب سے ملنا چاہتے ہیں اور جب نہیں مل

جھکتے تو خدا سے مناجات اور اپنے محبوب کی تعریف اس طرح کرتے ہیں۔''میرا محبوب نورانی گندم گون ہزاروں میں سردار ہے۔ اس کا سر ہیرے کا سا چمکدار ہے۔اس کی زلفیں مسلسل مثل کوّے کے کالی ہیں۔اس کی آنکھیں ایسی ہیں جیسے پانی کے کنڈل پر کبوتر۔ دودھ میں دُھلی ہوئی خانہ میں نگینے کے مانند جڑی ہیں۔ اُس کے رخسارے ایسے ہیں جیسے ٹٹی پر خوشبودار بیل چھائی ہوئی۔ اس کے ہونٹ پھول کی پنکھڑیاں جن سے خوشبو ٹپکتی ہے۔ اس کے ہاتھ ہیں سونے کے ڈھلے ہوئے جواہر سے جڑے ہوئے۔ اس کا پیٹ جیسے ہاتھی دانت کی تختی جواہر سے لپی ہوئی۔ اس کی پنڈلیاں ہیں جیسے سنگ مرمر کے ستون سونے کی بیٹھک پر جڑے ہوئے اس کا چہرہ مانند آفتاب کے۔ جوان مانند صنوبر کے اس کا گلا نہایت شیریں اور وہ بالکل محمد (یعنی تعریف کیا گیا) یہ ہے میرا دوست اور میرا محبوب اے بیٹے پروشلم کے''۔ (کتاب تسلیمات حضرت سلیمان علیہ السلام، باب ۵، آیت ۱۰-۱۶)

اے آنکھیں چُرا کے جانے والو　　اس نام کو آنکھوں سے لگا لو
آؤ درِ توبہ بھی کھلا ہے　　گزری باتوں پہ خاک ڈالو

اے حضرت سلیمان علیہ السلام! آپ نے کس منہ سے یہ ثنا کی؟ اس کے منہ صدقے ہائے یہ اس پاک محبت کا جوش ہے جس میں رقابت کی جگہ ہمدردی ہوتی ہے۔ میں آپ کا ہمدرد ہوں، ہم زبان ہوں، اگرچہ چھوٹا منہ بڑی بات ہو۔ آپ کے محبت بھرے الفاظ نے بے چین کر ڈالا۔ اے بیخودی سہارا دے۔ اے محبت تفرقے مٹا۔ اے جذبۂ دل درِ یار تک پہنچا۔ اے حضرت سلیمان علیہ السلام آپ نے سمجھانے کو سمجھایا۔ ہدایت کرنے کو ہدایت کی مگر نہ سمجھنے والوں نے نہ سمجھنا تھا نہ سمجھا۔ عقل و دل کے اندھے نہ چھپتا تھا نہ چھپتے۔

مَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ اَنْ یَّھْدِیَہٗ یَشْرَحْ صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ وَمَنْ یُّرِدْ اَنْ یُّضِلَّہٗ یَجْعَلْ صَدْرَہٗ ضَیِّقًا حَرَجًا کَاَنَّمَا یَصَّعَّدُ فِی السَّمَآءِ کَذٰلِکَ یَجْعَلُ اللّٰہُ الرِّجْسَ عَلَی الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ۔

جس شخص کو خدائے تعالیٰ چاہتا ہے کہ راہ راست دکھائے اُس کے سینے کو قبول اسلام کے لئے کھول دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے کہ گمراہ کرے اس کے سینے کو تنگ اور سخت کر دیتا ہے گویا اُس کو آسمان میں چڑھنا پڑتا ہے۔ جو لوگ ایمان نہیں لاتے اُن پر اللہ کی پھٹکار اسی طرح پڑتی ہے"۔ افسوس ہے خدائے تعالیٰ کی بہتیری مخلوق دیکھ کے آنکھیں چُراتی ہے۔ نام نامی تک موجود ہے مگر اُس کا ترجمہ کر دیا گیا حالانکہ طرز کلام اسی کا مقتضی ہے کہ لفظ محمد یہاں پر معرفہ ہو نکرہ نہ ہو اور یہ ہے میرا دوست اور میرا محبوب اس جملے کا اقتضا ہے کہ تخصیص ہو تعیم نہ ہو۔ خدائے تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے مَنْ یُّضْلِلِ اللّٰہُ فَلَنْ تَجِدَ لَہٗ وَلِیًّا مُّرْشِدًا۔

دلوں میں جیسے اُمنگ اُٹھے اُٹھا تھا فاران سے ابر بطحا
شرابِ وحدت کا مست بادل سیاہ جیسے غلافِ کعبہ

خدا کی مخلوق منتظر تھی دلوں میں دل بھی اُمنڈ رہے تھے
ازل سے آنکھیں ترس رہی تھیں وہ کنزِ مخفی دکھائی دیتا

جو ابر رحمت برس پڑا تھا رواں تھیں نہریں نوازشوں کی
خدا کی کھیتی تھی سیر حاصل خدا کا گلشن تھا لہلہاتا

تماشے گلشن کے دیدنی تھے ترانے اِس کے شنیدنی تھے
نسیم ایسی کہ دل شگفتہ بہار ایسی کہ روح افزا

خزاں کے آتے ہوئے یہ صورت چمن میں گل ہے کہیں نہ سنبل
کہیں نہ نسرین نہ نسترن ہے کہیں نہ سوسن کہیں نہ لالا
کہاں وہ مرغان خوش نوا ہیں کہاں ہے بلبل کہاں ہے قمری
اُداسی ماتم یہ کر رہی ہے کہاں ہے کوئل کہاں پپیہا
یہی ہے شانِ حدوث عالم کبھی خوشی ہے کبھی ہے ماتم
یہی ہے دورِ زمانہ ہمدم یہی خدائی کا ہے تماشا

الٰہی کچھ ایسی بے خودی ہو کہ ہوش والوں کو رشک آئے
زمانہ بدلے اگر تو بدلے نہ سوچیں کیا تھا نہ سمجھیں ہے کیا
پلا دے ساقی شراب ایسی کہ تیرے مستوں کو کیف آئے
یہ دور ساغر سے ہونا کیا ہے میں پینے والا ہوں خم کے خم کا
جمال دیکھے گا اُس کا اک دن جو دن یہ فرقت کے دیکھ لے گا
یہ دن تو دیکھے ہیں ہم نے لیکن وہ دن بھی دیکھیں کہیں خدایا
شراب اُلفت کی کچھ نہ پوچھو عجیب مستی عجب نشہ ہے
نشے اُترتے ہیں سارے لیکن یہ وہ نشہ ہے نہیں اُترتا
ہے بحر مواج عشق ایسا کنارے لگ کر بھی ناؤ ڈوبے
جو ناخدا ہو تمہارے ایسا جہاں یہ ٹھہرے وہی کنارا
ہزاروں کشتے سسک رہے ہیں ہزاروں جانیں بھی دے چکے ہیں
تمہاری تیغ نگہ کے صدقے کہ جس کو تاکا بس اُس کو مارا
جو ہوش والے ہیں بخت اُن کے یہاں ہے اے یاس ہوش کس کو
نہ دل ٹھکانے نہ عقل برجا نہ گوش شنوا نہ چشمِ بینا

وفورِ تار نظر ہے چلمن حضوری بھی ہے حجاب بھی ہے

تماشے قدرت کے ہیں یہ حافظ شمع کے نیچے ہی ہے اندھیرا

سَلِّمُوْا یَاقَوْمُ بَلْ صَلُّوْا عَلَی الصَّدْرِ الْاَمِیْنِ

مُصْطَفٰی مَاجَاءَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ

مختصر حالات طفلی تا سن نبوت:

سیدنا ونبینا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے والدین کے کنار عاطفت میں تربیت پانے کا اتفاق نہ ہوا۔ ہنوز بطن مادر ہی میں تھے کہ آپ کے والد حضرت عبداللہ نے قضا کی۔ چھ برس کے ہوئے تو آپ کی والدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے بھی قضا کی ماں کا سایہ بھی سر سے اُٹھ گیا اب آپ یتیم ہو گئے اور اپنے دادا حضرت عبدالمطلب کے پاس رہنے لگے۔ دو برس کے بعد جب آپ کا سن آٹھ برس کا ہوا تو اُن کا بھی انتقال ہو گیا اور انہوں نے آپ کی پرورش کا انتظام آپ کے چچا حضرت ابوطالب کے متعلق کیا اور انہیں کی آغوش شفقت میں آپ کے طفولیت کا زمانہ بسر ہوا۔ آپ کا بارہواں سال تھا کہ اپنے چچا کے ساتھ شام کی طرف تجارت کو چلے راہ میں بحیرا راہب سے ملاقات ہوئی جو آپ کے صفات آسمانی کتابوں میں پڑھ کر حالات سے واقف تھا۔ وہ آپ کے قیافے کو دیکھ کر پہچان گیا اور بولا کہ ''اے ابوطالب یہ لڑکا پیغمبر اور رسول ہے اور شام میں یہودی رہتے ہیں وہ ان کے دشمن ہیں ذرا ہوشیار رہنا۔ بلکہ مناسب تو یہ ہے کہ اُلٹے واپس جاؤ''۔ حضرت ابوطالب نے بھی اس کا کہنا مان لیا اور واپس ہوئے۔

آپ کو چودھواں سال ہو گا کہ اس سفر سے لوٹتے وقت راہ میں دشمنوں سے مقابلہ کا اتفاق ہوا۔ اس لڑائی میں آپ نے شجاعت عرب کی داد دی اور سب

سے منوا چھوڑا آپ کو پچیسواں سال تھا کہ حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا سے آپ نے شادی کی۔ ان سے کئی اولادیں ہوئیں لڑکے تو بچپن ہی میں فوت ہوتے گئے مگر لڑکیاں رہیں انہیں میں حضرت خاتون جنت بی بی فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا تھیں آپ کو اپنی سب اولاد سے زیادہ اُن سے محبت تھی۔

اسی سن وسال میں قوم نے آپ کو امین کا خطاب دیا۔ یہ سن وسال اور یہ قومی خطاب اور اتنا بڑا قابل قدر دنیا میں اس کی مثال نہیں مل سکتی۔ صرف یہی نہیں کہ آپ امین تھے بلکہ قوم کے حَکَم بھی تھے۔ سارے قصے جھگڑے آپ کے پاس آتے اور اُن کا فیصلہ آپ کے ہاتھوں ہوتا اور ایسا فیصلہ ہوتا کہ ہر فریق راضی اور خوش ہوکر جاتا تھا۔

جب عمر شریف پینتیس برس کی ہوئی تو کعبے کی تعمیر از سر نو ہونے لگی۔ مکہ کے بڑے بڑے عمائد اور خود آن حضرت ﷺ پتھر اُٹھا اُٹھا کر لاتے اور بیت اللہ کی تعمیر کرتے۔ گویا بنیاد تو حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی رہی اور اس کا اہتمام و تعمیر آپ کے ہاتھوں ہوئی۔ جب بیت اللہ تعمیر ہو چکا تو حجر اسود کے رکھنے کی نسبت سب قوموں میں جھگڑا ہونے لگا۔ چونکہ کعبے کی عظمت ہمیشہ سے ہوتی آئی ہے کیونکہ وہ قریشیوں کا معبد تھا اس لئے یہ جھگڑا بے وجہ نہ تھا۔ سب کو یہی جوش تھا کہ اس عزت کا تاج میرے ہی سر رہے۔ بالآخر آپ نے اُس پتھر کو اس کی جگہ پر رکھا اور یہ جھگڑا فرو ہوا۔ گویا یہ دین اسلام کا بنیادی پتھر تھا۔ اگر آپ کا مبارک ہاتھ اس میں نہ لگا ہوتا تو خدا جانے یہ جھگڑا کیا کچھ رنگ نہ لایا ہوتا۔ مثنوی:

اے بسرا پردۂ یثرب بخواب　　خیز کہ شد مشرق و مغرب خراب
توبہ دہ از سر کشی ایام را　　باز خر از ناخوشی اسلام را

مہدِ مسیح از فلک آور بزیر ... رایتِ مہدی بفلک زن دلیر
افسر ملک از سر دوناں بکش ... دامنِ دولت ززبوناں بکش
اے عربی نسبت وامی لقب ... بندۂ تو ہم عجم و ہم عرب
گردِ سرت ابطحے و یثربے ... خاکِ درت مشرقی و مغربے
گنج تو در خاک نہاں دیر ماند ... نورِ تو غائب زجہاں دیر ماند
تیغ عرب زن کہ فصاحت تراست ... صید عجم کن کہ ملاحت تراست
گر لب جاں بخش تو فرمان دہد ... برقدمت سر نہد و جان دہد

سَلِّمُوْا یٰقَوْمِ بَلْ صَلُّوْا عَلَى الصَّدْرِ الْاَمِیْنِ
مُصْطَفٰى مَاجَآءَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ

نزول وحی:

سیدنا ونبینا محمد رسول اللہ ﷺ کی طبیعت بچپن ہی سے غور وفکر کی طرف مائل تھی اور آپ کو اکیلے بیٹھ کر خدائے تعالیٰ کا دھیان کرنا بہت پسند تھا۔ آپ دنیا کی ساری چیزوں سے بے تعلق و بے لگاؤ ہو کر خدا کی عبادت اور عبودیت ذکر وفکر کے لہلہاتے ہوئے گلستان میں سیر کرتے رہتے اور اس شاہد مقصود سے راز و نیاز فرماتے رہتے تھے اور اسی میں دل لگتا تھا۔ گھر میں ہوتے یا صحرا میں، ریگستان میں ہوتے یا گلزار میں، غار میں ہوتے یا پہاڑوں پر، ہر وقت اور ہر لحظہ سنسان گھڑیوں سہانے وقتوں میں، پتے پتے اور پتھر پتھر سے کبھی دلکش اور کبھی مہیب آواز میں صاف صاف سنتے تھے کہ اے محمد ﷺ خلاق عالم کا نام پکارو جو رب العلمین ہے۔ جو دل کا مقصد اور مقصد کی غایت ہے۔ اپنے بندوں میں سے اپنے رسول کو چُن لیتا ہے اور اس سے ہزار طرح سے ملتا اور ہزاروں طرح کی باتیں

کرتا ہے۔ اس سے آپ کی روحانی کیفیتیں جوش زن ہوتیں کہ آپ کو بیخود کر ڈالیں لیکن مازاغ جس کی شان اور مَاطَغٰی جس کی صفت ہو وہ خودی اور بے خودی کے احاطے میں کب آ سکتا ہے۔ آپ نے ضبط کو ہاتھ سے جانے نہیں دیا اور حکم خداوندی کے منتظر رہے۔ جب وحی آنے کا زمانہ قریب آ پہنچا تو اول آپ سچے خواب دیکھنے لگے اور رفتہ رفتہ وہ وقت بھی آ ہی گیا۔ آپ کا معمول تھا کہ سال میں کبھی کبھی کھانے پینے کی کچھ چیزیں ساتھ لے کر غار حرا میں لے جاتے اور خداوند جل و علا کی تسبیح و تقدیس اور بندگی میں مشغول ہوتے تھے۔ ایک دن آپ غار حرا میں تشریف رکھتے تھے کہ جبریل امین آئے اور کہا اِقْرَاْ یَا مُحَمَّدُ یعنی اے محمد ﷺ پڑھیے۔ آپ نے جواب دیا مَا اَنَا بِقَارِیٍٔ میں اَن پڑھ ہوں۔

حضرت جبریل علیہ السلام نے آپ کو تین مرتبہ دبایا اور یہی فرمائش کی اور یہی جواب ملا۔ پھر حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کیا۔

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ○ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ○ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ○ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ○ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ○

آپ نے مَالَمْ یَعْلَمْ تک پڑھا اور اِن آیتوں کو یاد کرتے ہوئے لرزان و ترسان گھر تشریف لائے اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا زَمِّلُوْنِیْ زَمِّلُوْنِیْ یعنی مجھے جلد کمل اُڑھاؤ۔ جب کچھ افاقہ ہوا تو آپ ﷺ نے سارا حال حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا اور فرمایا کہ میرا حال کچھ ایسا ہو جاتا ہے کہ مجھے اپنی جان کا خطرہ معلوم ہوتا ہے اور کیوں نہ ہوتا لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰی جَبَلٍ لَّرَاَیْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر یہ قرآن ہم پہاڑ پر نازل کرتے تو تم دیکھ لیتے کہ میرے خوف سے وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا۔ فی

الواقع یہ آپ ہی کا دل تھا جو اس بارِ عظیم کا متحمل تھا۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ آپ مطمئن رہیں آپ پر کوئی آنچ نہیں آنے کی کیونکہ آپ سچ بولتے ہیں۔ قرابت مندوں کے ساتھ سلوک کرتے ہیں۔ مہمان نوازی کرتے ہیں۔ حق والوں کے مددگار ہوتے اور دوسروں کا بوجھ اپنے سر لے لیتے ہیں پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں جو اُن کے عزیز قریب اور کتب آسمانی کے بہت بڑے عالم تھے۔ اُن سے سارا حال بیان کیا۔ ورقہ نے کہا ھٰذَا النَّاسُ الْاَکْبَرُ یہ وہی فرشتہ ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی لایا کرتا تھا۔ عنقریب تمہاری قوم تمہیں یہاں سے نکال دے گی۔ اے کاش کہ تمہاری دعوت اسلام تک میں زندہ اور جوان رہتا۔ آپ نے فرمایا کیا میرے اہل وطن مجھے وطن سے نکال دیں گے؟ ورقہ نے کہا: ''جو شخص نبی ہو کر آتا ہے اور خدا کے احکام پھیلاتا ہے اس کے ساتھ ایسا ہی معاملہ پیش آیا کرتا ہے''۔ اس کے کچھ ہی دنوں کے بعد ورقہ نے انتقال کیا۔ اس کے بعد ڈھائی برس تک وحی کا آنا موقوف رہا۔ اس سے آپ کو سخت صدمہ ہوا یہاں تک کہ بار بار آپ کا یہ ارادہ ہوتا تھا کہ پہاڑ پر چڑھ کر اپنے کو نیچے گرا دیجئے اور قصہ تمام کیجئے لیکن جب پہاڑ کی چوٹی پر پہنچتے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام آ کر کہتے تھے کہ ''آپ ایسا نہ کریں۔ آپ تو خدا کے سچے رسول ہیں''۔ اس کلام سے آپ کو تسکین ہو جاتی تھی۔ ایک دن آپ کہیں جا رہے تھے کہ آسمان سے پھر وہی ندا آئی۔ اس کے سننے سے آپ پر ہیبت سی چھا گئی۔ گھر آئے اور کمل اوڑھ کر لیٹ رہے۔ جو حال پہلے وحی آتے وقت ہوا تھا وہی اس مرتبہ بھی ہوا۔ اور جب کبھی وحی آتی تھی تو یہی حال ہو جاتا تھا۔ آپ اُسی حال میں تھے کہ وحی آئی۔ یٰۤاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ وَ

رَبَّکَ فَکَبِّرْ اے کمل پوش اُٹھ اور لوگوں کو خدا کی عظمت وجلالت سے ڈرا اور اس کی بڑائیاں بیان کر آپ فوراً اُٹھ بیٹھے اور جس کام کے لئے مامور ہوئے تھے کمر بستہ ہو گئے۔ عمر شریف چالیس برس اور ایک دن کی تھی کہ رسالت کا آفتاب طلوع ہوا جس کی شعاعوں نے تمام عالم کو جگمگا دیا۔

سب سے پہلے مردوں میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور لڑکوں میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور عورتوں میں حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا اور آزاد غلاموں میں زید ابن حارثہ رضی اللہ عنہ اور غلاموں میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ پھر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ پھر سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ پھر سعید بن زید رضی اللہ عنہ، طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ، عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ، زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ (حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے بیٹے جو آپ کی پھوپھی تھیں) اور چند آدمی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وجہ سے ایمان لائے رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

اسلام کی اشاعت شروع ہوگئی۔ اگرچہ موانع کے ہزاروں طوفان اُٹھے اور مزاحمتوں کے لاکھوں جھونکے چلے مگر آپ کے پہاڑ جیسے بلند اور مضبوط ارادوں کی چوٹی سے ایک سنگریزہ بھی نہ گرا۔ بلکہ بادِ مخالف کی مخالفت مخالفوں کے ہی حق میں مخالف ثابت ہوئی۔

زمہجوری بر آمد جان عالم ترحم یا نبی اللہ ترحم
نہ آخر رحمۃ للعالمینی زمحروماں چرا غافل نشینی
زخاک اے لالۂ سیراب برخیز چو نرگس خواب چند از خواب برخیز
بروں آور سر از برد یمانی کہ روئے تُست صبحِ زندگانی
شب اندوہ مارا روز گرداں زرویت روز ما فیروز گرداں

به تن در پوش عنبر بوی جامه | بسر بر بند کافوری عمامه
ادیم طائفے نعلین پاکن | شراک از رشتۂ جانہاے ماکن
فرود آویز از سر گیسواں را | فگن سایہ بپا سروِرَواں را
حجرہ پای در صحنِ حرم نہ | بفرقِ خاکِ رہ بوساں قدم نہ
بدہ دستے زپا افتادگاں را | بکن دلداریٔ دل دادگاں را

سَلِّمُوْا یٰقَوْمُ بَلْ صَلُّوْا عَلَی الصَّدْرِ الْاَمِیْنِ
مُصْطَفٰی مَاجَآءَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ

اشاعت اسلام:

آپ ہمہ تن اشاعت اسلام کی جانب متوجہ ہوئے۔ تین برس تک خورشید رسالت کی تجلی تعصب و جہالت کے کہروں کے سبب زمین پر پھوٹ کر نہ چمکی اور آپ کے اسلام پھیلانے کا کوئی نمایاں نتیجہ نہ نکلا لیکن کب تک؟ آفتاب گرمایا تو مطلع صاف ہوگیا۔ کفر وشرک کی اندھیری گئی دنیا میں دن نکل آیا جب یہ آیت اُتری فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ آپ علی روس الاشہاد وعظ فرمانے لگے لیکن آپ کی تقریریں جو بتوں کے خلاف میں ہوا کیں قریشیوں کے غیظ وغضب کا باعث ہوئیں۔ وہ کئی بار حضرت ابوطالب کے پاس آئے اور کہا کہ ہم لوگ آپ کو جس عظمت وشرافت، جس عزت اور اقتدارِ قومی کی نظر سے دیکھتے ہیں اور عمدہ درجے کی تعظیم کرتے ہیں کیا اُس کا اقتضا یہی ہے کہ آپ کا بھتیجا ہمارے معبودوں کو بُرا بھلا کہے اور ہم کھڑے سنا کریں؟ آپ ہمارے ہو جائیں یا اُن کے اس کا فیصلہ تلوار سے ہو جائے۔ حضرت ابوطالب نے آپ کو اس حال سے مطلع کیا۔ اگرچہ بادِ مخالف کا جھونکا تو آیا مگر اس سے آپ کے پاک ارادوں میں اور بھی تحریک پیدا

ہوئی۔ آپ نے فرمایا کہ وائے چچا اگر کفار میرے داہنے ہاتھ میں آفتاب اور بائیں ہاتھ میں ماہتاب رکھ دیں اور مجھے اس مقدس کام سے باز آنے کو کہیں جب بھی میں اپنے اس فرض منصبی کو کبھی نہیں چھوڑنے کا۔ اگر مشرکین مجھے اپنا بادشاہ بنا لیں اور ساری دنیا کی نعمت و دولت اور جاہ و حشمت میرے آگے رکھ دیں جب بھی میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس پاک ارادے سے باز نہیں آنے کا۔ یا اس قادر و قیوم کی غرض پوری ہو یا اسی راہ میں مَیں شہید ہو جاؤں۔ جب تک میں زندہ ہوں خدا کے احکام اس کے بندوں کو سناتا اور سمجھانے کی باتیں سمجھاتا رہوں گا کہ یہ بُت جن میں نہ عقل ہے نہ تمیز۔ نہ قوت غور و فکر ہے نہ سمجھ، نہ کسی قسم کی قدرت ہے نہ توانائی، نہ تمہاری مدد کر سکتے نہ تمہارے کام آسکتے ہیں، نہ اپنی کچھ مرادیں رکھتے نہ تمہاری مرادیں پوری کر سکتے ہیں۔ اُن کے آگے نہ جھکو انہیں اپنا معبود نہ بناؤ۔ تم جاندار مخلوق ہو اور وہ بے جان تمہارے ہی ہاتھوں کے بنائے ہوئے ہیں۔ تم دیکھ سکتے ہو وہ دیکھ بھی نہیں سکتے۔ تم سن سکتے ہو وہ سن بھی نہیں سکتے تم چل پھر سکتے ہو وہ چل پھر بھی نہیں سکتے۔ تمہیں عقل و تمیز ہے اُن میں یہ بھی نہیں۔ تم ویسے بیسیوں بنا سکتے ہو وہ تم سا ایک بھی نہیں بنا سکتے۔ ان میں کیا رکھا ہے کہ تم اُن کے آگے جھکتے ہو۔ قسم ہے خدا کی وہی خدا اس لائق ہے کہ تم اس کے آگے جھکو اُسے اپنا خالق اور معبود جانو۔ میں یہی سچی تعلیم کیے جاؤں گا اور وہی خدا جس کی رضا میں پوری کر رہا ہوں میری مدد کرے گا''۔ یہ سن کر حضرت ابوطالب نے کہا کہ ''اے میرے بھتیجے بے خوف و خطر اپنا کام کیے جاؤ کسی کی مجال نہیں کہ کچھ بھی کر سکے تو اپنے کام میں امین اور اپنے کلام میں سچا ہے اور تیرا دین سب دینوں سے اچھا ہے''۔

قریشیوں کو جب یقین آ گیا کہ آپ اپنے کام سے باز نہیں آنے کے اور یہ بھی دیکھ لیا کہ کامیابی کی زمین وسیع ہوتی جاتی ہے اور نصرت واقبال کا جھنڈا بلند ہوتا جاتا ہے تو وہ آپ اور آپ کے اصحاب کے سخت دشمن ہو گئے۔ ظلم وتعدی کے لئے ہر خاندان اُٹھ کھڑا ہوا۔ پھر جو آفتیں اور مصیبتیں اُن کے ہاتھوں پہنچیں اُن کے بیان کرنے سے دل لرزتا ہے۔ آپ عبادت الٰہی میں مشغول ہوتے تو لوگ پتھر پھینکتے۔ کھانا کھاتے تو خاک دھول ڈالتے۔ وعظ کہتے تو اس میں بھی اپنی بدکلامیوں سے رخنہ ڈالتے۔ آپ طائف پہنچے تو وہاں بھی وعظ کہنے نہ دیا۔ ڈھیلے اور پتھروں کے مینھ برسائے یہاں تک کہ آپ کا جسم مبارک زخمی ہو گیا۔ زہر دینے کا جو جو سامان ہو سکا اس مین بھی رُکے نہیں۔ شہید کر ڈالنے کے لئے جو جو کوششیں اُن کے بس میں تھیں ان میں بھی چوکے نہیں لیکن آپ نے اس کے عوض میں نہ بُرا بھلا کہا نہ بد دعا کی، دعا بھی کی تو یہ کی کہ رَبِّ اِهْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّهُمْ لَایَعْلَمُوْنَ۔ اے خدا میری قوم کو ہدایت کر کہ یہ نا سمجھ ہیں۔ آخر آپ کی دعا کا اثر ظاہر ہی ہو کر رہا۔ اک زمانہ آیا کہ وہ طائف نہ رہا نہ وہ مشرکین رہے نہ وہ کفار، جو پتھر پھینکنے والے تھے، وہ یار و مددگار ہو گئے۔ مثنوی:

اے مدنی برقع و مکی نقاب ۔۔۔ چند بود سایہ نشین آفتاب

منتظراں را بلب آمد نفس ۔۔۔ اے زتو فریاد بفریاد رس

خاک تو بوی بولایت سپرد ۔۔۔ باد نفاق آمد وآں بوے برد

بازکش این مسند از آزادگاں ۔۔۔ غسل دہ ایں ممبر از آلودگان

یا عمرے بر سر شیطاں فرست ۔۔۔ یا علی در صف میداں فرست

سکہ تو زن تا امراکم زنند ۔۔۔ خطبہ تو خوان تا خطبا دم زنند

ماہمہ جسمیم بیاجان تو باش ماہمہ دیویم سلیمان تو باش
خلوتے از پردۂ اسرار شو ماہمہ خفتیم تو بیدار شو
زافتِ ایں خانۂ آفت پذیر دست بر آور ہمہ را دستگیر

سَلِّمُوْا یَاقَوْمُ بَلْ صَلُّوْا عَلَی الصَّدْرِ الْاَمِیْنِ
مُصْطَفٰی مَاجَاءَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ

ہجرت:

عرب میں اک عام رسم یہ بھی جاری تھی کہ سارے ملک کے لوگ ہر سال خانۂ کعبہ کے حج کو آتے تھے۔ یہ اچھا مجمع تھا۔ آنحضرت ﷺ بھی اس موقع کو ہاتھ سے جانے نہ دیتے۔ آپ اس میں شریک ہوتے اور مختلف قبائل کو وعظ و نصیحت فرماتے تھے۔ آپ کی نبوت کا بارہواں سال تھا کہ مدینہ منورہ سے بارہ آدمی آئے اور سب مشرف باسلام ہوئے۔ انہیں میں مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ اُس وقت تک جو کچھ قرآن مجید اُترا تھا اس کے یہ حافظ ہوئے اور مدینے والوں کو اسلام کی تعلیم کے لئے بھیج دیئے گئے۔ انہوں نے قرآن کا وعظ کہنا شروع کیا۔ صرف قرآن سناتے اور وعظ کے مؤثر کرنے کو جھوٹے قصص اور کہانیاں اور فضول باتوں کی آمیزش نہ کرتے تھے۔ صرف قرآن کی حقانیت سُننے والوں کے حق پسند دلوں کا یہ عالم تھا کہ جو کوئی سُنتا اسلام قبول کر لیتا۔ چنانچہ ہوتے ہوتے مسلمانوں کی تعداد بہت بڑھ گئی۔ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سردار مدینہ نے انہیں وعظ سے روکنا چاہا اور دو آدمی بھی اس کام کے لئے متعین کر دیئے مگر وہ دونوں بھی قرآن سنتے ہی مسلمان ہو گئے اس سے سعد غضبناک ہو کر خود آیا مگر وہ بھی قرآن سن کر مسلمان ہو گیا۔ پھر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے قوم کو بلا کر سمجھایا اور

دین اسلام کی حقانیت جتائی جس سے قبیلہ کا قبیلہ مسلمان ہو گیا۔ سال نبوت کے تیرھویں برس مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ ایک بھاری جماعت کے ساتھ حج کو آئے اور آنحضرت ﷺ سے عرض کیا کہ آپ مدینے تشریف لے چلیں جانبازی کے لئے ہم جان نثار ہیں۔ آپ ہم سے جو عہد چاہیں لے لیں۔ آپ نے قرآن کی چند آیتیں پڑھ کر فرمایا کہ خدا کا عہد تو یہ ہے کہ اس کی توحید کو مانو اور شرک سے بچو اور میرا عہد یہ ہے کہ میری مانو۔ میرے کہنے پر چلو۔ اشاعت اسلام میں معین ہو جاؤ۔ اُس کے مزاحموں کو روکو اس کام میں توفیق و وسعت کے مطابق خرچ کرو۔ نیک کردار بنو۔ بد افعالیوں سے بچو۔ ملامت کرنے والوں سے نہ ڈرو اور میری حمایت کرو جس طرح اپنے خویش و اقارب کی حمایت کیا کرتے ہو۔ سب نے عرض کیا بسر و چشم یارسول اللہ ہم ضرور اس عہد پر قائم رہیں گے۔ لیکن ایک عرض ہماری بھی ہے وہ یہ کہ جب خدا آپ کی مدد کرے اور آپ کافروں پر غالب آ جائیں تو ایسا نہ ہو کہ آپ ہمیں چھوڑ کر واپس چلے آئیں۔ آپ نے ہنس کر فرمایا ایسا نہ ہوگا۔ میں تمہارا تم میرے، میرا مرنا جینا تمہارے ساتھ ہوگا۔ میری قبر تمہاری قبروں میں ہوگی اور میرا گھر تمہارے گھروں میں ہوگا جن کے ساتھ تم اُن کے ساتھ ہم۔

جب یہ خبر مکے والوں کو ہوئی تو وہ اور برافروختہ ہوئے۔ ظلم و تعدی کے سمندر میں جوار بھاٹے آنے لگے اور خودسری وفساد کے آتش فشاں پہاڑ جوش کھانے لگے۔ یہ قرینہ دیکھ کر آپ کے ارشاد کے موافق کل مومنین بجز حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت شیر خدا کے یثرب کو چلے گئے۔

سچ ہے خدا کی مرضی ٹالے نہیں ٹلتی۔ شدنی ہوئے بغیر نہیں رُکتی مصیبتوں

کی گھنگھور گھٹائیں گھٹا ٹوپ چھا گئیں کہ خورشید نبوت کی تجلی کو ڈھانک لیں مگر آپ نے خدا کی مرضی کو سمجھا اور رضاو تسلیم کا میدان مار لیا۔ صبر و استقلال کے زرخیز پہاڑوں پر قبضہ کرلیا اور اس کے جواہرات اپنی اُمت پر نچھاور کر دیئے۔

ہست شمشیرِ حوادث پائے برجا ئیم ما رونمی تابیم از سیلاب دریائیم ما

قریشیوں نے اس تنہائی کو غنیمت جان کر یہ مشورہ کیا کہ آپ کو شہید ہی کر کے قصہ کیوں نہ چُکا دو۔ محرک اس کا ابوجہل تھا۔ ہائے کتنا یگانہ ہو کر بیگانہ تھا۔ اس مقصد برآری کے لئے یہ تجویز قائم ہوئی کہ صبح کے وقت مسجد جاتے ہوئے مناسب موقع ہاتھ آئے گا لیکن ''دشمن اگر قوی ست نگہبان قوی ترست'' ملہم غیبی نے آپ کو مطلع کیا کہ آج دشمن کے تیور اچھے نہیں۔ وَاِذْ یَمْکُرُ بِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْکَ اَوْیَقْتُلُوْکَ اَوْیُخْرِجُوْکَ وَیَمْکُرُوْنَ وَیَمْکُرُ اللّٰہُ ط وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمَاکِرِیْنَ۔ اے پیغمبر وہ وقت یاد کرو جب کفار تم پر داؤں چلانا چاہتے تھے تا کہ تم کو گرفتار کر رکھیں یا تم کو مار ڈالیں یا تم کو جلا وطن کر دیں اور حال یہ تھا کہ کفار اپنا داؤں کر رہے تھے اور اللہ اپنا داؤں کر رہا تھا اور اللہ سب داؤں کرنے والوں سے بہتر داؤں کرنے والا ہے۔ آپ حضرت داؤد علیہ السلام کی طرح پوشیدہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مکان پر گئے اور اُن کو ساتھ لے کر شبا شب مدینے کی طرف روانہ ہوئے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کو اپنی جگہ پر چھوڑ گئے کہ گھر کا حساب و کتاب لین دین صاف کر کے پیچھے سے آ کر ملیں۔ کافروں نے صبح تک تو مکان کا محاصرہ رکھا جب صبح ہوئی تو نامراد۔

او نامراد ناقۂ لیلیٰ نہیں ہے یہ جاتا ہے کس امید پہ پیچھے غبار کے

غصے کی حقیقت مجبوری اور بے بسی ہے اُن کے غصے کی آگ اور بھڑکی۔

تعاقب میں گھوڑے تو بہت دوڑائے مگر نوشتۂ تقدیر نہ مٹانا کام کے ناکام رہے آپ چند دنوں تک تو جبل ثور کے کھو میں چھپے رہے اور ساتھ یار غار حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تھے پس حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بیٹے حضرت عبداللہ اور اُن کے غلام حضرت عامر کھانا لا دیا کرتے تیسرے دن ایک شخص جسے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے مقرر کر رکھا تھا دو اونٹ لایا جس پر یہ سب کے سب مدینے کی طرف روانہ ہوئے۔ چند دن قبا میں قیام فرمایا اور مسجد قبا کی بنیاد بھی ڈالی جب مدینے والوں کو خبر ہوئی تو بہتیرے لوگ نہایت تعظیم و تکریم اور جوش و خروش کے ساتھ استقبال کو آئے اور آپ مسلمانوں کی بہت بڑی جماعت کے ساتھ ۱۲۔ ربیع الاول مطابق ۲۔ جولائی ۶۲۲ء کو جمعہ کے دن صبح کے وقت مدینہ منورہ میں داخل ہوئے۔ اسی دن سے سنہ ہجری کی بنا پڑی۔ اُس دن مدینہ کے نصیب کا کیا کہنا۔ مدینہ میں ایسا آفتاب طلوع ہوا جس کو غروب نہیں اور جس کی چمک دنیا میں کہاں کہاں نہیں پہنچی۔

وَتِلْكَ الْقُبَّةِ الْخَضْرَاءُ فِيْهَا مُحَمَّدٌ نُوْرُهٗ مُجْلِي الْغَمَامَةِ

اُس دن مدینے والوں کی خوشی کا کیا پوچھنا کوئی حد نہ تھی۔ کوئی پھولا نہ سماتا تھا۔ بچے بھی ذوق و شوق میں چہکتے تھے۔ لڑکیاں بھی خوش الحانی سے اُس وقت یہ شعر پڑھتی تھیں۔

اَشْرَقَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوِدَاعِ وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا مَا دَعَا لِلّٰهِ دَاعٍ

پہلے پہل آپ حضرت ابو ایوب انصاری کے گھر رہے اور مسجد نبوی کی بنا ڈالی۔ جب آپ کے رہنے کو گھر اور اعلائے کلمۃ الحق کے لئے مسجد بن گئی تو آپ اس گھر میں تشریف لے گئے اور مکہ سے اہل و عیال کو بھی بلا لیا۔ جلیسی مسجد سادی

تھی ویسا ہی مکان بھی سادہ تھا اور اسلام کی سادگی کا اقتضا بھی یہی تھا۔ دیواریں اینٹ اور مٹی کی، چھت کھجور کے پتوں کی تھی۔ آپ کھلی زمین پر نماز پڑھتے، ممبر کے بدلے ستون سے ٹیک لگا کر وعظ فرماتے تھے۔ سچے مومنین اپنے مہربان ہادی کا وعظ جس کا ایک ایک جملہ فلسفے کا رسالہ اور جس کی ایک ایک بات ایک بڑی کتاب کی سُرخی ہونے کے لائق تھی اور جو ایک دن ہوئی نہایت ذوق وشوق سے سنتے اور اسی طرح تعمیل بھی کرتے۔ غزل مصنف:

اے حضرت والا حشم اے حضرتِ عالی جناب
عاشق کو کیونکر صبر ہو مضطر کو کیونکر آئے تاب

ہاں عشق محبوبِ خدا خاصوں ہی کے حصہ میں ہے
ہے نصیب دوستاں پس خوردۂ جامِ شراب

ایک ہی ہے نور لیکن اُس کے دو ہیں مرتبے
نور حق ہے آفتاب اور نور احمد ماہتاب

اب کہاں اپنا ٹھکانا اب کہاں اپنا وطن
تیرے ہاتھوں اے محبت ہم ہوئے خانہ خراب

دونوں ابرو دونوں دلبر دونوں آنکھیں دونوں مست
دونوں عالم جن سے روشن دونوں عالم فیضیاب

زندگی بھی ہجر میں دو بھر ہوئی ہے موت بھی
دونوں عالم ہیں کٹھن فرقت میں دونوں ہیں عذاب

نااُمیدی ہے بلا میرے لیے اُمید بھی
سو طرح کے دل کو صدمہ سو طرح کے اضطراب

مشکلوں میں تذکرے ہیں آپ کے مشکل کشا
بندشوں میں نام نامی آپ کا ہے فتح باب
ہے دلوں میں دو دلی دو دل کوئی اک دل نہیں
ہو گیا دنیا میں یارب ہائے کیسا انقلاب
اب کہاں وہ دن خوشی کی اب کہاں مستی کے دن
الفراق اے عہد طفلی الوداع عہدِ شباب
یہ نمود ہستی کون و مکاں ہے ظل شئے
اور حقیقت ظل شے کی نقش ہو جیسے برآب
تیر جائیں گے یہ بحرِ عشق حافظؔ ایک دن
ہے رگوں میں جوش زن میرے بھی خونِ بو تراب
سَلِّمُوْا یَاقَوْمِ بَلْ صَلُّوْا عَلَی الصَّدْرِ الْاَمِیْنِ
مُصْطَفٰی مَا جَاءَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ

فتح مکہ:

اطراف و جوانب میں تو اسلام بہت کچھ پھیل گیا مگر خاص بیت اللہ میں اس وقت بھی تین سو ساٹھ بُت پُج رہے تھے۔ اور خدا کا گھر اک خاصہ بت خانہ بن رہا تھا۔ آخر غیرت خداوندی اسے کب تک گوارا کرتی۔ مکہ پر بھی چڑھائی کی گئی اور خدا تعالیٰ نے فتح دی۔ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا۔ دین حق آیا اور دین باطل نیست و نابود ہوا۔ اور دین باطل تو نیست و نابود ہونے والا تھا۔ آپ نے کُل مورتیں تڑوا دیں اور غیب الغیب کی طرف سب کے دل جھکا دیئے۔ لوائے محمدی نصب ہو گیا اور آفتابِ توحید ہر روزن سے

جھانکنے لگا۔ آپ اپنی خُلقی نرمی اور حلم سے سب کے ساتھ رحم وشفقت سے پیش آئے اور وہی سلوک کیا جو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کے ساتھ کیا تھا۔ اس کا یہ اثر ہوا کہ لوگ گروہ کے گروہ اور جماعت کی جماعت آتے اور مشرف باسلام ہوتے۔ اس طرح وہ پیشین گوئی پوری ہوئی جو قرآن مجید میں دی گئی ہے۔ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ط جب خدا کی مدد اور فتح آ پہنچی تم نے بچشم خود دیکھ لیا کہ لوگ جوق جوق دین اسلام میں داخل ہو رہے ہیں۔

زہی بغمزۂ جانسوز برقِ مذہب ہا ۔۔۔ بخندۂ شکرین نوبہار مشرب ہا
بیک کرشمہ کہ درکار آسماں کردے ۔۔۔ ہنوزمی پرداز شوقِ چشم کوکب ہا

معراج:

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے اللہ تو مجھے اپنا جمال جہاں آرا دکھا۔ خدا نے فرمایا کہ اے موسیٰ تم میری تجلی کی تاب نہ لاسکو گے۔ طور کی طرف دیکھو اگر تم سنبھل گئے تو پھر مجھے بھی دیکھ لو گے۔ فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰی صَعِقًا۔ خدا نے طور پر تجلی کی پہاڑ پاش پاش ہو گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام تاب نہ لا سکے اور بیہوش ہو کر گر پڑے جب ہوش میں آئے تو عرض کیا سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَیْكَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ۔

موسیٰ زہوش رفت بیک پرتو صفات ۔۔۔ تو عین ذات می نگری در تبسمے

حضرت سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کو خود خدا نے مہمان کیا۔ نبوت کے بارہویں برس ایک رات آپ حضرت ام ہانی بنت ابی طالب کے گھر آرام فرما رہے تھے کہ جبرئیل امین آئے اور بتعمیل حکم ربانی آپ کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ

لے گئے اور پھر وہاں سے بھی آگے بڑھے۔

محرمِ ایں ہوش جز بیہوش نیست اندریں میخانہ نایِ و نوشِ نیست

آپ منزل بمنزل خدا کی نشانیاں ملاحظہ فرماتے ہوئے چلے ہی گئے مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی نہ راہ کی دلفریبیوں نے لبھایا نہ بغیر منزل مقصود تک پہنچے ہوئے راہ کھوٹی کی۔ اپنی پرواز تک تو جبریل نے ساتھ دیا آخر معذرت کر کے رخصت ہوئے۔

پاشکستہ ہے مری تاب و تواں میری پرواز کے پر جلتے ہیں
لمعہ افگن ہے جہاں ذات کا نور عاشقوں کے بھی جگر جلتے ہیں

آپ اکیلی ذات سے بڑھے دوئی کا گذر نہ تھا اک عجیب عالم بے کیفی میں پہنچے جہاں کیف وکم کو مدخل نہ تھا۔ نہ وہم نہ خیال، نہ نور نہ ظلمت، نہ رنگ نہ بیرنگی، نہ مکان نہ لامکان، نہ جہات نہ اعتبارات، نہ ہوش نہ بیہوشی، نہ فنا نہ بقا، نہ وجود نہ عدم، نہ من نہ تو۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ آپ نے سارے مراحل بات کی بات میں طے فرمائے۔ اسرار کے پردے اُٹھ گئے۔ مجاز کی قلعی کھل گئی۔ حقیقۃ الحقائق منکشف ہوئی۔ محبّ ومحبوب میں راز و نیاز ہوئے۔ نبوت کا آفتاب خط استوا پر آیا۔ آپ کو معراج کا خلعتِ خاص عنایت ہوا۔ آرزو نے مانگی مراد پائی۔ دل ٹھنڈا ہوا، آنکھیں روشن ہوئیں پھر جو دیکھا وہ دیکھا جو سنا وہ سنا۔

بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ
حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ صَلُّوْا عَلَیْہِ وَآلِہٖ

از مصنف:

عاشقی کو دل ہمارا چاہیے
غم اُٹھانے کو کلیجا چاہیے

جس کو عالم نے کبھی دیکھا نہ ہو
ایسے بے دیکھے کو دیکھا چاہیے

ہم پہ جو ہوتا رہا دیکھا کیے
اور کیا ہوتا ہے دیکھا چاہیے

بہر دیدارِ جمالِ احمدی
آنکھ روشن دل مصفا چاہیے

تا کہ نور آنکھوں میں آئے عشق کی
سُرمۂ خاکِ مدینہ چاہیے

میرے اور تیرے سوا کوئی نہ ہو
مجھ کو ایسی ایک دنیا چاہیے

تو ملا ہم کو تو سب کچھ مل گیا
اور اس کے ماسوا کیا چاہیے

چین لینے ہی نہیں دیتا کبھی
کچھ نہ کچھ اس دل کو سودا چاہیے

زندگی ہے بندگی بیچارگی
جس طرح کٹ جائے کاٹا چاہیے

ہوش بہر دید تو باقی رہے
چاہنے کو بھی سلیقا چاہیے

کچھ نہ کچھ تو دے سہارا اے کریم
ڈوبنے والے کو تنکا چاہیے

ملتی ہے دنیا میں بے مانگے مراد
آپ وہ دیتا ہے جتنا چاہیے

کس طرح حافظ وہ سنبھلا رہ گیا
دیکھنے والے کو دیکھا چاہیے

آپ کا فقر:

آپ کی عبادت کاہنوں کی سی عبادت نہ تھی۔ آپ کا فقر رہبانوں کا سا فقر نہ تھا کہ جنگل میں زندگی بسر کرتے اور خدا کی دی ہوئی نعمتوں کی ناشکری کرتے بلکہ آپ کے مقاصد اس سے بڑھ کے پاک اور اعلیٰ تھے۔ آپ نے صرف دھیان کرنا ہی نہیں سکھایا بلکہ عبادت بھی بتائی۔ آپ نے صرف محبت کی شراب طہور ہی نہیں پلائی بلکہ طرز مستی یعنی عبودیت بھی سکھایا جو بندوں کے عروج

کی غایت ہے۔ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ آپ نے زندگی کو موت نہ بنایا بلکہ موت کو زندگی جاوید کا خلعت پہنایا کہ الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب آپ نے بقا کو فنا کے عمیق سمندر میں نہیں ڈبویا بلکہ فنا کو بقا کے رنگ میں رنگ دیا۔ صبغة الله ومن احسن من الله صبغه۔

دل تمنائے وصلِ او دارد
چہ بلا مشکل آرزو دارد

یہی آپ کا فقر تھا جس کا لقب تھا "الفقرُ فخری" دل بہ یار و دست بکار۔ آپ کی تعلیم اور خلوت در انجمن آپ کی تربیت تھی۔ آپ نے دنیا کو دین سے الگ نہیں کیا بلکہ دنیا کی سرزمین پر دین کے پھولنے پھلنے والے پودے لگائے کہ "الدنیا مزرعة الآخرة" دل سے زراعت کی اور فیضان روحی سے سینچا۔ ساری دُنیا، دنیا کو سراب جانتی تھی۔ آپ نے دکھا دیا کہ یہ کوئی سراب نہیں، یہ کوئی ریگستان نہیں، یہیں سے وہ چشمہ پھوٹتا ہے جو دین کے گلزاروں کو سیراب کرتا ہے۔ وہ نور جس کی دلکش روشنی پر حضرت موسیٰ علیہ السلام فریفتہ ہو گئے تھے اور جس کی چکا چوند میں پڑ کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فقیری لی تھی آپ نے اس ذات کو پایا اور اس کے نور کی تجلی اپنے پیروؤں کے دلوں میں ڈال دی جو رہنمائے حقیقت ہے۔

آنکھوں سے دیکھ لینے کے بعد ایمان و یقین کا کوئی درجہ باقی نہیں رہتا اور دکھلا دینے کے بعد دعوت کی کوئی دلیل و حجت نہیں رہ جاتی اس لئے خدا نے آپ کو خاتم النبیین اور آپ کے سچے پیروؤں کو کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ یعنی جتنی امتیں میں نے پیدا کیں اُن سے تم بہتر ہو اور آپ کے اسلام کو رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا کا (یعنی ہم نے تمہارے لئے اسی دین اسلام کو پسند فرمایا)

لقب عنایت فرمایا اور اس پر مہر کی وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِیْنَ○ یعنی جو شخص اسلام کے سوا کسی اور دین کی تلاش میں ہو تو اس کا دین مقبول نہیں اور وہ آخرت میں زیاں کاروں میں ہوگا۔

نظم از مصنف:

دل دیا اُس کو مگر آتا ہے دل میں دل ہے کیا
جان بھی دے ڈالیں کہ دینا جان کا مشکل ہے کیا

کیوں نہ دیکھیں مر کے ہم نقصان ہے مرنے میں کیا
میں نے مانا اور بھی جیتے رہے حاصل ہے کیا

اک طرف فوج ہوا ہے اک طرف فوج ہوس
ہے اجل بھی گھات میں بیٹھی ہوئی غافل ہے کیا

وہ نہ چاہے گر تو پھر آسان بھی آساں نہیں
وہ اگر چاہے تو پھر مشکل کوئی مشکل ہے کیا

ہمزباں ہمدرد میرے ہیں مرے غمخوار بھی
میرے اُن کے درمیاں مطلب کوئی شامل ہے کیا

زندگی کے دن ابھی باقی ہیں میرے اے اجل
ہجر کا دن بھی ہماری زیست میں داخل ہے کیا

ہے تڑپنے کا مزہ یہ ہی کہ تڑپا کیجیے
جو تڑپ کر رہ گیا وہ بھی کوئی بسمل ہے کیا

قتل کرنے کے لیے قاتل کو آنا چاہیے
اے اجل میرے لیے تو بھی کوئی قاتل ہے کیا

آمدورفتِ نفس کی راہ اُس کی راہ ہے
ایسے رہرو کے لیے نادان کوئی منزل ہے کیا
جس طرف تیری رضا ہے یہ بھی جاتا ہے اُدھر
دل سمجھتے ہیں جسے دلدار کا محمل ہے کیا
نورِ آنکھوں میں نہ ہو جب آنکھیں ہیں کس کام کی
محفل آرا جب نہیں محفل میں پھر محفل ہے کیا
جو نہ خود اپنے میں کھو جائے وہ کیا ہو باریاب
دل شکستہ جو نہ ہو وہ عشق کے قابل ہے کیا
سامنے ابرو کے اُس کے ہے ہلالِ عید گرد
اُس کے عارض کے مقابل یہ مہ کامل ہے کیا
رنگِ رُخ بھی زرد ہے آنکھیں بھی خون آلود ہیں
ان دنوں دل آپ کا حافظؔ کہیں مائل ہے کیا

سَلِّمُوْا یَاقَوْمُ بَلْ صَلُّوْا عَلَى الصَّدْرِ الْاَمِیْنِ
مُصْطَفٰی مَاجَاءَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ

۱۰ آپ ﷺ کا زہد وصبر:

اگر آپ ﷺ چاہتے کہ دنیا میں آرام کریں تو کچھ دشوار نہ تھا قریشیوں کی مانگی مراد تھی۔ اگر آپ دنیاوی بھڑک قوم کی ترقی کا باعث سمجھتے تو ترپتا بھی اس بھڑک دکھانے میں بال برابر فروگذاشت نہ فرماتے لیکن آپ کا حال تو یہ تھا کہ خرمے کی چٹائی پر سوتے جس پر بچھونا نہ ہوتا۔ اکثر چٹائی کا نشان آپ کے جسم مبارک پر آ جاتا۔ ایسا کبھی نہ ہوا کہ گیہوں کی روٹیاں برابر تین دن بھی آپ نے

کھائی ہوں۔ بلکہ کبھی سیر ہو کر نہ کھایا اور نہ کبھی اس کی شکایت ہی کی۔ اکثر کئی راتیں فقر و فاقہ میں گزر جاتیں اور اس پے در پے فاقے سے یہ نوبت پہنچتی کہ آپ شکم کو باندھ دیتے کبھی خدائی کام میں لگ جاتے اور فقر و فاقہ کے شدت کے سبب شکم پر پتھر باندھ دیتے کہ کام کرنے کو طاقت ملے۔ مگر اللہ رے صبر نہ زبان پر گلہ نہ چہرے پر ملال و پریشانی کے آثار بلکہ رضا و تسلیم کا تسکین بخش نور ایسا چمکتا تھا کہ کسی پر کچھ حال ہی ظاہر نہ ہو سکتا تھا۔ دریا میں تیرے اور دامن تر نہ ہوا۔ آفتاب کی طرح ہر جگہ چمکے اور کہیں سایہ بھی ملوث نہ ہوا۔ سلطنت کی مگر فقر میں، دینداری کی مگر دنیا میں یعنی باہمہ اور بے ہمہ۔ یہ آپ کا پرتو تھا کہ آپ کے پیروں کی یہ شان تھی۔ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ ۝ ایسے لوگ ہیں جن کو تجارت اور خرید و فروخت خدا کے ذکر اور نماز اور زکوٰۃ سے غافل نہیں کرنے پاتی۔ آپ کا اصول یہ تھا کہ اپنی بھلائی آپ چاہنے میں اپنا معین آپ وہ اکیلا ہوتا ہے اور اکیلے سے کیا شدنی، نفس و خود غرضی کا رجحان ہمیشہ نزول و تنزلی کی طرف ہوتا ہے اور اس سے نکلنا ہر شخص کا کام نہیں اس لئے ہونا یہ چاہیے کہ خواہشوں اور ہوسوں کو تو خدا کی محبت کے حوالے کرو اور آپس میں بھائی بن کر اور اسے اپنا فرض شخصی جان کر ایک دوسرے کی بھلائی اور حمیت میں ٹوٹ پڑو۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ہر ایک متنفس کا بے غرض ہوا خواہ ساری قوم ہو جائے گی وہ بھی کون قوم؟ جس کا ملک اسلام اور جس کے ہم قوم سارے ملک کے مسلمان۔ ہر کسی کی بھلائی اس میں ہے کہ کشتی پار لگے۔ افسوس کہ مسلمانوں نے اس کی قدر نہ جانی۔ اپنے اپنے اغراض کے بندے بن بن کر سیکڑوں من گڑھت اصول بنا لیے وہ بھی بولنے ہی کے پھر جیسا تخم ویسا

پھل۔ آپ نے نہ درم چھوڑے نہ دینار نہ روپے چھوڑے نہ اشرفی، نہ دولت چھوڑی نہ عمارت، فقر و فاقے کی برکت چھوڑی اور زہد و صبر کا پھل اسلام کی پرسطوت سلطنت چھوڑی اور خدا کا سچا دین آپنی ہدایتیں چھوڑیں اور اپنی یاد:

تو ہی تھا تو ہی اے خدا ہوتا — گر نہ ہوتا وجود کیا ہوتا
عاشقو! ہجر کی تو موت آتی — میں جو منظور مصطفا ہوتا
اے رسولِ خدای رب کریم — کچھ تو ملنے کا آسرا ہوتا
چار آنکھیں اگر کہیں ہوتیں — دل کا کانٹا نکل گیا ہوتا
موسمِ نو بہار کیا کہیے — غنچۂ دل اگر کھِلا ہوتا
ناؤ اپنی پہاڑ پر چلتی — تو ہمارا جو ناخدا ہوتا
آتشِ عشق تیز تر ہوتی — درد دل اور کچھ سوا ہوتا
کیا ہوا ہو گیا اگر سب کچھ — کچھ نہ ہوتا اگر تو کیا ہوتا
گر نہ ہوتا وجود ہستی کا — کیا خدائی میں گھٹ گیا ہوتا
اُس کو پا لیتے ہم کہیں نہ کہیں — قطع ہم سے جو ماسوا ہوتا
جان دیتے بھی ہم تو کیا دیتے — یہ بھی اس کا دیا ادا ہوتا
رگِ گردن نہ کٹ گئی ہوتی — میری گردن پہ رہ گیا ہوتا
ہوتی قسمت بھلی اگر حافظ — کیوں جدائی کا سامنا ہوتا

سَلِّمُوْا یَاقَوْمُ بَلْ صَلُّوْا عَلَى الصَّدْرِ الْاَمِیْنِ
مُصْطَفٰی مَاجَاءَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ

آپ ﷺ کے اوصاف و شمائل و جامعیت:

اے لوگو! اس سے بڑھ کر تم اور کیا معجزہ چاہتے ہو کہ وہ شخص جو کبھی

مکتب میں نہ بیٹھا ہو۔ جس کو اپنے والدین کی شفقت بھری تربیت کا اتفاق نہ ہوا ہو اس نے ایک ایسا قانون جو ٹھیک قانون فطرت کے مطابق ہے اور جو اس بات کی بین دلیل ہے کہ جس خدا نے فطرت بنائی اسی نے اس کے مطابق یہ قانون بھی بذریعۂ وحی بھیجا اور ہم لوگوں کو دے دیا۔ یہ قانون (قرآن مجید) ایک زندہ اور قوی معجزہ ہے کہ زمانہ جو ہر دم نت نئے رنگ میں آتا جاتا رہتا ہے یہ تو پرانا ہو گیا اور سیکڑوں ٹکریں کھاتا رہا مگر وہ ویسا ہی بنا رہا اور تروتازہ ہے جیسا کہ تھا کہیں دھبا تک نہ آیا۔ صرف یہی نہیں کہ آپ نے ایسا قانون دے دیا بلکہ عملدرآمد کر کے بآواز بلند متنبہ کر دیا کہ اے غافلو خدا کی ساری نعمتیں تمہیں بے کار اور ضائع کرنے کے لئے نہیں دی گئیں ہیں بلکہ کسی غرض اور کسی کام کے لئے۔ پھر ہر ایک سے اس کے مقتضا کے مطابق کام لو جب ہی تو اُن عطیات کا شکریہ عملی طور پر ادا ہو سکتا ہے۔ ساری قوتیں اپنی جگہ پر صرف کرنا عبادت بھی ہے اور محمود بھی اور بے جگہ صرف کرنا نافرمانی بھی ہے اور معیوب بھی۔ ایک ہی قوت ہے۔ کہیں جوش ہے کہیں غصہ۔ ایک ہی کیفیت ہے کہیں طلب و محبت ہے کہیں حرص و طمع۔ یہی دیکھنا سُننا کہیں عبادت ہے کہیں گناہ۔ یہی عقل کنوئیں بھی جھکاتی ہے اور راہ بھی دکھاتی ہے۔ اس طرح آپ نے بتا دیا کہ یہ پُل صراط کی راہ یوں طے کر جاؤ۔ آپ نے اپنے کو اس کا نمونہ بنا کر سارے عالم سے منوا چھوڑا کہ آپ اپنی اک ذات بابرکات سے ساری صفتوں کے مجمع ہیں۔ شجاعت و بردباری، رحم و شفقت، توکل و قناعت، ایثار و بذل، علم و عمل بلکہ سارے اوصاف کمال کے ساتھ آپ میں تھے۔ اپنی مدد آپ کرنی اپنے پاؤں آپ چلنا، سارے انتظام جلب منفعت اور دفع مضرت کے اور سارے قوانین جو قانون قدرت کے مطابق ہیں برتے

گئے اور یوں بتا دیا گیا کہ نجات کی یہی صورت ہے۔ فقر کے ساتھ سلطنت کا جھنڈا نصب کر دیا۔ جود وعطا کے ساتھ کفایت شعاری کا ہلکا اور نازک رنگ پھیکا ہونے نہ دیا۔ ایک ہی وقت میں متضاد صفتوں کا جلوہ آپ ہی کی ذات مستجمع صفات سے ظہور میں آیا۔ ہنگام معرکہ آرائی شجاعت وجلالت کے ساتھ معافی کا دروازہ بھی کھلا ہوا تھا۔ ہنگام غیظ وغضب بھی رحم ونرمی کے پروانے تقسیم ہوتے رہتے تھے۔ یہ قوم کے لئے عملی ہدایت تھی جو قوم کی رگوں میں لہو میں، دلوں میں تیرگی اور دماغ کا چنچل پن مٹ گیا۔ آپ نے لوگوں کو عبادت اور عبودیت، اخلاق و احسان، طرز معاشرت اور طریق تمدن کے اصول سکھائے اور ساری جسمانی اور روحانی، دنیاوی اور دینی ترقیوں .اور نعمتوں سے مالا مال اور برخوردار کیا اور خداوندہان ہمارے خداوند نے جو احسان کے موقع پر فرمایا تھا۔ لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیھم رسولاً من انفسھم۔ اس کے راز کو اپنے برتاؤ سے نمایاں کر کے ظاہر کر دیا اور باہمہ تعلقات جو رابطہ خالق ومخلوق میں ہونا چاہیے اس کا نمونہ بن کر دکھا دیا۔ کسی نے سچ کہا ہے:

محمد عربی کابروے ہر دوسراست　　کسی کہ خاک درش نیست خاک برسرِ او

صلی اللہ علیہ وعلٰی آلہٖ وسلم

غزل از مصنف:

آہ و زاری او دلِ ناشاد کیا　　عاشقی میں نالۂ و فریاد کیا
عہد طفلی میں لگا بیٹھے ہیں دل　　ہو گئی مٹی مری برباد کیا
عشق کی لذت سے تھا حرماں نصیب　　مر گیا سر پھوڑ کر فرہاد کیا
میرے نالوں کے مقابل ہو سکے　　اے فلک تیری بھلا بنیاد کیا

عشق وہ کیسا ہے جو رہبر نہ ہو — بو الہوس تھا قیس کیا فرہاد کیا
کون سنتا ہے ہمارے درد کو — کس کے آگے کیجیے فریاد کیا
آئے وہ پتھرائیں جب آنکھیں مری — دوستو! ایسی مبارک باد کیا
عاشقوں کو گردشوں سے پیس کر — تو رہے گا چرخِ بے بنیاد کیا
جس کے آگے خاک ہیں حور و پری — اُس کے آگے حُسن آدم زاد کیا
وادی غربت میں جب رکھا قدم — ہے برابر شاد کیا ناشاد کیا
پوچھتے اُس سے جو وہ ملتا ہمیں — ہے ہمارا مقصدِ ایجاد کیا
بیہشی میں آئے کوئی یاد کیا — بیہشی آٹھوں پہر رہنے لگی
قید ہستی میں ہیں قید آزاد بھی — کہیے پھر آزاد کو آزاد کیا
ہم تصور میں تو لوٹیں گے مزے — آپ بھی ہم کو کریں گے یاد کیا
حافظِ جانباز بھی چوکھٹ پہ ہے — آج ہوتا ہے اسے ارشاد کیا

سَلِّمُوْا یَاقَوْمُ بَلْ صَلُّوْا عَلَی الصَّدْرِ الْاَمِیْنِ
مُصْطَفٰی مَاجَآءَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ

آپ ﷺ کے عادات وخصائل اور اخلاق وفضائل:

کاموں میں مشورہ لینا آپ ﷺ کی عادت، استقلال و بردباری آپ کی خصلت ہمت وشجاعت آپ کی خلقت، خیر اندیشی و عاقبت بینی آپ کی فطرت اور صبر وتحمل آپ کے مزاج میں داخل تھا۔ آپ معتدل الامر، معتدل الاوضاع، معتدل الاقوال اور معتدل الافعال تھے۔ عالی مقال، عالی خیال، حمیدہ خصال اور ستودہ احوال تھے۔ حق پر لڑتے، حق پر چلتے، حق سے جھکتے اور حق کی تعلیم فرماتے تھے۔ مجالس میں نہ بالانشینی کا خیال آتا نہ ممیز وممتاز ہو کر الگ بیٹھتے بلکہ اسے مکروہ

جانتے تھے۔ تکبر و غرور تو کوسوں پھٹکنے نہ پاتے، جب ہی آپ نے فرمایا کہ میر شیطان مسلمان ہو گیا۔ آپ کا سب سے زیادہ پیارا وہ ہوتا جو خلق کی نفع رسانی میں سب سے زیادہ جانباز ہوتا۔ لوگوں کی حاجت روائی آپ کا دن رات کا مشغلہ تھا۔ بیماروں کی عیادت، جنازے کی شرکت آپ کی عادت تھی۔ غریبوں سے محبت رکھتے، فقرا کے جلسے کو پسند فرماتے تھے، درد دُکھ کے ہمدرد تھے اور فریادیوں کے فریاد رس، غلاموں کی ضیافت بھی خوشی اور خندہ روئی کے ساتھ قبول فرماتے تھے۔ کبھی کھانے کی مذمت نہ کی کبھی زمانے کی شکایت نہ کی۔ آپ کا قول تھا۔ لَا تَسُبُّوا الدَّهْرَ فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ الدَّهْرُ حیا میں آپ اپنی مثال اور غیرت میں آپ اپنی نظیر تھے۔ اپنا کام خود کر لیتے بلکہ دوسروں کے کام بھی اپنے ذمہ لے لیتے تھے۔ تھوڑی نعمت بھی بہت سمجھتے تھے اور بہت مصیبتیں بھی ہوں تو تھوڑی۔ آپ اکثر تو خاموش ہی رہا کرتے اور کسی نہ کسی سوچ میں، ہمیشہ اندوہناک رہتے اور دائم الفکر، اپنی قوم اور اپنی اُمت کا خیال مدنظر رہتا اور اس سے کسی دم چین نہ آتا۔ آپ کا اخلاق ایک ایسا دلنشین معجزہ تھا جس نے تمام عالم کو رفتہ رفتہ اپنا گرویدہ بنا لیا۔ اخلاق محمدی ضرب المثل ہے۔ آپ کا اخلاق جو خلاق عالم کو بھایا تو اس نے ارشاد فرمایا۔ وَإِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۔ بیشک تمہارے اخلاق بڑے اعلیٰ درجے کے ہیں۔ آپ نے اخوت اسلام کا وہ چتر لگایا جس کے سائے تلے امیر، غریب، آقا و غلام مساوی آرام پائیں۔ آپ کے چوکھٹ سے کوئی حاجتمند ناکام نہ جاتا اگر اس کی حاجت روائی ناممکن ہوتی جب بھی وہ آپ کی دلجوئیوں سے ایسا خوشنود جاتا گویا اس کی حاجت پوری ہو گئی۔ اپنے مجرم کا قصور معاف ہی نہیں کرتے بلکہ اُس کی دلشکنی کا بھی خیال فرماتے تھے۔ یہ واقعہ کہ آپ کی حیات ہی میں آپ کی

کوششیں کامیاب ہوئیں اور آپ کا سچا دین پھولا پھلا ایک ایسا واقعہ ہے کہ کسی
نبی کے تذکرے اور سوانح عمری میں اس کی مثال نہیں مل سکتی۔ یہ ایک نعمت بھی
اس منعم حقیقی نے خاص آپ ہی کے لئے اُٹھا رکھی تھی اور اس میں شک بھی نہیں
کہ خاتم النبیین کی شان اسی کی مقتضی بھی تھی۔ اسی پر موقوف نہیں ہر طرح کی
بخششیں اور ہر طرح کے انعام میں آپ کو ایک خاص خصوصیت تھی۔ کیا آپ
کے حرکات و سکنات میں، کیا آپ کے اطوار اور روش زندگانی میں کیا آپ کے
اقوال و افعال میں کسی ایک حیثیت سے نہیں بلکہ ہر حیثیت سے خاص خصوصیت
اور نمایاں تمیز تھی۔

بدل زد یا بسر زد یا بپا زد　　　　نمیدانم محبت بر کجا زد

آپ کے اخلاق و فضائل بیان کرنے کو تو ایک دفتر چاہیے بلکہ دفتر میں
بھی گنجائش کہاں ہاں وسعت دل ہمت کر سکتی ہے اور یہی اس لائق بھی ہے اس
لئے اسے دل ہی کے حوالے کرنا چاہیے اور میں نے کیا غزل از مصنف:

یوں تو ہونے کو کیا سے کیا نہ ہوا　　　　کوئی دنیا میں آپ سا نہ ہوا
جو کوئی تیرا مبتلا نہ ہوا　　　　ہے برابر ہوا ہوا نہ ہوا
کس لیے وہ ہوا جہاں میں خلق　　　　جو فدائی کہ آپ کا نہ ہوا
مر چکے تھے ہم آپ فرقت میں　　　　موت کا اک فقط بہانہ ہوا
میری جانبازیوں کی تحسین کی　　　　فیصلہ اُس کا منصفانہ ہوا
ہم فقیروں کو دشت غربت میں　　　　ایک مدت ہوئی زمانہ ہوا
کس نے دیکھا جمال الّا کو　　　　جب تلک وہ فنائے لَا نہ ہوا
کیا ہوا گر ہوا فنائے وجود　　　　اس فنا کا بھی جب فنا نہ ہوا

طے نہ جب تک ہوا مقامِ فنا حاصل اے دل اُسے بقا نہ ہوا
بوالہوس قطع منزلوں سے حصول قطع تجھ سے جو ماسوا نہ ہوا
کہنے سُننے سے فائدہ ناصح میں نے کیا کیا کہا سُنا نہ ہوا
اُس کے تیر نگاہ جب چھوٹے اک ہمارا ہی دل نشانہ ہوا
کتنے عقدے کھلے زمانے کے عقدۂ دل ہمارا وا نہ ہوا
زندگی نے تو کی وفا حافظؔ اُس کا وعدہ مگر وفا نہ ہوا

سَلِّمُوْا یَاقَوْمُ بَلْ صَلُّوْا عَلَی الصَّدْرِ الْاَمِیْنِ
مُصْطَفٰی مَاجَآءَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ

روایتیں:

(۱) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں دس برس تک آپ کی خدمت میں سرفراز رہا اس مدت میں ہزاروں قصور اور غلطیاں مجھ سے سرزد ہوئی ہوں گی مگر آپ نہ خفا ہوئے نہ کبھی جھڑکا بلکہ قسم بخدا جتنا کام میں آپ کا کیا کرتا تھا اُس سے زیادہ میرا کام آپ کر دیا کرتے تھے۔

چلتے تھے میکدہ میں محبت کے جام روز
ہم کو ہوئے ترستے ہی ساقی تمام روز

(۲) ایک اعرابی مسجد میں آیا اور استنجا کرنے لگا۔ اصحاب کو ناگوار گزرا، چاہا کہ مار کر نکال دیں مگر آپ ﷺ نے سب کو اس حرکت سے باز رکھا کہ اسے باطمینان فارغ ہو لینے دو جب فارغ ہو چکا تو آپ نے نہایت نرمی سے فرمایا کہ ''بندے خدا کے مسجد عبادت کے لئے ہے نہ نجس کرنے کے لئے''۔ اللہ رے رحم، یگانوں ہی کے ساتھ نہیں بیگانوں کے ساتھ بھی۔ فَبِمَا رَحْمَۃٍ مِّنَ اللّٰہِ لِنْتَ لَھُمْ

وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَا نْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ۔

اے پیغمبر یہ بھی خدا کی بڑی رحمت ہوئی کہ تم لوگوں کو نرم دل مولا ملے ہو۔ اگر تم خدانخواستہ مزاج کے اکھڑ اور سنگدل ہوتے تو یہ لوگ تمہارے پاس سے کبھی کے منتشر ہو گئے ہوتے تو تم ان کے قصوروں کو معاف کردو اور ان کے گناہوں کی مغفرت چاہو۔

اے بھائیو! ہمارے نبی ﷺ نے تو یہ تعلیم فرمائی تھی اور ہم تو اپنے سوا دوسروں کی عبادت میں بھی جھگڑتے ہیں۔ بہ بیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔

ندارم ذوق رندی نے خیال پاک دامانی
مرا دیوانہ خود کن بہر رنگے کہ می دانی

(۳) ایک لڑائی میں آپ ﷺ اپنے اصحاب سے کسی طرح جدا ہو گئے اور ایک درخت کے نیچے لیٹ رہے۔ اتنے میں ایک دشمن آپ کا آیا اور تلوار کھینچ کر کھڑا ہو گیا کہ اب آپ کو میرے ہاتھ سے کون بچائے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا میرا اللہ جو حافظ حقیقی ہے۔ یہ سنتے ہی ہیبت خداوندی اُس پر ایسی چھائی کہ وہ اپنے آپ کو سنبھال نہ سکا۔ تلوار اس کے ہاتھ سے گر پڑی۔ آپ ﷺ نے وہ تلوار اُٹھا لی اور فرمایا کہ تو بتا میرے ہاتھ سے تجھے کون بچائے گا؟ وہ اپنے کس معبود کا نام لیتا کیونکہ وہ معبود تو پوجنے کے تھے کام آنے کے لائق تو تھے نہیں۔ کہنے لگا اب آپ مجھ پر غالب آگئے جو چاہیں کریں۔ آپ نے اسے کلمہ شہادت تلقین کیا اس نے انکار کیا کہ یہ تو نہیں ہاں اتنا میں کر سکتا ہوں کہ نہ آپ کا ساتھ دوں گا نہ آپ کے دشمنوں کا۔ آپ ﷺ نے اسے ایمان نہ لانے پر بھی چھوڑ دیا۔ وہ اپنے ساتھیوں سے جا ملا اور کہنے لگا کہ میں ایک ایسے آدمی کے پاس سے آتا

ہوں جس کا ثانی کوئی دنیا میں نہیں۔ آخرکار اس سلوک کے اثر نے اُسے نہ چھوڑا اور آپ کی نظر رحمت جو اس دن اس پر پڑی تھی اپنا کام کیے بغیر نہ رہی وہ پھر آیا اور مسلمان ہو گیا۔

گلشن میں ہرے ہو کے شجر لائے ثمر بھی
اے بارش رحمت کوئی چھینٹا تو ادھر بھی

(۴) حاتم ایک مشہور سخی آدمی تھا۔ جس کا نام ضرب المثل ہے کسی لڑائی میں اس کے قبیلے کے لوگ قید ہو کر آئے۔ ان میں حاتم کی بیٹی بھی تھی۔ اس نے عرض کی میں اپنی قوم کے سردار کی بیٹی ہوں۔ میرا باپ حاتم اپنی قوم کی حمایت کرتا، قیدیوں کو آزاد کرتا، مسافروں کی خدمت کرتا، بھوکوں کا پیٹ بھرتا، ننگوں کو کپڑے دیتا اور حاجت مندوں کی حاجتیں پوری کرتا تھا۔ آپ مناسب سمجھیں تو مجھے رہا کر دیں اور میری قوم کو مجھ پر نہ ہنسائیں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ ایمان داروں کی صفت ہے چونکہ تمہارا باپ ایسا تھا۔ اس لیے ہم نے تجھے اور تیرے سارے قبیلے کو چھوڑا کیونکہ اخلاق حسن خدا کو بہت بھاتا ہے اور اصحاب کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ قسم ہے اس پاک ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ جنت میں وہی داخل ہو گا جو نیک اخلاق ہو گا۔ اے لوگو! اخلاق ہی کی سلطنت دونوں جہان میں ہے جب تم نے اخلاق نبوی کو کھو دیا ہم خود کھوئے گئے۔ اس سلطنت کا نام روحانی سلطنت ہے جس کی روشنی قرون اولیٰ میں پھیلی تھی اور اب بجھ جانے کو ہے۔ میرے اس سمجھانے کا فائدہ کیا، قوم بزبان حال یہ کہہ رہی ہے۔

بیدل گماں مبر کہ نصیحت کند قبول
من گوشِ استماع ندارم لِمَنْ تَقُوْلُ

(۵) ایک دفعہ آپ ﷺ اپنے حجرے میں تشریف رکھتے تھے اصحاب اس قدر

جمع ہوئے کہ حجرۂ شریف بھر گیا۔ حضرت جریر رضی اللہ عنہ آئے، اندر جگہ نہ تھی دہلیز پر بیٹھ گئے۔ آپ ﷺ نے اپنی چادر مبارک لپیٹ کر اُن کے پاس پھینک دی کہ اس پر بیٹھ جاؤ۔ انہوں نے چادر مبارک آنکھوں سے لگائی اور بوسہ دے کر رونے لگے اور تہ کر کے واپس دی کہ ہم اس لائق نہیں کہاں یہ چادر کہاں ہم۔ جیسے آپ نے میری تعظیم کی خدا آپ کی تعظیم وتکریم کرے۔

ارے او میکدے کے جانے والو ذرا کہہ دیجیو پیر مغاں کو
شراب شوق اے ساقی پلا کر بھلا دے ایکدم دونوں جہاں کو

سَلِّمُوْا یَاقَوْمُ بَلْ صَلُّوْا عَلَی الصَّدْرِ الْاَمِیْنِ
مُصْطَفٰی مَاجَآءَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ

اَحکام قُرآنی:

مسلمانو! ایسا مقدس جلسہ جس میں ذکرِ خیر جناب حضرت رسالت مآب ﷺ ہو افسوس کی بات ہے اگر اس میں احکام خداوندی جس کے ابلاغ کے لئے آپ مبعوث ہُوئے اور جس کی اطاعت کیے جانے کے تمام تر آرزومند رہے کچھ بیان نہ کیے جائیں اس لئے میں ہدایات واحکام قرآن کسی قدر بیان کروں گا۔ بعض تو آیتوں کا خلاصہ اور اکثر قریب قریب ترجمہ ہی ہوں گے۔ سوائے تخاطب کے الفاظ کے شاید میرا کچھ نہ ہو۔ ہم مسلمانوں کو لازم ہے کہ احکام خداوندی اور ہدایات نبوی سے مطلع ہوں اور اس کی بندگی کے لئے سر جھکائیں۔

اے لوگو! وحدہ لاشریک پر، رسول پر، قرآن پر، اگلے نبیوں اور اُن کی کتابوں پر، روز قیامت اور ملائکہ پر ایمان لاؤ۔ سب انبیاء اور مومنین ایسا ہی ایمان لائے، کسی دوسرے کی پرستش نہ کرو وہ تمہارا نہ بنا سکتے ہیں نہ بگاڑ سکتے ہیں اور اس پر یہ سمجھتے

ہو کہ خدا کے ہاں یہ تمہاری شفاعت کریں گے۔ دیکھو کسی کو خدا کا شریک نہ کرو مشرک کی بخشش نہیں وہی ایک اکیلا خدا اس لائق ہے کہ اس سے لو لگاؤ، اس سے ڈرو، اسی کے آگے جھکو اسی نے تم پر یہ احسان کیا کہ تمہارے ہی جنس سے تمہارے پاس رسول بھیجا جو تمہارے پاس خدا کی کتاب لایا جو تمہیں حکمت کی باتیں سکھاتا اور نامعلوم باتوں کی تعلیم دیتا ہے جو بھلی باتوں کا حکم کرتا اور بُری باتوں سے روکتا ہے اور گردنوں میں جو طوق ڈال رکھے گئے ہیں اُسے اُتار دیتا ہے۔ اُس پر ایمان لاؤ۔ اس کی اطاعت کرو یہ عین خدا کی اطاعت ہے۔ اے لوگو! میں کسی خاص قوم کا رسول نہیں بلکہ ساری دنیا کا رسول ہوں، میں جو کچھ بولتا ہوں خواہش نفسانی سے نہیں بولتا بلکہ وہ سب وحی خدا ہے اور جو کتاب لایا ہوں (یعنی قرآن مجید) وہ بلاشبہہ خدا کی طرف سے ہے اس پہ شک نہ کرو۔ خدا نے فرمایا کہ اے محمد ﷺ ہم نے قرآن تم پر اُتارا جو برکت والا ہے تاکہ لوگ اُس کی آیتوں میں فکر کریں اور ذی عقل اس سے نصیحت حاصل کریں۔ کیا لوگ قرآن نہیں سمجھتے۔ کیا اس میں فکر نہیں کرتے۔ کیا ان کے دلوں پر قفل ہیں؟ بے شک جن لوگوں پر دین اسلام کا سیدھا راستہ ظاہر ہو چکا پھر بھی انہوں نے انکار کیا اور راہ حق سے لوگوں کو بھی باز رکھا اور رسول کی مخالفت کی تو خدا کو یہ لوگ کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتے بلکہ انہیں کا کیا دھرا اکارت جائے گا۔

اے مسلمانو! دین اُس کا جو اپنے کو خدا کو سونپے۔ اچھے کام کرے اور ملت ابراہیم کی پیروی کرے۔ ملت ابراہیم یعنی خدا کی فطرت جس پر انسان کو خدا نے بنایا۔ خدا کی فطرت میں تبدیلی نہیں یہی دین مستحکم ہے۔ ابراہیم نہ یہودی تھے نہ نصرانی وہ تو سچے مسلمان تھے۔ ابراہیم ہی نے تمہارا نام پہلے سے مسلمان رکھا۔

یہی اسلام ہے جس سے خدا راضی ہوا اور اب سے اسلام کے سوا جو کوئی دوسرا دین قبول کرے گا وہ مقبول نہیں۔ یہی دین دینِ حق ہے۔ خدا نے بھیجا کہ کل دینوں پر غالب کرے۔ مسلمانو! اگر تمہارے باپ بیٹے، بھائی بیبیاں تمہارے کنبے مال و متاع جو تمہارے مخزونہ ہیں، تجارت جس کے گھاٹے سے ڈرا کرتے ہو اور گھر بار جس پر تم گرویدہ ہو یہ سب اگر تمہیں خدا اور رسول اور اس کی راہ میں مجاہدہ کرنے سے زیادہ عزیز ہیں تو بس عذاب خداوندی کے منتظر رہو۔ جو کچھ تمہارے پاس ہے یہ تو دنیا ہے اور دنیا کی بساط کیا اور جو اللہ کے پاس ہے وہ اس سے کہیں بہتر اور قائم رہنے والا ہے۔ یہ سمجھو کہ تمہیں ایک دن ضرور خدا کے سامنے جانا ہے اور ذرہ ذرہ حساب دینا ہے۔ تم اپنے اعمال کے ساتھ مرہون ہو۔ میں تم سے کہے دیتا ہوں کہ اگر تم خدا کو چاہتے ہو تو میری پیروی کرو تم بھی خدا کے چہیتے بندے ہو جاؤ گے اور تمہارے قصور بھی معاف کر دیئے جائیں گے۔ جو کوئی میری راہ سے خلاف چلے گا بعد اس کے کہ میری ہدایتیں اُس کو پہنچی ہوں یا مسلمانوں کی راہ سے الگ کوئی دوسری راہ اختیار کرے گا وہ اور اسی طرف دھکیل دیا جائے گا اور وہ جہنم میں جا پڑے گا۔

مسلمانو! خدا سے نا اُمید نہ ہونا، یہ گمراہوں کی شان ہے اور نہ اس کے انداز سے نڈر ہونا یہ نقصان اُٹھانے والوں کی شان ہے۔ کیا ہونے کو ہے تمہیں کیا خبر؟ غیب کی باتیں اس کے سوا کون جانتا ہے۔ بہت سی باتیں تمہیں بُری لگتی ہیں اور وہ تمہارے حق میں بھلی ہیں اور بہت سی باتیں تمہیں بھلی لگتی ہیں اور وہ تمہارے حق میں بُری ہیں۔ خدا ہی جانتا ہے تم نہیں جان سکتے۔

مسلمانو! دین اسلام کی اشاعت حکمت اور موعظت کے ساتھ کیا کرو۔

اگر لڑائی کی نوبت آجائے تو خوش عنوانی کے ساتھ لڑو۔ پاک صاف رہا کرو۔ پہلے وضو کرلو تب نماز پڑھو اور نماز کے سب وقتوں کی محافظت کرو خصوصاً عصر کی۔ خدا کی اس طرح عبادت کرو جس طرح تم کو ہدایت کی گئی۔ نمازیں ایسی پڑھو جس میں خشوع وخضوع ہو۔ عبادت ایسی کرو جس میں اخلاص ہو۔ دعائیں ایسی کرو جس طرح تضرع ہو اور پوشیدہ ماہ رمضان کا روزہ بھی تم پر فرض کیا گیا ہے۔ مقدرت ہونے پر زکوٰۃ بھی مقدور ہونے پر حج بھی۔ جب نماز پڑھ چکو تو اُٹھتے بیٹھتے لیٹتے ہر وقت خدا کو یاد کرو، صبح کو قرآن پڑھ لینا بھی لازم کرلو۔ شام وصبح اور جب کھڑے ہوا کرو تو اس کی تسبیح وتقدیس کرلیا کرو۔ خدا کے بندے ایسے ہیں کہ بیع وتجارت (یعنی کاروبار دنیوی) انہیں خدا کی یاد سے اور بجا آوری احکام سے نہیں روکتے۔

مسلمانو! صدقہ دیا کرو۔ کھلم کھلا دو یہ بھی بہتر۔ چھپا کردو یہ اس سے بھی بہتر خوش کلامی اور عفو خطا ایسے صدقے سے بہتر ہے جس کے ساتھ ایذا بھی ہو۔ ایذا دے کر اور احسان جتا کر صدقہ اور احسان کو ضائع نہ کرو۔ بخیل یہ گمان نہ کریں کہ بخل اُن کے لیے بہتر ہے عنقریب وہ اس کا مزہ چکھیں گے اور سختیاں اٹھائیں گے۔ نہ بیجا صرف کرو کیونکہ بیجا صرف کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں۔ نہ اسراف کرو کیونکہ خدا مسرف کو پسند نہیں کرتا۔ نہ مٹھیاں ایک دم سے بند رکھو نہ ایک دم سے کھلی۔ میانہ روی اختیار کرو۔ جو لوگ خدا سے ملنے کا خیال نہیں رکھتے اور دنیاوی زندگانی کے ساتھ مطمئن اور راضی ہو گئے ان کے لیے جہنم ہے۔ عدل کرو قرابت داروں کے ساتھ، یتیم ومساکین کے ساتھ اور خاص کر والدین کے ساتھ احسان کرو۔ اگر تمہارے والدین میں سے کوئی بڑھاپے کی حد کو پہنچے تو

اُن کے آگے اُف تک نہ کرو نہ اُن کو جھڑکو اُن سے باتیں تعظیم کے ساتھ کرو اور محبت سے ذلت کا بازو فرش راہ کرو۔ بعنوان شائستہ درگزر کرنے کا شیوہ اختیار کرو اور معاف کرنے کی عادت کو مضبوطی سے دھرلو اگر شیطان کے گدگدانے سے انتقام وغیرہ کی گدگدی دل میں پیدا ہو تو خدا سے پناہ مانگ لیا کرو۔ اگر کوئی تمہارے ساتھ بُرائی کرے تو اس کا بدلہ بہت معقول برتاؤ سے کرو۔

اے ایمان والو! ایمان والوں کے لئے اپنے بازو جھکائے رہو۔ یہ تمہارے دینی بھائی ہیں، جاہلوں سے اعراض کرو، خدا کی راہ میں مجاہدہ کرو جو مجاہدے کا حق ہے۔ جس نے تزکیۂ نفس کیا وہ مراد کو پہنچا اور جس نے پرہیزگاری کی اس نے خدا کو راضی کیا۔ خدا کے ہاں پرہیزگاروں کی بڑی منزلت ہے۔ مسلمانو! جب کسی کے گھر جاؤ تو دروازے سے جاؤ اور سلام کا قاعدہ جاری رکھو۔ جھوٹی گواہی نہ دو۔ جھوٹوں پر خدا کی لعنت ہے۔ بیہودہ مشغلوں کے پاس سے ہو کر گزرو تو وضعداری کے ساتھ۔ ایک دوسرے پر نہ ہنسو کیونکہ ممکن ہے کہ وہ تم سے بہتر ہو۔ ایک دوسرے کو طعنہ نہ دو۔ ایک دوسرے کا نام نہ دھرو۔ ایمان لانے کے بعد بدتہذیبی کا نام ہی بُرا ہے۔ جو لوگ ان حرکات سے باز نہ آئیں گے وہ خدا کے نزدیک ظالم ہیں۔ مسلمانوں کی نسبت بدگمانیوں سے بچتے رہو کیونکہ بعض گمان داخل گناہ ہیں۔ ایک دوسرے کی عیب جوئی میں نہ رہا کرو نہ ایک دوسرے کی غیبت کیا کرو۔ غیبت تو مرے بھائی کا گوشت کھانا ہے۔ مسلمانو صبر کیا کرو اور صبر کی تعلیم دو اور مل جل کر رہو۔ شکر کی جگہ شکرگزاری کرو تاکہ تمہاری نعمتیں بڑھیں۔ ایفائے وعدہ کا خیال رکھو اس کی ایک دن پوچھ ہوگی۔ تم اپنی خبر رکھو اغیار سے کیا کام۔ بے شک انسان اپنے حال سے خوب آگاہ ہے اگرچہ وہ معذرت

پیش کر دیا کرے ظاہری اور باطنی سب گناہوں سے کنارہ کش رہو۔
مسلمانو! سود نہ کھاؤ، سود کھانے والے قیامت کے دن کھڑے نہ ہو سکیں گے مگر اس شخص کا سا کھڑا ہونا جس کو شیطان نے اپنی چپیٹ سے خبط الحواس کر دیا ہو۔ یہ اُن کے اس کہنے کی سزا ہے کہ جیسا سود ویسا بیع حالانکہ بیع حلال اور سود حرام ہے اور سود خوار جہنمی ہے۔ اگر ایمان رکھتے ہو تو سود نہ کھاؤ ورنہ خدا اور رسول سے لڑنے کے لئے ہوشیار ہو جاؤ۔ نہ تم کسی کا نقصان کرو نہ تمہارا کوئی نقصان کرے اگر کوئی تنگدست تمہارا مقروض ہو تو فراخی تک کی مہلت دو اور اگر بخش دو تو تمہارے لیے زیادہ بہتر ہے۔ شراب اور جوا، اور پانسے شیطانی کام ہیں ایسے ہر ایک کام سے بچتے رہو۔ شیطان یہی چاہتا ہے کہ اس کی وجہ سے تمہارے آپس میں بغض اور دشمنی ڈال دے اور نماز اور یاد الٰہی سے باز رکھے تو کیا اب بھی تم باز نہ آؤ گے؟ آپس میں جھگڑو نہیں آپس میں جھگڑنے سے تم ہمت ہار دو گے اور تمہاری ہوا بگڑ جائے گی۔ زنا کے نزدیک نہ جاؤ کیونکہ یہ بے حیائی اور بدچلنی ہے۔ مال یتیم کے پاس نہ جاؤ مگر اس طرح البتہ کہ اس میں یتیم کا فائدہ ہو۔ جب ناپ کر دو تو پیمانہ پورا بھر دیا کرو اور تول کر دو تو ڈنڈی سیدھی رکھ کر تولو۔ جس بات کا تمہیں علم نہ ہو تو اٹکل پچو اسکے پیچھے نہ ہو لیا کرو کیونکہ کان، آنکھ اور دل سب سے قیامت کے دن پوچھا جائے گا۔ زمین پر اکڑ کر نہ چلا کرو کیونکہ تم زمین کو پھاڑ نہیں سکتے نہ تن کر چلنے سے تم پہاڑوں کے طول کو پہنچ سکو گے۔ امانت ٹھیک پہنچا دو اور جب حاکم بنو تو حکم انصاف سے۔ خدا پر توکل کرو، تکبر نہ کرو، قانع رہو طامع نہ بنو۔ حقوق والدین، حقوق اولاد، حقوق زن وشو، حقوق اقران، حقوق یتیم ومساکین، حقوق ہمسایہ، حقوق قوم، حقوق نفس سارے حقوق کا خیال رکھو اور

حد سے تجاوز نہ کرو۔ مسلمانو! اچھی باتوں پر عمل کرو اور دوسروں کو بھی اس کی ہدایت کرو اور کل بُری باتوں سے پرہیز کرو اور دوسروں کو بھی روکو۔

قطعۂ مصنف:

وحدہٗ لاشریک تیرے سوا نہ زمیں تھی نہ یہ زمانہ تھا
نہ ستاروں کی تھیں یہ قندیلیں آسماں کا نہ شامیانہ تھا
ابخرے تھے کہیں نہ دل بادل بجلیوں کا نہ تازیانہ تھا
نہ ملک تھے کہیں نہ آدم زاد نہ کسی کا کہیں ٹھکانہ تھا
نہ کہیں نام تھا عناصر کا نہ کہیں اُن کا آشیانہ تھا
نہ کہیں گل نہ بلبلوں کا ہجوم گلشنِ دہر بے ترانہ تھا
یہ زمانہ بھی کیا زمانہ ہے کچھ نہ تھا سب تو کیا زمانہ تھا
کوئی مٹتا ہے کوئی بنتا ہے نہ مٹانا نہ کچھ بنانہ تھا
نہ کہانی کہیں وجود کی تھی نہ عدم کا کہیں فسانہ تھا
نہ ظہور صفات رنگا رنگ نہ خدائی کا کارخانہ تھا
ماے کیا جی میں آگیا تیرے دم کے دم میں یہ کارخانہ تھا
دُرو گوہر وجود کے نکلے گویا مدفون اک خزانہ تھا
یہ تو سمجھے مگر نہ یہ سمجھے کس غرض سے مجھے بنانہ تھا
تھا بنانا ہی آپ کو منظور تو کسی کام کا بنانہ تھا
نظم کہیے ایسے نہ اے حافظ ایک نالہ یہ عاشقانہ تھا

سَلِّمُوْا یَا قَوْمُ بَلْ صَلُّوْا عَلَی الصَّدْرِ الْاَمِیْنِ
مُصْطَفٰی مَا جَاءَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ

پند و نصائح:

آپ کا ہر ایک انداز دیدۂ بینا کے لیے گویا ایک شفیق اُستاد تھا اور آپ کا ہر ایک کلام دلِ دانا کے لئے گویا ایک آسمانی کتاب تھا۔ آپ کی باتیں جوامع الکلم تھیں۔ تھوڑے الفاظ میں بھی معانی کی غایت نہ تھی۔ اسرار خداوندی کے فلسفے ان الفاظ میں بیان ہوتے تھے کہ ظاہر بینوں کے لئے بھی رہنما ہوں اور الٰہیات اور فلسفے کی غائر نظر والوں کے لئے بھی موجب ہدایت ہوں۔

نگارِ من کہ بمکتب نرفت و خط ننوشت
بغمزہ مسئلہ آموز صد مدرس شد

آپ نے فرمایا کہ مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے لوگ محفوظ رہیں۔ مومن وہ ہے کہ جو کچھ اپنے لیے چاہے وہی دوسروں کے لئے بھی۔ وہ مومن نہیں جو اپنا پیٹ تو بھر لے اور اس کا پڑوسی بھوکا ہو۔ آپ نے فرمایا اے ابوذر تو شوربے میں پانی زیادہ دے اور اپنے ہمسائے کی بھی خبر لے۔ بخل اور بد خلقی مومن میں نہیں ہو سکتی اور کنجوسی اور ایمان اکٹھا نہیں ہو سکتے۔ مومن طعن و تشنیع نہیں کرتا، لعنت نہیں کرتا، بے حیا نہیں ہوتا، بدزبان نہیں ہوتا اور دو رُخا ایماندار نہیں ہو سکتا۔ جو امین نہیں اس کا ایمان نہیں۔ جو وعدہ وفا نہیں کرتا اُس کا دین نہیں۔ خدا نے فرائض مقرر کر دیئے ہیں اس کی تعمیل کرو۔ حدود باندھ دیئے ہیں اس سے تجاوز نہ کرو، جس نے نماز قصداً ترک کی اُس نے کفران نعمت کیا شریعت اس سے بری الذمہ ہے۔ جس کو جس کی محبت اس کا حشر اُسی کے ساتھ۔ فاجر وہ ہے کہ طاعت تو کرے نفس کی اور طلبگار اجر ہو خدا سے۔ جو کوئی سرحدی نشانیوں کو مٹا دے، مجرم کو پناہ دے اور اپنے باپ ماں پر لعنت کرے اس پر لعنت

ہے۔ ماں باپ کی اطاعت کیا کرو۔ اگر اُن کا حکم ہو کہ ساری دنیا سے باز آ جاؤ تو باز آ جاؤ۔ جس کسی کو رزق کی بڑھتی اور حیات کی ترقی منظور ہو تو قرابت پروری کرے ظلم اور ترک قرابت سے بڑھ کر کوئی گناہ نہیں۔ جو رحیم نہیں اُس پر خدا بھی رحم نہیں کرتا۔ جو بال بچوں پر شفقت نہیں کرتا اُس پر خدا بھی شفقت نہیں کرتا۔ وہ دوست جو تمہارا معین و مددگار نہ ہو اور تمہیں بھولا بھٹکا یاد نہ دلائے اس سے پناہ مانگا کرو۔ دعوت رد نہ کرو۔ ہدیہ واپس نہ دو تحفے تحائف کی رسم جاری رکھو اس سے آپس میں دوست بن جاؤ گے۔ خوش رہو، سیدھے رہو، آسودہ رہو، آسودگی مال سے نہیں دل سے ہوتی ہے۔ فضول خرچی سے بچو اور کنجوسی بُری بلا ہے کنجوسی ہی نے اگلوں کو ہلاک کیا، خونریزی کرائی، ناطے کاٹ ڈالے، توکل یعنی کاموں میں بھروسا کرنا اور قناعت یعنی تھوڑے پر راضی رہنا یہی لازوال خزانہ ہے۔ حرص وطمع آدمی کو ہلکا کر دیتی ہے۔ عمل کی ترازو میں اچھی عادت سے بڑھ کر کوئی چیز وزنی نہیں۔ اچھے اخلاق سیکھو، میں اچھے اخلاق کے کامل کرنے کو آیا ہوں۔ عمدہ عادت نیکی ہے اور بدی وہ ہے جس کی شہرت ناگوار خاطر ہو۔

مسلمانو! سب کے سب بھائی بن جاؤ اور ایک دوسرے سے اتنا جھکو کہ کسی کو کسی پر شیخی باقی نہ رہے۔ غصہ تھوک دیا کرو، تین دن سے زیادہ مسلمان بھائی کو چھوڑنا جائز نہیں جس نے سال بھر چھوڑا اُس نے اُس کا خون کیا۔ مسلمان بھائیوں سے منھ نہ پھیر لیا کرو۔ قیامت کے دن وہ نہایت ہی ذلیل ہوگا جسے لوگ بُرائی یا سخت گوئی کے سبب سے چھوڑ دیں۔ بغض نہ رکھو، حسد نہ کرو، غیبت نہ کرو بہتان نہ باندھو، پیٹھ پیچھے کسی کی ایسی باتیں کرنی کہ وہ سن پائے تو اُس کا دل دُکھے پھر اگر وہ باتیں سچی ہیں تو غیبت ہے ورنہ بہتان، شک نہ کرو، ڈاہ نہ کرو،

رشک نہ کرو، آپس میں جھگڑو نہیں، ٹھٹھا نہ کرو، ذات پر طعنے نہ دو، افسوس میری اُمت دو باتیں نہ چھوڑے گی، نوحہ کرنا اور ذات کا طعنہ دینا، جو چھوٹوں پر مہربان نہیں اور بڑوں کے حقوق نہیں پہچانتا وہ میری اُمت نہیں، بدشگونی ماننا شرک ہے، گدائی کرنا حرام، عارضہ لگ جانا کوئی چیز نہیں، اُلّو میں کوئی نحوست نہیں۔ ہاں نظر لگ جانا یہ ٹھیک ہے نظر میں تاثیر ہوتی ہے۔ شرابیوں اور نرد کھیلنے والوں کو سلام نہ کیا کرو۔ جس نے نرد کھیلا اُس نے خدا اور رسول کی نافرمانی کی۔ عیب جوئی نہ کرو۔ جو کوئی جلسے سے اُٹھ جائے اُس کے پیچھے آنکھ نہ لگائے رہو۔ جتنے کام ہیں نیت پر موقوف ہیں جیسی نیت ویسا کام۔ نیت اچھی تو عمل اچھا، نیت بُری تو کام بُرا۔ ہر نیک کام ایک خیرات ہے اور ہر عضو بدن کی خیرات جُدا جُدا ہے اپنی بیبیوں کے ساتھ شفقت اور رحم کا برتاؤ کرنا، یہ خدا کی بندیاں ہیں۔ اسی کے پاک لفظ نے اُن کو تم پر حلال کیا ہے اور ان کے تم پر حقوق ہیں اور اگر خدا کو سجدہ مخصوص نہ ہوتا تو ہم عورتوں کو حکم دیتے کہ خاوند کو سجدہ کریں۔ اے عورتو! اگر خاوند پکارے تو نماز نفل توڑ کر اس کی تعمیل کرو۔ جس طرح دنیا میں ماں باپ سے بڑھ کر کسی کا حق نہیں اسی طرح عورتوں پر خاوند سے بڑھ کر کسی کا حق نہیں۔

اے لوگو! حقوق پہچانو۔ تم میں سے ہر ایک کا ایک دوسرے پر حق ہے۔

جب تم اپنی تعریف کرنے والے کو دیکھو تو اُس کے منہ میں خاک ڈال دو۔ قسم ہے خدا کی مجھ کو تم لوگوں کے فقیر ہونے کا ڈر نہیں ڈر یہ ہے کہ اگلوں کی طرح تم پر بھی دنیا پھیلائی جائے گی اور اگلوں کی طرح تم بھی اُس پر جھک پڑو گے پھر جیسا اس دنیا نے انہیں تباہ کیا تمہیں بھی تباہ کر کے چھوڑے گی۔ اسی لیے آپ دعا کیا کرتے تھے کہ اے خدا محمد ﷺ کی آل کو بقدر قوت اور بقدر کفاف روزی دے۔

جب یہ آیت اتری وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ تو آپ نے سارے قریش کو بلا کر فرمایا: ''اے قبیلہ بنی قریش! تم لوگ اپنی جانیں آگ سے بچاؤ میں عذاب الٰہی کو تم سے دور نہ کر سکوں گا۔ اے عبد مناف کے بیٹو! میری باتیں یاد رکھو۔ عذاب الٰہی کے وقت میں تمہارے کچھ کام نہ آؤں گا۔ اے عبدالمطلب کے بیٹے عباس! میں اللہ کے عذاب کو تم سے دور نہ کر سکوں گا۔ اے صفیہ (رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی) میں آپ سے اللہ کے عذاب کو دور نہ کر سکوں گا۔ اے فاطمہ! (محمد ﷺ کی بیٹی) تو جو مال چاہے مجھ سے لے لے لیکن عذاب الٰہی میں مجھ سے تیری مدد نہ ہو سکے گی۔

صَدَقْتَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ۔ مَنْ یَّشْفَعُ عِنْدَہٗ اِلَّا بِاِذْنِہٖ۔

دلا تا کے دریں کاخِ مجازی — کنی مانند طفلاں خاکبازی

توئی آں دست پرور مرغِ گستاخ — کہ بودت آشیاں بیروں ازیں کاخ

چرازاں آشیاں بیگانہ گشتی — چو دوناں چغد ایں ویرانہ گشتی

بیفشاں بال و پرز آمیزش خاک — بپر تا کنگر ایوانِ افلاک

عناں تا کے بدستِ شک سپاری — بہر یک روی ہذا ربی آری

خلیل آسا درِ ملکِ یقیں زن — نوائے لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِیْن زن

گم ہر وہم و ترک ہر شکے کن — رخِ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ در یکے کن

یکے بین و یکے دان و یکی گوی — یکے خواہ و یکے خوان و یکی جوی

سَلِّمُوْا یَاقَوْمُ بَلْ صَلُّوْا عَلَی الصَّدْرِ الْاَمِیْنِ

مُصْطَفٰی مَاجَآءَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ

رسالت کی برکتوں کا اجمالی بیان:

آپ کا تشریف لانا تھا کہ فیض نبوی تمام عالم پر برس پڑا۔ عشق و محبت گلزار سرسبز ہوگیا۔ ایمان و یقین کا چمن لہلہا اٹھا۔ توحید کے پھولوں کی بیہوش کرنے والی خوشبو سے دلوں کو سکون ہوگیا۔ عرفان کے گلدستوں سے دماغ معطر ہوگئے۔ غفلت کے متوالوں نے ہوش کے ناخن لیے۔ قسمت راہبر ہوئی۔ وہ جوہرِ اول جو تخلیق عالم سے پہلے خدا کے کنز مخفی میں دُرِ بے بہا کی طرح چھپا ہوا تھا زیب تاجِ نبوت ہوا۔ وہ ودیعت خداوندی جس کی اگلے پیغمبروں نے شہادت دی تھی انسان کو عنایت ہوئی۔ حقیقت جامعہ جامۂ ہستی نما پہن کر ایمان کی آنکھوں کے سامنے جلوہ افروز ہوئی۔ عالم روشن ہوگیا۔ عقل و دانش کا بازار گرم ہوا۔ علم و عمل کا بیوپار ہونے لگا۔ تہذیب و شائستگی کی دکانیں آراستہ ہوئیں۔ گاہک کے قافلے خیمہ زن ہوئے دنیا نے کروٹ بدلی۔ انسانی فطرت کی تو کایا ہی پلٹ گئی۔

کیستی یارب کہ در خوبی ز ہر یک بہتری
دلبریہا می کنی در پردۂ پیغمبری

حضرت نبی علیہ السلام نے ہوا کا رُخ کچھ اس طرح پھیر دیا کہ دشمن کے تیر اُلٹے دشمن کو جا لگے۔ آسمانی بادشاہت میں انقلاب ہوا۔ عالم میں فتح و نصرت کی مبارک بادیاں ہونے لگیں۔ اسلامی پھریرا اپنی شوکت و شان سے لہرانے لگا۔ ہرقل و کسریٰ کے پرشوکت جھنڈے اُکھڑ گئے۔ نفس نے تکبر و نفسانیت چھوڑی۔ شیطان نے غرور و سرکشی چھوڑی، غصہ جوش بنا، تعصب حمیت ہوا، خود بینی خدا بینی ہوئی، محبت ماسوا نے بھی خواہی خلق کی صورت پکڑی، مجاز آئینہ حقیقت ہوا عشق

نے شان عبودیت اختیار کی، بت پرستی خدا پرستی ہوئی۔ اُمیدوں کی لاگ خدا سے لگی دل کی توجہ ادھر سے اُدھر ہوگئی۔ گویا خدا کی خدائی بدلی۔ ہر طرف اللہ اللہ کے جوشیلے نعروں سے آسمان گونج گیا لاگ والے دل کلبلا اُٹھے۔ نبی برحق نے تمام عالم میں منادی کردی۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَفِی اللّٰهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ ایک خدا کے سوا دوسرا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اُس کے رسول ہیں۔ کیا ایسے خدا کے ہونے میں تمہیں شک ہے جس نے آسمان و زمین بنائی؟ آپ کی خدائی آواز جلالت و کبریائی کے گنبد میں اس طرح گونجی جس کی ہیبت سے کیسی کیسی بڑی مورتیں حباب کی طرح فنا ہوگئیں۔ سیکڑوں ہزاروں برس کے فرضی معبود صفحہ ہستی سے حرف غلط کی طرح مٹ گئے۔ دل کی آنکھیں اس طرح کھلیں کہ ذرے ذرے میں وحدت کے کرشمے نظر آنے لگے۔

قطعہ از مصنف:

ہر رنگ میں نیرنگ اُسی کا دیکھا ہر شے میں حقیقت کا تماشا دیکھا

ڈوبے جو حقیقت میں کہ اس کو دیکھیں ایمان نے پکارا کہ وہ جلوا دیکھا

جہاں لات و منات کی دہائیاں مچتی تھیں وہاں تکبیر تہلیل، تسبیح و تقدیس کے نعرے گونجنے لگے۔ جہاں بتوں کی ثناخوانیاں تھیں وہاں ذات واحد سے مناجات اور دعائیں ہونے لگیں۔ جوگیوں کے سادھے ہوئے دم توڑ دیئے گئے۔ رہبانیت کے طوق جو گلے میں ڈال رکھے گئے تھے اُتار دیئے گئے۔ خوف و رجا کی نوبت خاموش آواز میں بجنے لگی۔ بُت خانے ویران اور مسجدیں آباد ہوئیں۔ کلیسائیں سرد اور خانقاہیں گرم ہوئیں۔ شراب خانے کا خام رنگ پھیکا پڑ گیا اور بادۂ اطہر کا کچھ ایسا نشہ چھایا جو کبھی اُترنے ہی کا نہیں۔ عرب کا ریتلا میدان نورِ

حقیقت کا دریا بن گیا جس سے سارے عالم کے دل روشن ہو گئے۔

یک چراغ ست دریں خانہ کہ از پرتو آں
ہر کجا می نگری انجمنے ساختہ اند

اُس خاتم المرسلین نے اس موثر آواز میں جو انسانی فطرت میں تحریک ڈال دے ایسا کچھ کہا کہ غفلت کے ٹھیرے پانی میں حرکت پیدا ہوئی پتھر سے دلوں میں لچک آ گئی عالم میں خدا خدا کی ہوا پھیل گئی۔ اُن کا خدا اب دستکاریوں کا فرضی خدا نہ رہا اُن کی خواہشیں اب اُن کا معبود نہ رہیں۔ اب وہ خلاق عالم غیب الغیب کی پرستش کرنے لگے۔ آپ نے خدا کی نعمتوں کا تخم اُن کے دلوں میں بویا جو آخر کار پھولا پھلا اور نئی نئی طرح کے پھل لایا۔

نظم مصنف:

اے ابطحی و یثربی اے محتشم اے محترم
اے مخزنِ صدق و صفا اے معدنِ جودو کرم
یا مونس القلب الحزین انت انیس العاشقین۔
مجروح عشقک فی التعب مہجور ہجرک فی الالم
اِنَّا فَتَحْنَا شانِ تو، اِنَّا ھَدَیْنَا کامِ تو
دین خلیل اسلام تو ای نورِ مصباح الظلم
نبیوں کو تجھ پر فخر ہے خلقت کو تجھ پر ناز ہے
اے بارگاہ منزلت بیت الشرف بیت الحرم
اے بادشاہ اِنس و جاں بادافدایت جسم و جاں
اے مایۂ کون و مکاں اے مظہرِ نورِ قدم

دردِ جگر ہر دم سوا اُس سے بھی درد دل سوا
باقی تھا جو صبر و سکون ہر لحظہ ہے پہلے سے کم

یارب فی ہجرانہ صبت علی مصائب
یالیتنی کنت فنا یا لیتنی کنت عدم

اے خواجۂ جن و بشر یہ عاشق خستہ جگر
دوری سے مضطر ہر گھڑی کرتا ہے نالہ دمبدم

گر دل نہیں دلبر تو ہے جاں گر نہیں جاناں تو ہے
گر میں نہیں ہوں وہ تو ہے میرے لیے ہے مغتنم

اے رحمۃ للعالمین اے مسندت عرش بریں
کوچہ ترا باغ عدن روضہ ترا باغ ارم

دونوں ہیں دل کی حالتیں دونوں اضافی نام ہیں
کیا شے ہے اے خوش دل خوشی کیا چیز اے غمگیں ہے غم

میں بھی ہوں شیدائی ترا میری طرف بھی اک نظر
اے مہر چرخ کبریا اے حضرت والا حشم

روحی فداک اے خوش نظر حافظ نے دے دی جاں مگر
دو اک نظر کا منتظر آنکھوں میں کچھ باقی ہے دم

سَلِّمُوْا یَاقَوْمُ بَلْ صَلُّوْا عَلَی الصَّدْرِ الْاَمِیْنِ
مُصْطَفٰی مَاجَآءَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ

خطبہ اور میلاد کی غرض:

مسلمانو! جس اسلام کی اشاعت کے چلتے یہ کچھ مصیبتیں جھیلی گئی ہوں افسوس آج اس کی وہی مثل ہے ''مسلماناں درگور و مسلمانی در کتاب''۔ اسلامی دنیا تباہ و برباد ہوگئی اس کا آفتاب ادبار کے اٹھتے ہوئے غبار سے دکھائی نہیں پڑتا۔ اُس کے ماہتاب کو فلاکت کی کالی گھٹا نے ڈھانک لیا۔ اس کے تارے ان ہی تاریکیوں میں چھپ گئے، سچے مسلمانوں کا کہیں پتا نہیں۔ افسوس یہ کہ جو کچھ ہوا ہمارے ہی ہاتھوں ہوا۔ جو کچھ آفتیں آئیں ہماری ہی کرتوتوں سے آئیں۔ کُلُّ امْرِءٍۭ بِمَا کَسَبَ رَهِیْنٌ۔

مسلمانو! کیا وہ وقت نہیں آیا کہ ہم مسلمان بے پروائی کے بستر سے اٹھیں۔ خواب غفلت سے چونکیں اور اپنے حال پر دو آنسو بہالیں۔

بنالہ کار میسر نمی شود سعدی
ولیک نالۂ بیچارگان خوش ست بنال

کیا اس کا ہوش نہیں کہ یہ غفلت و ہوا پرستی آخر کنوئیں جھکا چھوڑے گی اور خدا سے منہ موڑنا ایک دن رنگ لائے گا۔ یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ۔ افسوس صد افسوس حال ایسا اور وقت ایسا۔

کام ہے ہم کو تو اپنے کام سے بے خبر آغاز سے انجام سے
دین و مذہب ہے تو اپنے نفس کا واسطہ گویا نہیں اسلام سے

حضرت بلال مؤذن مسجد رسالت پناہ ﷺ پر مصیبتوں کی گھٹائیں کیا کیا جھوم جھوم کر نہ اٹھیں اور پھوٹ پھوٹ کر نہ برسیں رمصا اور باطائیں مسلمان مردوں اور عورتوں پر کیا کیا مصیبتوں کے پہاڑ نہ گرے لیکن بعضوں نے رضا و

تسلیم کے ساتھ جانیں دے دیں اور صراط مستقیم سے ذرا نہ ڈگے اور عنان استقامت ذرا نہ چھوڑی۔ ایمان اُن کا تھا اور اسلام اُن کا اور یہاں تو یہ ہے کہ ابھی ہم سوتے ہیں۔

بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰی نَفْسِہٖ بَصِیْرَۃٌ وَّلَوْ اَلْقٰی مَعَاذِیْرَہٗ ○

کب تلک خوابِ گراں بیدار ہو ۔۔۔ اب بھی آ وَ ہوش میں ہشیار ہو

یہ بھنور یہ موج ہمت شرط ہے ۔۔۔ ورنہ مشکل ہے کہ بیڑا پار ہو

اے دوستو! اگر ہم اپنے اطوار اور اپنے کردار اگلوں سے ملائیں اور انصاف سے دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ اُن کے اخلاق، ان کی تہذیب، اُن کا طرز معاشرت اور اُن کا طریق تمدن جدا تھا اور کسی دوسرے اصول پر تھا اور ہمارا جدا ہے اور کسی دوسرے اصول پر ہے۔ بلکہ ہمارا تو کوئی اصول ہی نہیں۔ اُن کا انداز بالکل ہم سے الگ گویا اُن کا اسلام بالکل ہم سے جدا کیونکہ وہ توحید کے والہ و شیدا تھے اور ہم اپنے اوہام کے والہ وشیدا ہیں۔ اَفَرَاَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰھَہٗ ھَوَاہُ کیا تم نے انہیں دیکھا جنہوں نے اپنی خواہشوں کو معبود بنا لیا انہیں اسلامی اغراض اور قومی مقاصد ملکوں ملکوں لیے پھرتے تھے اور ہمیں خود رائی، خود بینی، خود غرضی اور خود پرستی اپنے گھر کی چوحدیوں میں ٹھوکر س کھلاتی پھرتی ہے۔ ان میں اتفاق تھا ہم میں نفاق ہے۔ ان کی آزادی حق کہنے اور حق پر چلنے کی تھی اور ہماری آزادی بدچلنی اور زبان کی بیبا کی میں ہے۔ ان کی زندگی کا مقصد کچھ اور تھا اور ہمارا کچھ اور ہے ان میں جوش زن قوت خدا پرستی تھی اور ہم میں اُم الامراض ہوا پرستی ہے۔ وَاَخْلَصُوْا دِیْنَھُمْ لِلّٰہِ (انہوں نے اپنا دین خدا کے لئے خالص بنا لیا) ان کے لیے تھا اور وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یُّجَادِلُ فِی اللّٰہِ بِغَیْرِ عِلْمٍ وَّ یَتَّبِعُ کُلَّ شَیْطٰنٍ

مَّرِیْدٍ۔ (بعض وہ لوگ ہیں جو بے جانے بوجھے خدا کے بارے میں جھگڑتے اور ہر شیطان سرکش کے پیچھے ہو لیتے ہیں) ہمارے لیے ہے۔ وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ۔ (تمہیں غالب ہو اگر تم مومن ہو) ان کی شان تھی اور یَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِهِمْ مَّا لَیْسَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ (بولتے ہیں وہ جو ان کے دلوں میں نہیں یعنی منافقانہ) یہ ہماری شان ہے۔ وحدانیت اور رسالت، عذاب وثواب، جزا وسزا، بہشت و دوزخ اور یوم آخرت پر اُن کا ایمان تھا اور ہمارے فلسفے میں تو ان باتوں کی گنجائش ہی نہیں۔ اطاعت اوامر ونواہی وہ کرتے تھے اور ہم کو تو اس کی ضرورت ہی نہیں کیونکہ ہم ان سب کا فلسفہ سمجھتے ہیں جب ہم بدلے تو خُدا نے بھی ہمارا حال بدل دیا۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ (خدا کسی قوم میں تغیر نہیں ڈالتا جب تک وہ آپ اپنے میں تغیر نہ ڈالیں) جبھی وہ فقر وفاقہ میں سلطنت کرتے تھے اور ہم باوجود ظاہری اور نمایشی دولت وثروت کے بھی غلامی کرتے پھرتے ہیں۔ سمجھ پر تو ایسے پتھر پڑے ہیں کہ اسے اپنا فخر بھی سمجھنے لگے۔ اُن کی سطوت وجلالت کا شہرہ تمام عالم میں تھا اور ہماری تنزلی اور بدحالی تمام عالم میں ضرب المثل ہے۔ ہمارا حال اُن کے لیے موجب ننگ اور ان کا حال ہمارے لیے موجب فخر و ناز ہے کہ آج تک ہم اسی اگلے دن کو روتے ہیں۔ افسوس کہ یہ رونا بھی دکھاوے کا زینت کلام کے لئے ہے کاش دل سے ہوتا تو بیکار نہ جاتا کچھ نہ کچھ کر ہی رہتا۔ اے خدا ہمارا کیا حال ہو گیا۔ تنزلی کی فوج نے ہمیں گھیر لیا اور ہم گھر گئے۔ جہالت ہے تو ہم میں، پست ہمتی ہے تو ہم میں، نفاق کی تلوار تیز ہے تو ہماری گردن پر، نافرمانی کا طوق ہے تو ہمارے گلے میں، سرکشی کی زنجیریں جکڑی ہیں تو ہمارے پاؤں میں۔ ضُرِبَتْ عَلَیْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ وَبَاۤءُوْا

بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰہِ اسلام چھوڑ بیٹھے ایمان کھو بیٹھے اور ان کی ساری برکتوں کو خیر باد کہہ بیٹھے۔ امکان وشک کے دو رُخے سمندر میں قدم ڈالا پھر آج نہ ڈوبے تو کل ڈوبیں گے۔ وہم وخیال کے اُٹھتے ہوئے بگولے میں جا پڑے تو بربادی سے آج بچے بھی تو کل نہیں بچنے کے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔

یک دل وخیل آرزو دل بچہ مدعا نہم

تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم

اے بھائیو! جائے عبرت ہے کہ ہم قریب قریب اُسی حال کو پہنچ گئے ہیں جس حال میں قبائل عرب ایام جاہلیت میں پہنچے ہوئے تھے۔ جس نبی کی انہیں ضرورت تھی اسی نبی کی ہمیں بھی ضرورت ہے۔ مگر یہ تو اب ہونے کا نہیں اَلسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ اُولٰئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ جن کی قسمت کی دولت تھی وہ لوٹ لے گئے ہمارے لیے تو یہی ہے۔

از بخت بدم اگر فروشد خورشید　　　از نور رُخت مہا چراغے گیرم

اگر آپ کی ذات ہم نہیں پا سکتے تو آپ کے صفات وآثار ہمارے لیے موجود ہیں جو ذات تک پہنچا دینے والے ہیں۔ آپ کی صحبت ہمیں میسر نہیں آسکتی تو آپ کی تعلیم، آپ کی ہدایتیں جن سے اگلوں نے ہدایت پائی تھی ہمارے لئے کیا کم ہیں کرنے کو بہت ہیں اور نہ کرنے کو تھوڑی۔ اگر ہم اپنے کو مستحق بنائیں تو خدائے رحیم بھی رحم کرنے کو آمادہ ہے۔

غم مخور عاشق کہ غمخوارت منم　　　ایں جہان وآں جہاں یارت منم

چند روزے ہر کجا خواہی برو　　　بازگشت آخر کارت منم

مگر یہ جان لو کہ جب تک ہم تم سب مل کر اس رحمۃ للعالمین کی سیدھی

اور بے خطر راہ پر نہ چلیں گے اس وقت تک خدائے رحیم بھی رحم نہیں کرنے کا۔

ہیچ گنجے بے دود بیدام نیست جز بخلوت گاہ حق آرام نیست

لیکن نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی راہ پر چلنا کچھ ایسا آسان بھی نہیں۔ کون چلا جس کا دل آپ کی محبت سے نہ گرمایا۔ اب بھی اگر راہ محبت میں قدم ماریں تو کچھ نہیں گیا اور محبت کا دُرِ بے بہا زیادہ یاد کرنے اور زیادہ تذکرے کے سمندر میں ملتا ہے۔ مَنْ اَحَبَّ شَیْئًا اَکْثَرَ ذِکْرَہٗ ہم کو لازم ہے کہ آپ کے تذکروں اور آپ کی یاد سے دل و دماغ اور روح کو اتنا بھر دیں کہ ہمارے اعضا آپ سے آپ کی راہ میں تیزگام ہو جائیں مجلس میلاد کی یہی غرض ہے۔

مجلس میلاد ہے مجلس یاد رسول جس سے ہے دل کی صفا جس سے سعادت حصول

یاد تو اے جانِ جاں سلسلہ جنبان عشق موجب تسکین دل ملجأ طبع ملول

اے دوستو! مجلسِ میلاد یہ نہیں ہے کہ صرف آپ ﷺ کی ولادت کا حال پڑھ دیا جائے اور غیر معتبر روایتیں سنا دی جائیں اور کچھ اشعار گا دیئے جائیں بلکہ میلاد کی غرض یہ ہے کہ ہم لوگ اس دن کی قدر و منزلت جانیں جس دن نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس دنیا میں قدم رکھا۔ صرف یہ ہی نہیں بلکہ آپ کے اوصاف اور فضائل سے واقف ہوں۔ اسی پر اکتفا نہیں بلکہ آپ کی تعلیم اور آپ کی ہدایتوں پر چلنے کی ہمت مضبوط باندھیں تا کہ آپ کی خوشنودی کا باعث ہو اور ہمارے لیے فلاح دارین۔ اسی لئے میلاد نبی کی مجلس مجلس ثواب ہے اور اس کے خیر و برکت احاطۂ تحریر سے باہر ہیں۔

دوستو! اگر ایسی مقدس مجلس کی ہم قدر و منزلت نہ جانیں اور شریک ہونے پر بھی آپ کی محبت کا دل میں ذرا جوش نہ ہو اور جلسے سے اٹھیں تو اس طرح لَھُمْ قُلُوْبٌ لَّا یَفْقَھُوْنَ بِھَا وَلَھُمْ اَعْیُنٌ لَّا یُبْصِرُوْنَ بِھَا وَلَھُمْ اٰذَانٌ لَّا یَسْمَعُوْنَ بِھَا۔

(اُن کے دل ایسے ہیں کہ نہیں سمجھتے اور آنکھیں ایسی ہیں کہ نہیں دیکھتے اور کان ایسے ہیں کہ نہیں سنتے) تو ہماری وہی مثل ہوگی اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ (یہ چوپائے کی طرح ہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ گمراہ) دیکھو ایسا نہ ہو کہ ہماری پیشانی غفلت کے داغوں سے داغدار ہو اور ہم محبت و اطاعت میں کھوٹے نکلیں اور جس دن سب کے اعمال تولے جائیں گے۔ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ○ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ۔ جس نے ذرہ برابر بھی اچھے کام کیے وہ اس کی جزا پائے گا اور جس نے ذرہ برابر بھی بُرے کام کیے اس کی سزا وہ پائے گا اس لئے اپنے کیے کا نتیجہ طوعاً و کرہاً اٹھانا ہی پڑے گا۔

ہمیں چاہیے کہ اپنے اعمال و افعال اپنی نیت اور ہوسوں پر نگاہ کریں حَاسِبُوْا قَبْلَ اَنْ تُحَاسِبُوْا کم سے کم روزانہ سوتے وقت تو جائزہ لے لیا کریں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی راہ پر کتنا چلے اور کس قدر بھٹکے۔ شکر کی جگہ شکر کریں اور بھول چوک کی جگہ توبہ اور ہمت۔ یوں تو گناہ ہمارا وجود ہی ہے لیکن درحقیقت گناہ گناہ سے توبہ نہ کرنا ہے۔ اگر ہم اپنے خیالات بدل دیں تو ضرور ہماری چال بدل جائے گی اور جب ہماری چال بدلی تو ضرور خدا بھی ہمارا حال بدل دے گا۔ اس لئے ہمیں اپنے خیال کی طرف توجہ کرنی لازم ہے کہ خیال خیالی نہ ہو عملی ہو۔ کارکن کار کردار دکار۔ کہنا اور بات ہے اور کرنا اور ہے۔ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَالَا تَفْعَلُوْنَ۔ وہ اسلام جس کو نبی آخرالزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تیئس برس تک اپنے مقدس سینے میں رکھا اپنے خون دل سے پرورش کرتے رہے۔ نفس کی آمد و شد سے لوریاں دیتے رہے اپنی جان لڑا کر مخالف ہواؤں کی دستبرد سے حفاظت کرتے رہے جس کے لئے وطن چھوڑا جلا وطن ہوئے، گھر بار خویش و اقارب چھوڑے، جس کے لئے راحت و آرام چھوڑا

تکلیفیں سہیں مصیبتیں جھیلیں اس لائق تو ہرگز نہیں ہے کہ ہم مسلمان ہو کر اپنی غفلت اور خواہش نفسانی کے قدموں تلے کچل ڈالیں اور نیست و نابود کر دیں۔ ہماری غیرت جوش میں نہ آئے تو نہ آئے کیا غیرتِ کبریائی بھی جوش میں نہ آئے گی؟ کیا وہ قادر وتوانا اسلام کے یہ تماشے ہمیشہ کے لئے دیکھا کرے گا۔ خدا کے لئے اب بھی کچھ نہیں گیا آؤ ہوش وحواس کی تعلیم کریں۔ عقل وفہم کو سلامت روی کی تربیت دیں۔ باخدا دیوانہ باش و باشریعت ہوشیار۔ ایک دل ہو کر ہمت کریں۔ ایک جان ہو کر آپ کی ہدایتوں پر چلنے کی کوشش کریں۔ وَمَا تَوْفِيْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

طریقش بیقدم می رو جمالش بینظری بیں
حدیثش بے زباں میگو شرابش بیدہاں درکش
سَلِّمُوْا یَاقَوْمُ بَلْ صَلُّوْا عَلَی الصَّدْرِ الْاَمِیْنِ
مُصْطَفٰی مَاجَآءَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ

مناجات:

دارم دلکے حزیں بیا مرزو مپرس — صد واقعہ در کمیں بیا مرزو مپرس
شرمندہ شوم اگر بپرسی عملم — ای اکرم الاکرمین بیامرزو مپرس

اے میرے اللہ! تیرے درگاہ میں فریاد کرنے آیا ہوں کہ اب ضبط کا یارا نہیں رخصت دے کہ دو تین عاشقانہ نعرے کروں اور دل کی بھڑاس نکالوں۔

کچھ آہ کے حوصلے نکلتے — نیچا مگر آسمان بہت ہے

الٰہی! زندگی ہم نے مفت کھوئی اور عمر گرانمایہ غفلت و بے پروائی میں برباد کی۔ اپنے گناہوں کے معترف ہیں اور اپنے کیے سے پشیمان۔ اے بے آسوں کی آس! ہماری آس نہ توڑ اور یاس کے خنجر سے ذبح نہ کر۔ ہمارے کیے کو

بھول جا اور اپنے کیے کا نباہ کر۔ اپنے طالبوں کے حوصلوں کو بڑھا اور اپنے عاشقوں کا بازار گرم کر۔ اپنا علم نہ جھکا اور اپنے دوستوں کا سر نیچا نہ کر۔ اے میرے پیارے خدا۔ خواہشوں کے گلشن سبز باغ ہیں اور آرزوؤں کے چمن دھوکے کی ٹٹیاں ہیں۔ غفلت و بے پروائی کی بادسموم تیز وتند ہے۔ اُمید کی شاخیں پت جھڑ ہیں۔ ہمت کی نہریں خشک ہوگئی ہیں۔ زندگی کی راہ پر خوف وخطر ہے ابلیس مار آستین ہے۔ نفس دشمن در بغل ہے اور مسافر غریب تنہا۔ نہ یار نہ یاور۔ اجل اپنے ہتھیار کس رہی ہے۔ اے دستگیر یہی وقت دستگیری ہے دستگیری کر اور اپنے پناہ گیروں کو پناہ دے۔ اے وجود عدم نما۔ اپنے وجود سے نالاں ہیں اور فنا کے آرزو مند، ظہور تفرقہ انداز کے تماشے تو دیکھے۔ اے کاش ہم پیدا ہی نہ ہوتے:

درمیانِ قعرِ دریا تختہ بندم کردۂ بازمیگوئی کہ دامن ترمکن ہشیار باش

اے عطا بخش و خطا پوش! ہماری آنکھ کو اپنی روشنی، دل کو اپنی لاگ، روح کو اپنی صفا اور ہمیں اپنا عشق ومحبت عنایت فرما اور اپنے ماسوا سے منقطع کر۔ اے خلاق ممکنات! ہمارا عذر سُن، ہمارے عیوب دھو، ہماری بُرائیاں بھلائیوں سے بدل دے اپنی محبت کا سزاوار بنا اور ہمیں نئی زندگی عطا کر۔

ہم کو یاروں نے بدونیک کہا کیا کیا کچھ
ہم نے تیرے لیے اللہ سنا کیا کیا کچھ

طلب کا طوق گلے میں ڈالا اور محبت کی آگ دل میں جلائی اے اللہ اب یہ بجھائے نہیں بجھتی۔

بچہ تسکیں دہم دیدۂ و دل را کہ مدام
دل ترامی طلبد دیدہ ترامی خواہد

اے ہمہ ذات اور اے ہمہ جا صفات! ہماری توحید کی بنیاد خراب نہ کر اور ہمارے عشق کی عمارت نہ گرا۔ باغ اُمید کو سیراب ہونے دے اور تشنۂ دیدار کی پیاس بجھا۔ عرفان کا دروازہ بند نہ کر اور اپنے عرفان کی بہار لوٹنے دے۔

مفلسانیم آمدہ در کوے تو شیئاً للہ از جمال روے تو

اے بیچون و بیچگون! جس نے تیری طلب میں قدم ڈالا وہ کھویا گیا اور جو کھویا گیا وہ منزل کو پہنچا۔ پھر جو منزل کو پہنچا اُسے راہ کی دلفریبیوں سے کیا کام۔

آنکس کہ ترا شناخت جاں را چہ کند فرزند و عیال و خانماں را چہ کند
دیوانہ کنی ہر دو جہانش بخشی دیوانہ تو ہر دو جہاں را چہ کند

اے مقصود و اے محبوب! توفیق دے کہ طاعت کریں۔ دل دے کہ فرمانبرداری کریں جان دے کہ تیری محبت میں جانبازی کریں۔ اک جہان دے جہاں میرے اور تیرے سوا کوئی نہ ہو۔ ہمت دے کہ دریائے ہمت تیر جائیں اور عشق دے کہ ہمت نہ ہاریں اگر تو نہ سنے تو ہماری سنے کون۔ اگر تو پناہ نہ دے تو پھر پناہ کہاں۔ اے ستار عیوب، راز نہ کھول، رسوا نہ کر، کردار نہ پوچھ پشیمان نہ کر، ہماری بگڑی سنوار اور اپنی محبت کا سزاوار بنا اے قادر و توانا، اپنی قدرت دیکھ اور ہماری بے بسی، اپنی سطوت دیکھ اور ہماری کم مائگی جو تیرے شایان ہو اُسے دیکھ جو میرے سزاوار ہو اس سے درگزر، اے ظاہر و باطن! وَهُوَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَفِي الْاَرْضِ جب تو نے ارشاد فرمایا ہے تو اس کے اسرار بھی کھول دے ظہور کا پردہ اٹھا اور جلوہ آرا ہو۔ محبت کی دو بوندیں پلا اور اپنا متوالا بنا۔ اک نگاہِ کرم ادھر بھی کہ طالبِ دیدار ہیں اور اک نظر رحمت ہماری طرف بھی کہ مدت کے خواستگار ہیں۔

کور بہ چشمے کہ لذت گیر دیدارے نشد بشکند دستے کہ خم در گردن یارے نشد

اے جان جان اینما تولوا فثم وجہ اللہ تو کہاں ہے؟ کیونکر کس طرح

ہے؟ اے نا گریزہمہ وھو معکم اینما کنتم تو کس عنوان سے کس انداز سے کس شان سے ہے؟ اے مقصود کی غایت دل کا دھواں نظر آتا ہے مگر دل کی جلن نہیں نظر آتی۔ تیرے شہید کو سب دیکھتے ہیں شہید کرنے والے کو کوئی نہیں دیکھتا۔ اے حکیم مطلق! جب آتش فراق میں تو نے جلایا ہے تو پھر آتش دوزخ سے کیا غرض۔ اور جب امید وصل تو نے دی ہے تو پھر بہشت سے کیا مطلب۔ الٰہی! وہ آنکھ دے جو تجھے دیکھے۔ وہ کان دے جو تیری سنے وہ زبان دے جو تیری کہے وہ دل دے جو تیرا شیدا ہو۔ وہ جان دے جو تجھ پر فدا ہو۔ وہ عمل دے جو مایۂ ناز ہو، ناز وہ سکھا جو سراسر نیاز ہو، نیاز وہ دے کہ تیرا عاشق سب سے بے نیاز ہو، تو نے وعدہ کیا ہے۔ مَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَاءَ اللّٰهِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ۔ اے خدا وہ دن کب آئے گا؟

اے خدا! وہ اسلام جس سے تو راضی ہوا اب کس باغ کا پھول ہے اور اپنے محبوب کی اُمت جسے تو نے پیار کیا اب کس دنیا میں بستی ہے؟ الٰہی! اسلام کے سایہ دار درخت کو خشک نہ کر اور اس کے سایہ گیروں کو پناہ دے۔ ان کی آزمائش کا ارادہ نہ کر اور اپنے دست پروردوں کو آزاد نہ کر۔ ان کی فریاد کو پہنچ اور ان کے درد کی دوا کر۔ اگر تو نے خبر نہ لی تو تیرا اسلام دنیا سے نابود ہو جائے گا اور تیرے محبوب کی پیاری چیز کھو جائے گی۔ ایسا تو نہ کر کہ تیری خالص عبادت کرنے والا دنیا میں نہ رہے اور تیرے محبوب کا دل اُس عالم میں بھی اپنی اُمت کے لئے غمگین ہو۔ اے غیور، غیرت کو کام فرما اور رحمت کا دروازہ کھول دے۔ اے خالق بے نیاز، تو نے بے سبب پیدا کیا ہے بے وجہ روزی دی ہے اسی طرح بخش بھی دے جس طرح تو نے ابتدا کی ہے انتہا بھی کر۔ اے اللہ! ہم سے طاعت نہ ڈھونڈھ کہ اسکی طاقت نہیں۔ اپنی ہیبت وجلالت نہ جتا کہ اس کی تاب نہیں۔ ہاں

اپنے جمال جہاں آرا سے پردہ ہٹا دے کہ آنکھیں ترس گئی ہیں اور کلام بے صوت سے دو باتیں سنا کہ کان لگے ہوئے ہیں۔

یارب ز تو آنچہ من گدا مے خواہم — افزوں زہزار بادشاہے خواہم
ہر کس ز درِ تو حاجتے مے خواہد — من آمدہ ام کز تو ترا مے خواہم

اے تنزیہ و تقدیس! اپنی نیرنگیوں سے ہمیں نکال اور تنزہ کے دامن میں ڈھانک لے۔

پس عدم گردم عدم چون ارغنون — گویدم کانا الیہ راجعون

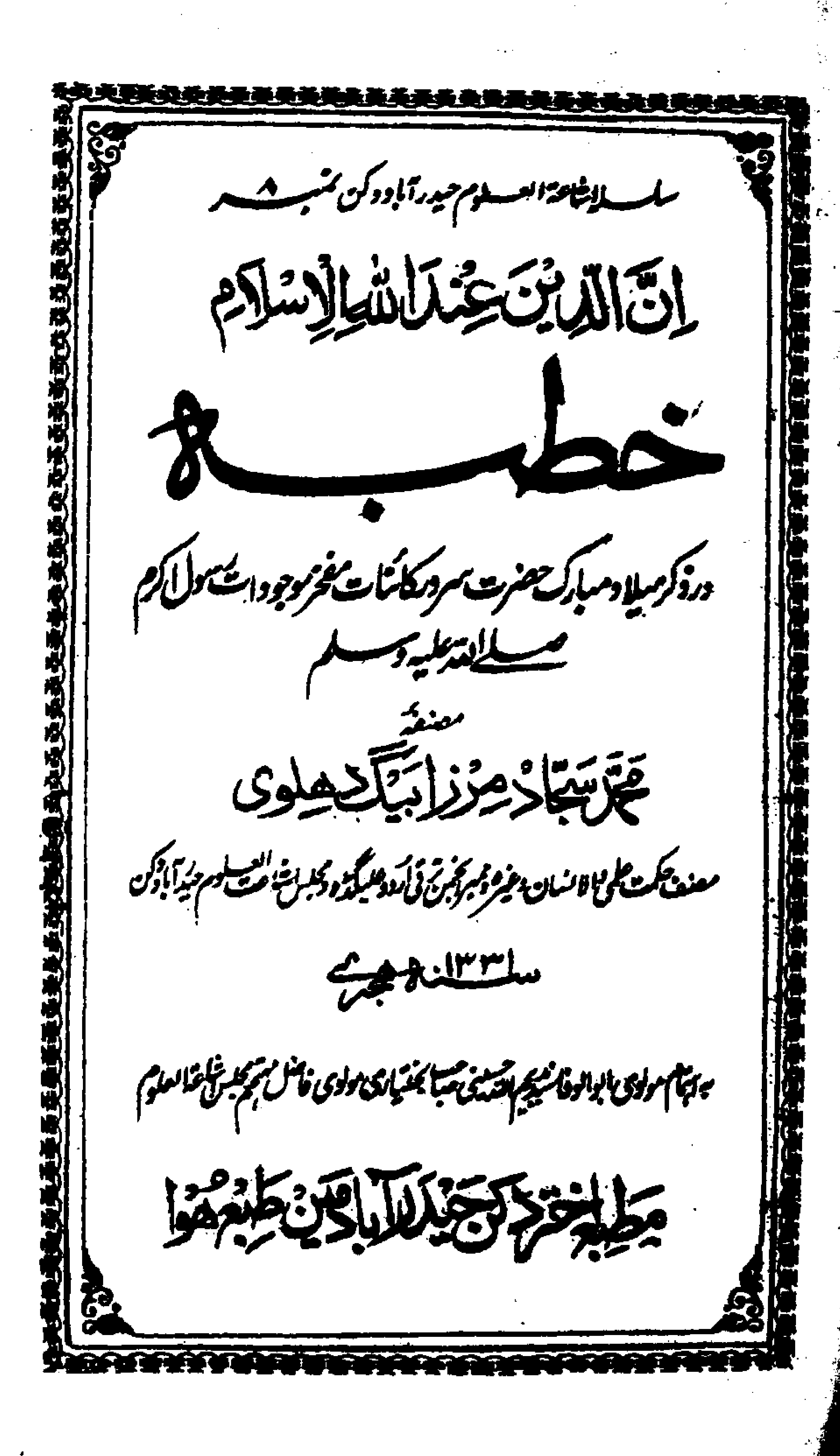
كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۖ وَيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ ۚ

مست توام از بادہ و جام آزادم — مرغ تو ام از دانہ ودام آزادم
مقصود من از کعبہ و بتخانہ توئی — ورنہ من ازیں ہر دو مقام آزادم

اے خدا! دل کے پھپھولے اُٹھے بھی اور پھوٹے بھی۔ حرارت جگر کی گھٹا آنکھوں میں جھوم جھوم کر آئی بھی اور پھوٹ پھوٹ کر برسی بھی آہ و نالے رعد کی گھن گرج کی طرح کڑکے بھی اور بجلی کی کوند کی طرح تڑپے بھی سینہ آتش فشاں کے شرارے شعلے کی طرح اٹھے بھی اور اسے جلا جلا کر خاکستر بھی کیا۔ لیکن آخر ما جیب تمنا تہی است دامن تمنا نہ بھرا نہ بھرا اور اس کا نہ بھرنا اولیٰ۔ حقیقت میں مناجات و دعا ہے کیا تجھ سے باتیں کرنی اور مستجاب ہونا کیا ہے اس کی لذت تو بندوں کے لئے یہ کہاں کا تھوڑا ہے۔ الدعاء مخ العبادت۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔

تمت بالخیر



سلسلہ اشاعۃ العلوم حیدرآباد دکن نمبر ۸

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَام

خطبہ

در ذکر میلاد مبارک حضرت سرور کائنات مفخر موجودات رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم

مصنفہ

محمد سجاد مرزا بیگ دہلوی

مصنف حکمت عملی، نباۃ الانسان وغیرہ و ممبر انجمن ترقی اردو علیگڈھ و مجلس اشاعۃ العلوم حیدرآباد دکن

سنہ ۱۳۳۱ ہجری

باہتمام مولوی ابوالوفا نسیم الحسنی صاحب مختیاری مولوی فاضل مہتمم مجلس اشاعۃ العلوم

مطبع انتخاب دکن حیدرآباد میں طبع ہوا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَلَهُ الْحَمْدُ فِی الْاٰخِرَةِ وَهُوَ الْحَکِیْمُ الْخَبِیْرُ۔ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ۔

ترجمہ: تمام تعریف اسی اللہ کو سزاوار ہے کہ جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے (سب) اس کا ہے اور آخرت میں بھی اُسی کی تعریف ہے اور وہی حکمت والا اور باخبر ہے۔

صاحبو!

گذشتہ دس بارہ سال میں دہلی آنے کا اتفاق تو کئی بار ہوا۔ لیکن تنگی وقت کے سبب تمام احباب سے ملاقات نہیں ہو سکتی تھی۔ میں آپ صاحبوں کا ممنون ہوں کہ آپ نے اپنی تشریف آوری سے آج مجھے عزت بخشی وقت کو دلچسپی سے گزارنے کے لئے کچھ باتیں بھی کرنی چاہئیں۔ لیکن کیسی باتیں وہ باتیں نہیں جن کی جوابدہی یوم حساب کرنی پڑے بلکہ ایسی باتیں جو ہماری اصلاح حال کے لئے مفید ہوں۔

انسان کے جیسے حالات ہوں ویسے ہی اس کے خیالات ہوتے ہیں خوش حالی اور تندرستی کے زمانہ میں عیش وطرب کے خیالات زیادہ آتے ہیں۔ بیماری اور مصیبت کے زمانہ میں مصیبت دفع کرنے اور تدابیر صحت کا خیال بہت آیا کرتا ہے۔ مسلمان من حیث القوم بیمار ہیں اور بیمار بھی جان بلب۔ ان کا مرض ہے بجا آوری احکام خداوندی سے غفلت اور ارتکاب معصیت۔ اس لئے ان کے ہر جلسہ میں خواہ بڑا ہو یا چھوٹا، مجلسی ہو یا تمدنی یا سیاسی سوائے اس کے اور کیا ذکر ہوسکتا ہے کہ مرض کی دو اصول صحت کا نسخہ شفایابی کی تدبیر یعنی اصلاح حال معاش و

معاد کی تدابیر پر غور کیا جائے۔ مرض معصیت ہے تو علاج اس کے سوا اور کیا ہو گا کہ سب مل کر اللہ اللہ کریں۔

اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ۔

ترجمہ: سنتا ہے اللہ کی یاد ہی سے دل چین پاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے:

وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ۔

ترجمہ: اور ہم مسلمانوں کا اللہ کے سوا نہ کوئی دوست ہے نہ کوئی مددگار۔

لیکن اللہ تعالیٰ کی رحمت اور مدد حاصل کرنے کے لئے ہم کو اپنے تئیں اس قابل بنانا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ہم پر رحمت نازل کرے ہم دیکھتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ نے تمام کائنات میں ایک منتظم اور نامتغیر قانون جاری کر رکھا ہے اور تمام واقعات اس قانون اور انتظام کے بموجب صادر ہوتے ہیں۔

سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا۔

ترجمہ: یہ اللہ کا دستور ہے جو پہلے سے ہوتا چلا آیا ہے اور (اے پیغمبر) تم اللہ کے دستور میں کبھی (تغیر) تبدل ہوتا ہوا نہ پاؤ گے۔

جس طرح سورج اور چاند کا طلوع و غروب اور رات اور دن کا ظہور مقررہ قاعدوں کے بموجب ہوتا ہے اسی طرح قوموں کی ترقی اور تنزل کے بھی خاص خاص قواعد ہیں اور جب تک کوئی قوم اُن اصول پر کاربند نہ ہو جو انسانوں کو ترقی اور عروج پر پہنچاتے ہیں وہ دنیا میں قائم نہیں رہ سکتی۔

کائنات کی تمام چیزیں بتدریج پیدا ہوتی اور بتدریج فنا ہوتی ہیں لیکن اُن میں اس وقت تک زوال نہیں آتا۔ جب تک کہ ان میں سے وہ صلاحیت وہ قوت گم نہ ہو جائے جو اُن کی بقا کے لئے ضروری تھی۔ انسان کبھی بوڑھا نہ ہو نہ وہ

کبھی مرے اگر اس کے جسم وقواء میں تحلیل وترکیب کا انتظام خراب نہ ہو یا اس مزاج اعتدال شخصی سے نہ ہٹے کوئی قوم فنا نہ ہو اگر وہ اپنی اس قابلیت اور صلاحیت کو قائم رکھے جس نے اس کو معراج ترقی پر پہنچایا تھا۔

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰى قَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ۔

ترجمہ: اللہ بدلتا نہیں وہ نعمت جو ایک قوم کو دی تھی جب تک وہ اپنی صلاحیت کو نہ بدلیں۔

پس اگر ہم دیکھتے ہیں کہ اندلس (اسپین) میں جہاں سات سو برس تک مسلمانوں کی سلطنت رہی اور جس زمین سے بڑے بڑے علماء وفضلا پیدا ہوئے جہاں مسلمانوں کی تہذیب وتمدن کا آفتاب سیکڑوں برس نصف النہار پر رہا۔ وہاں اس وقت ایک شخص بھی نہیں ہے جو کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا کہنے والا ہو۔ اگر ہم دیکھتے ہیں کہ ہندوستان میں مسلمانوں کی سلطنت مٹ گئی اور یہاں مسلمانوں کی چند صورتیں صرف اس سبب سے دکھائی دیتی ہیں کہ جونئی گورنمنٹ قائم ہوئی (اور میں صاف صاف کیوں نہ کہوں برٹش گورنمنٹ نے) اُن کو ملک سے خارج کرنا نہیں چاہا۔ اگر ہم دیکھتے ہیں کہ یورپ میں ترکوں کا آفتاب اقبال غروب ہو رہا ہے اور جو ملک ان کے بزرگوں نے بیش بہا خون بہا کر لئے تھے وہ اُن کی نا قابلیت سے نکلے جاتے ہیں۔ اگر ہم دیکھتے ہیں کہ روس جو جاپان سے چپہ بھر زمین نہیں چھین سکا ایران وترکستان کے علاقے بے تامل غصب کر رہا ہے۔ غرض جب ہم دیکھتے کہ یہ زمین جس کو اسلام کے زیر حکومت ہونے کا فخر تھا آج مسلمانوں پر تنگ ہوتی جاتی ہے۔ تو ہم کو ماننا پڑتا ہے کہ مسلمانوں میں سے ضرور کوئی ایسا جوہر کوئی ایسی قابلیت کم ہوگئی ہے جو اُن کو سرداری کے رتبہ سے گرا

رہی ہے۔ اور اس زمانہ کی حالت پر غور کرنے سے ہم کو اس معقولہ کی تصدیق ہوتی ہے کہ ''مسلمانان درگور و مسلمانی در کتاب''۔

قانون قدرت کہیں لکھا ہوا نہیں ہے لیکن مظاہر قدرت میں ہم اس کو دیکھتے ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ یہ قانون قدرت ہے کہ زور آور کمزور کو مٹانے اور فنا کرنے کی کوشش کرتا ہے بلی چوہے کو کھا جاتی ہے کتا بلی کو پھاڑ ڈالتا ہے اور کتے کو چرخ کھا لیتا ہے مکڑی مکھی کا شکار کرتی ہے باز اور بہری کبوتر کا شکار کرتے ہیں۔ شیر جنگلی جانوروں کو کھا جاتا ہے اور انسان شیر کو ہلاک کرتا ہے۔ اس طرح جو انواع اپنی حفاظت نہیں کر سکتے وہ رفتہ رفتہ مٹتے جاتے ہیں۔ انسان اس قانون سے مستثنیٰ نہیں ہے جو قوم تنازع البقا کے میدان میں اپنے تئیں قائم نہیں رکھ سکتی وہ عاد و ثمود کی طرح مٹ جاتی ہے۔ یہودی فنا کے کنارے پر آ لگے ہیں مسلمانوں کا اللہ نگہبان ہے۔

میرے دوستو! ہم فخر بنی آدم تھے۔ لیکن آج نصاریٰ اور بدھ ہم پر ہنستے ہیں۔ اس کی صرف یہ وجہ ہے کہ تنازع البقا کی جنگ میں ہم ہار رہے ہیں اور اس شکست کی علت یہ ہے کہ ہم کو نوامیس فطرت کا کما حقہ علم نہیں ہے اور احکام الٰہی کی ہم پابندی نہیں کرتے اسلام نے ہم کو یہ نہیں سکھایا کہ ہم ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہیں اور کاہلی اور تن آسانی اختیار کر کے وحشیوں کا شکار ہو جائیں۔ یہ نہیں کہا کہ خود غرضی اور نفس پرستی شیوہ کر کے اپنی قومی ہستی کو مٹائیں۔ بلکہ یہ تعلیم دی کہ سعی و کوشش جدوجہد اختیار کریں اور نہ صرف شخصی بقا بلکہ قومی بقا کے لئے جان کھپائیں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ أُولٰٓئِكَ يَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

ترجمہ: سو جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اللہ کی راہ میں ہجرتیں بھی کیں اور جہاد بھی کیے۔ یہی ہیں جو خدا کی رحمت کی آس لگائے بیٹھے ہیں اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ۔

ترجمہ: جو لوگ ایمان لائے اور (دین کے لئے) انہوں نے ہجرت کی اور اپنے جان و مال سے اللہ کے رستے میں جہاد کیے (یہ لوگ) اللہ کے ہاں درجے میں کہیں بڑھ کر ہیں اور یہی ہیں جو منزل مقصود کو پہنچنے والے ہیں۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ یَرْتَابُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ○

ترجمہ: بس سچے مسلمان تو وہ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے پھر کسی طرح کا شک (وشبہ) نہ کیا اور اللہ کے رستے میں اپنی جان و مال سے کوشش کی (حقیقت میں) یہی سچے (مسلمان) ہیں۔

یہ ظاہر ہے کہ ہجرت اور جان اور مال سے جہد وسعی جن کے ایسے اجر ہیں قومی بقا اور قومی ترقی ہی کے لیے ہو سکتے ہیں۔ لیکن جب ہم دیکھتے ہیں کہ مسلمان نفس پرستی میں گرفتار ہیں۔ جب ہم دیکھتے ہیں کہ خود مسلمانوں کا ایک فرقہ دوسرے فرقہ کو کافر بنانے اور اسلام سے خارج کرنے میں تامل نہیں کرتا۔ جب ہم دیکھتے ہیں کہ مسلمان اپنے ہی بھائیوں کی بیخ کنی میں مصروف ہیں تو ہم کو ماننا پڑتا ہے کہ مسلمانوں نے قرآن شریف کے احکام اور اس پیغمبر کے ارشاد کو بھلا دیا ہے جو ہر موقع پر اُمتی اُمتی فرمایا کرتا تھا۔

کیا ہماری یہ بدقسمتی نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ تو ہم پر اتنا مہربان ہو کہ ہماری

ہدایت کے لئے اپنا ایسا پیارا پیغمبر بھیجے جس کی نسبت خود ارشاد فرماتا ہے۔

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ○

ترجمہ: لوگو! تمہارے پاس تم ہی میں کے ایک رسول آئے ہیں۔ تمہاری تکلیف ان پر شاق گزرتی ہے اور ان کو تمہاری بہبود کا ہوکا ہے (اور) مسلمانوں پر نہایت درجے شفیق (اور) مہربان ہیں۔

اور ہمارا یہ حال ہے کہ نہ اس پیغمبر کے حالات سے کما حقہ آگاہی ہے نہ اس کی تعلیم کا علم۔

میرے اس خطبہ کا بڑا مقصد یہی ہے کہ میں اس پیغمبر کی جس کی شان میں خدا نے وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ فرمایا ہے کچھ حالات بیان کروں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

يٰاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ○

ترجمہ: اے لوگو! یہ رسول (یعنی محمد) تمہارے پاس مالک کی طرف سے سچی بات لے کر آیا ہے۔ اس پر ایمان لاؤ، یہ تمہارے لئے بہتر ہوگا اور اگر تم نہ مانو اللہ تعالیٰ کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے اور اللہ علم والا اور حکمت والا ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ حسب ضرورت لوگوں میں پیغمبر مبعوث فرمایا کرتا ہے جو ایسی شریعت جاری کرتے ہیں جو لوگوں کی اصلاح حالت کے موافق ہو۔ پیغمبر اور شریعت دو اصطلاحی لفظ ہیں جن کی حقیقت کو پہلے سمجھ لینا چاہیے۔

آپ صاحبوں میں سے جن لوگوں نے انسانوں اور ان کی طبائع پر غور

کیا ہوگا ان کو یہ بات معلوم ہوئی ہوگی کہ جمادات و نباتات یا عالم حیوانات کی طرح تمام انسان نہ ایک سی خصلت ایک سی عادت ایک سے اخلاق رکھتے ہیں اور نہ ایک ہی انسان اپنی ابتداء عمر سے لے کر آخر تک ایک ہی روش ایک ہی طریقہ ایک ہی خیال اور رائے پر قائم رہتا ہے۔ ہم ہزاروں ایسے آدمیوں کو دیکھتے ہیں جو اوائل عمر میں خراب، بدچلن، بدمعاملہ تھے۔ لیکن آخر میں نہایت نیک، نہایت شریف اور سعید بن گئے۔ ایسے بھی دکھائی دیتے ہیں جو ابتدا میں نیک رویہ اور خدا پرست تھے۔ لیکن بعد میں بد رویہ اور گمراہ ہو گئے۔ غرض ہر ایک مثال سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ انسان میں تغیر حالت، بہت آسانی سے ہوتا اور ہو سکتا ہے اور نہ صرف انسان کی خصوصیات طبعی بلکہ اسباب خارجی بھی انسان کی حالت عادت اور رویہ پر بہت اثر ڈالتے ہیں۔ چونکہ انسان دنیا میں اشرف المخلوقات اور افضل کائنات ہے۔ اس سبب سے جو اعمال اس سے صادر ہوں گے اُن کا اثر بھی دنیا کے امن آسائش فلاح پر زیادہ وسیع زیادہ پائیدار اور زیادہ نتیجہ خیز ہوگا۔ آپ دیکھتے ہیں کہ جب انسان اصول مکارم اخلاق کے پابند رہتے اور باہم انتظام اور تمدن کو قائم رکھنا چاہتے ہیں تو ملک میں کیسی سرسبزی اور کیسی خوشحالی نظر آتی ہے لیکن جب یہی لوگ اپنی قوت بہیمی و سبعی سے کام لیتے ہیں تو ملک ویران شہر برباد خلقت پریشان ہو جاتی ہے اور عباد اللہ کے خون پانی کی طرح بہ جاتے ہیں۔ تھوڑی دیر کے لئے فرض کیجئے کہ تمام انسانوں کی خصلت میں ناخدا ترسی خونریزی اور جنگ و جدال کی قوت زیادہ بڑھ جائے تو دنیا کا کیا حال ہو۔ بربادی، فنا، پریشانی، ویرانی سارے عالم میں پھیل جائے۔ انسانوں کی جبلت اور عادت سے یہ بات بعید نہیں ہے کہ وہ دنیا میں خون کی ندیاں بہاتے اور گناہ و معصیت پھیلاتے پھریں۔ تاریخ شاہد ہے کہ سیکڑوں برس تک اس ہی بنی نوع انسان نے

جو تہذیب و تمدن کی دعویدار ہے دنیا کے امن میں خلل ڈالا ہے اور شقاوت و معصیت کا کوئی کام نہیں چھوڑا لیکن دنیا کی خوش قسمتی سے بعض قدرتی اسباب ایسے پیدا ہوتے رہے ہیں جو ان درندہ خصلت انسانوں کی طبیعت کی باگ موڑ دیتے ہیں۔ انسانوں کی خوش قسمتی سے اُن کی طبیعت میں اثر پذیر مادہ ہے اس کی روح جس طرح برائی کی طرف پھر جاتی ہے اسی طرح بھلائی اور صداقت کی جانب بھی مڑ جاتی ہے۔ اور یہی اس کی نجات کا ذریعہ ہے۔ خداوند تعالیٰ جو بے انتہا قادر اور بے انتہا منصف اور رحیم ہے ان میں کوئی ایسا شخص پیدا کر دیتا ہے جو اس قوم کو ان کی غلطیوں پر متنبہ کرتا اور ان کو راہ راست کی طرف ہدایت کرتا ہے۔

وَاللّٰہُ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِہٖ مَنْ یَّشَآءُ "اور اللہ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت کے لئے خاص کر لیتا ہے"۔ اصطلاح میں اس شخص کو پیغمبر کہتے ہیں جو وحی الٰہی سے مستفیض ہوتا اور لوگوں کو خدا کی مرضی سے آگاہی دیتا ہے۔ یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کہ ایسے لوگوں میں جو گمراہی اور ضلالت میں پھنسے ہوئے ہوں کوئی ایسا شخص پیدا ہو جو اُن خیالات سے مبرا اور سراپا نیکی اور خوبی ہو جیسے آذر بت تراش کے ہاں حضرت ابراہیم پیدا ہوئے ہم آج کل یہی دیکھتے ہیں کہ بعض لوگ بہت اچھا شعر کہتے ہیں اگرچہ اُن کے خاندان میں کوئی شاعر نہ ہو اور جب اللہ تعالیٰ کسی شخص کو ممتاز فرمانا چاہتا ہے تو ملکات شریفہ اس کی طبیعت میں خاص طور پر پیدا کر دیتا ہے اور چونکہ وہ شخص عقل سلیم رکھتا ہے وہ واقعات کا صحیح طور پر اندازہ کرتا اور مقدمات سے صحیح نتائج نکالتا ہے۔ اس طرح اپنی قوم کے اعمال پر جب وہ غائر نظر ڈالتا ہے تو اس کو بین خرابیاں نظر آتی ہیں۔ اور وہ نہ صرف خود ان سے پرہیز کرتا ہے بلکہ دوسروں کو بھی ان سے منع کرتا ہے اور جب اس کے ساتھ وحی کی تعلیم شامل ہوتی ہے جو خاص فیضان الٰہی ہے اور انبیاء علیہم السلام کے سوا دوسروں

کا حصہ نہیں ہے تو اس کا ہر قول مرضی الٰہی کے مطابق ہوتا ہے اور اس کی تعلیم شریعت کہلاتی ہے۔ جب تک لوگ اس شریعت پر چلتے ہیں ان کی حالت درست رہتی ہے اور جب ان میں گمراہی پیدا ہو جاتی ہے تو پھر اُن کی حالت ان کو خراب اور برباد کرنے والی ہو جاتی ہے اور پھر دوسرا پیغمبر مبعوث ہوتا ہے جو ان کو اوامر و نواہی شریعت کی تعلیم دیتا اور ان کی حالت کی اصلاح کرتا ہے۔

كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ○

ترجمہ: جیسا بھیجا ہم نے تم میں رسول تم ہی میں کا۔ جو ہماری آیتیں تم کو پڑھ کر سناتے اور تمہاری اصلاح کرتے اور تم کو کتاب اور عقل کی باتیں سکھاتے اور تم کو ایسی ایسی باتیں بتاتے جو پہلے سے تم کو معلوم نہ تھیں۔

آج سے چودہ سو برس پہلے کی تاریخ اٹھا کر دیکھو اس زمانہ کے لوگوں کے عادات اطوار اخلاق معاشرت خیالات اور معتقدات مذہبی کا مطالعہ کرو تو معلوم ہو گا کہ اس زمانہ میں جہالت تاریکی خونریزی بے حیائی گمراہی شرک و کفر کی کثرت تھی۔ اتنا وقت نہیں ہے کہ میں چند تاریخی شہادتیں بیان کر سکوں۔ روما، فارس، عرب کی تاریخ اٹھا کر دیکھ لو اور اس زمانہ کی حالت کا پتہ چلاؤ تو معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں ایسے پیغمبر کے مبعوث ہونے کی ضرورت تھی جو ان خرابیوں کا استیصال کرے اور لوگوں کو راہ راست پر لائے۔ خداوند تعالیٰ کی بے انتہا رحمتوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے ایسا پیغمبر بھیجا جو ''رحمۃ للعالمین'' کے لقب سے پکارا جاتا ہے۔ جس کی سچی اور بے مثل تعلیم نے دنیا کو ضلالت اور گمراہی سے نکالا اور اسلام کے نور نے تمام عالم کو منور کر دیا۔

تعلیم دو طرح کی ہوتی ہے ایک تو مثال سے اور دوسری تلقین و تدریس

ہے۔ مثال کی تعلیم سے یہ مراد ہے کہ انسان کا رویہ ایسا اچھا ہو کہ لوگ اس کو دیکھ کر اتباع کریں اور نیک بن جائیں اور سب سے زیادہ موثر یہی تعلیم ہے اور دوسری تعلیم اوامر ونواہی شریعت کا علم سکھاتا ہے جو وحی اور الہام ربانی کے ذریعہ سے حاصل ہوا ہے۔

مثالی تعلیم پر غور کرنے کے لئے ہم کو رسول اللہ ﷺ کی سوانح عمری اور واقعات زندگی کا مطالعہ کرنا چاہیے اور حقائق شریعت معلوم کرنے کے لئے قرآن وحدیث کا علم ضروری ہے۔ یہ ناممکن بات ہے کہ میں ایسے تنگ وقت اور چھوٹے خطبہ میں ان دونوں باتوں کا بیان بشرح وبسط کرسکوں۔ میں صرف مثال کے طور پر چند واقعات بیان کروں گا جن سے ثابت ہوگا کہ آنحضرت ﷺ کی ذات بابرکات میں ایسے اوصاف تھے جو انسان کامل میں ہونے چاہئیں۔ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ اور آپ کی تعلیم ایسی فطرت انسانی کے مطابق ہے کہ اس پر ہر شخص بلاتکلف چل سکتا ہے اور یہی بہت بڑا ثبوت ہے آپ کے سچے پیغمبر اور آپ کے دین کے کامل ہونے کا۔

آنحضرت ﷺ کے واقعات زندگی کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خلقتاً آپ کو صفات حمیدہ سے متصف پیدا کیا تھا اور صغرسنی کے زمانہ میں بھی آپ سے کوئی ایسی خفیف حرکت صادر نہیں ہوئی جیسا کہ بچوں سے ہوا کرتی ہے۔ چنانچہ جس زمانہ میں آپ حلیمہ سعدیہ کے گھر میں تھے اور دودھ پیتے تھے تو صرف پستان راست کا دودھ پیتے اور پستان چپ اپنے رضاعی بھائی کے لئے چھوڑ دیتے تھے۔ آپ کے بول و براز کے ایسے وقت مقرر تھے کہ اسی وقت آپ کو جاء ضرورت پر لے جاتے اور آپ کے کپڑے کبھی ناپاک نہ ہوتے اور نہ کبھی آپ کا ستر برہنہ ہوتا۔

آپ کے والد حضرت عبداللہ کا انتقال آپ کی ولادت سے چند ماہ ہوا تھا۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو چھ برس کا چھوڑا تھا اس وجہ سے آپ کے کفیل آپ کے دادا عبدالمطلب ہوئے۔ دو برس بعد ان کا بھی انتقال ہو گیا۔ تب ابوطالب آپ کے چچا نے کفالت کی۔ اس زمانہ میں مکہ معظمہ میں خشک سالی ہوئی اور ابوطالب نے آپ کے وسیلہ سے مینہ برسنے کی دعا مانگی۔ اللہ تعالیٰ نے خوب مینھ برسایا۔ ابوطالب ایسے خوش ہوئے کہ صغیرسن بھتیجے کی شان میں قصیدہ لکھا جس میں اس واقعہ کا ذکر کیا ہے۔ وہ قصیدہ اب بھی موجود ہے اور واقعہ کی صداقت کی شہادت دیتا ہے۔

بارہ برس کی عمر میں آنحضرت ﷺ ابوطالب کے ساتھ بسفر تجارت شام کو گئے۔ راہ میں بحیرہ راہب کے صومعہ کے پاس اتفاق قیام ہوا۔ راہب نے آپ کو علامات نبوت سے پہچانا اور ابوطالب سے کہا کہ یہ پیغمبر ہونے والے ہیں یہود و نصاریٰ ان کے دشمن ہیں ان کو ملک شام میں نہ لے جاؤ۔ چنانچہ ابوطالب نے مال تجارت بصرہ میں بیچا اور بہت نفع پایا۔

جب آپ جوان ہوئے تو حسن و جمال کے ساتھ رعب و شان آپ کے چہرہ سے برستا تھا۔ لوگ آپ کا وقار کرتے تھے بڑے بوڑھے تک لحاظ کرتے تھے اور عام طور پر یہ شہرت تھی کہ محمد ﷺ نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ امانت میں خیانت نہیں کی۔ کسی عورت کی طرف نظر بد سے نہیں دیکھا نہ کسی کی غیبت کی نہ کسی سے ترش روئی سے کلام کیا اور تمام قوم نے آپ کے اخلاق حسنہ کے لحاظ سے آپ کو امین خطاب دیا۔

مکہ میں ایک شریف مالدار بی بی خدیجہ نامی تھیں جو لوگوں کو نفع میں شریک کر کے باہر بھیجا کرتی تھیں۔ انہوں نے اپنا مال تجارت آنحضرت ﷺ کے

سپرد کر کے آپ کو بصرہ روانہ کیا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا ایک غلام اور ایک عزیز بھی آنحضرت ﷺ کے ساتھ گئے راستہ میں نسطورا راہب سے ملاقات ہوئی اس نے بھی آپ کے پیغمبر ہونے کی شناخت کی اور جب مال تجارت نفع سے فروخت کر کے آنحضرت ﷺ مکہ واپس تشریف لائے تو ان دونوں شخصوں نے آنحضرت ﷺ کی اس قدر تعریف کی کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ سے نکاح کر لیا۔

جب آنحضرت ﷺ کی عمر ۳۵ سال کی تھی تو خانہ کعبہ کی مرمت شروع ہوئی یہ تمام قریش اس کی تعمیر میں شریک تھے۔ آنحضرت ﷺ بھی پتھر کندھے پر لا کر پہنچاتے تھے۔ جب خانہ کعبہ بن چکا تو یہ بحث ونزاع پیدا ہوئی کہ حجر اسود کو اصل مقام پر کون رکھے اور بہ اتفاق آنحضرت ﷺ حکم قرار دیئے گئے۔ آنحضرت ﷺ نے چادر بچھا کر حجر اسود کو اس میں رکھا اور ہر قبیلہ کے ایک سردار سے فرمایا کہ چادر کا کونہ پکڑ لو۔ اس طرح سب نے مل کر پتھر کو اُٹھایا اور آنحضرت ﷺ نے سب قبائل کے وکیل بن کر اپنے دست مبارک سے اس کو اصل جگہ پر رکھ دیا۔ اس دانشمندانہ حکمت سے سب خوش ہو گئے۔

چالیس سال کی عمر تھی اور طبیعت گوشہ نشینی کی طرف مائل تھی اکثر آپ غار حرا میں تشریف لے جاتے اور کئی کئی روز تک وہاں رہتے۔ اس عالم تنہائی میں ایک دن حضرت جبرئیل امین علیہ السلام، رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے آپ کسی قدر خوف زدہ ہوئے۔ جبرئیل نے کہا پڑھو آپ نے فرمایا مجھے پڑھنا نہیں آتا۔ جبرئیل علیہ السلام نے تین بار آپ کو خوب دبوچا اور کہا پڑھو۔

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ○ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ ○

ترجمہ: پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے بنایا۔ بنایا آدمی کو لہو کی پھٹکی سے پڑھ اور تیرا رب بڑا کریم ہے جس نے علم سکھایا قلم سے سکھایا آدمی کو جو نہ جانتا تھا۔

آپ نے پڑھا۔ آپ نے گھر تشریف لا کر یہ کیفیت حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے بیان کی انہوں نے اپنے بھائی ورقہ سے دریافت کیا۔ ورقہ نے کہا کہ خوف نہ کرو وہ فرشتہ حضرت جبرئیل علیہ السلام ہیں اور محمد ﷺ پیغمبر خدا ہیں۔

جب آپ کو احکام الٰہی کی تعلیم کا حکم ہوا تو آپ فوراً احکام خدا پہنچانے کے لئے تیار ہو گئے اور سب سے پہلے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو دعوت اسلام کی وہ فوراً ایمان لے آئیں اور اسی روز حضرت علی ابن ابی طالب بھی ایمان لائے اور زید بن حارث اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسلام اختیار کیا اور اسی طرح رفتہ رفتہ لوگ دائرہ اسلام میں شریک ہونے لگے۔ مکہ میں دستور تھا کہ اگر کوئی اہم کام پیش آتا تو پہاڑ پر چڑھ کر آواز دی جاتی تھی۔ لوگ آواز سن کر جمع ہو جاتے اور سب مل کر اس امر اہم کا سرانجام کیا کرتے تھے۔ آنحضرت ﷺ کوہ صفا پر تشریف لے گئے اور قبیلوں کے نام لے کر سب کو پکارا۔ سب دوڑتے ہوئے آئے اور سمجھے کہ کوئی امر اہم پیش آیا ہے۔ جب سب جمع ہوئے تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ "لوگو! اگر میں تم سے کہوں کہ پہاڑ کی دوسری طرف ایک بڑا لشکر اس لئے چھپا ہے کہ دفعتاً تم پر حملہ کرے اور تم کو تباہ کردے تو کیا تم اسے باور کرو گے۔ لوگوں نے جواب دیا بے شک اے محمد ﷺ تم سچے ہو اور ہم لوگوں نے تم سے کبھی جھوٹ نہیں سنا۔ آنحضرت ﷺ نے کہا کہ پیچھے عذاب سخت آنے والا ہے۔ جو بغیر توحید کے دفع نہیں ہو سکتا۔ یہ سن کر وہ لوگ متفرق ہو گئے۔ اور ابولہب نے کہا کہ کیا ہم کو اسی واسطے جمع کیا تھا؟ اس روز سے لوگ رسولِ خدا ﷺ کی مخالفت پر آمادہ ہوئے۔ اور طرح طرح سے ایذائیں دینی شروع کر دیں۔

آنحضرت ﷺ بڑے بردبار، متحمل اور رحم مجسم تھے ورنہ ایک بدعا ان سب کا خاتمہ کر دیتی۔ مگر آپ تمام ایذائیں سہتے اور لوگوں کی اصلاح حال کے لئے برابر کوشش فرماتے تھے۔ جب مسلمان بہت تنگ ہوئے اور اہل مکہ نے ان کو ستانے کا کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا تو بعض نے آنحضرت ﷺ کے حکم کے بموجب ملک حبش میں ہجرت کی اور دعوائے نبوت کے تیرہویں سال آنحضرت ﷺ نے بھی مدینہ منورہ کو ہجرت فرمائی۔ کیونکہ مدینہ میں بہت سے خوش اعتقاد مسلمان جمع تھے۔ اور وہاں کے لوگ ہر سال مکہ میں آکر بیعت کرتے تھے۔ اہل مدینہ کے مسلمان ہونے اور مکہ سے مسلمانوں کے ہجرت کرنے سے کفار قریش بہت خائف ہوئے اور ان کو ڈر ہوا کہ مسلمانوں نے اگر زور پکڑا تو ہم سے ضرور بدلہ لیں گے۔ اس لئے کفار نے یہ مشورہ کیا کہ آنحضرت ﷺ کو شہید کر دیں۔ ایک شب چند منتخب اشخاص آنحضرت ﷺ کے گھر پر آئے اور اِدھر اُدھر ہر وقت اور موقع کی تلاش میں ٹہلنے لگے۔ آنحضرت ﷺ کو پہلے خبر مل چکی تھی اور ہجرت مدینہ کے لئے حکم خدا بھی ہو چکا تھا۔ آپ نے اپنی خوابگاہ پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سلا دیا اور خود حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ غار ثور میں جا چھپے۔ کفار نے تعاقب کیا لیکن غار کے منہ پر مکڑی نے جالا تن دیا اور کبوتر نے انڈے دیئے کفار نے خیال کیا کہ اس غار میں کوئی آدمی نہیں ہے۔ وہ غار تک جا کر پھر آئے۔ تین دن کے بعد آنحضرت ﷺ غار سے باہر تشریف لائے اور مدینہ طیبہ کی طرف تشریف لے گئے۔ مدینہ میں لوگوں نے بڑے اہتمام سے آنحضرت ﷺ کا استقبال کیا۔ اور مہاجرین کو اپنا دینی بھائی بنایا۔ مسلمانوں کا مدینہ میں نقل مکان کرنا بڑا مبارک ہوا۔ اسلام کو روز بروز ترقی ہوتی گئی۔ اور ہر قوم کے اکابر اسلام میں شریک ہونے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو نمایاں فتوحات عطا فرمائیں۔ اور ہر ایک لڑائی

میں اگرچہ مسلمانوں کی تعداد کم ہوتی تھی لیکن غلبہ اور فتح ان کے ہاتھ رہتی تھی۔ اکثر لڑائیوں میں رسولِ خدا ﷺ بہ نفس نفیس شریک ہوتے تھے۔ جن میں غزوہ بدر، غزوہ اُحد، غزوہ خندق، غزوہ خیبر اور فتح مکہ بہت مشہور ہیں۔

آنحضرت ﷺ جب مکہ سے مدینہ ہجرت کر کے تشریف لے گئے تو فقط ایک حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ساتھ تھے اور سوائے خدائے ذوالجلال کے کوئی معین و مددگار نہ تھا۔ فتح مکہ کے بعد آپ مکہ میں اس حیثیت سے داخل ہوئے کہ بڑے بڑے سرکشوں کی گردنیں آپ کے سامنے خم تھیں اور ہر طرف اسلام کی نمایاں فتوحات نے اپنا ڈنکہ بجا رکھا تھا یہ سب کچھ تھا مال و دولت اسباب غنیمت کی روز افزوں کثرت تھی جاہ و جلال بڑھتا جاتا تھا۔ ملک میں روز بروز وسعت پیدا ہوتی جاتی تھی اور عرب کے بڑے بڑے سردار گردن اطاعت خم کرنے لگے تھے۔ لیکن چونکہ آنحضرت ﷺ رسول برحق تھے ان ظاہری اسباب کی آپ کو کچھ پروا نہ تھی۔ توکل، انکسار، تواضع جیسا پہلے دن آپ کی طبیعت میں تھا۔ ویسا ہی آخر تک رہا۔ توکل کا تو یہ عالم تھا کہ دوسرے دن کے لئے آپ اپنے پاس کچھ نہ رکھتے تھے۔ سب دوسروں کو دے دیتے۔ فرماتے تھے کہ ذخیرہ کرنا پیغمبر کی شان کے خلاف ہے۔

عدالت کی یہ کیفیت تھی کہ جنگ بدر میں آنحضرت ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ بے قاعدہ کھڑا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اسے چھڑی سے ہٹانا چاہا۔ چھڑی اس کے سینہ پر لگی اس نے آنحضرت ﷺ سے کہا مجھ کو آپ نے بے قصور مارا اس کے عوض قصاص دیجئے۔ آپ نے فوراً اپنا سینہ کھول دیا۔ اس نے لپک کر سینہ پر بوسہ دیا۔ آنحضرت ﷺ نے متحیر ہو کر اس حرکت کا سبب پوچھا اس نے جواب دیا کہ میں جب لڑائی میں آیا تو جان سے ہاتھ دھو چکا تھا۔ میرے لئے یہ بڑی نعمت ہے کہ مرتے دم میرے ہونٹ جسم اطہر سے چھو جائیں۔

جنگ بدر کے قیدیوں میں حضرت عباس بھی شامل تھے جو آنحضرت ﷺ کے چچا تھے۔ اُن کے ہاتھ بہت سخت بندھے ہوئے تھے۔ اُن کے چلانے کی آواز سے آنحضرت ﷺ کو تکلیف ہوتی تھی۔ کسی شخص نے اُن کے ہاتھ ڈھیلے کر دیئے وہ خاموش ہوئے تو آنحضرت ﷺ نے سبب پوچھا۔ معلوم ہوا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ رعایت کی گئی ہے چونکہ صرف اپنے رشتہ داروں کے ساتھ رعایت کرنا عدالت کے خلاف تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ سب قیدیوں کے بند کھول دو۔

فتح مکہ کے بعد قیام مکہ کے زمانہ میں ایک بڑے گھرانے کی عورت چوری کے جرم میں گرفتار ہوئی۔ آنحضرت ﷺ نے اس کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا بہت سے لوگ سفارشی ہوئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ امیر وغریب سب کے ساتھ اللہ کے حدود مساوی ہیں۔ اس کے بعد وہ عورت نیک چلن رہی۔ آنحضرت ﷺ اس پر مہربان رہتے تھے۔

ایک مسلمان عورت حاضر ہوئی اور سنگسار ہونے کی درخواست کی۔ کیونکہ اس کو حرام کا حمل تھا۔ لڑکا پیدا ہوا اور دودھ ماں کا پیتا رہا۔ جب وہ غذا کھانے لگا اس وقت وہ عورت سنگسار کی گئی۔ عدالت کا اقتضا یہ تھا کہ وہ سنگسار کی جائے۔ لیکن بدیں وجہ کہ وہ اپنے جرم سے منفعل تھی اور اس نے باقی عمر شرافت سے گزاری۔ پیغمبر خدا نے اس کے جنازے کو حرمت کے ساتھ اٹھایا اور ایسا برتاؤ کیا گویا وہ توبہ کر کے گناہوں سے پاک ہوگئی۔

ہم دیکھتے ہیں کہ جن لوگوں میں عدالت کا ملکہ زیادہ ہوتا ہے ان میں جرم بخشی اور رحم کی قوت کمزور ہوتی ہے۔ لیکن آنحضرت ﷺ میں اعلیٰ درجہ کی عدالت اور اعلیٰ درجہ کا رحم اور مروت تھی جو ہمیشہ اپنے اپنے موقع پر ظاہر ہوتی تھی

اور یہ حضور انور ﷺ کے انسان کامل ہونے کی بین دلیل ہے۔ آنحضرت ﷺ نے کبھی کسی کو سزا نہیں دی مگر حد شرع جاری کرتے کے لئے کوئی کافر خواہ اس نے زمانہ کفر میں کسی قدر اذیت کیوں نہ پہنچائی ہو جب مسلمان ہو جاتا تھا اس کے سارے قصور معاف ہو جاتے تھے۔

ابوسفیان کی بیوی ہندہ نے امیر حمزہ کے قتل پر انعام مقرر کیا تھا۔ جنگ اُحد میں جب حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو ہندہ نے ان کا کلیجہ نکال کر چبایا۔ آنحضرت ﷺ کو امیر حمزہ سے بہت محبت تھی۔ آپ کو کمال ملال ہوا اور فتح مکہ کے بعد آنحضرت ﷺ نے اس کا خون مسلمانوں کو جائز کر دیا تھا لیکن وہ مسلمان ہوگئی اور قتل سے بچ گئی۔

خود ابوسفیان نے مسلمانوں سے بارہا جنگ کی تھی لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کے خلاف آمادہ کرتا اور طرح طرح کے فتنہ وفساد برپا کرتا تھا جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ پر چڑھائی کی تو وہ تفحص حال کے لئے مکہ سے باہر نکلا اور لشکر اسلام کی شان وشوکت کو دیکھ کر متحیر رہ گیا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے کہنے سے وہ طالب امان ہوکر آنحضرت ﷺ کے پاس آیا اور مسلمان ہوگیا۔ رسول اللہ ﷺ کا اخلاق اور مروت دیکھئے کہ آپ نے اس کے سارے پچھلے جرم نظر انداز فرمائے اور یہ حکم دیا کہ جو کوئی ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو یا کعبہ میں چلا جائے یا اپنے گھر کے کواڑ بند کرلے یا بلا ہتھیار لگائے سامنے آئے مسلمان اس کو قتل نہ کریں۔

عبداللہ بن سعد کاتب وحی منافق تھا اور وحی کے الفاظ بدل دیتا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے اس کا خون ہدر کر دیا تھا۔ لیکن جب وہ خطا معاف کرانے حاضر ہوا تو آپ نے اسے بخش دیا۔ اگرچہ یہ معافی بہ اکراہ تھی لیکن نبوت کی شان سے بعید تھا کہ کوئی مجرم معافی چاہے اور نہ بخشا جائے۔

جس حبشی نے حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا وہ بھی مسلمان ہو گیا اور اس کا قصور معاف ہوا۔ آج کوئی ہے جو اپنے مخالفوں کے ساتھ ایسا فیاضانہ برتاؤ کرنے کا حوصلہ رکھتا ہو؟

سخاوت کا یہ عالم تھا کہ کسی شخص کی تکلیف آپ سے دیکھی نہ جاتی تھی اور آپ اس کی ضرور مدد فرماتے تھے۔ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جابر کا اونٹ خریدا۔ جابر تنگدست آدمی تھے اونٹ بھی ان ہی کو دے دیا۔

تحمل کی کیفیت یہ تھی کہ مکہ میں جب آپ نے دعوت اسلام شروع کی تو کفار نے طرح طرح کی ایذائیں دینی شروع کیں۔ ابولہب اور اس کی بیوی تو سخت بے ادبیاں کرتے تھے۔ پتھر مارتے تھے، راستہ میں کانٹے بچھا دیتے تھے۔ بُرا بھلا کہتے تھے، ساحر مشہور کرتے تھے مگر آپ تحمل و برداشت فرماتے اور بددعا نہ کرتے۔

ایک دفعہ ابوطالب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ مجھ میں قریش سے لڑنے کی طاقت نہیں ہے تم اپنی جان کو خطرہ میں نہ ڈالو اور قریش کے معبودوں کو بُرا نہ کہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر آسمان سے آفتاب اور ماہتاب اُتر آئیں جب بھی میں باز نہیں رہ سکتا۔ اگر آپ میری مدد نہیں کرتے تو اللہ کی مدد مجھ کو کافی ہے۔

آنحضرت پر تو لوگوں کی ایذا رسانی اور مخالفت کا کیا اثر ہوتا۔ کوئی مسلمان بھی اس کی پروا نہ کرتا تھا جو سچے دل سے ایک بار اسلام لے آتا پھر کوئی تدبیر اُسے اسلام سے پھیر نہ سکتی تھی۔ حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ ایک کافر کے غلام تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ ان کے مالک نے اُن کو گرم ریت پر لٹایا اور ایک گرم پتھر اُن کے پیٹ پر رکھا تاکہ وہ دین اسلام سے باز آجائیں۔ لیکن حضرت بلال رضی اللہ عنہ اس تکلیف کی پروا نہ کرتے تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کو

خرید کر آزاد کر دیا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ مرتے دم تک مسلمانوں کے ساتھ رہے اور آنحضرت ﷺ کی خدمت گزاری میں اپنی عمر بسر کی۔ جنگ بدر میں معاذ صحابی نے ابوجہل پر حملہ کیا۔ ابوجہل کے بیٹے عکرمہ نے ایک تلوار معاذ کے ہاتھ پر ماری ہاتھ کٹ کر لٹکنے لگا۔ معاذ نے اپنے لٹکتے ہوئے ہاتھ کو پاؤں کے نیچے دبا کر علیحدہ کر دیا اور دوسرے ہاتھ سے ابوجہل کو قتل کیا۔

ارض بلقا کا عامل عیسائی تھا۔ وہ مسلمان ہو گیا بادشاہ روم نے اسے بہت دھمکایا مگر جب اسلام ایک دفعہ دل میں گھر کر جائے تو کب نکلتا ہے۔ آخر شہید ہوا اور اسلام نہ چھوڑا۔

طائف کے بادشاہ نے خدائی کا دعویٰ کیا لیکن خدا نے اس کو ہدایت کی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عہد میں وہ مدینہ میں آ کر مسلمان ہوا۔ اور بادشاہت پر لات مار کر فقیرانہ زندگی بسر کرنے لگا۔ یہ ہے اسلام کا اثر اور اس کی محبت۔ آجکل کی طرح نہیں کہ حاکم کے خوف کے مارے نماز تک قضا کر دیں۔ جب ہی اُن لوگوں کی عظمت وہیبت یہ تھی کہ جب وہ ایران و حبش مصر و شام کے بادشاہوں کے پاس ایلچی بن کر گئے تو بادشاہوں کے دل ان ایلچیوں کو دیکھ کر مرعوب ہوتے تھے اور وہ بادشاہوں سے ذرا نہ دبتے تھے۔

تو ہم گردن از حکم داور نہ پیچ   کہ گردن نہ پیچد ز حکم تو ہیچ

زمانہ کفر میں بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ بہت سخت تھے۔ ابوجہل نے کہا کہ جو کوئی محمد (ﷺ) کو قتل کرے میں اس کو سو اونٹ انعام دوں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قتل رسول اللہ کا بیڑا اٹھایا۔ راستہ میں ایک شخص نے کہا کہ پہلے اپنے گھر کی تو خبر لو۔ تمہاری بہن اور بہنوئی دونوں مسلمان ہو گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی بہن کے ہاں گئے کہ پہلے ان ہی کو قتل کریں۔ جس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ مکان پر پہنچے تو

وہ سورہ طٰہٰ پڑھ رہی تھیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اُن کو مارنا شروع کیا۔ اُن کا چہرہ خون آلود ہو گیا۔ بہن نے کہا کہ خواہ آپ ہمیں مار ڈالیں۔ ہم تو اسلام نہ چھوڑیں گے۔ بہن کی یہ حالت دیکھ کر ذرا اُن کو رحم آیا اور عبرت ہوئی اور کہا کہ اچھا وہ کاغذ مجھے تو سناؤ جو تم پڑھ رہی تھیں۔ انہوں نے سورہ طٰہٰ سنائی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر رقت طاری ہوئی اور کہنے لگے کیا اچھا کلام ہے اسی وقت تلوار اپنے گلے میں ڈالی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ کر مشرف بہ اسلام ہو گئے۔ اس کے بعد جیسی قوت اور وسعت اسلام کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سبب حاصل ہوئی اس کی شہادت تاریخ کے صفحوں سے قیامت تک نہیں مٹ سکتی۔

پیغمبر کی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس کی پیشین گوئیاں ہمیشہ صحیح ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس قدر پیشین گوئیاں فرمائیں سب صحیح ثابت ہوئیں۔ کسریٰ شاہ فارس کے پاس جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نامہ دعوت اسلام پہنچا تو وہ بہت بد دماغ ہوا اور باذان گورنر یمن کو لکھا کہ عرب میں جس شخص نے دعویٰ پیغمبری کیا ہے اسے گرفتار کر کے میرے پاس بھیج دو۔ باذان نے دو شخصوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گرفتاری کے لئے مقرر کیا۔ مدینہ میں جب وہ دونوں شخص آئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنے لگے کہ خیریت اس میں ہے کہ تم اپنے تئیں کسریٰ کے پاس پہنچا دو۔ کہتے تو کہہ دیا مگر پھر ان پر اس قدر ہیبت طاری ہوئی کہ وہ بہ مشکل اپنے تئیں سنبھال سکے دوسرے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ جس شخص نے مجھے بلایا تھا وہ آج رات کو مارا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے بیٹے شیرویہ سے اس کا پیٹ چاک کروا دیا۔ جاؤ باذان سے یہ حال کہو اور کہو کہ ہمارا دین عنقریب ایران میں پھیلا چاہتا ہے تو اگر مسلمان ہو جائے گا تو جو کچھ تیرے قبضہ میں ہے بدستور تیرے قبضہ میں چھوڑ دیا جائے گا۔ یہاں سے یہ دونوں شخص یہ پیغام لے

کر چلے اور اُدھر باذان کے پاس کسریٰ کے قتل کی خبر پہنچی۔ باذان یہ سن کر مسلمان ہوا اور ساتھ ہی یمن اور ایران کے بہت سے آدمی مسلمان ہو گئے۔

اسی طرح فتح بیت المقدس کی آپ نے خبر دی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بیت المقدس فتح ہوا۔ اسی طرح بہت سی پیشین گوئیاں ہیں جو صحیح ثابت ہوئیں۔

یہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذاتی اوصاف تھے۔ جن کا مثل نہیں مل سکتا۔ آپ نے جو تعلیم فرمائی اور جن کو احکام شریعت کہتے ہیں۔ وہ بھی ایسے عمدہ اور اعلیٰ درجہ کے ہیں کہ کوئی مذہب مذہب اسلام کے پایہ کو نہیں پہنچ سکتا۔ ان میں سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ فطرت انسانی کے بالکل مطابق ہیں اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایسے مدبر کی طرف سے حکم ملتے گئے ہیں جو فطرت انسانی کا بنانے والا ہے۔ قرآن شریف نے صاف صاف ظاہر کر دیا ہے۔

لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا ○

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کسی شخص کو تکلیف نہیں دیتا مگر اس کے حوصلہ کے موافق۔

مَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیَجْعَلَ عَلَیْکُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰکِنْ یُّرِیْدُ لِیُطَھِّرَکُمْ وَلِیُتِمَّ نِعْمَتَہٗ عَلَیْکُمْ لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ ○

ترجمہ: اللہ تم پر کسی طرح کی تنگی کرنی نہیں چاہتا۔ بلکہ تم کو صاف ستھرا رکھنا چاہتا ہے اور (نیز) یہ چاہتا ہے کہ تم پر اپنا احسان پورا کرے تاکہ تم (اس کا) شکر کرو۔

تعلیم اسلامی میں سب سے پہلے توحید کو لیجئے خدا کی توحید جیسی اسلام نے ظاہر کی ایسی کسی مذہب میں نہیں پائی جاتی۔

لَا تُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا۔ تم کو لازم ہے کہ تم کسی چیز کو خدا کا شریک نہ ٹھہراؤ۔

اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاہُ ○ ذٰلِکَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ وَلٰکِنَّ

اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ○

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی حکومت نہیں ہے۔ اس نے تو یہ حکم دیا ہے کہ سوائے اس کے کسی کو نہ پوجو یہی سیدھا راستہ ہے مگر اکثر لوگ نہیں جانتے۔

وحدانیت کا سبق پڑھانے کے علاوہ قرآن شریف نے انسان کو سکھایا کہ وہ اپنی عقل کو کام میں لائے اور مظاہر قدرت میں غور وفکر کرے اور کائنات کا بنظر امعان مشاہدہ کر کے خالق حقیقی کی قدرت اور حکمت کا علم حاصل کرے۔

اِنَّ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰیٰتٍ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ وَفِیْ خَلْقِکُمْ وَمَا یَبُثُّ مِنْ دَآبَّۃٍ اٰیٰتٌ لِّقَوْمٍ یُّوْقِنُوْنَ ○ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّھَارِ وَمَا اَنْزَلَ اللّٰہُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ رِّزْقٍ فَاَحْیَا بِہِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِھَا وَتَصْرِیْفِ الرِّیٰحِ اٰیٰتٌ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ○

ترجمہ: بے شک ایمان والوں کے لئے آسمان و زمین میں قدرت خدا کی بہتری ہی نشانیاں ہیں۔ اور (لوگو) تمہارے پیدا کرنے میں اور جانوروں میں جن کو (وہ روئے زمین پر) پھیلاتا رہتا ہے (قدرت خدا کی بہتری ہے) نشانیاں ہیں (مگر) ان ہی لوگوں کے لئے جو یقین لانے کی صلاحیت رکھتے ہیں اور نیز رات و دن کی آمدوشد میں اور وہ جو خدا آسمان سے (سرمایہ) رزق (یعنی پانی) اتارتا اور اس کے ذریعہ سے زمین کو اس کے مرے پیچھے زندہ کر دیتا ہے۔ اس میں اور ہواؤں کے ردوبدل میں (قدرت خدا کی بہتری) نشانیاں ہیں۔ مگر ان ہی لوگوں کے لئے جو عقل رکھتے ہیں۔

لیکن یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ انسان کی عقل ایسی کامل اور انسان کا علم ایسا وسیع ہے کہ وہ قدرت الٰہی کی تمام کنہہ حقیقت کو سمجھ سکتا ہے۔ صنعت کو دیکھ کر صانع کی کچھ حقیقت ہم کو معلوم ہو سکتی ہے۔ ہمارے سامنے یہ کتاب رکھی ہے ہم یہ جانتے ہیں کہ اس کا کاتب خوشنویس تھا۔ اس کو تصویریں اور لوح پر بیل بوٹے

بنانے آتے تھے۔ کتاب کی ترتیب سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ تہذیب کتاب کے فن سے واقف تھا۔ لیکن اس کے تمام خصائل و اوصاف کا ہم کو علم نہیں ہو سکتا۔ ہمیں معلوم نہیں کہ وہ سخی ہے یا بخیل۔ خوش رو ہے یا بدصورت۔ فن موسیقی سے واقف ہے یا جاہل غرض ہم کو اس کا بہت تھوڑا علم حاصل ہے۔ پس خداوند تعالیٰ کی بے انتہا قدرت کا کون صحیح اندازہ کر سکتا ہے۔

وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا ○

اور نہیں دیئے گئے تم علم سے مگر تھوڑا۔

قرآن شریف میں پیغمبر کا جہاں کہیں ذکر آیا ہے تو اس غلط فہمی کو مٹانے کے لئے کہ لوگ پیغمبر میں شان الوہیت نہ سمجھنے لگیں پیغمبر کی عبدیت کو ضرور ظاہر کر دیتا ہے۔

قُلْ لَا أَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي خَزَائِنُ اللَّهِ وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَا أَقُولُ لَكُمْ إِنِّي مَلَكٌ إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَى إِلَيَّ ○

ترجمہ: کہہ دے میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور میں غیب نہیں جانتا اور نہ میں یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں۔ میں تو اس پر چلتا ہوں جو اللہ کی طرف سے مجھ کو حکم ہوا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے زمانہ سے پہلے بعض لوگوں نے خدائی کا دعویٰ کیا۔ جیسے فرعون، نمرود، شداد وغیرہ بعضوں میں انسانیت کے ساتھ الوہیت بھی تسلیم کی جاتی تھی۔ جیسے یہودی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا فرزند مانتے ہیں ہندو کرشن جی اور رامچند رجی کو خدا کا اوتار خیال کرتے ہیں۔ لیکن اسلام نے توحید کا ڈنکا اس زور سے بجایا کہ جو شخص اسلام پر ایمان لایا وہ اور جو نہ لایا سب ہی کی تو سمجھ میں آ گیا کہ انسان خدا نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ بعثت نبوی کے

بعد سے آج تک کسی شخص نے خدائی کا دعویٰ نہیں کیا۔ ہم دن بھر میں پانچ وقت جب خداوند عالم کے سامنے سجدۂ عبودیت بجا لاتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ کے انسان ہونے کی شہادت التحیات میں اس طرح دیتے ہیں۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ○

قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰى اِلَيَّ اَنَّمَا اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاسْتَقِيْمُوْا اِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ۔

ترجمہ: کہہ دے میں اور کچھ نہیں تمہاری طرح ایک آدمی ہوں مجھ پر خدا کی طرف سے وحی نازل ہوئی ہے ہم سب کا خدا ایک ہی ہے پس اسی کی طرف منہ کیے رہو اور اس سے اپنے گناہوں کی معافی چاہو۔

اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۔

ترجمہ: ہم نے تم کو خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا کر کے بھیجا۔

دوسری طرف ان احکامات شرع کو لیجیے جو انسان کی روزمرہ زندگی منزلی اور تمدنی حالت سے تعلق رکھتے ہیں اور باہمی معاملات اور تعلقات کو درست رکھنے کے لیے صادر فرمائے گئے ہیں تو معلوم ہوگا کہ وہ نہایت سہل نہایت معتدل اور انسانی جبلت کے عین مطابق ہیں۔ اور اگر بنی نوع انسان بطور کامل ان پر کاربند ہو تو پھر کسی قانون کی حاجت نہیں رہتی۔

شخصی علم اخلاق کے تین بڑے حصہ ہیں۔ اول تزکیہ نفس دوسرے اہل منزل کے ساتھ حسن سلوک، تیسرے تمام گروہ انسانی کے ساتھ جن سے کسی طرح سابقہ پڑے عدالت کا برتاؤ۔ قرآن شریف نے ان تینوں ابواب میں ایسی کامل ہدایتیں کی ہیں کہ اگر سب افراد قوم ان پر کاربند ہوں تو ناممکن ہے کہ ان کی زندگی

بہترین زندگی نہ ہو اور وہ دنیا کے سردار بن کر نہ رہیں۔

انسان کا قاعدہ ہے کہ دوسروں کو تو نصیحت کرنے پر جلدی آمادہ ہو جاتا ہے لیکن اپنے عیوب کی خبر نہیں لیتا۔ ایسے لوگوں کو خدا تعالیٰ نے آگاہ کیا ہے۔

اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ ○

ترجمہ: تم لوگوں کو تو کہتے ہو نیکی کرو اور اپنی خبر نہیں لیتے۔

تہذیب نفس کی خوبی یہ نہیں ہے کہ لوگوں کے دکھانے کو انسان سے اعمال حسنہ صادر ہوں بلکہ تزکیہ نفس اس وقت تک کامل نہیں ہوتا جب تک کہ برائی سے بالطبع نفرت نہ ہو اور جہاں دوسروں کے دیکھنے کا کھٹکا نہ ہو وہاں بھی انسان برائی سے بچے اس لئے حکم فرمایا گیا ہے۔

وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ○

ترجمہ: بے شرمی کی باتیں کھلی ہوں یا ڈھکی ان کے پاس بھی نہ پھٹکو۔

صداقت اور عدالت نفس کا بہت بڑا جوہر ہے لیکن عموماً انسانوں میں رائج ہے کہ اپنوں کی پاسداری اور رعایت کیا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان سے ارشاد فرماتا ہے۔

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ ○

ترجمہ: مسلمانو! انصاف پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہو۔ اور خدا سے ڈر کر گواہی دو۔ اگرچہ یہ گواہی تمہارے اپنے یا ماں باپ اور رشتہ داروں کے خلاف ہے (کیوں نہ) ہو۔

جو لوگ اعمال حسنہ کے پابند ہیں۔ ان کو قرآن شریف میں جا بجا خوشخبری دی گئی ہے۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا ۔ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا وَّمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا ۔

ترجمہ: جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کیے ان کو ہم باغوں میں لے جائیں گے۔ جن کے تلے نہریں بہہ رہی ہوں گی۔ وہ ہمیشہ ان میں رہیں گے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا سچا وعدہ ہے اور اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر بات کا سچا اور کون ہے۔

تزکیہ نفس کے بعد دوسرا درجہ اہل منزل کے ساتھ حسن سلوک کا ہے منزل سے مراد انسان کا وہ گھر ہے جہاں وہ اپنے قریبی رشتہ داروں مثلاً والدین بیوی بچوں کے ساتھ رہتا ہے۔ نوکر چاکر لونڈی غلام اور روپیہ پیسہ کا انتظام سب تدبیر منزل میں داخل ہے۔ منزل کے عمدہ انتظام کا اصول یہ ہے کہ سب اہل منزل کے حقوق کا خیال رکھا جائے۔ اور لوگوں میں عدالت نہیں بلکہ محبت اور ایثار قائم ہو کسی شخص کے گھر کی حالت جس قدر زیادہ عمدہ ہو گی۔ اسی قدر اس کو آرام و راحت تسکین قلب حاصل ہو گا۔ قرآن شریف نے اہل منزل کے ساتھ حسن سلوک کی تعلیم بہت شرح و بسط کے ساتھ دی ہے اور ہر ایک کے مرتبہ کے موافق اس کے ساتھ سلوک کرنا سکھایا ہے۔

والدین کا مرتبہ سب سے زیادہ ہے اس لیے ارشاد ہوا۔

وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ○ اور ماں باپ سے بھلائی کرو۔

اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَا اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَا اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ○

اور اگر وہ تیرے سامنے بڑھاپے کو پہنچ جائیں ایک یا دونو تو ان کو اُف تک نہ کہہ اور ان سے ادب سے بات کر۔

بی بی سے راحت و آرام ملتا ہے اس کے لیے فرمایا۔

وَمِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْۤا اِلَیْهَا وَجَعَلَ بَیْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ○

ترجمہ: اور اس کی نشانیوں سے یہ ہے کہ بنا دے تم کو تمہاری قسم سے جوڑے تا کہ چین پکڑو ان کے پاس اور رکھا تمہارے درمیان محبت اور مہر۔

روپیہ کو تدبیر منزل اور انتظام تمدن میں بہت بڑا دخل ہے اس کے لیے ہدایت فرمائی گئی ہے۔

وَلَا تَجْعَلْ یَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ○

اور اپنا ہاتھ نہ اتنا سکیڑو (گویا) گردن میں بندھا ہے اور نہ بالکل اس کو پھیلا ہی دو۔ ایسا کرو گے تو تم ایسے بیٹھے رہ جاؤ گے کہ لوگ تم کو ملامت بھی کریں گے (اور تم تہی دست بھی ہو گے)۔

اب تمدن کو لیجیے۔ کوئی شخص جس نے تعلیم اسلام اور تاریخ اسلام کا ذرا بے تعصبی سے مطالعہ کیا ہو گا۔ اس واقعہ سے انکار نہیں کر سکتا کہ اسلام نے جاہلوں کو عالم وحشیوں کو مہذب خانہ بدوشوں کو متمدن بنا دیا۔ یہ مسلم ہے کہ اسلام سے زیادہ کسی مذہب نے دنیا میں تمدن قائم نہیں کیا۔ اس نے بہ آواز بلند سب کو بتا دیا۔ لَارُھْبَانِیَّتَ فِی الْاِسْلَامِ۔ اسلام میں رہبانیت نہیں ہے۔

ترقی تمدن کی پہلی ضروری شرط یہ ہے کہ ملک میں امن ہو۔ اسی لیے حکم فرمایا:

وَلَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا ○

ترجمہ: اور ملک میں انتظام کے درست ہوئے پیچھے فساد نہ پھیلاؤ۔

وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ۔ فتنہ (فساد) پھیلانا قتل سے بدتر ہے۔

تمدن کی ترقی کی دوسری شرط عدالت ہے لیکن جس طرح عدالت تمام تمدنی خرابیوں کی جامع ہے ظلم تمام تمدنی خرابیوں کی جڑ ہے۔ اسلام نے ہر موقع پر عدالت قائم رکھنے کا سختی سے حکم دیا ہے۔ جو لوگ صاحب اختیار اور برسر حکومت ہیں ان کو فرمایا۔ وَاِذَا حَکَمْتُمْ بَیْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْکُمُوْا بِالْعَدْلِ ۔ جب تم لوگوں میں حکم بنو تو عدل وانصاف سے فیصلہ کرو۔

انسان کا قاعدہ ہے کہ جب وہ بدلہ لینے پر کھڑا ہوتا ہے تو غصہ کو ٹھنڈا کرنے کے لیے پوری قوت صرف کرتا ہے۔ اسلام نے اس سے منع کیا اور فرمایا۔ وَقَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَکُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ۔ جو لوگ تم سے لڑیں تم بھی اللہ کے راستہ میں ان سے لڑو۔ اور زیادتی نہ کرنا۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ۔ اللہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ بجائے اس کے کہ قاتل کو بطور قصاص قتل کرنے کی تعلیم انسان کو دی جائے۔ قاتل کا قصور عفو کرنے کی تعلیم انسان کو کیوں نہ دی جائے کیونکہ عفو کا مرتبہ قصاص سے برتر ہے اور اس میں بہت زیادہ رحم ہے۔ لیکن جو لوگ علم سیاست سے واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ ظالم پر رحم کرنا ظلم کو ترقی دینا ہے اور جب ظلم بڑھ جائے گا تو تمدن کی بنیادیں کھوکھلی ہو جائیں گی۔ اس لئے خداوند تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَلَکُمْ فِی الْقِصَاصِ حَیٰوۃٌ یّٰاُولِی الْاَلْبَابِ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ۔ اور عقلمندو قصاص (کے قاعدے) میں تمہاری زندگی ہے۔ (اور اس غرض سے جاری کیا گیا ہے) تا کہ تم خونریزی سے بچو۔ تمدن کا بڑا جزو معاملات ہیں اور معاملات میں خرابی اس وجہ سے پڑی ہے کہ لوگ اپنے قول وقرار پر قائم نہیں رہتے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ۝

ترجمہ: مسلمانو اپنے اقراروں کو پورا کرو۔ تمام قانون معاہدہ جو آج کل عدالتوں میں جاری ہے اسی آیت کی شرح ہے۔

تمام احکامات قرآن شریف کا ایسے چھوٹے سے خطبہ میں بیان کرنا تو ناممکن ہے۔ سامعین کو چاہیے کہ قرآن شریف پڑھیں اور سمجھ کر پڑھیں۔ اکثر مسلمان احکام قرآن کو بھول گئے ہیں اور اسی وجہ سے ذلت وخواری میں ہیں اور اسی وجہ سے روز بروز ان میں تنزل آتا جاتا ہے۔ ورنہ قرآن شریف پر عمل تو وہ چیز ہے کہ صرف عالم اور پرہیزگار ہی نہیں بلکہ دنیا کا سرتاج اور دنیا کا حکمران بنا کر چھوڑتا ہے۔

غرض آنحضرت ﷺ کی تعلیم اور صفات ظاہری و باطنی پر نظر غائر ڈالی جائے۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں سوائے آنحضرت ﷺ کے کوئی ایسا جامع کمالات شخص پیدا نہیں ہوا جو پیغمبر بھی ہو، سپاہی بھی ہو، مقنن بھی ہو، بادشاہ بھی ہو اور ساتھ ہی فقیر بھی ہو۔

انسان میں دو طرح کی شرافت ہوتی ہے ایک تو شرافت ذاتی دوسری شرافت نسبی۔ آنحضرت ﷺ کی شرافت ذاتی کی تو مختصر سی کیفیت میں نے عرض کی شرافت نسبی کا حال سے کہ یہ شرف بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو اعلیٰ درجہ کا عطا فرمایا تھا۔ چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام کے بعد انبیاء میں سے حضرت شیث، حضرت ادریس، حضرت نوح، حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل علیہم السلام آپ کے اجداد میں ہیں۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد میں عدنان اور ان کی اولاد میں فہر جن کا دوسرا نام قریش تھا پیدا ہوئے۔ قریش کی آٹھویں پشت میں ہاشم تھے جن کے بیٹے عبدالمطلب آنحضرت ﷺ کے دادا اور ان کے بیٹے عبداللہ

آنحضرت ﷺ کے والد تھے۔ بنی قریش کو دوسرے بنی اسمٰعیل پر بہ سبب حکومت فوقیت حاصل تھی۔ اور جب قریش کی اولاد میں مکہ کی حکومت اور کعبۃ اللہ کی نگرانی ہاشم کو ملی تو بنی ہاشم دوسرے بنی قریش پر افضل ہو گئے۔ اسی طرح آنحضرت ﷺ کا سلسلہ نسب ہمیشہ ایسے اشخاص میں رہا جو زیادہ بزرگی رکھتے تھے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے ہاشم تک ۸۷ پشت ہوتی ہیں جن میں ۶ پیغمبر تھے۔

جب وہ ودیعت ربانی جس کو نور محمدی ﷺ سے تعبیر کرتے ہیں اپنے اصلاب طاہرہ اور ارحام طیبہ میں منتقل ہوتے ہوتے آپ کے والد حضرت عبداللہ سے حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا تک پہنچی تو اس سال بہت خیر و برکت ہوئی۔ قحط دفع ہوا مینہ برسا، زمین سرسبز ہوئی یہاں تک کہ اہل عرب نے اس سال کا نام سنۃ الفتح والا بتہاج رکھا۔

ایام حمل میں حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص کہتا ہے کہ تیرے شکم میں ایسا شخص ہے جو سردار ہے عالم کا اور جب پیدا ہو تو اس کا نام محمد (ﷺ) رکھنا۔ اور بوقت ولادت حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کو ایسا نور دکھائی دیا جس سے انہیں شام کے مکانات نظر آتے تھے۔

ربیع الاول کی بارہویں تاریخ بوقت صبح صادق آنحضرت ﷺ نے اس عالم میں ظہور فرمایا اور زمین و آسمان آپ کے نور سے منور ہوئے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا گویا ستارے زمین کی طرف جھک آئے ہیں روئے زمین کے بت اس وقت سرنگوں ہو گئے۔ فارس کی آگ جو ہزار ہا برس سے جل رہی تھی بجھ گئی۔ نوشیروان بادشاہ فارس کے ایوان میں زلزلہ آیا اور ۱۴ کنگرے اس کے گر پڑے اور اللہ تعالیٰ کی وہ رحمت جو اپنے بندوں کے راہ راست پر لانے کے لئے زمین کی طرف متوجہ تھی۔ اس طرح ظاہر ہوئی کہ حضرت رحمۃ للعالمین پیدا ہوئے۔

در ہیں کشادہ رحمتِ رب کریم کے
ہیں عطر بار باغ میں جھونکے نسیم کے
خلعت بٹیں گے لطف خدائے کریم کے
تقسیم ہوں گے ہار ثوابِ عظیم کے

دربارِ عام گرم ہوا اشتہار دو
جن و بشر سلام کو آئیں پکار دو

یارب صل وسلم دائماً ابداً
علی حبیبک خیر الخلق کلھم

السلام[1] اے مطلعِ نور و ضیا
السلام اے صاحب حلم و حیا

السلام اے نجم ثاقب السلام
السلام اے عارضت ماہ تمام

السلام اے پیشوائے انبیاء
السلام ، اے مقتدائے اولیاء

السلام اے آنکہ کانِ نعمتی
السلام اے آنکہ ابرِ رحمتی

السلام اے مشرقِ انوارِ غیب
السلام اے ماحی ظلماتِ ریب

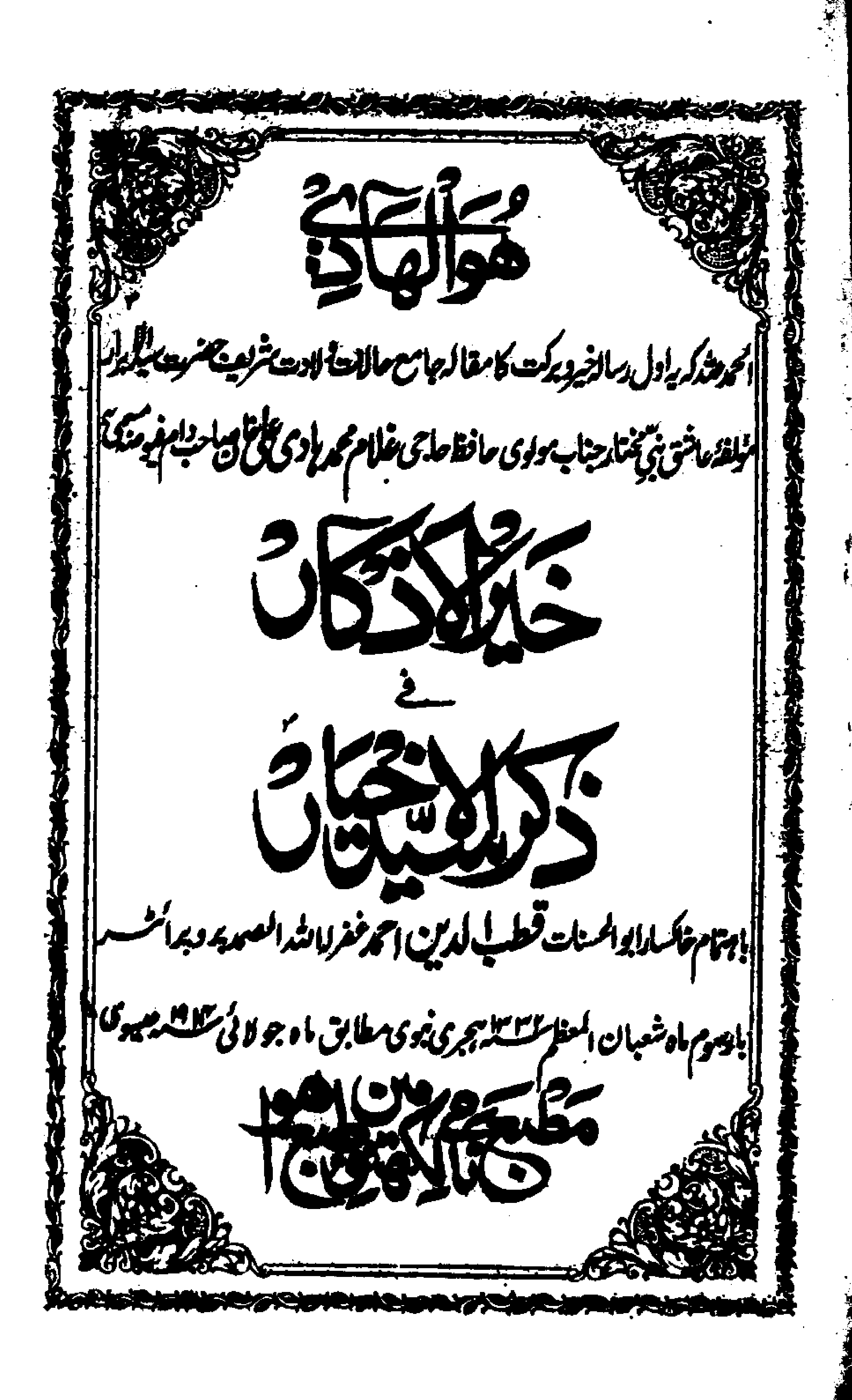
السلام اے ذکرِ تو ایمانِ من
السلام اے فکرِ تو درمانِ من

السلام اے ابر رحمت فیض بار
بر تو ہم برچار یارِ نامدار

صد سلام از ما بہر دم صبح و شام
بر تو ہم برآل و اولادت تمام

تمت بالخیر

[1] یہ اشعار حضرت خوند صاحب قبلہ نے یہاں درج کرنے کے لیے عنایت فرمائے تھے۔



هو الهادی

الحمد للہ کہ یہ اول رسالہ خیر و برکت کا مقالہ جامع حالات ولادت شریف حضرت سید الابرار

مؤلفہ عاشق نبی مختار جناب مولوی حافظ حاجی غلام محمد ہادی علی خان صاحب دام فیوضہ مسمیٰ

خیر الاذکار

فی

ذکر سید الاخیار

باہتمام خاکسار ابو الحسنات قطب الدین احمد غفر اللہ الصمد وبرادرش

بماہ صوم ماہ شعبان المعظم ۱۳۳۲ہجری نبوی مطابق ماہ جولائی ۱۹۱۴ عیسوی

مطبع [illegible] لکھنؤ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

احمدك یارب العٰلمین واصلی واسلم علی رسولك و حبیبك
محمد سید المرسلین و آله الطاهرین O

ان نلت یاریح الصبا یوماً الی ارض الحرم
بلغ سلامی روضة فیها النبی المحترم
من خده شمس الضحیٰ من وجهه بدر الدجے
من نوره نور الهدی من کفه بحر الهمم

جہاں میں شور ہے یا رب یہ کس کی آمد آمد کا
کہ ہے پرتو فگن عالم میں جلوہ حُسن سرمد کا
زمیں کو آج دعویٰ فخر کا ہے عرش اعظم پر
گھٹا ہے اس کے آگے مرتبہ لوحِ زبرجد کا
بنائے کفرو بدعت منہدم ہوتی ہے عالم سے
بُرا اندوہ و غم سے حال ہے شیطان مرتد کا
کھلے ہیں باب رحمت بند ہیں دوزخ کے دروازے
چھپا ہے دامنِ رحمت سے پردہ فعل ہر بد کا
کھلا بارے یہ باعث ہے جو بدلا رنگ عالم نے
کہ موسم آگیا ہے ذکر میلادِ محمدؐ کا
زباں پر عاشقوں کی نام اس محبوب حق کا ہے
کہ خلاقِ جہاں عاشق ہے جس کے حسن بیحد کا

سیاہی معصیت کی قلب میں خود نور بن جاوے
اگر پر تو کہیں پڑ جاوے اس نورِ مجرد کا
عدیم المثل خالق نے کیا ہے اس قدر اس کو
کہ سایہ تک ہوا ظاہر نہ اس محبوب کے قد کا
محمدؐ جو صفت حق کی ہے قرآن اس پہ شاہد ہے
وہ ہی رکھا خدا نے نام اس نورِ مجرد کا
بڑھا کر میم محبوبی احد میں حق تعالیٰ نے
بنایا نام ثانی اس طرح اس نور سرمد کا
بیانِ وصفِ احمد کار حق کا ہے نہ بندے کا
یہ حیلہ نعت کا بھی اک طریقہ ہے خوشامد کا

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا یعنی اللہ اور فرشتے اللہ کے صلوٰۃ بھیجتے ہیں اوپر نبی کے اے ایمان والو تم بھی صلوٰۃ بھیجو اسی نبی پر اور سلام بھیجو جو حق سلام بھیجنے کا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیہ کریمہ میں کمال عظمت جناب رسالت کو ثابت کیا اور اپنا فضل بتصدق رسول کریم ﷺ اُمت مرحومہ محمد یہ ﷺ پر ظاہر فرمایا اس واسطے کہ اول ثابت کیا کہ ہم خود صلوٰۃ بھیجتے ہیں نبی پر اور ملائکہ بھی ہماری اتباع میں مشغول ہیں اس کام میں اور بعد ثابت کرنے عظمت اور فضل درود شریف کے مسلمانوں کو حکم دیا کہ تم بھی درود بھیجو اسی نبی ﷺ پر یعنی متصف ہو جاؤ ہماری صفت کے ساتھ یہ کمال فضل ہے۔ اللہ تعالیٰ کا مسلمانوں پر کہ اپنی سنت خاص کا ان کو متبع کیا اور درحقیقت اس حکم سے پھیلا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے دعا اور ثنائے آنحضرت ﷺ کو عالم سفلی میں

واسطے اظہار عظمت آنحضرت ﷺ کے جیسا کہ پھیلایا تھا ذکر آنحضرت ﷺ عالم علوی میں تا کہ دونوں عالم میں حضرت ﷺ کی عظمت اور بڑائی کا چرچا رہے ورنہ جب شان آنحضرت ﷺ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ خود ان پر صلوٰۃ بھیجتا ہے تو ظاہر ہے کہ ہماری اور ملائکہ کے درود سے کیا نفع ہے۔ اس واسطے کہ لفظ صلوٰۃ زبان عرب میں جب مضاف ہوتی ہے اللہ جلشانہٗ کی طرف تو معنی اس کے رحمت بھیجے کے ہوتے ہیں اور جب مضاف ہوتی ہے خلق کی طرف تو معنی اس کے طلب رحمت کے ہوتے ہیں پس اس صورت میں ہمارا اور ملائکہ کا صلوٰۃ بھیجنا آنحضرت ﷺ پر کیا ہے اللہ تعالیٰ سے آپ کے واسطے رحمت مانگنا اور یہ وہ فعل ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے بتاکید ثابت فرمایا ہے کہ ہم خود کرتے ہیں اور بصیغہ مضارع فرمایا ہے کہ اس سے استمرار ثابت ہوتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ آنحضرت ﷺ پر رحمت بھیجتا ہے اور ہمیشہ بھیجے گا جب وہ خود رحمت بھیجتا ہے اور بھیجے گا تو ہماری عرض کرنے کی کچھ ضرورت نہیں ہے۔ اب مامور فرمانا اللہ تعالیٰ کا ہم کو دو وجہ سے ہے ایک یہ کہ عالم سفلی میں بھی ذکر جاری ہو واسطے اظہار عظمت آنحضرت ﷺ کے جیسے ہماری عبادت جاری ہے واسطے اظہار معبودیت کے تا کہ ظاہر ہو کہ جیسے ہم خالق اور معبود ہیں تمام خلق کے ایسے ہی رسول کریم ﷺ سردار ہیں اور رحمت ہیں سب کے واسطے اور نہ خدا کو ضرورت ہماری عبادت کی ہے کہ وہ خود غنی ہے اور نہ رسول کریم ﷺ کو ضرورت ہمارے درود پڑھنے کی اور تعظیم کرنے کی ہے اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ خود آپ کی طرف متوجہ ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ امت مرحومہ محمدیہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے بتصدق رسول کریم ﷺ کے کہ خیر الرسول ہیں خیر امتہ فرمایا ہے پس واسطے اظہار خیریت کے ہم کو درود شریف کا حکم فرمایا تا کہ ہم سنت الٰہی کے متبع ہو جائیں اور فضل لے جائیں کل انبیاء علیہم السلام کی امتوں

کیونکہ وہ سب اپنے نبیوں کے متبع ہیں اور متبع اللہ تعالیٰ کا بلاشبہ متبع انبیاء پر فضل رکھتا ہے جب اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم اور فضل سے یہ نعمت مسلمانوں کو مرحمت کی تو اب لازم ہوا کہ احکام اور مسائل درود شریف اور فضائل درود شریف بھی مختصراً بیان ہوں۔ جاننا چاہیے کہ اس آیۂ کریمہ میں مومنین کو حکم ہے درود پڑھنے کا حکم مفید فرضیت کو ہوتا ہے لہٰذا ہر ایک مسلمان پر تمام عمر میں ایک مرتبہ درود کا پڑھنا فرض ہے اور جس وقت یہ آیۂ کریمہ پڑھی جائے تو پڑھنے والے اور سننے والے پر واجب ہوتا ہے کہ درود پڑھے۔ آنحضرت ﷺ پر اور یہ ایسا واجب قوی ہے کہ صاحب درمختار نے مسائل خطبہ جمعہ کے جہاں بیان کیے ہیں وہاں فرمایا ہے کہ وقت خطبہ کے سکوت واجب ہے کلام نہ کرنا چاہیے مگر جب خطیب آیۂ درود پڑھے تو سامعین کو لازم ہے کہ اپنے دل میں درود شریف پڑھیں۔ پس جب ایسے مقام پر کہ جہاں سکوت واجب ہے اس آیۂ کریمہ کی سماعت سے دل میں درود پڑھنا لازم ہوتا ہے تو جو مقام کہ محل سکوت نہیں ہیں وہاں بلاشبہ زبان سے پڑھنا لازم ٹھہرا اور جس وقت کہ نام آنحضرت ﷺ کا لیا جائے یا ذکر آنحضرت ﷺ کا ہو اس وقت نام کے لینے والوں پر اور ذکر کے کرنے والوں پر اور جملہ سامعین پر واجب ہے کہ آنحضرت ﷺ پر درود بھیجیں اور اگر ذکر طویل ہو یا نام شریف مکرر لیا جائے تو اس میں دو قول ہیں بعضوں کے نزدیک ہر مرتبہ واجب ہے اور بعض کے نزدیک ایک مرتبہ واجب ہے اور بعد اس کے پڑھتے رہنا مستحب ہے اور مختار اکثر اہل علم کا قول ثانی ہے واسطے امت کے آسانی کے اور دلیل وجوب کے وہ احادیث ہیں جو مروی ہیں کتب حدیث میں بعض ان میں سے یہ ہیں فرمایا ہے رسول مقبول ﷺ نے جس شخص کے سامنے میرا ذکر ہوا اور مجھ پر اس نے درود نہ پڑھا اور پھر مر گیا داخل ہوا نار میں۔ اخراج کیا ابن حبان نے حدیث

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور فرمایا ہے نبی کریم ﷺ نے ناک گھسی جائے گی اس کی کہ جس کے سامنے میرا ذکر ہوا اور مجھ پر درود نہ پڑھا روایت کیا اس کو ترمذی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور صحیح کیا اس کو حاکم نے اور فرمایا نبی کریم ﷺ نے شقی ہے وہ بندہ کہ ذکر کیا گیا میں اس کے سامنے پس نہ پڑھا اُس نے درود مجھ پر اخراج کیا اس کا طبرانی نے حدیث جابر سے اور نقل کیا شیخ محقق دہلوی نے کتاب مدارج میں کہ سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ فرمایا رسول کریم ﷺ نے سخت بخیل ہے وہ شخص کہ ذکر کیا جاؤں میں اس کے سامنے اور درود نہ بھیجے مجھ پر اور روایت کیا امام جعفر صادق نے اپنے باپ امام محمد باقر سے سلام اللہ علیہما کہ فرمایا نبی کریم ﷺ نے جس شخص کے سامنے میرا ذکر ہوا اور اس نے درود نہ پڑھا مجھ پر بہ تحقیق گم کیا راہ جنت کو اور کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ فرمایا ابو القاسم سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ نے جس نے فراموش کیا درود کو بھلا دیا طریق جنت کو اور قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول کریم ﷺ نے جس وقت ذکر کیا جاؤں میں کسی شخص کے سامنے اور وہ درود نہ پڑھے مجھ پر بہ تحقیق اس نے ظلم کیا اور ایک حدیث میں ہے خوار ہو وہ مرد کہ ذکر کیا جاؤں میں اس کے سامنے اور درود نہ بھیجے مجھ پر اور خوار ہو وہ شخص کہ آئے اس پر رمضان اور مر جائے قبل اس کے کہ بخشا نہ جائے اور خوار ہو وہ شخص کہ ماں باپ کو یا ایک کو ان دونوں ضعیفوں سے پائے اور نہ بلائیں اس کو بہشت میں یعنی حضرت کا ذکر سن کر درود نہ پڑھنا اور رمضان میں عبادات نہ کرنا اور والدین ضعیف کی خدمت نہ کرنا سخت نافرمانی ہے اور ایک حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا آمین اور دوبارہ پھر منبر پر تشریف لائے اور فرمایا آمین۔ پوچھا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے حضرت کے آمین فرمانے کا ارشاد کیا۔ آنحضرت ﷺ نے کہ جبرئیل آئے اور کہا کہ یا محمد جس شخص کے

سامنے آپ کا نام لیا جائے اور درود نہ بھیجے آپ پر گرفتار ہوا آتش جہنم میں اور دور کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو اپنے سے آپ فرمائیے آمین پس کہا میں نے آمین اور ایسے ہی کہا جبرئیل علیہ السلام نے اس شخص کے حق میں کہ پایا رمضان کو اور قبول نہ کی گئی اس سے کوئی عبادت اور پایا باپ اور ماں کو اور نیکی نہ کی ان کے ساتھ پس وعید ترک درود شریف پر وقت سماعت ذکر شریف کے مفید وجوب کو ہے اور سوائے ذکر شریف کے درود شریف کا پڑھنا مستحب ہے اور عبادت ہے اور سبب ہے اللہ تعالیٰ کی قربت اور نزدیکی حاصل ہونے کا بڑا فضل درود شریف کا یہ ہے کہ اس کے پڑھنے سے امتثال امر الٰہی ہوتا ہے اور بندہ متصف ہوتا ہے بصفات الٰہی جل جلالہٗ اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ خود بھی صلوٰۃ بھیجتا ہے۔ نبی کریم ﷺ پر اور فضائل درود شریف میں فرمایا ہے رسول کریم ﷺ نے کہ جس نے مجھ پر ایک بار درود پڑھا اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ صلوٰۃ بھیجتا ہے اور ابو طلحہ سے مروی ہے کہ ایک روز رسول خدا تشریف لائے درحالیکہ اثر سرور کا چہرۂ مبارک پر دیکھا جاتا تھا پوچھا گیا کہ یارسول اللہ ﷺ آج اثر سرور اور ذوق کا آپ کے چہرۂ انور پر بہت تاباں ہے اس کا کیا سبب ہے فرمایا کہ آئے میرے پاس جبرئیل علیہ السلام اور کہا یارسول اللہ ﷺ آیا آپ راضی نہیں ہیں۔ اس بات سے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نہیں بھیجتا ہے آپ پر کوئی شخص درود مگر یہ کہ بھیجتا ہوں میں اس پر دس مرتبہ صلوٰۃ اور سلام اور ایک روایت میں مطلق یوں وارد ہے کہ جو آپ پر درود پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اُس پر صلوٰۃ بھیجتا ہے۔ اختیار ہے بندے کو زیادہ پڑھے خواہ کم اور ایک روایت میں ہے کہ صلوٰۃ بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ جلشانہ اور فرشتے اس کے درود پڑھنے والے پر ستر بار پس کم کرے بندہ یا زیادہ اور ایک حدیث میں ہے کہ فرمایا رسول مقبول ﷺ نے جو مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت

بھیجتا ہے اور معاف کرتا ہے اس کے دس گناہ اور بلند کرتا ہے اس کے دس درجے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا آنحضرت ﷺ نے کہ قیامت کے روز قریب تر ساتھ میرے تمام آدمیوں سے وہ شخص ہے جو سب میں زیادہ تر درود پڑھتا ہے اس حدیث سے ثابت ہوا کہ درود شریف وہ نعمت عظمیٰ ہے کہ جس کی برکت سے قربت نبی کریم ﷺ ہوتی ہے اور یہ بھی احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ جو آنحضرت ﷺ پر صلوٰۃ اور سلام عرض کرتا ہے نبی کریم ﷺ کمال رحمت سے اس پر خود سلام فرماتے ہیں اور دعائے رسول مقبول رد نہیں ہوتی ہے پس ضرور ہے کہ درود شریف پڑھنے والا سلامت رہے۔ دنیا میں ہر بلا سے اور آخرت میں عذاب خدا سے اس واسطے کہ معنی سلام کے سلامتی دارین کے ہیں اور مروی ہے نبی کریم ﷺ سے کہ جس شخص نے جمعہ کے دن مجھ پر سو مرتبہ درود پڑھا بخشے جاتے ہیں اس کے اسی برس کے گناہ اور فرمایا ہے آنحضرت ﷺ نے کہ درود پڑھنے والے کو پل صراط پر نور ملے گا جو اہل نور ہے وہ اہل نار نہ ہوگا اور فرمایا ہے رسول مقبول ﷺ نے کہ کہا مجھ سے جبرئیل علیہ السلام نے کہ جو آپ پر درود پڑھتا ہے ستر ہزار فرشتے اس پر صلوٰۃ بھیجتے ہیں اور جس پر ملائکہ صلوٰۃ بھیجتے ہیں وہ جنتی ہوتا ہے اور فرمایا ہے رسول کریم ﷺ نے کہ جو شخص میری تعظیم کے واسطے مجھ پر درود پڑھتا ہے اور اس درود سے اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے ایک بازو اس کا مشرق میں ہوتا ہے اور ایک بازو مغرب میں اور پیر اس کے زمین کے ساتویں طبق پر ہوتے ہیں اور گردن اس کی تحت عرش میں ہوتی ہے اور حکم دیتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ جل شانہ صلوٰۃ بھیج میرے بندے پر جیسے صلوٰۃ بھیجی اس نے میرے نبی پر صلوٰۃ بھیجتا ہے وہ فرشتہ اس پر قیامت تک اور مروی ہے نبی کریم ﷺ سے کہ فرمایا آپ نے جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ صلوٰۃ

بھیجتا ہے اور جو مجھ پر دس مرتبہ درود پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر سو مرتبہ صلوٰۃ بھیجتا ہے اور جو مجھ پر سو مرتبہ درود پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر ہزار مرتبہ صلوٰۃ بھیجتا ہے اور جو مجھ پر ہزار بار درود پڑھتا ہے حرام کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے جسم کو نار جہنم پر اور ثابت رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو قول ثابت پر دنیا میں اور آخرت میں وقت سوال کے اور داخل کرتا ہے اس کو جنت میں اور آتی ہے صلوٰۃ اس کی مجھ پر اور صراط پر اس کے واسطے نور ہوگا پانچ سو برس کی راہ تک اور عطا کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں ہر صلوٰۃ کے عوض میں ایک قصر کم کرے۔ اس سے زیادہ اور مروی ہے سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول کریم ﷺ سے کہ جس نے مجھ پر جمعہ کے دن سو بار درود پڑھا قیامت کے روز اس کے ساتھ ایسا نور ہوگا کہ اگر تقسیم کیا جائے تمام خلق پر کفایت کرے اور فرمایا رسول مقبول ﷺ نے کہ جس کو کسی حاجت میں تنگی واقع ہو مجھ پر درود کی کثرت کرے البتہ درود دفع کرتا ہے اس کے ہموم اور غموم کو اور کربتوں کو اور زیادہ کرتا ہے رزق کو اور برلاتا ہے حاجتوں کو اور بعض صحابہ سے مروی ہے کہ جس محفل میں آنحضرت ﷺ پر درود پڑھا جاتا ہے اس محفل سے ایک خوشبو پاکیزہ بلند ہوتی ہے یہاں تک کہ پہنچتی ہے عنان فلک تک پس فرشتے کہتے ہیں کہ یہ وہ مجلس ہے کہ جس میں آنحضرت ﷺ پر درود پڑھا جاتا ہے۔

اور بعض اخبار میں مروی ہے کہ جس وقت کوئی مومن یا مومنہ شروع کرتا ہے درود پڑھنا آنحضرت ﷺ پر کھل جاتے ہیں دروازے آسمان کے اور پردے عرش عظیم تک اور نہیں باقی رہتا کوئی فرشتہ آسمانوں میں مگر یہ کہ درود پڑھتا ہے آنحضرت ﷺ پر اور دعائے مغفرت کرتا ہے اس درود پڑھنے والے کے واسطے پوچھا گیا رسول مقبول ﷺ سے آیا دیکھتے ہیں آپ صلوٰۃ کو درود پڑھنے والے کی

جو غائب ہے آپ سے یا آوے گا بعد آپ کے کیا حال ہے ان دونوں کا آپ کے نزدیک فرمایا آنحضرت ﷺ نے سنتا ہوں میں صلوٰۃ اہل محبت کو اور ان کو پہچانتا ہوں اور عرض کیا جاتا ہے مجھ پر درود سوا ان کے دوسروں کا اس حدیث سے ثابت ہوا کہ گو درود شریف ایک ہی چیز ہے مگر جزا اس کی پڑھنے والے کی حیثیت خلوص اور محبت پر قائم ہوتی ہے پڑھنے والا جیسے خلوص سے اور محبت سے پڑھے گا ویسی ہی جزا پائے گا۔

اسی وجہ سے احادیث فضائل درود شریف میں جو اجور مروی ہیں متفاوت ہیں اور جزا اجر عظیم درود پڑھنے والے کے واسطے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ خود متوجہ ہوتا ہے ساتھ رحمت کے جیسا کہ اول کی حدیثوں سے ظاہر ہوتا ہے اور نبی کریم ﷺ بھی براہ عاجز نوازی التفات فرماتے ہیں جیسا کہ حدیث آخر سے ثابت ہے اس واسطے کہ سننا اور پہچاننا بغیر کامل التفات کے نہیں ہوتا اور حضرت ﷺ کا التفات فرمانا بہت بڑی نعمت عظمیٰ ہے۔

قصہ معراج میں مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ جب قریب عرش عظیم کے پہنچے عرش نے تمنا کی کہ حضرت التفات میری طرف فرمائیں نبی کریم ﷺ نے زبان حال سے جواب میں فرمایا کہ مجھ کو اپنی طرف مشغول نہ کر میں فارغ ہوں تجھ سے اور میری صفائی وقت کو مکدر نہ کر مجھ پر اور دیکھا آنحضرت ﷺ نے عرش کی طرف ایک سرسری نظر سے اور التفات نہ فرمایا اس کی طرف پس وہ رسول معظم ﷺ کہ عرش جس کی التفات فرمانے کا باہمہ عظمت و جلالت متمنی ہوا اور آنحضرت ﷺ نے التفات نہ فرمایا کہ اس کی طرف بھی توجہ اور التفات کرنا بسبب کمال صفا کی حضور ﷺ کو باعث کدورت تھا کیا امت پروری اور رحمت ہے کہ امتی آپ کا جو محبت سے درود پڑھتا ہے اور آپ کو یاد کرتا ہے اس کی طرف

خود ملتفت ہوتے ہیں اور یہ دولت عظمیٰ کہ جس کی عرش کو تمنا تھی بے مانگے درود شریف کی برکت سے ہم لوگوں کو حاصل ہوتی ہے اور اگر محبت سے درود نہ پڑھا بلکہ بطریق رسم کے بے التفاتی سے پڑھا تو بھی یہ دولت تو ضرور ہی ملے گی کہ عرض کیا جائے گا درود اس کا حضور ﷺ کی خدمت میں بذریعہ ملائکہ کے یہ بھی بڑی خوش نصیبی ہے کہ گو ہم اپنی شامت اعمال کی وجہ سے حضوری سے محروم ہیں مگر ذکر تو ہمارا محفل حضور ﷺ میں پہنچا اور جب نبی کریم ﷺ نے ہماری ہستی سے پیشتر ہماری طرف توجہ کی اور رحمت فرمائی تو جو شخص کہ ہم میں سے آنحضرت ﷺ کو یاد کرے گا اور ذکر اس کا بارگاہِ حضور ﷺ بذریعہ ملائکہ پیش ہوا کرے گا بلاشک اس کی طرف حضرت کی توجہ خاص ہوگی اور حضرت کی توجہ باعث نجات ہے۔

چنانچہ معتبر لوگوں نے روایت کیا ہے کہ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے مکہ معظمہ میں ایک شخص کو دیکھا کہ وہ ہر مقام پر بجائے ادعیہ ماثورہ کے درود شریف پڑھتا ہے پوچھا اس نے کہ اے شخص آیا تجھ کو وہ دعائیں یاد نہیں ہیں جو آنحضرت ﷺ نے ان مقامات میں پڑھنا تعلیم کی ہیں اس شخص نے کہا کون ہے تو مجھ کو درود پڑھنے کو منع کرتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں ہوں سفیان ثوری درود پڑھنے کو منع نہیں کرتا سبب پوچھتا ہوں وہ شخص آپ کے نام سے واقف تھا اور جانتا تھا کہ آپ مقتدائے دین ہیں نام سن کر پہچانا اور کہا میرا قصور معاف کیجئے کہ میں نے کلام گستاخانہ کیا میں آپ کو پہچانتا نہ تھا اور جس امر کا آپ نے مجھ سے سوال کیا وہ ایک راز ہے میرے اور میرے رسول کے درمیان میں آج تک میں نے کسی سے کہا نہیں ہے مگر اب آپ پوچھتے ہیں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ میں نے ایک بار سفر کیا باپ میرا میرے ساتھ تھا اور وہ نہایت گنہگار آدمی تھا۔ اثنائے راہ میں وہ بیمار ہوا اور مر گیا وقت مرگ کے آثار سوء خاتمہ اس پر ظاہر ہوئے رنگ

اس کا سیاہ ہو گیا اور جسم سے بدبو آنے لگی میں نے جب اس کا یہ حال دیکھا تھا اس کو دفن کر دیا تا کہ اور مسلمان اس کو اس حال میں نہ دیکھیں اور بعد دفن کے میں اس کی قبر پر روتا رہا اس وجہ سے کہ وہ اس حال میں مرا بعد تین روز کے ایک مرتبہ میں نے دیکھا کہ ایک بزرگ تشریف لائے سراپا نور خدا اور مجھ سے کہا کہ اپنے باپ کی لاش میرے سامنے لے آ میں نے عرض کی کہ حضرت وہ اس قابل نہیں ہے کہ آپ کے حضور میں حاضر کروں۔ فرمایا ہم حکم دیتے ہیں لے آ ان کی ہیبت کی وجہ سے مجھے بجز تعمیل حکم کے کچھ نہ ہو سکا فوراً میں نے باپ کی لاش کو کھود کر پیش کیا۔ انہوں نے اپنا دستِ مبارک اس کے چہرہ پر رکھا چہرۂ اس کا نورانی ہو گیا اور جسم سے خوشبو آنے لگی۔ جب وہ تشریف لے گئے تو میں نے دامن شریف پکڑ لیا اور عرض کیا کہ حضرت یہ ارشاد ہو کہ آپ کون ہیں کہ ایسے وقت مصیبت میں اس بندۂ خدا کی آپ نے اعانت کی فرمایا میں ہوں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم یہ شخص گنہگار بڑا تھا مگر اس نے ایک وظیفہ درود کا مقرر کیا تھا بغیر اس کے پڑھے شب کو نہ سوتا تھا۔ تین روز سے اس کا درود میرے پاس نہیں پہنچا کل میں نے فرشتوں سے کہا کہ فلاں شخص میرا اُمتی کبھی بغیر درود پڑھنے کے نہ سوتا تھا کیا وجہ جو تم اس کا درود کل سے نہیں لائے۔ فرشتوں نے کہا یارسول اللہ ﷺ ہم کو اللہ تعالیٰ نے قوت دی ہے کہ جو درود پڑھتا ہے ہم کو معلوم ہو جاتا ہے ہم حضور میں عرض کر دیتے ہیں کل سے اس شخص کا درود ہم کو نہیں پہنچا اب حضور اس کا حال پوچھتے ہیں ہم دریافت کر کے کل عرض کریں گے۔ آج وہ آئے اور مجھ سے کہا کہ یارسول اللہ ﷺ وہ مر گیا اور اپنے اعمال بد کے سبب سے عذاب الٰہی میں مبتلا ہے۔ مجھ کو یہ سن کر خیال آیا کہ جو شخص روز ایک مرتبہ مجھ کو یاد کرتا ہو ایسے وقت میں اس کو بھلا دوں میں نے خود اس کے واسطے تکلیف کی اور

اس کے واسطے دعا کی اللہ تعالیٰ نے میری دعا قبول فرمائی اور اس کو بخش دیا یہ حال ایک وقت درود پڑھنے والے کا تھا جو ہر وقت اس شغل میں رہے گا اس پر کیا کچھ عنایت اور رحمت حضرت کی ہوگی اور اگر ہر وقت نہ ہو سکے تو ایک وقت معین پر خواہ غیر معین پر ضرور ہر روز درود شریف پڑھنا چاہیے۔ ناغہ نہ ہو کہ یہ امر باعث تعلق آنحضرت ﷺ ہوتا ہے اور اس حدیث سے سوائے فضل درود شریف کے یہ امر بھی ثابت ہوا کہ آنحضرت ﷺ جیسا حیات دنیاوی میں سنتے تھے اور دیکھتے تھے کہ بُعد مکانی مانع حضور کی سماعت اور بصارت کو نہ تھا ویسا ہی حضرت بعد وفات شریف کے بھی سنتے اور دیکھتے ہیں۔

وفات حضرت کی مثل ہماری موت کے نہیں ہے چنانچہ اسی واسطے اللہ تعالیٰ جلشانہٗ قرآن مجید میں حال حضرت کی وفات کا جہاں مذکور کیا ہے یوں ارشاد فرمایا ہے اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ یعنی تم ایک میت ہو اور وہ سب خلق ایک میت ہیں اگر ہماری اور حضور ﷺ کی موت ایک ہی سی ہوتی تو اللہ تعالیٰ کہ خالق فصاحت ہے اور اس کلام پاک کو اس نے کمال فصاحت پر نازل کیا ہے لفظ میت کو دونوں جا نہ ارشاد کرتا یوں فرما دیتا۔ اِنَّكَ وَاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ یوں فرماتا تم سب میت ہو تاکہ کلام مختصر ہوتا اس صورت میں البتہ موافق قواعد نحو کے ہم سب خلق اور آنحضرت ﷺ ایک سی میت ہو جاتے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ہماری موت کو علیحدہ مذکور کیا اور نبی کریم ﷺ کی وفات کو علیحدہ ارشاد فرمایا اب رسول مقبول ﷺ کو نعوذ باللہ اپنا سا میت قرار دینا اللہ تعالیٰ سے مخالفت کرنا ہے۔ بلاشک رسول کریم ﷺ زندہ ہیں اپنی قبر شریف میں مضمون وفات کا صرف اس قدر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو واسطے ہدایت خلق کے اور تعلیم کرنے احکام دین کے دنیا میں ظاہر کیا تھا جب دین پورا ہو گیا آیہ کریمہ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ

عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ نازل فرمائی۔ یہ آیہ شریفہ گویا پیغام تھا کہ آپ جس کام کے واسطے تشریف لائے تھے پورا ہو گیا اب تخلیہ کیجئے آنحضرت ﷺ کہ سچے اور کامل عاشق اللہ تعالیٰ کے ہیں اور سچے عشاق کو موت پسندیدہ ہوتی ہے اس واسطے کہ غیر کا تعلق قطع ہوتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ یعنی تمنا کرو موت کی اگر سچے ہو آنحضرت ﷺ پیام الٰہی سے خوش ہوئے اور جبرئیل علیہ السلام سے فرمایا کہ مجھ کو بھی خلق سے تخلیہ کرنا منظور ہے مگر اس کی صورت کیا ہو گی۔ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر آپ کی مرضی ہو میں زندہ آپ کو آسمان پر بلا لوں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے جبرئیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں مجھ سے فرمایا ہے مَا كَانَ اللّٰهُ لِیُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِیْهِمْ یعنی اللہ نہیں ہے ایسا اے محمد جن میں تم ہو ان پر عذاب کرے اگر میں زمین سے چلا جاؤں گا تو امت مبتلائے عذاب ہو جائے گی۔ میں اُمت کو چھوڑوں گا انہی کے ساتھ زمین میں رہوں گا اور پردۂ وفات میں لقائے الٰہی کو تخلیہ میں حاصل کروں گا۔ چنانچہ صورت وفات شریف کی حسب درخواست اور مرضی نبی کریم ﷺ ظاہر ہوئی۔

حضرت ﷺ کی وفات کا مضمون اسی قدر رہے کہ دربار عام سے دربار خاص میں تشریف لے گئے۔ پہلے سب عام و خاص زیارت کرتے تھے اب فقط خواص حضوری سے مشرف ہوتے ہیں لیکن فیضان حضور تمام امت پر ویسا ہی جاری ہے اور توجہ جانب امت گنہگار ویسی ہی قائم ہے موافق عقائد اہل سنت کے کل انبیاء علیہم السلام زندہ ہیں۔ خود نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے چنانچہ روایت ہے کہ حضور ﷺ نے قصۂ اسرا میں ارشاد کیا کہ ملاقات کی میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے وہ اپنی قبر میں تلاوت کتاب اللہ کرتے تھے۔ سوال کیا گیا

آنحضرت ﷺ سے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو وفات فرمائے بہت زمانہ ہوا۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ زمین کی یہ مجال نہیں ہے کہ نبی کے جسم کو کھا سکے انبیاء جیسے حیات میں ہیں ویسے ہی بعد وفات کے رہتے ہیں اور کیا اشک ہے انبیاء علیہم السلام کی حیات میں جب اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں شہید کے حق میں فرماتا ہے۔ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ۔ یعنی نہ کہو ان کو جو اللہ کی راہ میں مارے گئے مردہ وہ زندہ ہیں تو انبیاء علیہم السلام جوان کے بھی سردار ہیں اور قطعی ان سے افضل ہیں ان کی حیات میں کیا شک ہے۔

اہل علم میں اختلاف اس بات میں البتہ ہے کہ قرارگاہ انبیاء کہاں ہے بعضے قائل ہیں کہ آسمان پر ہے اور بعضے قائل ہیں کہ زمین پر ہے اور دونوں تمسک کرتے ہیں ساتھ اس حدیث کے جو قصۂ معراج میں وارد ہے کہ ملاقات کی آنحضرت ﷺ نے کل انبیاء سے بیت المقدس میں کہ وہ سب وہاں مع الجسد حاضر تھے اور ملاقات کی آسمانوں پر بھی انبیاء سے جو آسمان پر قیام کے قائل ہیں وہ بیت المقدس میں ملاقات ہونے میں یہ تاویل کرتے ہیں کہ اس وقت انبیاء علیہم السلام بطور استقبال سید الانبیاء زمین پر تشریف لائے تھے اور جو زمین پر قیام کے قائل ہیں وہ آسمان پر ملاقات ہونے میں یہ تاویل کرتے ہیں کہ آسمان پر حضرت ﷺ سے فقط خواص انبیاء سے ملاقات ہوئی ہے۔ اس سے ثابت ہے کہ واسطے ان کے اظہار فضل کے اللہ تعالیٰ ان کو بھی آسمانوں پر لے گیا اور حسب مراتب ان کے ایک ایک آسمان پر انہوں نے علیحدہ علیحدہ نبی الانبیاء سے ملاقات کی تاکہ عظمت ان کی دوسرے انبیاء پر ثابت ہو جائے۔

حضرت شیخ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مدارج میں اسی بحث میں فرمایا ہے کہ شہداء بھی زندہ ہیں مگر انبیاء علیہم السلام کی حیات ان سے قوی تر ہے۔ تم کلامہ

اور نبی کریم ﷺ کی حیات سوائے قرآن شریف اور حدیث نبوی کے بہت سے آثار صحابہ سے بھی ثابت ہوتی ہے۔

منجملہ اس کے ایک روایت یہ ہے کہ روضۃ الاحباب میں کیفیت دفن رسول کریم ﷺ میں وارد ہے فرماتے ہیں حضرت قثم ابن عباس رضی اللہ عنہما کہ جب رکھا ہم نے حضرت ﷺ کو قبر شریف میں دعائے مغفرت امت فرماتے تھے۔ اس روایت سے حیات نبی کریم ﷺ بھی ثابت ہوئی اور اُمت پروری اور رحمت آنحضرت ﷺ بھی ظاہر ہوئی واقف کر دیا ہمارے نبی ﷺ نے اپنی رحمت سے ہم کو اس بات سے کہ تم یہ نہ سمجھنا کہ ہم جب تک دنیا میں ظاہر تھے اُس وقت تک تمہارا خیال تھا اب جو تخلیہ کیا تو تم کو بھول گئے بلکہ ظاہر کر دیا کہ جس طرح دنیا میں ہم کو تمہارا خیال تھا ویسا ہی اب بھی ہے اور جذب القلوب الی دیار المحبوب میں شیخ محقق دہلوی نے روایت کیا ہے کہ بعد وفات جناب رسالت مآب ﷺ کے ایک روز حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روضۂ مقدسہ جناب نبوت میں حاضر تھیں اور کسی شخص نے اپنے مکان میں کھونٹی گاڑی آواز اسکی روضہ منورہ میں پہنچی ام المومنین محبوبہ جناب سید المرسلین ﷺ نے خادمہ سے فرمایا کہ جا کر اس شخص سے کہہ دے کہ ابھی تھوڑے دن ہوئے ہیں آنحضرت ﷺ کی وفات کو ابھی سے تم لوگ آداب جناب رسالت مآب ﷺ کو بھول گئے۔ نہیں ڈرتے ہو اس بات سے کہ آواز کھونٹی گاڑنے کی سمع شریف میں پہنچتی ہے مبادا کہ ناگوار خاطر شریف ہو اور اسی کتاب میں لکھا ہے کہ بعد وفات جناب نبوت کے سیدنا و مولانا علی مرتضیٰ علیہ السلام نے اپنے حجرہ سے دروازہ نکال ڈالا اور اس کی جگہ پردہ کپڑے کا قائم کیا۔

ایک شخص نے سوال کیا جناب امیر سے کہ آپ نے دروازہ حجرہ کا کیوں

نکال ڈالا فرمایا آپ نے کہ قریب اس مقام کے اللہ کا محبوب استراحت فرماتا ہے ڈر ہے اس سے کہ مبادا آواز دروازہ کھلنے کی سمع شریف میں پہنچے اور خاطر نازک پر گراں ہو اس واسطے میں نے دروازہ نکال ڈالا اب سمجھ لینا چاہیے کہ حضرات صحابہ کے ساتھ سننے والا جانتے تھے۔ آنحضرت ﷺ کو اب کوئی یہ خیال کرے کہ آخر عالم ظہور دنیا میں بھی آنحضرت ﷺ حضرت جناب امیر کے حجرہ کے قریب تشریف رکھتے تھے۔ اس وقت کیوں نہ جناب امیر نے دروازہ نکالا جواب اس کا یہ ہے کہ ظہور جناب رسالت عالم دنیا میں دربار عام تھا۔ آنحضرت ﷺ کا جس وقت حاکم رعایا پر دربار عام کرتا ہے اس وقت ہر ایک مقرب عرض معروض کر لیتا ہے اور جب وہی حاکم تخلیہ کرتا ہے واسطے اپنی آسائش کے اس وقت ہر شخص مقرب بھی ڈرتا ہے۔ عرض وغیرہ کرنے سے کہ اس وقت مزاج سلطان آسائش اور لذائذ کی طرف متوجہ ہوتا ہے اسی وجہ سے وقت تخلیہ جناب رسول کریم ﷺ کے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین زیادہ تر لحاظ آداب حضور ﷺ کا کرتے تھے چنانچہ مروی ہے کہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے عہد خلافت میں درہ اپنے پاس رکھتے تھے جب کوئی شخص باآواز بلند مسجد نبوی میں کلام کرتا تھا آپ دُرہ سے مارتے تھے اور فرماتے تھے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ یعنی نہ بلند کرو اپنی آوازوں کو آواز نبی پر اور نیز اثبات جناب رسول کریم ﷺ میں۔

ایک روایت مدارج وغیرہ معتبر کتابوں میں لکھی ہے کہ سعید ابن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کہ اجلہ تابعین اور فقہائے مدینہ سے ہیں فرماتے ہیں کہ جب لشکر یزید پلید علیہ ما یستحقہ بعد شہادت ابن رسول اللہ ﷺ مدینہ طیبہ میں پہنچا اور اس شہر پاک کو کہ صدہا حدیث جس کے فضل میں وارد ہیں غارت کیا اور صحابہ رسول

اللہ ﷺ کو دو دن حرم نبوی کے اُن ظالماں بیدین نے قتل کیا چنانچہ اہل تاریخ لکھا ہے کہ حرم شریف کے نابدانوں سے خون صحابہ کرام بہتا تھا۔ جس قدر اہل حرم باقی رہے تھے وہ حفظ جان کے واسطے نکل گئے غداروں نے دیارِ حبیب کریم ﷺ پر قبضہ کیا اور حرم نبوی کے ساتھ بہت بے ادبیاں کیں غضب کرے اللہ تعالیٰ اُن پر حضرت سعید فرماتے ہیں کہ میں نابینا تھا کہیں جا نہ سکا سخت پریشان ہوا آخرکار خیال میں آیا کہ روضۂ مقدسہ نبی کریم ﷺ میں کہ دارین میں ہمارا ملجا ہے پناہ لینا چاہیے اور میں نے روضہ شریف میں پناہ لی مگر مجھ کو خیال اس بات کا تھا کہ یہ لوگ جو اس وقت قابض اور متصرف ہیں غدار اور دشمن خدا ہیں ان کو نماز سے کیا کام اور میں نابینا ہوں نماز کے وقت کو کیونکر پہچانوں گا میں اسی فکر میں تھا کہ نماز کا وقت آیا سنا میں نے کہ حضرت ﷺ نے قبر شریف میں اذان کہی اور اقامت فرما کر ارکان نماز ادا فرمائے پھر میں نے بھی نماز پڑھی تین شب و روز۔

راوی کہتے ہیں کہ میں روضۂ مقدسہ میں پناہ گزین رہا نماز پنجگانہ کے وقت ہر روز اسی طرح میں آواز آنحضرت ﷺ کے اذان اور اقامت کی سنتا تھا اور اس کے موافق نماز پڑھتا تھا کوئی شک نہیں ہے کہ نبی کریم ﷺ قبر شریف میں زندہ ہیں اور سنتے ہیں اور دیکھتے ہیں اور کیوں کر شان رسول کریم ﷺ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے خطاب میں فرماتا ہے۔ وَلَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰی یعنی تمہارا آخر اول سے اچھا ہے۔

بعض مفسرین نے آخر سے مراد عالم آخرت لیا ہے اور اول سے دنیا اور وہ فرماتے ہیں کہ یہ عالم چونکہ تنگ ہے اور فضائل اور کمالات نبی کریم ﷺ نامحدود پس اس عالم میں ان کا ظہور کامل طور پر نہیں ہو سکتا تھا لہٰذا اللہ تعالیٰ جلشانہ نے ظہور اس کا کما حقہ عالم آخرت کے واسطے اٹھا رکھا ہے کہ وہ عالم شرح

اور بسط کا ہے ایسا کہ اللہ تعالیٰ کی لقا اس وقت حاصل ہوگی پس اسی وقت میں فضائل اور کمالات آنحضرت ﷺ کما حقہ ظاہر ہوں گے اور بڑائی آنحضرت ﷺ کی تمام خلق کو معلوم ہوگی اور بعضے مفسرین فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ پر اللہ کا فضل بے حد ہوگا۔ كَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا اس پر شاہد ہے اور عطائے الٰہی بھی نسبت آنحضرت ﷺ کے لئے انتہا ہے۔ آیہ کریمہ اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ اس مدعا کو ثابت کرتی ہے۔

پس جب فضل اور عطائے الٰہی دونوں بے حد ہوئے تو ہر لحظہ اور ہر ساعت نبی کریم ﷺ کو ترقی ہے اور مدارج رفعت نبی کریم ﷺ بڑھتے جاتے ہیں اس صورت میں ہر ساعت جو گزر جاتی ہے ساعت آئندہ کہ ساعت گذشتہ کی نسبت سے آخر ہے آنحضرت ﷺ کے حق میں بہتر ہے۔ پس جو معنی اس آیہ شریف کے لئے جائیں اس سے یہ امر قطعی طور سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کو ترقی ہے ہر صفت میں نہ کمی پس بالیقین وفات شریف سے آنحضرت ﷺ کا کچھ گھٹ نہیں سکتا بلکہ بڑھنا چاہیے اور نبی کریم ﷺ حیات دنیا میں سنتے تھے۔ وہ جسے ہم لوگ سن نہیں سکتے اور دیکھتے تھے وہ جسے ہم دیکھ نہیں سکتے سنتے تھے۔

آپ اطیط ساوات اور دیکھتے تھے قریب اور بعید ایک ساتھ اب اس میں بھی ترقی ہونا چاہیے۔ اسی وجہ سے فرمایا ہے نبی کریم ﷺ نے کہ سنتا ہوں میں صلوٰۃ اہل محبت کو اور ان کو بھیجتا ہوں اور جس طرح سے آنحضرت ﷺ سنتے ہیں صلوٰۃ اہل محبت کو اسی طرح سنتے ہیں اہل خلوص کی عرض حاجت کو اور ان کی اعانت فرماتے ہیں اور حضرت سے اعانت طلب کرنا اور نبی کریم ﷺ کا اعانت کرنا دعا سے بحضور جناب احدیت کتاب اللہ سے ثابت ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ○

یعنی جب گناہ ہو مسلمانوں سے اور آئیں تمہارے پاس اور استغفار کریں خود اور دعائے مغفرت کرے ان کے واسطے ان کا رسول تو البتہ پائیں گے اللہ کو توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا اس آیہ شریفہ میں صراحتہً اللہ تعالیٰ نے ہم کو جھکایا نبی کریم ﷺ کی طرف کہ حکم فرمایا وقت صدور گناہ کے حاضر ہو رسول کے پاس اور اس سے دعائے مغفرت کراؤ تو ہم بخشیں۔

پس اب وہ لوگ جو اللہ کے حضور میں وسیلہ رسول پیش کرنے سے انکار کرتے ہیں اور یہ حجت لاتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ خود سنتا اور دیکھتا ہے تو ہم کو اس کے حضور میں وسیلہ کرنے کی کیا ضرورت ہے ذرا غور کریں یہ قیاس کرنا ہے بمقابلہ نص کے اور یہ کفر ہے اور اول ایسا قول شیطان نے کہا ہے جب اللہ تعالیٰ نے حکم دیا حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا تو اس نے اس حکم کو نہ مانا اور قیاس کیا کہ میں آدم سے اچھا ہوں کہ اس کو مٹی سے بنایا اور میں آگ سے بنا ہوں پس ایسے قیاس نے اس کو ملعون کیا نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ۔

خدا پرستی اسی کا نام ہے کہ جو اللہ تعالیٰ حکم دے اس کو بندہ بجا لائے اللہ تعالیٰ نے ہم کو بیت اللہ کی سمت کہ ایک مکان پتھر اور چونا کا بنا ہے سجدہ کرنے کا حکم دیا اگر کوئی اس حکم کو نہ مانے قطعی کافر ہے اور اگر کعبہ کو معبود جان کر سجدہ کرے تو بھی مشرک ہے خدا پرستی کیا ہے کہ کعبہ کو سجدہ کرے یہ سمجھ کر اللہ کا سجدہ کرتا ہوں اس کے حکم سے کعبہ کی سمت پر اسی طرح نبی کریم ﷺ سے اعانت طلب کرنا اور آپ کو وسیلہ کرنا جناب الٰہی میں یہ سمجھ کر چاہیے کہ اس کا حکم ہے ورنہ وہ قادر ہے۔ بلا وسیلہ دینے پر تو صحاب رسول اللہ ﷺ جس وقت سنے کہ آ

کریمہ وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا نازل ہوئی تھی وقت صدور گناہ کے حضرت کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر آپ سے دعا کراتے تھے اور حضرت ﷺ دعا فرماتے تھے اور ان کی تسکین کر دیتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے میری دعا قبول کی اور گناہ تمہارا بخش دیا۔ شیخ محدث دہلوی نے فرمایا ہے کہ تفسیر مدارک میں اسی آیہ کریمہ کے تحت میں لکھا ہے کہ ایک اعرابی مسجد شریف حضرت نبویہ میں حاضر ہوا اور روضہ مطہرہ کے سامنے اس نے کھڑے ہو کر موافق آداب زیارت کے سلام بحضور جناب رسالت ﷺ پیش کیا اور بعد سلام کے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور آیہ وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَھُمْ آخر تک پڑھی اور بعد اس کے کہا کہ مجھ سے گناہ ہوا ہے اس واسطے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں کہ آپ دعائے مغفرت کریں اور یہ شعر پڑھے:

یاخیر من دفنت فی التراب عظمة	فطاب من طیبھن القاع والاکم
نفسی فداء القبر انت ساکنه	فیھا العفاف وفیھا الجودا الکرم

چونکہ وہ محبت میں سچا تھا اور عقیدہ میں پکا یہ عرض کرتے ہی بے اختیار رو دیا یہاں تک کہ روتے روتے گر پڑا اس کا گرنا کہ دریائے رحمت محمدی ﷺ جوش میں آیا اور روضۂ مقدسہ میں سے آواز آئی کہ اے شخص میں نے تیرے واسطے دعا کی اور اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی اور گناہ تیرے بخش دیئے سب حاضرین مسجد نے یہ آواز سنی مبارک ہو ہم کو اے گروہ اہل اسلام کہ ہمارے سردار آج تک ہماری طرف کمال رحمت سے متوجہ ہیں اور دروازے آپ کے فیض کے امت پر کھلے ہیں ادھر سے عنایت میں اور دینے میں کمی نہیں ہے مگر صد حیف کہ ہم کو مانگنا نہیں آتا اور ہم سے متوجہ نہیں ہوا جاتا۔ آنحضرت ﷺ تو وہ رحمۃ للعالمین ہیں اور ایسے کریم ہیں کہ طالب کو محروم چھوڑتے ہی نہیں اور نہ سائل کے سوال کو رد کرتے ہیں

ایک چوب خشک آپ کی درد جدائی سے جو رویا فوراً آنحضرت ﷺ نے اپنے فیضان سے اس کو مالا مال کر دیا چنانچہ روایت ہے کہ مسجد شریف میں محراب النبی کے متصل ایک ستون تھا چوب خشک کا نبی کریم ﷺ اس سے تکیہ لگا کر خطبہ پڑھتے تھے اور وعظ فرماتے تھے۔ صحابہ نے کہ دل و جان سے عاشق تھے۔ آنحضرت ﷺ کے باہم مشورہ کیا کہ حضرت کو کھڑے ہو کر وعظ فرمانے میں تکلیف ہوتی ہے ایسی تدبیر ہو کہ حضرت کو تکلیف بھی کھڑے ہونے کی نہ ہو اور ہم بھی زیارت سے مشرف ہوں۔ الغرض منبر شریف بنایا اور مسجد شریف میں رکھا۔ حضور ﷺ نے منبر پر جلوس فرمایا اور بیان وعظ اور نصائح میں مشغول ہوئے ناگاہ وہ ستون کہ برکت مجاورت نبی مختار سے مرتبہ محبت میں انسانوں پر شرف لے گیا تھا غم فراق آنحضرت ﷺ سے رو دیا۔

استنِ حنانہ از ہجرِ رسول　　نالہ میکرد ہم چو اربابِ عقول
درمیانِ مجلسِ وعظ آنچناں　　کز وے آگہ گشت ہم پیرو جواں
درتحیر ماندہ اصحابِ رسول　　کز چہ می نالد ستوں باعرض وطول

نبی کریم ﷺ فرط رحمت سے اُس دلخستہ کی گریہ وزاری ملاحظہ فرما کر منبر پر سے اُٹھے کمال شفقت سے اس نوحہ گر سے فرمایا:

گفت پیغمبر چہ خواہی اے ستون　　گفت جانم از فراقت گشت خون
از فراقِ تو مراچوں سوخت جان　　چوں نہ نالم بے تو اے جان جہان
مسندت من بودم از من تافتی　　برسرِ منبر تو مسند ساختی

جواب میں اس کے حضور ﷺ نے ارشاد کیا کہ اگر تجھ کو منظور ہو تو اللہ تعالیٰ تجھ کو ایک درخت کر دے کہ تمام عالم تجھ سے نفع اٹھائے اور اگر تیری مرضی ہو تو اللہ تعالیٰ تجھ کو جنت کا ایک درخت کر دے تاکہ ابد تک تو سرسبز رہے اس

ستون کو فیضان جناب رسالت ﷺ سے وہ عقل کامل عطا ہوئی تھی کہ اس نے عرض کیا:

گفت آں خواہم کہ دایم شد بقاش — بشنو اے غافل کم از چوبے مباش

پس آنحضرت ﷺ نے جب عرض اس کی سنی کہ یہ دلدادہ ہمت عالی سے وہ چاہتا ہے جس کو دائمی بقا ہے فوراً مسجد شریف میں محراب النبی کی پشت پر اس کو دفن کر دیا اور اس سے وعدہ کر لیا کہ قیامت کے روز میری امت کے انسانوں میں تیرا حشر ہوگا اور اپنے ساتھ تجھ کو جنت میں لے جاؤں گا۔

مروی ہے کہ حضرت امام الائمہ حسن بصری رضی اللہ عنہ اکثر اپنی محفل وعظ میں اس روایت کو فرماتے تھے اور وقت بیان کے روتے تھے اور مسلمانوں سے کہتے تھے کہ اے لوگو! محبت رسول اللہ ﷺ میں ایک چوب خشک سے تو کم نہ ہو اے عاشقان جمال احمدی ﷺ خیال کرو جس کریم نے چوب خشک کے سوال کو رد نہ کیا اور مرتبہ انسانیت کاملہ اپنے فضل سے اس کو دے دیا اگر ہم انسان ہو کر اس سے مانگیں گے تو کیونکر محروم رہیں گے اور عرض حاجت اپنے آقا سے نہ کرنا بھی ایک سخت محرومی ہے گو وہ خلوص اور محبت نہ ہو تاہم حضور میں عرض تو کرنا چاہیے۔ اشعار:

یا حبیب الالٰہ خذ بیدی — ما لعجزی سواک مستندی

استعینوا لعاجز مضطر — شمروا ذیلکم الی المدد

دیکھتے جلوۂ دیدار کو آتے جاتے — گلِ نظارہ کو آنکھوں سے اٹھاتے جاتے

دشت یثرب میں تیرے ناقہ کے پیچھے پیچھے — دھجیاں جیب گریباں کی اڑاتے جاتے

کافی کشتۂ دیدار کو زندہ کرتے — لب اعجاز اگر آپ ہلاتے جاتے

اور ذات بابرکات جناب سرور کائنات ﷺ کو اللہ کے حضور میں وسیلہ کرنے سے قرب الٰہی بلاشبہ حاصل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جلشانہ قرآن مجید میں

فرماتا ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ ابْتَغُوْۤا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ وَ جَاهِدُوْا فِیْ سَبِیْلِهٖ

ترجمہ: اے ایمان والو تقویٰ کرو اور ڈھونڈو اللہ کی طرف وسیلہ اور جہد کرو اللہ کی راہ میں وسیلہ سے مراد ایمان نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ مخاطبین میں موجود تھا اس کے ڈھونڈنے کی کیا حاجت ہے اور عبادت بھی وسیلہ نہیں ہو سکتی کیونکہ اتقوا موجود ہے اور اس پر وابتغوا الیہ الوسیلۃ کو عطف کیا جو موافق قاعدۂ نحو کے معطوف اور معطوف الیہ ذات میں جدا ہوتے ہیں اور حکم میں ایک پس اب تقویٰ وسیلہ نہیں ہو سکتا اور جہد فی سبیل اللہ بھی اسی قاعدہ سے وسیلہ نہیں ہو سکتا اس صورت میں وسیلہ سے مراد تعلق کرنا ہے ذات کامل الصفات سید موجودات سے کہ وہ وسیلہ ہے اللہ سے تعلق حاصل ہونے کا جیسا کہ علمائے محققین نے اس کے معنی میں فرمایا ہے اور بعضے لوگ جو مراتب سید الانبیاء سے واقف نہیں ہیں۔ وہ آنحضرت ﷺ کو وسیلہ کرنے سے انکار کرتے ہیں اور یہ دلیل لاتے ہیں کہ کفار بھی اپنے باطل معبودوں کو خالق نہیں سمجھتے تھے بلکہ کہتے تھے کہ وہ ہمارے شفیع اور وسیلہ ہیں۔ حضور خالق میں اور اسی سبب سے وہ کافر ہوئے اور ان کے اس قول کی اللہ تعالیٰ نے کلام قدیم میں جابجا خبر دی ہے جواب اس کا یہ ہے کہ حضور جناب احدیت میں شفیع اور وسیلہ ہونا انبیاء علیہم السلام کی شان ہے جو اللہ کے خاص و برگزیدہ بندہ ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کو ہماری ہدایت کا وسیلہ خود کیا ہے بمقتضائے اپنی حکمت بالغہ کے ورنہ وہ خود قادر ہے۔ بلا وسیلہ انبیاء ہدایت کرنے پر پس وسیلہ اور شفیع ہونا بحضور جناب ایزدی صفات انبیاء علیہم السلام اور متبعین اور متعلقین خاص انبیاء سے ہے صفات کو جو مقربین خاص حضرت الوہیت کے واسطے سزاوار ہیں چونکہ کفار نے اپنے باطل معبودوں کی نسبت کہ اعداللہ ہیں بے محل اعتقاد کیا لہٰذا اس بے ادبی

نے ان کو کافر کیا اسی طرح بہت سے امور ہیں کہ غیر خدا کے ساتھ وہ امر کرنے سے کفر کا اطلاق کتاب اللہ میں وارد ہے اور وہ ہی امر نسبت نبی کے کرنا خود قرآن مجید سے ثابت ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ جلشانہ نے قرآن مجید میں غیر خدا کو ولی ٹھہرانے کو کفر میں داخل کیا ہے اور باوجود اس کے اسی کتاب میں فرمایا۔ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ یعنی تمہارا ولی اللہ ہے اور اللہ کا رسول پس اب ثابت ہو گیا کہ نبی غیر خدا نہیں ہے بلکہ بسبب قرب اور نیابت خدا کے وہ مرتبہ نبی کو حاصل ہے کہ جو فعل اس کے ساتھ کیا جائے گا وہ بعینہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کر جائے گا۔

اللہ تعالیٰ خود آیۂ بیعت میں اپنے حبیب کریم ﷺ کے خطاب میں فرماتا ہے۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُاللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ یعنی جس نے تمہاری بیعت کی اے محمد (ﷺ) اس نے اللہ ہی کی بیعت کی۔ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے ان کے ہاتھوں پر جب رسول کریم ﷺ کو اس درجہ تقرب الٰہی حاصل ہے کہ حضور ﷺ کی بیعت کو اللہ تعالیٰ اپنی بیعت فرماتا ہے اور آپ کے دست مبارک کو اپنا ہاتھ ارشاد کرتا ہے تو اب استعانت نبی کریم ﷺ سے کرنا اور حضور ﷺ کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنا کیونکر منع ہو سکتا ہے اس دلیل سے کہ یہی فعل کفار اپنے باطل معبودوں کے ساتھ کرتے تھے۔ مصرعہ۔ بہ بیں تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا۔ کہاں وہ دشمن خدا کے اور کہاں یہ محبوب اللہ تعالیٰ کے دونوں کے واسطے ایک حکم نہیں ہو سکتا اور دلیل واضح اس مدعا پر حدیث جناب رسالت اور آثار صحابہ ہیں جو کتب معتبرہ حدیث میں مروی ہیں کہ ان سے نبی اور مقربان نبی کو جناب الٰہی میں وسیلہ کرنا ثابت ہے۔

چنانچہ منجملہ اس کے دو ایک روایتیں بیان کی جاتی ہیں اور اسی قدر واسطے ثبوت مدعا کے اہل انصاف کے نزدیک کافی اور وافی ہے چونکہ منکران شفاعت

شفیع المذنبین و وسیلۂ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم متبع ہیں شیخ نجد کے لہٰذا ان کی تردید کے واسطے وہ ہی حدیث بیان کی جاتی ہے جو علما خیر البلاد مکہ معظمہ زادھا اللہ شرفاً وتعظیماً نے رسالہ تردید اقوال باطل شیخ نجد میں تحریر فرمائی ہے اور روضۃ الاحباب میں وقت حاجت کے آنحضرت ﷺ کی طرف توجہ کرنے کے اثبات میں لکھی ہے اور وہ یہ ہے کہ مروی ہے حضرت عثمان ابن حنیف رضی اللہ عنہ سے کہ ایک روز ایک نابینا حضرت رسول مقبول ﷺ کے حضور میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ میں چاہتا ہوں کہ آپ کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ مجھ کو بینا کر دے پس نبی کریم ﷺ نے ان کی عرض کو قبول کی اور ارشاد فرمایا کہ جا کر وضو کر اور دو رکعت نماز پڑھ اور یہ دعا مانگ:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ یَامُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَجَّهُ بِكَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ هٰذِهٖ لِتَقْضِیَ لِیْ اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ لِیْ۔

مطلب اس دعا کا صاف یہ ہے کہ اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور متوجہ ہوتا ہوں تیری طرف بوسیلہ تیرے نبی محمد ﷺ کے جو نبی رحمت ہیں اور یا محمد ﷺ میں آپ کو ذریعہ اور وسیلہ کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے حضور میں اپنی اس حاجت کے واسطے کہ اللہ تعالیٰ اس کو پورا کرے۔

راوی کہتے ہیں کہ وہ شخص باہر گیا اور ہنوز ہم لوگ مجلس سے متفرق نہ ہوئے تھے اور محفل دراز ہونے نہ پائی تھی کہ وہ نابینا حاضر ہوا۔ ان کی دونوں آنکھیں روشن تھیں۔ گویا کہ کوئی عارضہ ہی اُن کی آنکھوں میں نہ تھا اس روایت صحیحہ سے آنحضرت ﷺ کو اللہ تعالیٰ کے حضور میں وسیلہ کرنا اور آنحضرت ﷺ سے اعانت چاہنا دونوں امر کما حقہ ثابت ہو گئے۔ اب انکار اس کا کرنا اللہ اور رسول کے حکم سے منکر ہونا اور انحراف کرنا ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک۔

اللہ تعالیٰ نے ایسے ہی لوگوں کی نسبت میں فرمایا ہے۔

وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا۔ یعنی جس نے عصیان کیا اللہ کا اور اس کے رسول کا پس تحقیق گمراہ ہو گیا کھلی ہوئی گمراہی کر کے اور اسی امر کی مثبت ایک حدیث صحیح بخاری شریف کی کتاب الصلوٰۃ باب استقا میں مروی ہے اور وہ یہ ہے کہ سیدنا حضرت فاروق رضی اللہ عنہ واسطے نماز استسقا کے باہر نکلے اور حضرت سیدنا عباس ابن عبدالمطلب عم رسول اللہ ﷺ کو آپ نے آگے کیا اور دعا کی کہ اے اللہ جب ہم پر کچھ بلا نازل ہوتی تھی تو ہم تیرے حضور میں وسیلہ کرتے تھے۔ تیرے رسول کریم ﷺ کو اب چونکہ آپ نے پردہ کیا لہٰذا اب ہم عم مکرم آنحضرت ﷺ کو تیرے حضور میں وسیلہ کرتے ہیں کہ اس وسیلہ سے بارش رحمت فرما خلیفۂ رسول اللہ ﷺ کے اس فعل سے یہ امر بھی ثابت ہو گیا کہ جو مقربین جناب رسالت ہیں ان کو بھی اللہ تعالیٰ کے حضور میں وسیلہ کرنا درست ہے چہ جائے ذات پاک جناب رسالت ﷺ اور یہ مضمون بھی ثابت ہوا کہ حضرت خلفائے نبی کریم ﷺ کو کس قدر حفظ مراتب اہل قرابت رسول مقبول ﷺ تھا اور کیسا ان کو معظم جانتے تھے اور کس درجہ ان کا آداب کرتے تھے۔ کوئی شک نہیں کہ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کو سیدنا عباس رضی اللہ عنہ پر ہر طرح سے فضل تھا مگر چونکہ ایک فضل جزئی قرابت قریبہ نبی کریم ﷺ ان کو حاصل تھا لہٰذا ان کو وسیلہ کیا۔ پس اب ہم لوگوں کو امت محمدی کے اولیاء اللہ کو کہ ہر طرح سے ہم پر فضل رکھتے ہیں اور قربت نبی کریم ﷺ صوری اور معنوی ان کو حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور میں وسیلہ کرنا سنت ہوا اس واسطے کہ سنت خلیفہ عین سنت حضرت نبوت ہے۔ بموائے حدیث شریف علیکم بسنتی وسنۃ خلفاء الراشدین اور فرمایا ہے بعض اولیاء اللہ نے اسی بحث میں کہ جب ہم کو اللہ تعالیٰ نے اپنی ہستی میں حضرت ﷺ کا محتاج

کیا یعنی نور آنحضرت ﷺ سے ہم کو خلق کیا تو اب بلاوسیلہ رسول کریم ﷺ ہرگز کوئی مرتبہ اللہ کے قرب کا ہم کو حاصل نہیں ہو سکتا اور یہی تعلیم فرمایا ہے انبیاء علیہم السلام نے چنانچہ مروی ہے کہ سیدنا آدم علیہ السلام نے وقت وفات شریف کے وصیت کی تھی حضرت شیث علیہ السلام کو کہ اے شیث علیہ السلام اپنی اولاد سے وصیت کرنا کہ جس کسی کو اللہ کے ساتھ محبت کرنا منظور ہو وہ محمد ﷺ سے محبت کرے بغیر اس وسیلہ کے اللہ کی محبت حاصل نہیں ہوسکتی چنانچہ اسی کے مطابق تمام انبیاء علیہم السلام اپنی امتوں کو نصیحت فرماتے رہے اور مدارج النبوت میں ہے کہ وحی کی اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام پر کہ اے موسیٰ دوست رکھتا ہے تو کہ میں ایسی چیز تجھ کو تعلیم کروں کہ جس کی وجہ سے تجھ کو میرا ایسا قرب حاصل ہو جیسا وقت کلام کرنے کے لفظ کو زبان سے قرب ہوتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام چونکہ اللہ تعالیٰ کے سچے عاشقوں میں تھے عرض کی کہ اے اللہ جلد مجھ کو وہ چیز تعلیم فرما ارشاد ہوا کہ دس مرتبہ ہمارے حبیب محمد رسول اللہ ﷺ پر درود پڑھو تو یہ مرتبہ قرب عنایت کریں۔ جب انبیاء علیہم السلام کو وسیلۂ آنحضرت ﷺ کی ضرورت ہے تو ہم کو بدرجۂ اولیٰ ہے ہمارا تو ایمان بھی ہے آنحضرت ﷺ کے وسیلہ کے نہیں ہوتا ہے اگر کوئی کرور ہا مرتبہ لا الہ الا اللہ کہے گا تو مومن نہ ہوگا سب کفار بھی اس کے قائل ہیں جب تک محمد رسول اللہ کو ساتھ تصدیق دل کے زبان سے نہ کہے گا۔

مدارج میں مروی ہے حضرت الوہیت نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ اگر کوئی میری وحدانیت کا قائل ہو اور انکار کرے احمد ﷺ کی رسالت کا وہ جہنمی ہے اور حضور ﷺ کی ذات پاک ایسی وسیلۂ فلاح اور نجات ہے کہ آپ کے نام شریف کی برکت سے لوگ عذاب خدا سے رہائی پائیں گے۔ آخرت میں اور فلاح پاتے ہیں اور برکت حاصل کرتے ہیں دنیا میں۔

چنانچہ مروی ہے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے کہ جس گھر میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کا آدمی رہتا ہے اس گھر میں رحمت اور برکت ہوتی ہے اور جس دستر خوان پر محمد کے نام کا آدمی کھانا کھاتا ہے اس کھانے میں اللہ تعالیٰ برکت کرتا ہے اور جس لشکر میں اس نام کا آدمی ہوتا ہے اس لشکر کو اللہ تعالیٰ نصرت دیتا ہے۔

اور حدیث میں مروی ہے کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کی طرف سے ندا ہوگی کہ آج کے دن جو لوگ کہ موسوم ہیں ساتھ اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور احمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل حشر سے علیحدہ ہو جائیں اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے عہد کیا ہے اپنے نفس سے کہ جس کے نام میں یہ اسم ہوں گے اللہ تعالیٰ اس پر عذاب نہ کرے گا۔

اور ایک روایت میں ہے کہ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دو شخص ہوں گے میری امت سے قیامت کے دن کہ ان کے نامۂ اعمال میں کوئی نیکی نہ ہوگی اور اللہ تعالیٰ ان کو حکم دے گا کہ جنت میں داخل ہو وہ عرض کریں گے کہ اے اللہ تو نے اپنے فضل اور کرم سے ہم کو بخشا حالانکہ ہمارے نامۂ اعمال میں کوئی نیکی نہ تھی لیکن یہ تو ارشاد فرما کہ یہ کس کی جزا ہے۔ ارشاد ہوگا کہ تمہارے نام میں لفظ محمد داخل تھا اور ہم نے عہد کیا ہے اپنے نفس سے کہ جو اس نام کے ساتھ موسوم ہوگا اس پر عذاب نہ کریں گے لہٰذا تم کو چھوڑ دیا اسی سے صاحب قصیدہ بردہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

فان لی ذمۃ منہ بتسمیتی
محمد او ھوا وفی الخلق بالذمم

یعنی میرے واسطے ذمہ داری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے بسبب موسوم ہونے کے ساتھ اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اور وہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہت بڑے وفا کرنے والے عہد کے ہیں تمام خلق سے پس جب نام شریف وسیلہ نجات ہے تو ذات

پاک حضرت نبوت کے وسیلہ نجات ہونے میں کیا شک ہے بقول مولانا جامی:

چونام اینست نام آورچہ باشد
مکرم تر بود از ہرچہ باشد

اور جس طرح ہے کہ نام شریف وسیلہ ہے حصول فلاح اور نجات کا دارین میں اسی طرح محبت رسول کریم ﷺ کی تقرب حاصل کرنے کا سبب ہے قدیم سے چنانچہ مروی ہے کہ سیدنا آدم علیہ السلام کی اولاد میں ایک شخص تھا بڑا فاسق اور بدکار اس کی بدافعالی کی وجہ سے حضرت شیث علیہ السلام نے اس کو اپنے گھوڑے کا چاکر مقرر کیا تھا جب وہ مرگیا۔ حضرت شیث علیہ السلام پر وحی ہوئی کہ تمہارے اصطبل میں ہمارا ایک دوست مرگیا ہے اس کی تجہیز اور تکفین اچھی طرح سے کرو جب حضرت شیث علیہ السلام بامر الٰہی وہاں گئے تو دیکھا کہ وہ شخص مرگیا ہے اور جبرئیل علیہ السلام اس کو گود میں لیے بیٹھے ہیں۔ پوچھا حضرت شیث علیہ السلام نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے کہ یہ شخص تو بڑا بدکار تھا یہ مرتبہ اس کو کیونکر ملا۔ انہوں نے کہا کہ میں اس راز سے واقف نہیں ہوں مجھ کو بھی حکم ہوا کہ فلاں مقام پر میرا ایک دوست مرگیا ہے اس کی لاش کی حفاظت کرنے کے واسطے تعمیل حکم کے حاضر ہوا۔ الغرض حضرت شیث علیہ السلام نے اس کی تجہیز اور تکفین کے بعد وقت خاص میں جناب الٰہی سے عرض کیا کہ تو نے فلاں بندے کو باوجود اس درجہ گنہگار ہونے کے یہ مرتبہ قرب کیونکر دیا ارشاد ہوا کہ اے شیث (علیہ السلام) گو یہ بدکار تھا لیکن ایک مرتبہ اس نے حضرت آدم علیہ السلام کی زبان سے فضائل ہمارے حبیب محمد رسول اللہ ﷺ کے سنے تھے ان کے ساتھ اس کو محبت ہوگئی تھی اس وجہ سے یہ مرتبہ اس کو ہم نے دیا۔

اور کتب حدیث میں مروی ہے کہ ایک صحابی رسول اللہ ﷺ کے بڑے

عاشق کامل تھے وہ نہایت درجہ ضعیف ہو گئے تھے اور رنگ ان کا زرد ہو گیا تھا۔ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے ان سے پوچھا کہ کیا کچھ تو علیل ہے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ نہیں فرمایا پھر اس قدر نحیف کیوں ہے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ حال میرا یہ ہے کہ جب آپ کے حضور سے جدا ہوتا ہوں تو دل میرا مضطرب ہوتا ہے جہاں تک ممکن ہوتا ہے دل کو بہلاتا ہوں اور جب تسکین نہیں ہوتی تو حاضر ہو کر آپ کو دیکھ لیتا ہوں اب چند روز سے یہ خیال مجھ کو پیدا ہوا ہے کہ دنیا عالم فانی ہے یہاں کسی کو بقا نہیں حضور بھی ایک روز پردہ کریں گے اور میں بھی مروں گا اگر اس عالم میں اللہ تعالیٰ نے مجھ کو بخش بھی دیا تو میں مقام امت میں ہوں گا اور آپ مقام محبوبیت میں۔ وہاں کیونکر آپ کو دیکھوں گا۔ یہ خیال مجھ کو ہلاک کیے دیتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد کیا انت مع من احببت تو اس کے ہمراہ ہو گا جس سے محبت رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسی وقت قرآن مجید میں یہ آیۂ کریمہ نازل فرمائی۔

أُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا۔

یعنی یہ لوگ ساتھی ہیں ان لوگوں کے جن پر اللہ تعالیٰ نے نعمت کی ہے انبیاء اور صدیقین اور شہدا اور صالحین سے اور اچھے ہیں یہ لوگ ازروے رفیق کے دیکھو محبان نبی کریم ﷺ کی کس طرح اللہ تعالیٰ دلجوئی کرتا ہے اور کیسے مراتب اعلیٰ ان کے واسطے ثابت فرماتا ہے اور ایک حدیث میں ہے کہ ایک صحابی نے جناب رحمۃ للعالمین ﷺ سے پوچھا کہ یا نبی اللہ قیامت کب ہو گی حضرت نے فرمایا کہ کیا توشہ تم نے جمع کیا ہے۔ قیامت کے واسطے جو قیامت کو پوچھتے ہو۔ عرض کیا انہوں نے یارسول اللہ ﷺ میرے پاس کوئی توشہ نہیں ہے بجز اس کے کہ اللہ اور

اس کے رسول کے ساتھ محبت رکھتا ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے جواب میں فرمایا المرء مع من احب آدمی اس کے ساتھ ہے جس کے ساتھ اس کو محبت ہے۔ پس محبت نبی کریم ﷺ وہ دولت عظمٰی ہے کہ جس کے وسیلہ سے اللہ اور رسول کا قرب حاصل ہوتا ہے اس سے بڑھ کر اور کیا نعمت ہوگی اور جو فعل کہ محبت رسول اللہ ﷺ سے آدمی کرتا ہے وہ فعل بھی باعث نجات ہوتا ہے۔

چنانچہ کہا ہے شیخ القراء حافظ ابوالخیر بن جزری نے کہ بعض صحابہ نے ابولہب کو بعد مرنے کے خواب میں دیکھا پوچھا تیرا کیا حال ہے جواب دیا اس نے کہ آگ میں جلتا ہوں مگر ہر شب دوشنبہ کو عذاب میں تخفیف پاتا ہوں اور ان دونوں انگلیوں کی گھائیوں سے کچھ نکلتا ہے کہ اس کو چوس کر تسکین کر لیتا ہوں اور یہ سب اس وجہ سے ہے کہ جب پیدا ہوئے محمد ﷺ خبر دی مجھ کو ثویبہ نے ان کے ولادت کی پس آزاد کر دیا میں نے اس کو خوشی ولادت آنحضرت ﷺ سے جب ایسا کافر بسبب خوشی ولادت شریف کے ہر شب دوشنبہ کو تخفیف عذاب سے پائے اور سیرابی پیاس سے حاصل کرے تو سمجھنا چاہیے کہ کیا۔ کچھ لذائذ امت محمدی کا موحد مسلم پائے گا جب خوشی کرے گا حضرت کے ولادت باسعادت کی اور خرچ کرے گا حسب مقدور اپنے بسبب محبت رسول اللہ ﷺ کے قسم عمر میرے کی کہ خواہ مخواہ جزا اس کی یہ ہے کہ داخل کرے گا اس کو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے جنات نعیم میں اور ایسا ہی ذکر کیا ہے حافظ شمس الدین محمد بن ناصر الدین دمشقی نے اور سوا اس کے اور بھی ائمہ حدیث نے اس روایت کو لکھا ہے اور اس میں ایک مضمون اور قابل غور ہے کہ جو لوگ نماز دکھانے کو خلق کے پڑھتے ہیں یا دنیا میں نام کے واسطے سخاوت کرتے ہیں ان کے نامۂ اعمال حسنات سے خالی ہوں گے اور اسی واسطے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ لَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا یعنی

شریک کرو اپنے رب کی عبادت میں کسی کو یعنی عبادت خدا میں بجز اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے دوسری کوئی غرض نہ ہو اور ظاہر ہے کہ ابولہب نے جو ثویبہ کو حضرت کی ولادت کی خوشی میں آزاد کیا اس میں اس نیت کوئی خیر کی نہ تھی فقط آنحضرت ﷺ کو اپنا بھتیجا سمجھ کر اس نے خوشی کی تھی کیونکہ جب اس کو حضرت کا رسول ہونا ثابت ہوا تو اس نے آپ سے وہ عداوت کی کہ تبت یدا اس کی مذمت میں نازل ہوئی۔

پس باوجود اس کے اس نے وہ خوشی اپنے تعلق سے کی تھی لیکن آنحضرت ﷺ ایسے اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ اور محبوب ہیں کہ ایسا فعل اپنے بڑے کافر سے بسبب ایک ادنیٰ تعلق محبت آنحضرت ﷺ کے اللہ تعالیٰ نے قبول کر لیا اور اس کو تخفیف عذاب کی کی تو جب مسلمان نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی نعمت اپنے اوپر جان کر بہ نیت ادائے شکر نعمت الٰہی کے اور واسطے اظہار عظمت رسولؐ کریم ﷺ کے ایام ولادت شریف یعنی ماہ ربیع الاول میں خوشی کریں گے اور محافل میلاد جناب رسالت مرتب کریں گے کہ جو ایک مجموعۂ خیر ہے کیونکر ثواب عظیم نہ پائیں گے اور سوائے اس کے اور وجوہ سے بھی محفل میلاد شریف کا مستحسن ہونا ائمہ محدثین نے ثابت کیا ہے۔

چنانچہ حافظ ابن حجر نے استخراج کی ہے واسطے اثبات محفل مولد شریف کے ایک اصل سنت سے اس طرح کہ کہا ہے انہیں حافظ ابن حجر نے کہ ظاہر ہوئی مجھ کو اصل اس فعل کی اس حدیث سے جو مروی ہے صحیحین میں اور وہ یہ ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے مدینہ منورہ میں پایا یہود کو کہ روزہ رکھتے تھے یوم عاشورہ کے سوال کیا ان سے آنحضرت ﷺ نے کہا یہود نے کہ یہ وہ دن ہے کہ غرق کیا اللہ تعالیٰ نے اس میں فرعون کو اور نجات دی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پس

ہم روزہ رکھتے ہیں اظہار شکر خدا کے واسطے پس فرمایا نبی کریم ﷺ نے کہ ہم احق ہیں ساتھ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تم سے زیادہ۔ پس خود روزہ رکھا نبی کریم ﷺ نے اور حکم دیا امت کو صوم کا پس مستفاد ہوا اس سے میلاد شریف کرنا واسطے شکر نعمت الٰہی کے بروز ولادت آنحضرت ﷺ جب عود کرے وہ دن مسلمانوں کو چاہیے کہ اس دن میں انواع عبادات سے مثل صوم وصدقہ اور تلاوت کتاب اللہ کی تقرب خدا حاصل کریں کونسی نعمت بڑھ کر ہے۔

ظہور نبی کریم ﷺ اور نبی رحمت سے خاص یوم ولادت باسعادت میں تلاش کر کے امور خیر کرنا مثل محفل میلاد شریف کے سزاوار ہے تا کہ مطابقت کرے ساتھ قصۂ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے روز عاشورہ میں۔

اور فرمایا ہے علامہ جلال الدین سیوطی نے کہ ظاہر ہوئی مجھ کو سوائے اس وجہ کے جس کو ذکر کیا ہے حافظ ابن حجر نے احوال صوم عاشورہ سے ایک اصل اور اثبات محفل میلاد شریف کے اور وہ یہ ہے کہ روایت کیا بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت ﷺ نے عقیقہ کیا اپنا بعد نبوت کے حالانکہ وارد ہے کہ آپ کے جد امجد سیدنا عبدالمطلب نے عقیقہ کیا تھا آپ کا ولادت شریف کے ساتویں روز اور عقیقہ دوسری مرتبہ کرنا وارد نہیں ہوا پس حمل کیا جائے گا دوبارہ عقیقہ کرنا آنحضرت ﷺ کا اس بات پر کہ کیا آنحضرت ﷺ نے واسطے اظہار شکر کے بنا بر پیدا ہونے اپنے کے رحمۃ للعالمین اور مشرف کرنے امت کے جیسا کہ تھے آنحضرت ﷺ کہ درود پڑھتے تھے اپنے اوپر اسی راہ سے پس مستحب ہے ہم کو بھی اظہار شکر کا بنا بر ولادت شریف کے ساتھ جمع ہونے لوگوں کے اور کھانا کھلانے کے اور مثل اس کے انواع خیرات اور خوشبو سے اور کہا شرح سنن ابن ماجہ میں کہ صواب اور صحیح یہ ہے کہ مجلس مولد شریف بدعت حسنہ ہے بشرطیکہ خالی ہو منکرات

شرعی سے اور تیسری دلیل تعین مولد شریف کی ایام ولادت باسعادت میں اور علمائے دین نے یہ فرمائی ہے کہ روایت کیا اس کو مسلم نے قتادہ الانصاری رضی اللہ عنہ سے کہ پوچھا گیا رسول اللہ ﷺ سے سبب دوشنبہ کے روزہ کا فرمایا آنحضرت ﷺ نے یہ وہ دن ہے کہ پیدا ہوا ہوں میں اس میں اور ظہور بعث میرا اس روز میں ہوا ہے۔ پس جب نبی کریم ﷺ نے وقت عود کرنے یوم ولادت شریف کے بنا برادائے شکر ولادت کے خود اس روز صوم مشروع کیا تو اب کیا کلام باقی رہ گیا اثبات تعین میلاد شریف میں بروز ولادت شریف کے پس ایام ولادت میں انواع خیرات اور مبرات سے تقرب الٰہی حاصل کرنا چاہیے۔

اور ذکر جناب رسالت ﷺ بھی انواع عبادت سے ہے کوئی شک نہیں کہ ماہ ولادت اور یوم ولادت سید الانبیاء علیہ التحیۃ والثنا افضل ہے تمام مہینوں سے اور تمام روزوں سے جیسے آپ خود افضل ہیں تمام مقربان خدا سے اور چوتھا نظیر اثبات تعین مولد شریف کا ایام ولادت میں یہ ہے کہ صلوٰۃ خمسہ اپنی اوقات مخصوصہ میں اگلے انبیاء سے بطریق نقل کے واسطے شکر حصول نعمات کے وقوع میں آئے اور اسی تعداد رکعت کے ساتھ اسی اوقات معینہ پر جناب احدیت نے اس امت پر نماز فرض فرمائی جیسا کہ ملا حسن چلپی نے ذخیرۃ العقبٰی حاشیہ شرح وقایہ میں لکھا ہے کہ فجر ایسی نماز ہے کہ پہلے سب سے پڑھا اس کو حضرت آدم علیہ السلام نے جب اتارے گئے جنت سے اور تاریک ہوئی دنیا گھیر لیا رات نے اور نہیں دیکھنا تھا پہلے آدم علیہ السلام نے اس کو پس بڑا خوف کھایا جب کھلنے لگی رات یعنی صبح شروع ہوئی نماز پڑھی دو رکعت اللہ تعالیٰ کے شکر کے واسطے اول رکعت واسطے نجات کے تاریکی شب سے اور دوسری رکعت واسطے پھر ملنے روشنی روز کے پس ہوا یہ سبب اس کے دو رکعت ہونے کا اور فرض ہوئی ہم پر اور پھر دوسرے قول

کے تحت میں لکھا کہ کہا گیا ہے کہ پہلی سب سے نماز پڑھی بعد دوپہر ڈھلنے کے سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے جبکہ مامور ہوئے اپنے فرزند اسمٰعیل علیہ السلام کے ذبح یعنی بعد فراغ اس کام کے چار رکعت اول رکعت واسطے دفع ہونے لڑکے کے غم کے دوسرے واسطے شکر نزول فدیہ کے تیسری واسطے حصول شکر رضامندی اللہ تعالیٰ جلشانہ کے کہ ندا فرمائی قد صدقت الرؤیا چوتھی واسطے شکر صابر ہونے اپنے لڑکے اسمٰعیل علیہ السلام کے اور تھی یہ نماز حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف سے نفل اور تحقیق فرض ہوئی ہم پر۔

اور روایت ہے کہ پہلے سب سے نماز عصر پڑھی حضرت یونس علیہ السلام نے جب نجات دی ان کو اللہ تعالیٰ نے چار تاریکیوں سے۔ تاریکی ذلہ اور تاریکی شب اور تاریکی آب اور تاریکی بطن ماہی سے۔ پس نماز پڑھی شکر کی نفل اور مامور ہوئے ہم اس کے اور روایت کی کہ پہلے سے نماز پڑھی مغرب کی نفل حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جب مخاطب ہوئے بخطاب انت قلت للناس اتخذونی الی ایه اور یہ خطاب تھا بعد غروب آفتاب کے پس پہلی رکعت واسطے نفی معبودیت کے اپنے نفس سے دوسری نفی معبودیت کی اپنی ماں سے اور تیسری واسطے اثبات معبودیت اللہ تعالیٰ جلشانہ کے یعنی اس شکر میں کہ اللہ تعالیٰ نے دعویٰ معبودیت سے دونوں کو بچایا اور معبودیت حق کو دل میں راسخ کیا اور روایت ہے کہ پہلے شب سے نماز عشا کی پڑھی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب نکلے شہر مدین سے اور بھول گئے راہ اور پھنسے اپنی اور ہارون علیہ السلام کی فکر میں اور ڈرے فرعون اور اس کی قوم سے پھر نجات دی اللہ تعالیٰ نے ان چاروں ترددوں سے اور ندا انی انا ربك فاخلع نعليك انك بالوادى المقدس طوى نماز پڑھی نفل چار رکعت اور ہم مامور ہوئے اس کے۔

پس ان روایات سے معلوم ہوا کہ جن اوقات پر انبیاء علیہم السلام سے نسبت حصول نعمات کی ازراہ سرور واسطے ادائے شکر خدا کے جو عبادت وقوع میں آئی ہے وقت عود کرنے ان اوقات معینہ کے وہی طریقہ عبادت بجالانا مطلوب شرعی اور مرغوب الٰہی ہے اور ظاہر ہے کہ وقت ولادت شریف کے تمام عوالم میں کیا کچھ چرچا ذکر ولادت پھیلا تھا پس ذکر ولادت شریف ماہ مبارک ربیع الاول میں بھی مطلوب شرعی ہوا فرمایا ہے شیخ احمد بن خطیب قسطلانی نے مواہب لدنیہ میں کہ جب یوم جمعہ کو کہ پیدا ہوئے اس میں آدم علیہ السلام اللہ تعالیٰ نے یہ فضل دیا کہ ایک ساعت اس میں ایسی خاص کی ہے کہ جو مسلمان اس وقت میں اللہ سے اپنے واسطے خیر طلب کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو دیتا ہے پس کیا حال ہے اس ساعت کا کہ جس میں پیدا ہوئے سید المرسلین ﷺ اور نہ تکلیف دینا اللہ تعالیٰ کا امت کو ساتھ عبادات کے آنحضرت ﷺ کی ولادت کے روز میں یعنی دوشنبہ میں جیسا کہ تکلیف دی ہے اللہ تعالیٰ نے انواع عبادات سے مثل نماز جمعہ اور خطبہ وغیرہ کی جمعہ کے دن میں کہ دن ہے مخلوق ہونے آدم علیہ السلام کا یہ اکرام ہے ساتھ اپنے حبیب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تخفیف کی آپ کی امت سے بسبب عنایت اور جود آنحضرت ﷺ کے فرمایا ہے آپ کو اللہ تعالیٰ نے وما ارسلنك الا رحمة للعلمین۔

اسی وجہ سے تکلیف نہ دی آپ کی امت کو یہ جواب دیا ہے صاحب مواہب نے ان لوگوں کو جو تعظیم یوم ولادت میں کلام کرتے ہیں اور دلیل یہ کرتے ہیں کہ اگر یہ یوم افضل ہوتا تو اللہ تعالیٰ کوئی عبادت اس میں کیوں نہ مقرر کرتا اور مدارج میں فرمایا ہے۔ شیخ محدث دہلوی نے کہ شب ولادت رسول کریم ﷺ افضل ہے لیلۃ القدر سے کیونکہ شب قدر کو یہ فضل ہے کہ جبرئیل علیہ السلام

زمین پر آتے ہیں اور سلام اللہ تعالیٰ کا لاتے ہیں اور شب ولادت وہ شب ہے جس میں سید العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین کو سرفراز کیا اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کو اہل زمین پر پھیلایا پس جیسا فضل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت جبرئیل علیہ السلام پر ہے ویسا ہی فضل لیلۃ الولادت کو شب قدر پر ہے اور یوم ولادت فضل رکھتا ہے تمام ایام پر اور چونکہ یہ شب و روز معظم ہوئے ہیں رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے بدیں وجہ آپ ہی کی رحمت کے سبب سے اس میں کوئی عبادت فرض واجب نہیں کی گئی تکلیف امت غلبۂ رحمت سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ناگوار تھی لیکن واسطے اظہار عظمت اس یوم کے خود زبان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ نے روزہ شکر کا یوم دوشنبہ میں مسنون ہونا ثابت کرا دیا اب اگر کوئی روزہ رکھے گا ثواب پائے گا اور جو نہ رکھے گا گنہگار نہ ہوگا۔

پس یوم ولادت میں واسطے ادائے شکر کے عبادت کرنا مشروع ہوا تو ذکر جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم بھی عبادات سے ہے اس کا کرنا بھی مستحب ہوا اور ذات پاک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نعمت ہے مسلمانوں پر ایسی نعمت کہ جس کے ظاہر ہونے کا احسان رکھتا ہے اللہ تعالیٰ مسلمانوں پر چنانچہ فرمایا ہے۔ لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیھم رسولا یعنی احسان کیا اللہ تعالیٰ نے مومنین پر یہ کہ مبعوث کیا ان پر اس رسول کو پس اب اللہ تعالیٰ کے احسان کا شکر لازم ہے کیونکہ کتاب اللہ میں شکر کی بہت تاکید ہے اور فرمایا ہے مفسرین نے کہ شکر بیان کرنا ہے منعم کی نعمت کا اور نیز قرآن مجید میں فرمایا ہے۔ واذکروا نعمت اللہ علیکم یاد کرو تم اللہ کی نعمت کو جو تم پر ہے اور سورۂ والضحیٰ میں اللہ تعالیٰ نے بعد ظاہر کرنے اپنے انعامات اور احسانات کے اپنے نبی پر حکم دیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو واما بنعمۃ ربک فحدث یعنی آپ اپنے رب کی نعمت کو بیان کریں یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس حکم

سے بھی ثابت ہوا کہ بیان نعمت اللہ تعالیٰ کو پسندیدہ ہے اور بعد یاد دلانے اپنی نعمات کی آنحضرت ﷺ کو حکم بیان نعمت کا فرمانا اشارہ کرتا ہے صریح اس بات کا کہ وقت یاد دہی نعمات کے بیان کرنا نعمت کا زیادہ تر پسندیدہ ہے لہٰذا ماہ مبارک ربیع الاول کہ ہمارے واسطے یاد دہ ہے حضور ﷺ کے ظہور کا کہ جو اصل ہے تمام خدا کی نعمتوں کی اولے ہے واسطے ذکر جناب رسالت کے کہ درحقیقت وہ بیان ہے اللہ کی نعمت کا بس بہ ہمیں وجوہ ماہ ولادت میں علمائے امت محمدی نے اس کو اچھا جانا ہے چنانچہ کہا ہے قسطلانی نے مواہب لدنیہ میں ناقلاً ابن جزری سے خلاصہ اس کا یہ ہے کہ مسلمان ماہ مولد آنحضرت ﷺ کی راتوں میں دعوت کرتے ہیں اور خیرات کرتے ہیں انواع صدقات سے اور ظاہر کرتے ہیں سرور کو اور زیادتی کرتے ہیں مبرات میں اور پڑھتے ہیں مولد شریف کو اور ظاہر ہوتا ہے ان پر اس فعل کی برکات سے فضل عمیم اور کہا امام حافظ ابوالخیر ابن الجوزی نے کہ خواص سے محفل میلاد کی ایام ولادت میں یہ ہے کہ وہ امان ہے اس سال میں اور خوشخبری ہے واسطے حصول مقصد کے کرلو ماہ ولادت شریف کی شبوں کو عیدین کیونکہ یہ فعل سخت تر گزرتا ہے اس قلب پر جس میں مرض عناد ہے اور دوسرے مقام پر کہا ہے کہ نہیں ہے بیچ اس کے مگر ارغام شیاطین اور کہا ہے حافظ ابو شامہ شیخ نووی نے اپنی کتاب میں جو موسوم ہے ساتھ الباعث علی انکار البدع والحوادث کے مثل اس کے کہ یہ فعل حسن اور مندوب ہے شکر کیا جاوے گا فاعل اس کا اور تعریف کیا جائے گا اوپر اس کے اور کہا ہے شیخ الامام العالم العلامہ نصیر الدین مبارک نے اپنے لکھے ہوئے فتوے میں کہ یہ فعل جائز ہے ثواب پائے گا فاعل اس کا جب نیک کرے گا ارادہ کو اور کہا امام العلامہ ظہیر الدین نے کہ فعل مولود احسن ہے جب فاعل اس کا قصد کرے جمع کرنے صالحین کا اور درود کا اوپر نبی امین کے اور

مساکین اور فقرا کو کھانا کھلانے کا اور اس قدر موجب ثواب کا ہے اور کہا شیخ نصر الدین نے کہ یہ اجتماع حسن ہے ثواب پائے گا اس کا قصد کرنے والا اور جمع ہو صلحا کا تا کہ کھائیں کھانا اور ذکر کریں اللہ تعالیٰ کا اور درود پڑھیں رسول کریم ﷺ پر بڑھاتا ہے قربت کو اور ثواب کو اور کہا امام حافظ ابو محمد عبدالرحمٰن بن اسمٰعیل نے کہ احسن ہے یہ کہ جو نکالا گیا ہے ہمارے اس زمانے میں کہ کرتے ہیں ہر سال یوم ولادت نبی کریم ﷺ میں صدقات سے اور بھلائیوں سے اور اظہار زینت و سرور سے پس بہ تحقیق یہ فعل ساتھ اس کے کہ اس میں احسان ہے طرف فقرا کے مشعر ہے یہ فعل ساتھ محبت حضرت کے اور تعظیم اور جلالت آنحضرت ﷺ کے قلب فاعل میں اور شکر خدا کے اس پر کہ بھیجا اس نے ایسے رسول کو جو رحمۃ اللعالمین ہے اور ایسے ہی کہا ہے شیخ امام العلامہ صدر الدین موہوب بن عمر الجزری نے اور یہ سب ہے سیرت شامیہ سے پس جب تعین میلاد شریف کو یوم ولادت میں مستحسن جانا ایسے دین کے عالموں نے تو اب اس کا انکار کرنا اور غیر مستحسن سمجھنا حضرت شارع علیہ السلام سے مخالفت کرنا ہے۔ اس واسطے کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے ماراٰہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسنا وماراٰہ المسلمون قبیحا فھو عند اللہ قبیحا جس چیز کو دیکھیں مسلمان بہتر وہ نزدیک اللہ کے بہتر ہے اور جس کو دیکھیں مسلمان برا وہ اللہ کے نزدیک بھی برا ہے اور فرمایا آنحضرت ﷺ نے ماراٰہ المسلمون اور نہ فرمایا ماراٰہ المومنین دلالت کرتا ہے اس پر کہ اچھا جاننا صالحین امت کا مفید حسن شرع کو ہوتا ہے۔

اس واسطے کہ مسلم اسم فاعل اسلام کا ہے اور اسلام شرع میں عبادت ایمان مع العمل سے ہے پس مراد اس سے مومن با عمل ہیں چنانچہ اسی وجہ

علمائے اہل اصول نے مستحب کی یہ تعریف کی ہے نورالانوار میں ہے کہ مستحب وہ چیز ہے کہ اچھا جانا اور دوست رکھا اس کو علما نے اور درمختار میں بیان مسائل وضو میں لکھا ہے کہ مستحب وہ چیز ہے کہ کیا ہو اس کو پیغمبر ﷺ نے ایک مرتبہ اور چھوڑا ہو دوسری مرتبہ یعنی کبھی کیا اور کبھی نہیں کیا اور وہ چیز ہے کہ اچھا جانا اس کو اگلے لوگوں نے پس اچھا سمجھا ہوا علمائے سلف کا اور فعل عادی آنحضرت ﷺ کا حکم برابر ہے اور نیز صاحب درمختار نے مسائل تکبیرات تشریق میں لکھا ہے اور نہیں قباحت ہے ساتھ اسی تکبیر تشریق کے بعد عید کے اس واسطے کہ تحقیق مسلمان لوگ کرتے چلے آئے ہیں۔

پس واجب ہے اتباع اس کا اور اوپر اس کے فتویٰ دیا علمائے بلخ نے پس موافق حدیث شریف من راہ المسلمون حسنا اور مسئلہ اصول اور اقوال فقہا کے ہر ایک فعل جس کو احسن جانا ہے مسلمانوں نے مستحسن ہونا اس کا ثابت ہو گیا تو اب سمجھنا چاہیے کہ مولد شریف کا ماہ ولادت میں کرنا نکالا ہے اس کو علما باعمل نے بطریق اجتہاد اور قیاس شرعی کے اور مستحسن کہا ہے اس کو ائمہ حدیث نے جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا تو نہ رہا کلام اس کے مستحسن اور مستحب ہونے میں اور بعدہ عمل کیا اس پر تمام جہان کے مسلمانوں نے چنانچہ مولد ابوالفرح ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ میں ہے کہ بہ تحقیق کلام ترغیب مولد نبی کریم ﷺ میں دراز ہے اور ساکنان مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ اور مصر اور یمن اور شام اور تمام شہر ہائے عرب میں مشرق سے مغرب تک ہمیشہ سب جمع ہوتے ہیں مجلس مولد شریف میں اور خوش ہوتے ہیں رویت ہلال ربیع الاول سے اور غسل کرتے ہیں اور جامہ ہائے فاخرہ پہنتے ہیں اور انواع انواع کی زینت کرتے ہیں اور خوشبو کا استعمال کرتے ہیں اور سرمہ لگاتے ہیں اور ان ایام میں بہت خوش ہوتے ہیں اور نقد اور جنس جوان کے

پاس ہوتا ہے سب خیرات کرتے ہیں اور بڑا اہتمام اوپر پڑھنے اور سننے مولد شریف کے کرتے ہیں اور وہ پہنچتے ہیں بسبب اس کے اجر جزیل اور ثواب عظیم کو اور تحقیق مجرب ہوئی ہے۔یہ بات کہ جس سال کوئی مولد شریف کرتا ہے نیکی اور برکت بہت پاتا ہے اور سلامتی اور عافیت اور کشادگی روزی اور زیادتی مال اور اولاد اور احفاد اور امن اور امان ہوتا ہے ان شہروں میں اور سکون اور قرار ہوتا ہے ان گھروں میں مولد شریف کی برکت سے۔

اور کہا ہے حافظ ابوالخیر سخاوی نے عمل مولد شریف کو نقل نہیں کیا کسی نے سلف صالح سے تینوں قرن فاضلہ میں اور حادث ہوا ہے بعد ان کے پس اہل اسلام بیچ تمام اطراف اور شہروں کلاں کے ہمیشہ مشغول رہتے ہیں ماہ مولد نبی ﷺ میں ساتھ عمل کرنے دعوت ہائے نادر کے کہ مستعمل ہے اوپر امور مسرت بلند کے اور صدقے دیتے ہیں اس مہینے کی راتوں میں طرح طرح کے صدقے اور ظاہر کرتے ہیں خوشی اور داد و دہش زیادہ کرتے ہیں اور خیرات مولد شریف میں زیادہ اہتمام کرتے ہیں اور ظاہر ہوتی ہے اوپر ان کے مولد شریف کی برکتوں سے بزرگی بڑی۔

اور کہا ہے حافظ عماد الدین کبیر نے تھا بادشاہ اربل کا کہ محفل مولد شریف کی ربیع الاول کے مہینہ میں کرتا تھا بڑی دھوم سے اور تصنیف کیا شیخ ابوالخطاب نے واسطے اس کے ایک رسالہ مولد شریف کا اور نام رکھا اس کا تنویر فی مولد البشیر والنذیر اور تعریف اور ثنا کی ہے اس کی اماموں نے ان میں سے ہے ابوشامہ استاذ امام نووی بیچ کتاب الباعث علی انکار البدع والحوادث کے اور کہا ان میں عماد الدین نے اور مانند اس فعل کی ہر آئینہ نیک ہے تحسین کی جاتی ہے اوپر اس کے اور تعریف کیا جاتا ہے فاعل ایسے فعل کا اور ثنا کی جاتی ہے اوپر اس کے پس اہل

دین کے عالموں کی تحریر سے ثابت ہو گیا کہ تمام ملکوں کے مسلمان خصوصاً اہل حجاز برابر اس فعل کو کرتے چلے آتے ہیں اور نیز اس وقت بالبداہت ظاہر ہے جو حجاز گئے ہیں انہوں نے خود دیکھا ہے اور جو نہیں گئے ہیں وہ حجاج سے پوچھ سکتے ہیں کہ کیا فعل اور قول ہے اس میں اہل حجاز اور تمام مسلمانان بلاد اسلام کا ثواب مستحسن جاننا اس کا مسلمان پر واجب ہوا اور ممنون جاننا اس کا مبتدع کر دے گا کیونکہ تعامل الناس ملحق ہے ساتھ اجماع کے نورالانوار میں بیان حصر اصول فقہ میں درمیان چار کے لکھا ہے۔ وتعامل الناس ملحق بالاجماع کرتے چلے آنا علما کا ملحق ہے ساتھ اجماع کے یعنی مثل اجماع کے حجت ہے اور اجماع کا اتباع واجب ہے اللہ تعالیٰ جلشانہ قرآن میں فرماتا ہے۔ ومن یتبع غیر سبیل المؤمنین نوله ماتولى ونصله جهنم وسآنت مصيرا جس نے اتباع کیا سوا مومنین کی راہ کے جھکائیں گے ہم اس کو جدھر وہ جھکا ہے اور پہنچائیں گے اس کو جہنم میں جو بُری راہ ہے اس آیہ کریمہ سے صاف ظاہر ہے کہ مومنین کی راہ سے علیحدہ ہونا جہنم کو پہنچائے گا اور بعض لوگوں کا انکار کرنا تعامل الناس اور اجماع کو توڑ نہیں سکتا بلکہ وہ شخص خود بسبب انکار کے ایسے امر سے اہل بدعت میں سے ہو جائے گا جیسے بعض فرق باطلہ باجماع ثابت ہو جانے خلافت خلفائے راشدین کے بعد انکار خلافت سے خود مبتدع ہو گئے ہیں اور ہمارے ہادی برحق یعنی رسول کریم ﷺ نے وقوع اختلاف میں اپنے تئیں بجانب حق رجوع کرنے کا یہ طریقہ ارشاد کیا ہے کہ جدھر اکثر مسلمان ہوں اسی طرف رجوع کرو چنانچہ مشکوٰۃ شریف میں کتاب العلم میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور بروایت ابن ماجہ انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ پیروی کر بڑی گروہ کی یعنی اکثر لوگوں کی اس واسطے کہ جو علیحدہ ہوا ان کی پیروی سے ڈالا جائے گا جہنم میں اور نیز مشکوٰۃ شریف میں بروایت امام احمد

کے معاذ ابن جبل سے مروی ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے یعنی شیطان بھیڑیا ہے انسان کا مثل بھیڑیے بکری کے پکڑ لیتا ہے بھاگنے والے کو گروہ میں سے اور ہٹ چلنے والے کو جماعت میں سے اور چھوٹ جانے والے کو گروہ میں سے اور بچاؤ تم اپنے کو پگ ڈنڈیوں سے یعنی دو چار کی راہ نکالی ہوئی اختیار نہ کرو اور لازم پکڑو اور اختیار کرو جماعت اور اکثر کو یعنی وہ راہ کہ اکثر علمائے صالحین نے اختیار کی ہو اسی کو اختیار کرو اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی شرح میں لکھا کہ تم کو چاہیے کہ لازم پکڑو جماعت کو اور اکثر کو اور اکثر اشارہ اس کا ہے کہ معتبر اتباع اکثر اور جمہور کا ہے اس واسطے کہ اتفاق کل کا سب میں واقع بلکہ ممکن نہیں ہے پس اب ہر مسلمان جو نہیں بھی پڑھا ہے اس قدر سمجھ سکتا ہے کہ اکثر مسلمان کس جانب ہیں اور اسی کا اتباع کریں ظاہر ہے کہ مولد شریف تمام بلاد اسلامیہ میں ہوتا ہے یہاں تک کہ خاص قسطنطنیہ جو اس وقت دارالسلطنت اہل اسلام کا ہے اور خود سلطان المعظم کہ صاحب امر ہیں بروز ولادت شریف جشن کرتے ہیں اور مسجد جامع میں جاتے ہیں اور تمام علمائے دین حاضر ہوتے ہیں اور مولد شریف پڑھا جاتا ہے اور سلامی ہوتی ہے یہ حالات برابر اخبارات روم میں ہر سال تصریح سے لکھے جاتے ہیں اور مکہ مکرمہ میں بتاریخ ولادت باسعادت یعنی دواز دہم ربیع الاول میں بمقام ولادت نبی کریم ﷺ کہ اس وقت تک وہ مقام زیارت گاہ ہے تمام علما اور متقیان دین حاضر ہوتے ہیں اور مولد شریف پڑھا جاتا ہے اور مدینہ منورہ میں حرم نبوی کے اندر علی الصباح تاریخ ولادت شریف میں مولد شریف ہوتا ہے اور اہل حجاز تاریخ ولادت کو عید الولادت کہتے ہیں اس کے واسطے دلیل کی ضرورت نہیں جس کو یقین نہ ہو دیکھ آئے۔

پس فعل اہل حجاز کا جس کو وہ مستحسن جان کر کریں قطعی مستحسن ہے اس

واسطے کہ التزام اہل حجاز کا بدعت شنیعہ کو ممکن نہیں اس واسطے کہ مشکوٰۃ میں بسند ترمذی عمر ابن عوف سے کہ صحابی جلیل القدر حاضرین بدر سے ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کہ بہ تحقیق دین نے جگہ پکڑی طرف ملک حجاز کے جیسا کہ دانہ جگہ پکڑتا ہے اپنی کشت گاہ میں کہ وہیں رہتا ہے اور اس میں اگتا ہے اور ہر آئینہ دین پناہ لیگا حجاز سے یعنی حجاز جائے پناہ دین ہے جیسے پناہ لیتی ہیں پہاڑی بکریاں پہاڑ کی چوٹی سے تحقیق دین شروع ہوا مسافر اور قریب ہے کہ ہو جائے گا جیسا کہ شروع ہوا پس خوشی اور اچھائی غربا کو ہے اور وہ ہی غربا وہ لوگ ہیں کہ درست کرتے ہیں اس چیز کو کہ خراب کیا لوگوں نے بعد میرے میری سنت سے پس موافق اس حدیث کے دین حجاز سے جدا نہیں ہو سکتا اور بدعت شنیعہ وہاں رواج نہیں پا سکتی لہٰذا ہم کو اتباع اہل حجاز ضرور ہے خصوصاً اہل مکہ اور مدینہ کا مدینہ منورہ وہ بلدۂ پاک ہے کہ جس کی نسبت میں حدیث سے ثابت ہے کہ ستر ہزار فرشتہ ہر روز واسطے حفاظت حرم نبوی کے آتا ہے اور جس وقت کہ دجال خروج کرے گا اس وقت حضرت نے فرمایا ہے کہ میرے حرم کے سات دروازے ہوں گے اور ہر دروازے پر ستر ہزار فرشتوں کا پہرہ ہو گا کہ اثر حول دجال کا وہاں اثر نہ کرے گا اور یہ بھی حدیث شریف سے ثابت ہے کہ مدینہ مطہرہ اپنے سے پلیدی کو خود دفع کرتا ہے۔

پس جب اس بلدۂ مقدسہ کی یہ شان ہے تو ہر گز کوئی فعل قبیح وہاں جاری نہیں ہو سکتا ہے اور بعض مانعین مولد شریف کہ جن کے دلوں میں مرض عناد ہے لوگوں کے اغوا کرنے کو بیان کرتے ہیں کہ یہ فعل قرون ثلثہ میں پایا نہیں گیا اور جو فعل کہ قرون ثلثہ کے بعد حادث ہو وہ بدعت سیہ ہے اور حدیث کل بدعت ضلالت کو سند لاتے ہیں یہ بھی ان کا قیاس ہے مخالف نص حدیث کے کیونکہ رسول

مقبول ﷺ نے خود امر جدید کو دو قسم کا فرمایا ہے چنانچہ مشکوٰۃ شریف کی کتاب العلم میں بسند مسلم حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث طولانی مروی ہے خلاصہ اس کا یہ ہے کہ شروع روز میں ایک قوم برہنہ اوڑھے ہوئے چمڑے شیر کے حضرت کے حضور میں حاضر ہوئی ان کو محتاج دیکھ کر چہرہ آپ کا رنگین ہو گیا اور نبی کریم ﷺ نے خطبہ پڑھا مسلمانوں کو جمع کر کے اور بہت احکام تقویٰ اور صلہ رحم کے تعلیم فرمائے اور صدقے کی تاکید کی پس لایا ایک مرد انصار سے صدقہ اور پھر پیہم لوگ لانے لگے دیکھا میں نے کہ چہرہ حضور ﷺ کا چمکنے لگا پس فرمایا آنحضرت ﷺ نے کہ جس نے نکالا اسلام میں طریقہ اچھا واسطے اس کے ہے اجر اس کا اور جس نے اس طریقہ پر عمل کیا اس کا ثواب بھی اس کو ہے اور عمل کرنے والے کا ثواب بھی کم نہ ہو گا اور جس نے نکالا اسلام میں طریقہ بُرا ہو گا اس پر بوجھ اس کا اور جس نے اس طریقہ پر عمل کیا اس کا بوجھ بھی اس پر ہو گا اور اس فاعل سے بھی کم نہ ہو گا اس حدیث شریف سے صاف ثابت ہے کہ جو طریقہ جدید اسلام میں کوئی نکالے وہ اچھا ہی ہوتا ہے اور بُرا بھی ہوتا ہے پس کل امر جدید کو بُرا کہنا صریح مخالفت حدیث شریف سے اور نیز مشکوٰۃ میں بسند ترمذی و ابن ماجہ کے ہلال بن حارث مزنی سے روایت ہے کہ فرمایا یا رسول مقبول ﷺ نے جس نے زندہ کیا یعنی جاری کیا کسی طریقہ کو میرے طریقہ سے کہ مٹایا گیا ہو بعد میرے پس تحقیق ثابت ہے واسطے اس کے اجر مثل اجر ان لوگوں کے کہ عمل کیا اس سنت پر بدوں اس بات کے کہ کم کی جائے ان کے اجور سے کوئی چیز یعنی عمل کرنے والا اپنا اجر پائے گا اور جاری کرنے والے کو بھی ویسا ہی اجر ملے گا اور جس نے کہ نکالی بدعت برائی کی کہ نہیں راضی ہے اس سے اللہ اور رسول اللہ کا ہو گا اس پر وبال مثل وبالوں اُن لوگوں کے کہ عمل کیا اس پر اس حدیث کے ملانے

سے ساتھ حدیث من من سنیۃ کے صریح ثابت ہوتا ہے کہ موجب وبال وہی نئی بات ہے کہ قبح شرعی اس میں ہو اس واسطے کہ مقید کرنا بدعت کا ساتھ اضافت ضلالت کے دلالت کرتا ہے کہ نئی بات غیر ضلالت بھی ہوتی ہے اور اچھی جدید بات پر وعدہ اجر کا فرمایا پس جمع احادیث سے ثابت ہوا کہ کل بدعة ضلالة میں بھی بدعت غیر مرضیہ مراد ہے اور نیز مشکوٰۃ شریف میں بسند کتب ستہ کے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فرمایا نبی کریم ﷺ نے جو شخص کہ جدید بات نکالے ہمارے اس امر میں وہ بات کہ نہ ہو اس سے پس وہ مردود ہے مقید کرنا احدث کا بہ قید مالیس منه کی دلالت کرتا ہے اوپر اجنبیہ اور مخالفت کے اور حکم رد کا اس پر مفید اس بات کو ہے کہ جو جدید امر موافق اور مناسب ہو قواعد دین سے اس پر حکم رد نہیں لہٰذا جمع احادیث سے یہ مضمون ظاہر ہو گیا کہ بدعت ضلالت وہی بدعت ہے کہ ضد ہو قواعد اصول کی اور جو بدعت کہ موافق قواعد اصول کے ہو وہ موجب اجر و ثواب ہے چنانچہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے ترجمہ حدیث جابر کے بحث میں لکھا ہے جانو تم کہ جو کچھ بعد جناب رسالت کے پیدا ہو وہ بدعت ہے اس میں وہ امر کہ جو موافق اصول اور قواعد سنت آنحضرت ﷺ کے ہے قیاس کیا گیا ہے اوپر اس کے اس کو بدعت حسنہ کہتے ہیں اور وہ امر کہ مخالف اصول اور سنت کے ہو اس کو بدعت ضلالت کہتے ہیں اور کلیت کل بدعت ضلالت محمول اوپر اسی کے ہے اور بعضی بدعتیں واجب ہیں مثل تعلیم اور تعلم صرف اور نحو کہ اس سے معرفت آیات اور احادیث کے حاصل ہوتی ہے اور بعضی مستحب اور مستحسن ہیں مثل تعمیر کرنے رباطوں اور مدرسوں کے اور بعضی مکروہ ہیں مثل منقش کرنے مساجد اور مصحفوں کے اور بعضی لغو اور بعض مباح مثل طعام لذیذ کھانے اور لباس فاخرہ پہننے کے بشرطیکہ حلال ہوں اور واسطے تکبر اور

مفاخرت کے نہ ہوں اور بعضی حرام ہیں جیسے مذاہب اہل بدعت کے کہ سنت اور جماعت کے خلاف ہیں اور جو کچھ کہ خلفائے راشدین نے کیا ہے اگرچہ اس معنی سے کہ زمان نبوت میں نہ تھا بدعت ہے لیکن بدعت حسنہ بلکہ درحقیقت وہ سنت ہے اس واسطے کہ فرمایا ہے آنحضرت ﷺ نے کہ لازم پکڑو میری سنت اور خلفائے راشدین کی سنت کو پس احادیث جناب رسالت اور تقریر شیخ سے بھی ظاہر ہوا کہ جو فعل جدید موافق اصول اور قواعد سنت کے ہو وہ بدعت حسنہ ہے اور یہ اوپر مذکور ہو چکا ہے کہ تعین مولد شریف ماہ ولادت میں فعل محدثین کا ہے کہ نکالا ہے اس کو موافق قیاس شرعی کے قول اور فعل حضرت شارع علیہ السلام سے پس یہ فعل کسی طرح بدعت ضلالت نہیں ہو سکتا اور نیز کوئی قبیح شرعی اس میں پایا نہیں جاتا بہت سے امورات خیر اس میں وہ جمع ہیں کہ بعینہ زمان رسالت ﷺ میں پائے گئے ہیں مثلاً ذکر فضائل اور کمالات آنحضرت ﷺ کا کہ خود قدیم مطلق نے اپنے کلام قدیم میں فرمایا ہے اور نبی کریم ﷺ نے بھی خود بیان کیا ہے۔

پس بیان کرنا اور سننا اس کا تو قطعی سنت ہے بلند مقام پر بیٹھ کر یا کھڑے ہو کر مدح آنحضرت ﷺ بیان کرنا یہ بھی زمان نبوت میں پایا جاتا ہے۔

چنانچہ امام بخاری نے اپنے جامع میں اور ترمذی نے مفصلاً شمائل میں ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ ام المومنین نے تھے رسول اللہ ﷺ کہ درست کرتے تھے واسطے حسان ابن ثابت رضی اللہ عنہ کے ایک ممبر مسجد میں کہ کھڑے ہوتے تھے حسان اس پر اور کھڑے کھڑے بیان مفاخر آنحضرت ﷺ کا کرتے تھے بآنکہ جوابدہی کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی جانب سے جو کفار بدشعار کلمات بے ادبانہ کہتے تھے اس کا رد کرتے تھے ساتھ اشعار مدحیہ کے اور فرماتے تھے آنحضرت ﷺ تائید کرتا ہے حسان کے ساتھ روح القدس کی جب تک کہ

مدح اور فخر بیان کرتے ہیں وہ رسول اللہ ﷺ کی اس حدیث شریف سے بلندی پر کھڑے ہو کر ذکر آنحضرت ﷺ کرنا بھی ثابت ہوا اور مدح آنحضرت ﷺ سے خوش ہونا اللہ کا اور اللہ کے رسول کا بھی ظاہر ہوا۔

پس ایسے فعل کو اگر کوئی شخص منع کہے تو کیا شک ہے اس کے اہل بدعت ہونے میں اور خوشبو کا سُلگانا یہ بھی زمانہ آنحضرت ﷺ میں جاری تھا چنانچہ مشکوٰۃ میں بسند مسلم نافع سے مروی ہے کہا انہوں نے کہ تھے ابن عمر رضی اللہ عنہما جب بخور کرتے تھے یعنی خوشبو سُلگاتے تو بخور کرتے عود ہندی کو یعنی اگر یالوبان کہ نہیں مخلوط ہے کسی سے اور ساتھ کافور کے کہ ڈالتے تھے اس کو عود میں ملا کر پھر کہا یعنی ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ ایسی ہی بخور کرتے تھے رسول اللہ ﷺ۔

پس اس روایت سے ثابت ہوا کہ نبی کریم ﷺ اور صحابہ بخور کرتے تھے اور خوشبو آنحضرت ﷺ کو پسندیدہ تھی پس ہوا یہ فعل مباح پھر ذکر آنحضرت ﷺ میں بخور کرنا ممنوع نہیں ہوسکتا اور قرآن پڑھا جاتا ہے۔ محفل مولد میں وہ عبارت مجردہ ہے قطعی اور کچھ کھانا یا شیرینی تقسیم کی جاتی ہے مسلمانوں کو یہ بھی قطعی خیر محض ہے پس اب نہ رہا اس میں کوئی فعل جدید سوائے تعین مولد شریف کے یوم ولادت میں اور تعین قیام کے وقت ذکر ولادت شریف کے سو یہ دونوں فعل گو جدید ہیں مگر نظیر ان کی حدیث میں پائی جاتی ہیں۔ چنانچہ تعین مولد شریف کے دلائل اور نظائر بیان ہو چکے رہا قیام اس کے ثبوت میں ایک تو حدیث ام المومنین مذکور ہو چکی ہے کہ حسان ابن ثابت رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر قصائد مدحیہ حضرت کے سامنے پڑھتے تھے وہ کافی ہے دوسری نظیر تعین کرنے قیام کی وقت ذکر ولادت کے یہ ہے کہ ترمذی نے شمائل میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ تحقیق رسول اللہ ﷺ داخل ہوئے مکہ معظمہ میں عمرۃ القضا میں عمرۃ القضا مراد ہے۔ اس عمرہ سے کہ

۶۰ھ میں آنحضرت ﷺ نے قصد کیا تھا کفار مانع آئے اور آپ نے صلح کر لی اس وعدہ پر کہ سال آئندہ میں عمرہ کریں گے مراجعت فرمائی اس کے دوسرے سال عمرہ قضا ادا فرمایا اسی کو عمرۃ القضا کہتے ہیں اور بعض محدثین نے وجہ تسمیہ عمرۃ القضاء کی یہ لکھی کہ معنی قضا کے فتح کے ہیں اور یہ عمرہ بعد جاری ہونے اور شروع ہونے فتوح کے اور نازل ہونے سورۂ فتح کے وقوع میں آیا ہے اور اس کو عمرۃ الفتح بھی کہتے ہیں اور حکم دیا تھا آنحضرت ﷺ نے کہ جن لوگوں نے سال گذشتہ میں عمرہ موقوف رکھا ہے اس سال میں چلیں کوئی رہ نہ جائے جو لوگ زندہ تھے سب ساتھ ہوئے اور دو ہزار مرد اور سلاح اور اسباب جنگ ہمراہ لے کر حضرت ﷺ ذوالحلیفہ سے احرام باندھ کر لبیک کہتے ہوئے چلے یعنی جانب مکہ معظمہ روانہ ہوئے خبر آمد نبی کریم ﷺ سن کر کفار قریش گھبرائے اور رعب میں آ کر مکہ کو خالی کر دیا اور پہاڑوں کی چوٹیوں پر جا ٹھہرے۔ آنحضرت ﷺ اپنی سواری پر مکہ معظمہ میں داخل ہوئے اور ابن رواحہ سامنے آنحضرت ﷺ کے چلتے تھے اور پڑھتے تھے۔

خلوا بنی الکفار عن سبیله   الیوم نضربکم علی تنزیله

ضرباً ینزل الهام عن مقیله   ویذهل الخلیل عن خلیله

یعنی الگ ہو جاؤ اے گروہ کفار آنحضرت ﷺ کی راہ سے آج ماریں گے ہم تم کو بنا بر تنزیل اس کے ایسا مارنا کہ جدا کر دے گا سر کو گردن سے اور بھلا دے گا دوست کو اپنے دوست سے اور بیہقی نے اول مصرع کے بعد چھ مصرع اور روایت کیے ہیں۔ پس حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اے ابن رواحہ آگے رسول اللہ ﷺ کے اور حرم اللہ میں شعر پڑھتے ہو۔ پس فرمایا نبی کریم ﷺ نے الگ ہو اس سے اے عمر اس واسطے کہ ہر آئینہ یہ تیز تر ہے ان کے یعنی کفار کے حق میں

چبھتی ہوئی گانسیوں سے۔

اس سے ثابت ہوا کہ وقت ظہور آثار فتح کے پڑھنا اشعار مدحیہ حضرت نبوت کا دشمنان دین کو زیادہ تر صدمہ دیتا ہے اور نیز سنت صحابہ ہے اور پسندیدہ جناب رسالت ﷺ ہے چونکہ وقت ذکر ولادت باسعادت کہ وہ ذکر ہے اللہ تعالیٰ کی شان خالقیت اور صفت صنعت کا اور محل سرور ہے اور تسکین دہ ہے مسلمانوں کے واسطے اور نیز فتح حاصل ہوتی ہے اس وقت شیطان پر کیونکہ مشکوٰۃ شریف میں بسند مسلم ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ نہیں بیٹھتی کوئی قوم اللہ کے ذکر کے واسطے مگر یہ کہ گھیر لیتے ہیں ان کو ملائکہ اور چھا جاتی ہے ان پر رحمت اور نازل ہوتا ہے ان پر سکینہ اور نیز اسی کتاب میں بسند بخاری ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے خلاصہ اس کا یہ ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے شیطان بیٹھا ہوا ہے آدمی کے دل پر پس جب ذکر کرتا ہے انسان اللہ کا بھاگتا ہے اور شرمندہ ہوتا ہے شیطان اور جب غافل ہوتا ہے انسان وسوسہ ڈالتا ہے شیطان۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ذکر خدا سے شیطان بھاگتا اور ذاکر کو اس پر غلبہ حاصل ہوتا ہے۔

پس اس وقت ایک مناسبت خاص واقعہ عمرۃ القضا کے ساتھ حاصل ہو جاتی ہے لہٰذا ہم بھی قصائد مدحیہ اور کلامات توصیفیہ جناب رسالت ﷺ کھڑے ہوکر پڑھتے ہیں اس واسطے کہ اس وقت پڑھنا حضرت ابن رواحہ کا بھی جالسا نہ تھا بلکہ قیام میں تھا اور ایک نظیر اور اس قیام کی یہ ہے کہ بخاری شریف میں پندرہویں پارہ میں فضائل انصار میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے خلاصہ اس کا یہ ہے کہ دیکھا نبی کریم ﷺ نے عورتوں کو اور لڑکوں کو آتے ہوئے یعنی انصار سے وہ آتے تھے شادی میں سے پس کھڑے ہو گئے رسول اللہ ﷺ سیدھے اور فرمایا

اللھم اور کہا خطاب میں ان کے کہ تم محبوب تر ہو مجھ کو انسانوں میں اور تین بار فرمایا ظاہر ہے اس حدیث سے کہ خوش ہوئے نبی کریم ﷺ بسبب محبت انصار کے ان کی مسرت سے پس یہ قیام حضور کا بسبب خوشی کے اور ان کے اظہار محبت کے تھا اور ہمارے واسطے نبی کریم ﷺ کی ولادت سے بڑھ کر کوئی خوشی نہیں ہے لہٰذا ہم بھی اس وقت کھڑے ہو جاتے ہیں واسطے اظہار محبت اور مسرت کے اور اس میں کھلا ہوا اتباع ہے نبی کریم ﷺ کا اور نیز کھڑے ہو جانا ایک طریقہ تعظیم کا ہے جو غیر خدا کے واسطے حدیث میں پایا جاتا ہے۔ چنانچہ مشکوٰۃ شریف میں بسند بیہقی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کہا انہوں نے تھے رسول اللہ ﷺ کہ بیٹھتے تھے ہمارے ساتھ مسجد میں اور باتیں کرتے تھے ہم سے پس جب کھڑے ہوتے اور اٹھتے کھڑے ہو جاتے ہم سیدھے یہاں تک کہ دیکھتے ہم کہ آنحضرت ﷺ داخل ہو چکے اپنے بعضے ازواج کے گھر میں اور نیز اسی کتاب میں بسند ابو داؤد و ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہا ام المومنین نے کہ نہیں دیکھا میں نے کسی ایک کو کہ ہوئے مشابہ زیادہ روش باطنی اور وقار ظاہری اور حسن اخلاق میں اور ایک روایت میں ہے از روئے حدیث اور کلام کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا سے تھیں۔ بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کہ جب داخل ہوتیں آنحضرت ﷺ پر یعنی حضور ﷺ کی خدمت بابرکت میں آتیں کھڑے ہو جاتے آنحضرت ﷺ انہی کی طرف پھر پکڑتے ہاتھ ان کا اور بوسہ دیتے ان کو اور بٹھلاتے ان کو اپنی نشست گاہ میں اور تھے آنحضرت ﷺ کہ جب تشریف لاتے حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں کھڑی ہو جاتیں واسطے آنحضرت ﷺ کے پھر پکڑتیں ہاتھ آنحضرت ﷺ کا اور بوسہ دیتیں ان کو اور بٹھلاتیں اپنی جائے نشست میں اور نیز اسی کتاب میں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضر

سعد ابن معاذ رضی اللہ عنہ کی تعظیم کے واسطے فرمایا لوگوں سے اُٹھ کھڑے ہوں واسطے اپنے سردار کے پس ان احادیث سے ثابت ہوا کہ قیام تعظیم واسطے معظمین کے درست ہے اور بعضے لوگ نادان جو قیام کو منع کرتے ہیں۔ حدیث انس رضی اللہ عنہ کو سند لاتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ کہا انس نے کہ نہ تھا کوئی شخص محبوب تر صحابہ کے نزدیک رسول اللہ ﷺ سے اور تھے صحابہ کہ دیکھتے تھے آنحضرت ﷺ کو نہ اُٹھتے تھے اس واسطے کہ جانتے تھے مکروہ جاننا آنحضرت ﷺ کا اس کو اس حدیث میں نہیں قیام آنحضرت ﷺ سے مروی نہیں ہے بلکہ وجہ ترک قیام صحابہ کے کراہت آنحضرت ﷺ کے مذکور ہے ظاہر ہے کہ یہ کراہت آنحضرت ﷺ کی بسبب ممنوعیت قیام تعظیمی کے نہ تھی کیونکہ خود قیام کیا اور دوسروں کو حکم قیام دیا بلکہ کراہت آنحضرت ﷺ کی بسبب کمال شفقت کے نسبت صحابہ کے تھی چنانچہ حضرت شیخ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے طیبی نے کہا کہ یہ کراہت بسبب کمال محبت اور رسوخ مودت اور صفائے باطن اور تالیف قلوب کے تھی کہ موجب رفع تکلف اور وجود اتحاد اور یگانگی کا ہے۔

پس حاصل یہ ہوا کہ قیام اور ترک قیام موافق زمان اور احوال اور اشخاص کے مختلف ہے اس سے کبھی کیا ہے اور کبھی نہیں کیا ہے اور اس طرح سے حاصل ہوئی تطبیق اور توفیق احادیث میں اور دوسری حدیث مانعین یہ پیش کرتے ہیں کہ مشکوٰۃ میں بسند ابو داؤد ابو امامہ سے مروی ہے کہ کہا ابوامامہ نے کہ نکلے رسول اللہ ﷺ ٹیکا دیتے ہوئے اوپر عصا کے پس کھڑے ہوئے ہم واسطے آنحضرت ﷺ کے پس فرمایا۔ آنحضرت ﷺ نے نہ کھڑے ہو جیسے کہ کھڑے ہوتے ہیں اعاجم کہ تعظیم کرتے ہیں بعضے بعضوں کی یہ نہیں محمول ہے اوپر ہیئت خاص کے عبارت کے قرینہ سے جیسا کہ لکھا ہے محدث دہلوی نے اس حدیث کی

شرح میں نہ اٹھو اور نہ قیام کرو جیسا کہ اٹھتے ہیں اہل عجم تشبیہ اصل اٹھنے میں ہے اوپر کیفیت خاص کے کہ جب کوئی بڑا ان کے بڑوں سے ان کی طرف آتا ہے بجرد دیکھنے کے اٹھتے ہیں اور اضطراب کرتے ہیں اور آگے آتے ہیں اور واسطے تعظیم کے پیر پر کھڑے رہتے ہیں اس توجیہ سے اصل قیام ممنوع نہ ہوا جیسا کہ بعض احادیث میں آیا ہے بلکہ وہ قیام ممنوع ہے جو بطریق تعظیم اور تجبر کے ہو ختم ہوا بیان شیخ کا اور درصورت ہونے اس نہی کے مطلق قیام پر بھی یہ نہیں منسوخ ہے فعل قیام نبی کریم ﷺ سے کہ جوام المومنین سے اوپر مذکور ہو چکے کیونکہ اس میں کانت اذا دخلت علیہ اور اذا دخل علیھا مذکور ہے اور کلمہ کان کا بعد داخل ہونے کے فعل پر دلالت کرتا ہے اوپر دوام کے پس بلاشبہہ وقوع اس فعل کا بعد نہی کے ہوگا اور اگر منسوخ بھی نہ ہو تو یہ حدیث منفی قیام ہے اور حدیث ام المومنین مثبت قیام ہے اور موافق قواعد اصول کے مثبت منفی سے قوی ہے اسی وجہ سے محدثین اور فقہا کل قائل ہیں کہ قیام تعظیمی درست ہے واسطے اہل فضل کے چنانچہ محدث دہلوی نے شرح مشکوٰۃ میں حدیث ابوسعید خدری قوموا الی سید کم کے تحت میں لکھا ہے بلکہ طیبی نے محی السنت سے نقل کیا ہے کہ جمہور علما نے اجماع کیا ہے موافق اس حدیث کے کہ جملہ اہل فضل خواہ اہل علم ہیں خواہ اہل صلاح اور اہل شرف و اکرام ان کا ساتھ قیام کے درست ہے اور امام محی الدین نووی نے کہا ہے کہ وقت آنے اہل فضل کے قیام مستحب ہے اور احادیث اس بارہ میں وارد ہوئی ہیں اور نہی قیام میں کوئی چیز صریح صحت کو نہیں پہنچی ہے اور فتاویٰ عالمگیریہ میں آداب زیارت آنحضرت ﷺ میں لکھا ہے کہ متوجہ ہو آنحضرت ﷺ کی قبر شریف کی طرف اور کھڑا ہو آنحضرت ﷺ کے سر مبارک کے قریب اور جذب القلوب میں آداب زیارت میں شیخ نے لکھا ہے کہ وقت وقوف اور عرض

سلام کے بجناب رسالت عظمت کے ساتھ داہنے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھے جیسا کہ نماز میں کرتے ہیں اور فوائد الدرایہ شرح ہدایہ میں لکھا ہے کہ جائز ہے غیر خدا کے خدمت کرنا ساتھ قیام کے اور ہاتھ باندھنے کے اور جھکنے کے اور نہیں چاہیے ہے سجدہ بالا جماع پس نہ رہا شک جمع احادیث سے قیام تعظیمی کے درست ہونے میں اور جب قیام طریق تعظیم ٹھہرا اور تعظیم نبی کریم ﷺ کے ہم مامور ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ نے قرآن مجید میں حکم دیا ہے مسلمانوں کو۔ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ یعنی تعظیم کرو آنحضرت ﷺ کی اور بلا قید عام حکم تعظیم کا فرمایا اور عام کو عام رکھنا موافق اصول کے واجب ہے۔

لہٰذا کل طریق تعظیم کے ہم ماجور ہوئے اور ہر امر خدا عبادت ہے اور اپنی حد ذات میں مستحسن چنانچہ علامہ ابن حجر نے جوہر المنتظم میں کہا ہے کہ تعظیم نبی ﷺ کے ساتھ تمام انواع تعظیم کے جس میں مشارکت نہ ہو اللہ سے الوہیت میں امر مستحسن ہے نزدیک اس کے جس کی ابصار میں نور دیا ہے اللہ نے پس قیام تعظیم بھی وقت ولادت کے مستحسن ٹھہرا اور جب اس کو اختیار کیا علمائے دین نے اور اہل حرمین نے پس ہو گیا تعامل الناس قیام تعظیمی بھی مثل محفل مولد شریف کے اور تعامل ملحق بالا جماع ہے جیسا اوپر مذکور ہو چکا ہے اور اجماع امت ضلالت پر ممکن نہیں ہے چنانچہ حدیث مرفوع ہے نہ اجماع کرے گی میری امت ضلالت پر روایت کیا اس کو مسلم نے اور احمد اور نسائی اور ابن ماجہ نے اور نیز اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔

ومن یعظم شعائر اللہ فانها من تقوی القلوب جب تعظیم شعائر اللہ تقویٰ قلب ہے تو تعظیم حبیب خدا میں کس درجہ تقویٰ قلب ہوگا خوشا نصیب ان مسلمانوں کے جس نے تعظیم رسول اللہ ﷺ وقوع میں آئے ذات آنحضرت ﷺ

وہ معظم ہے اور آپ ایسے اللہ تعالیٰ کے محبوب اور برگزیدہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ خود اہتمام فرماتا ہے آپ کے اظہار عظمت میں چنانچہ ایک اہتمام اللہ تعالیٰ کا حضور ﷺ کے اظہار عظمت میں فقط کیفیت خلقت آنحضرت ﷺ میں سمجھنا چاہیے کہ جب اللہ تعالیٰ کو پیدا کرنا خلق کا منظور ہوا ایک قبضہ لیا اپنے نور سے اور فرمایا کن محمدا پس نور محمدی کہ تعین اول عبارت اس سے ہے عالم ظہور میں سراپردۂ بطون سے جلوہ گر ہوا اس خطاب اول سے کہ نسبت نور جناب رسالت کے حضرت احدیت جلشانہ سے جاری ہوا۔ عظمت شان نبوت کو سمجھنا چاہیے کہ تمام خلق کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا لفظ کن سے اور کن تامہ فرمایا یعنی نیست ہو ہست ہو جا اور نور جناب رسالت سے کن ناقصہ فرمایا کہا کن محمداً ہو جاؤ ستودہ یعنی صفت ستودگی کو اختیار کرو پس خطاب اول ہی سے اللہ تعالیٰ نے ظاہر کر دیا کہ از روئے خلقت ہے کہ آنحضرت ﷺ بے مثل اور یکتا ہیں تمام خلق میں وہ خطاب نہ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ سے جو خطاب کہ فرمایا تمام خلق سے اور بعدہ اس نور شریف کو سیر کرائی اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات کے حجابات میں جاننا چاہیے کہ صفات باری تعالیٰ جسمیت نے مثل اس کی ذات کے منزہ ہیں حجاب اس واسطے کہا گیا ہے کہ حجاب اس کو کہتے ہیں جو دوسرے کو چھپا لے اللہ تعالیٰ نے نور محمدی کو عالم تعین میں ظاہر کیا اور کمال محبت سے پھر اپنی صفات میں چھپا لیا پس ہو گیا وہ نور شریف مظہر اللہ تعالیٰ کا اور یہ اشارہ آنحضرت ﷺ کے کمال قرب کا اللہ جل شانہ کے ساتھ ہے اور پھر اس نور کو اپنے بحار صفات میں تیرایا چونکہ بحر میں جریان اور روانگی ہوتی ہے لہٰذا وہ صفات باری تعالیٰ کہ جن کا جاری کرنا خلق میں منظور تھا ان میں نور محمدی کو آشنا کیا تا کہ اس وسیلہ سے ظہور ان صفات کا خلق میں ہو اور اسی مناسبت سے لفظ بحار کا ان صفات کی نسبت وارد ہے ورنہ صفات باری تعالیٰ

بحر ہونے سے بھی منزہ ہیں بعدہ بساط صفات بچھا کر اس پر اللہ تعالیٰ نے اس نور مقدس کو قیام دیا صفات باری تعالیٰ بساط ہونے سے بھی منزہ ہیں یہ سب استعارات ہیں چونکہ وہ مضامین قید بیان میں آ نہیں سکتے تھے لہٰذا بالکنا یہ بیان کیے گئے اور مراد بظاہر اسی قدر معلوم ہوتی ہے کہ نور حضرت نبوت کو تحت وفوق سے گھیر لیا اللہ تعالیٰ نے ساتھ اپنی صفات کے واسطے اظہار قرب اور عظمت کے اور اس بساط صفات پر اس نور شریف نے پانچ قیام کیے اللہ تعالیٰ کی عبادت کے ہر ایک قیام موافق اس زمانہ کی مقدار کے ستر ہزار برس کا اور یہ بھی کمال عظمت حضرت نبوت ہے اس واسطے کہ عبادت معبود ہی سے بندہ کو عظمت ہوتی ہے ہر قیام کے بعد اللہ تعالیٰ جلشانہ ایک خلعت نور اپنی صفات سے اس نور معظم کو مرحمت کرتا تھا اور وہ نور اس کے شکر میں سجدہ کرتا تھا۔ نور علیٰ نور کا مضمون ظاہر ہوا کہ ایک تو وہ خود نور تھا اوپر سے انوار صفات احدیت کے چھا گئے بعدہٗ اس نور نے دو رکعت نفل کی پڑھی بالہام الٰہی اسی ترتیب سے جواب ہم پر فرض ہے اور ہر ایک رکن کو اس کے ہزار ہزار برس میں ادا کیا یعنی تحریمہ اور قیام اور رکوع اور قومہ اور سجدہ اور جلسہ اور سجدۂ ثانی ہر ایک کو ہزار ہزار برس میں ادا کیا پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے حبیب مجھ سے کچھ طلب کر کیا شان محبوبیت نبی کریم ﷺ ہے کہ حق تعالیٰ خود آنحضرت ﷺ سے سوال کرتا ہے کہ مجھ سے کچھ مانگو نور رحمۃ للعالمین نے کہا کہ اے رب مجھ کو معلوم ہو گیا ہے کہ تو مجھ کو ایک گروہ کا سردار کرے گا اور اس کو حکم عبادت کا دے گا تیری بڑی شان ہے تو قدیم اور بے حد ہے اور وہ حادث اور محدود پس کیونکر ان سے حق عبادت تیرا ادا ہو گا ضرور ہے کہ ان سے کمی اور نقصان عبادت میں ہو گا لہٰذا میں نے یہ عبادت جو کی ہے اپنی امت کو دی کہ جو ان سے کمی ہو گی میری عبادت ملا کر اس کو پورا کر دینا اللہ تعالیٰ نے قبول کیا اور

فرمایا کہ اور کچھ مانگو یعنی یہ تو اپنا کیا ہوا دیا تم نے اس نبی رحمت نے عرض کیا کہ اے اللہ اس امت میں ایسے لوگ بھی ہوں گے جن سے کوئی عبادت نہ ہو گی ان کے واسطے مجھ کو اختیار شفاعت دے کہ تجھ سے مغفرت ان کی مانگوں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی عرض قبول کی امت کا کام جب بنا وہ نور کہ مظہر رافت اور رحمت حضرت الوہیت تھا خوش ہوا اور وجد میں آ کر جھوما اس نور سے لاکھ قطرے عرق کے ٹپکے ایک ایک قطرہ سے اللہ تعالیٰ نے ایک ایک نبی کو پیدا کیا پس جمیع انبیاء مثل لاکھ قطروں کے ہیں اور نور محمدی بحر حقیقت ہے لہٰذا تنہا حضور فضل رکھتے ہیں بہمہ وجوہ تمام انبیاء پر پھر انوار انبیاء کے عکس سے اولیاء اللہ کو بنایا اور ان کے عکس سے متقین کو اور ان کے عکس سے عامہ مومنین کو اور ان کے عکس سے کفار کو اور کفار اور گنہگاروں کو عکس سے منافقین کو یہ بھی عظمت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے ظاہر کیا ہے کہ جس کو خلقت کی رو سے جس قدر حضرت کا قرب حاصل ہے اسی قدر اس کی عظمت ہے چونکہ منافقین کو سب سے زیادہ بُعد ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لہٰذا وہ سب سے بدتر ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ان المنافقین فی الدرك الاسفل من النار۔ یعنی منافقین جہنم میں سب سے نیچے کے درجہ میں ہوں گے۔ پس ظاہر ہو گیا کہ قدیم سے عظمت حضرت ہی کے قرب سے حاصل ہوتی ہے پھر دوبارہ جنبش کی نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے لاکھ قطرے ظاہر ہوئے اس میں سے ایک قطرہ لے کر اللہ تعالیٰ نے اس کے دس حصہ کیے اور تمام خلق کو اس سے پیدا کیا اس وقت میں بجز تعین نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرا تعین ہی نہ تھا عرق اور قطرہ یہ سب کنایہ ہے حقیقت سے اس کی وہ ہی خالق واقف ہے۔ اس قدر سمجھنا چاہیے کہ حقیقت تمام خلق کی مثل ایک قطرہ کے ہے اور حقیقت ہر ایک نبی کی مثل اس کے اسی سے انبیاء تمام

خلق سے معظم ہیں کہ تمام خلق کی حقیقت اور ان کی حقیقت مساوی ہے اور کل انبیاء بمنزلہ لاکھ قطروں کے ہیں اور نبی کریم ﷺ بمنزلہ دریا کے پس جیسا فضل اور بزرگی دریا کو قطرات پر ہوتی ہے ویسی بزرگی اور عظمت ازروئے خلقت کے ہماری حضرت کو تمام انبیاء پر ہے اور حقیقت آنحضرت ﷺ بمنزلہ ایک قبضہ نور کے ہے پس یہاں سے عظمت اور بڑائی کو اس خالق مطلق کی قیاس کر لینا چاہیے کہ ایک قبضہ اس کے نور کا جب اتنا بڑا ہے تو وہ خالق کیسا ہوگا اور حقیقت میں بڑائی رسول اللہ ﷺ کی اللہ ہی کی بڑائی ہے کیونکہ آپ مصنوع الٰہی ہیں اور مدح اور تعریف مصنوع کی عین مدح صانع کی ہے پھر جب اللہ تعالیٰ نے اسی نور کے ایک قطرے کے حصہ دہم سے لوح اور قلم کو پیدا کیا تو قلم کو حکم دیا کہ لکھ حال امتوں کا لکھا قلم نے بالہام الٰہی نسبت امت سیدنا آدم علیہ السلام کے کہ اے امت آدم جو تم میں سے اللہ کی اطاعت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کرے گا اور جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے گا اس کو جہنم میں مبتلا کرے گا یہی ایک عبارت کل انبیاء علیہم السلام کی امتوں کی نسبت میں از آدم تا بحضرت عیسیٰ علیہ السلام قلم نے لکھی جب نوبت کتابت ماحول امت مرحومہ محمدیہ کی آئی قلم نے لکھا کہ اے امت محمد ﷺ جو تم میں سے اطاعت اللہ تعالیٰ کی کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا اور جو نافرمانی کرے گا پس اتنا لکھا تھا قلم نے کہ جناب احدیت سے خطاب ہوا ادب سیکھ ادب سیکھ ادب سیکھ اے قلم کس کی امت کی نسبت کلمات بے ادبانہ لکھتا چلا جاتا ہے پس شق ہو گیا قلم ہیبت خدا سے اور چالیس ہزار برس کا نپا کیا پھر دست قدرت سے اس پر قط لگا اور ارشاد ہوا کہ لکھ قلم نے عرض کیا کہ جو تو حکم دے وہ میں لکھوں ارشاد ہوا کہ لکھ دے وہ امت گنہگار ہے اور اللہ پرورش کرنے والا ہے اور مغفرت کرنے والا ہے۔ سبحان اللہ کیا اہتمام ہے اللہ تعالیٰ کا

آنحضرت ﷺ کے اظہار عظمت میں روز ازل سے کہ واسطے امت محمدی کے عبارت جو اور امتوں کے واسطے لکھی گئی تھی لکھنے نہ دی اور ایک عبارت خاص جس سے اظہار اللہ تعالیٰ کی رحمت خاص کا اس امت پر ہو لکھوا دی اور حکم تادب جو قلم پر جاری ہوا کمال عظمت امت آنحضرت ﷺ کو ظاہر کرتا ہے بعدہ جب اللہ تعالیٰ کو ظاہر کرنا اس نور کا زمین پر منظور ہوا تو سیدنا آدم علیہ السلام کو خلق کیا اور نور محمدی ان کے سپرد فرمایا اور بطفیل حاملیت اس نور پاک کے آدم علیہ السلام کو یہ مرتبہ دیا کہ مسجود ملائکہ کیا تاکہ عظمت جناب رسالت ظاہر ہو کہ یہ وہ معظم ہے کہ جس نے مشت خاک کا یہ مرتبہ بڑھایا کہ ملائکہ جو نور سے بنے تھے وہ سجدہ کے مامور ہوئے۔ شیطان نے آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کیا اس کی سزا میں اللہ تعالیٰ نے اس کو ملعون کیا بے تعظیمی حامل نور محمدی ﷺ نے معلم الملکوت کو ملعون کیا ڈرنا چاہیے معاملات تعظیم آنحضرت ﷺ اور متعلقین آنحضرت ﷺ میں پھر آدم پر وہ عتاب میں جنت سے زمین پر آئے تین سو برس استغفار کرتے رہے خطائے آدم معاف نہ ہوئی آخر حضرت آدم علیہ السلام نے بواسطہ آنحضرت ﷺ کی دعا کے اللہ تعالیٰ نے فوراً خطائے آدم معاف کر کے ان کو مقام اجتبیٰ پر پہنچا دیا اس میں بھی عظمت آنحضرت ﷺ کی ظاہر کی کہ تعظیم آنحضرت ﷺ معتوب کو مجتبیٰ کر دیتی ہے اللہ تعالیٰ ہم کو سب مسلمانوں کو توفیق اپنے حبیب مکرم کی تعظیم کی عنایت فرمائے بعدہ سیدنا حضرت آدم علیہ السلام حضرت حوا علیہا السلام سے ملے اور اولاد پیدا ہوئی۔ حضرت شیث علیہ السلام چھوٹے فرزند ہیں حضرت آدم علیہ السلام کے جب حضرت حوا کے حمل میں آئے ملائکہ جو حضرت آدم علیہ السلام کی طرف متوجہ تھے وہ سب حوا کی طرف متوجہ ہو گئے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے جناب الٰہی میں عرض کیا کہ اے اللہ کیا پھر مجھ سے کچھ خطا ہوئی کہ ملائکہ کو میری جانب توجہ نہ رہی ارشاد ہوا اے آدم تجھ سے کوئی

خطا نہیں ہوئی مگر نور محمدی جس کا تو حامل تھا اور جس کی وجہ سے ملائکہ تیری طرف متوجہ تھے وہ حوا کو سپرد ہوا لہٰذا اب ملائکہ حوا کی طرف متوجہ ہیں۔ پھر جب شیث علیہ السلام پیدا ہوئے اور جوان ہوئے بعد آدم علیہ السلام کے اللہ تعالیٰ نے انہیں کو قائم مقام آدم اور نبی معظم کیا گو عمر میں حضرت شیث علیہ السلام سب بھائیوں سے چھوٹے تھے بہ برکت حاملیت نور محمدی مرتبہ میں سب سے بڑھ گئے۔

ظاہر کیا اللہ تعالیٰ نے عظمت نور جناب رسالت کو کہ یہ وہ معظم ہے جو چھوٹے کو بڑا کر دیتا ہے پھر وہ نور معظم اولاد شیث علیہ السلام میں منتقل ہوا اور بہ ترتیب آبائے نبوی اصلاب پاک سے ارحام پاک میں انتقال فرمانے لگا اہتمام الٰہی انتقال نور جناب رسالت میں برابر یہ جاری رہا کہ ہر جد جناب نبوت کو اللہ تعالیٰ وہ شرف دیتا تھا کہ اپنے ہمعصروں میں سر برآوردہ اور معظم رہتا تھا چنانچہ فرمایا ہے نبی کریم ﷺ نے کہ اللہ تعالیٰ نے برگزیدہ کیا خلق میں اولاد آدم کو فرمایا ولقد کرمنا بنی آدم اور اولاد آدم میں برگزیدہ کیا اولاد ابراہیم علیہ السلام کو اور ان میں سے قریش کو اور قریش سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم میں سے مجھ کو اور اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں واسطے اظہار عظمت اجداد جناب رسالت کے فرماتا ہے۔ لقد جاء کم رسول من انفسکم۔

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا انہوں نے سنا میں نے کہ پڑھتے تھے آنحضرت ﷺ اَنْفَسِکُمْ کو بفتح فا یعنی اَنْفَسِکُمْ اور انفس صیغہ اسم تفصیل کا ہے نفاست سے پس اس قرات سے معنی اس آیہ شریفہ کے یہ ہوئے کہ البتہ آ گیا تم میں رسول تمہارا نفیس تر لوگوں سے پس اس آیہ کریمہ سے فضل اجداد نبوی کما حقہ ظاہر ہے پس نور شریف اسی شان سے منتقل ہوتا ہوا تا عبداللہ تشریف لایا لقب عبداللہ کا ذبیح اللہ ہے اور وجہ اس لقب کی یہ ہے کہ ایک وقت

میں عمر بن حارث سردار قوم جُر ہم نے حجر اسود کو کعبہ کے رکن سے کھود کر اور صورت ہر دو برہ آ ہو طلائی مزین بجواہر جس کو اسفند یار بادشاہ فارس نے بطور ہدیہ کعبہ کو بھیجا تھا اور ان کو غزال کعبہ کہتے ہیں اور چند ہتھیار کہ خانہ کعبہ میں رکھے تھے ان سب کو چاہ زمزم میں چھپا کر اس کنویں کو بند کر دیا تھا اور اس طرح زمین کو ہموار اور برابر کر دیا تھا کہ نشان چاہ زمزم ہرگز نہ ملتا تھا بعدہ اس کو حق تعالیٰ نے عبدالمطلب کے ہاتھ سے ظاہر کرایا تفصیل اس کی یہ ہے کہ جب عبدالمطلب کو ریاست کعبہ کی ملی اللہ تعالیٰ کا ارادہ زمزم شریف کے ظاہر کرنے کا ہوا عبدالمطلب کو خواب میں دکھلایا کہ زمزم کو پیدا کرو چونکہ نشان چاہ زمزم اس وقت میں کسی کو معلوم ہی نہ تھا کہ کہاں ہے بالہام علامات اور آثارات چاہ زمزم کے اللہ تعالیٰ نے عبدالمطلب کو بتلا دیا اُس وقت عبدالمطلب نے ارادہ کیا کہ زمزم شریف کو صاف کریں چونکہ اُن مقام کے قریب وہ بت رکھے تھے کہ نام ان کا اساف اور نائلہ تھا اس وجہ سے قوم کو منظور نہ ہوا کہ قریب اس کے کنواں کھودے لہٰذا۔ تمام قریش مانع آئے اور عبدالمطلب کی ایذا رسانی پر مستعد ہوئے عبدالمطلب مع اپنے فرزند حارث کے برسر مقابلہ ہوئے اور بتائید الٰہی بوسیلۂ نور محمدی تمام قوم پر غالب آئے اور زمزم کو کھودنے لگے جب تھوڑی سی زمین کھودی علامات اور آثار اس کے ظاہر ہوئے حجر اسود اور ہر دو غزال کعبہ اور ہتھیار نکلے اور بعدہٗ پانی پیدا ہوا جب عبدالمطلب نے زمزم کو صاف کیا عزت اور نام ان کا بڑھ گیا قریش حسد سے عبدالمطلب کے درپے آبروریزی کی رہنے لگے۔ عبدالمطلب نے خدا سے دعا کی اور نذر مانی کہ اگر دس لڑکے اللہ تعالیٰ مجھ کو دے تو ایک اس میں سے اللہ کی راہ میں قربانی کروں اللہ تعالیٰ نے دس بیٹے ان کو دیئے اور وہ سب جوان ہوئے ایک شب کو عبدالمطلب خانہ کعبہ کے قریب سوتے تھے خواب

دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے کہ اے عبدالمطلب اس گھر کے صاحب کے واسطے اپنی نذر پوری کر کہ عبدالمطلب خواب سے بیدار ہوئے ترساں اور لرزاں کیونکہ لڑکے کا ذبح کرنا بہت دشوار ہے اور ایک بکری ذبح کر کے فقرا اور مساکین کو تقسیم کر دی پھر خواب میں دیکھا کہ اس سے بزرگ تر قربانی کر عبدالمطلب نے ایک گائے ذبح کر کے نذر خدا کی پھر تیسری مرتبہ خواب میں دیکھا کہ اس سے بزرگ تر قربانی کر اونٹ ذبح کر کے نذر خدا کیا پھر خواب میں دیکھا کہ اس سے بزرگ تر قربانی کر عبدالمطلب نے پوچھا کہ اس سے بزرگ تر قربانی کون ہے جواب پایا کہ ایک بیٹا نذر کر کہ جس کی نذر مانی ہے عبدالمطلب کو اس کا ملال تو ہوا مگر ادائے نذر پر مستعد ہو کر سب بیٹوں کو جمع کر کے صورت واقعہ بیان کی سب لڑکوں نے عرض کیا کہ آپ کو اختیار ہے اگر منظور ہو ہم سب کو خدا کے واسطے ذبح کرو ہم کو عذر نہیں ہے۔ عبدالمطلب بیٹوں کی اطاعت سے خوش ہوئے اور قرعہ ڈالا کہ جس کے نام پر قرعہ پڑے اس کو ذبح کریں جب قرعہ ڈالا عبداللہ کے نام پر آیا۔ عبدالمطلب عبداللہ کو نہایت محبوب رکھتے تھے اس واسطے کہ نور محمدی ان کی پیشانی پر جلوہ گر تھا اور وہ نہایت درجہ خوبصورت اور صاحب جمال اور شجاع اور خوش اوصاف تھے لیکن چونکہ نذر کر چکے تھے واسطے خدا کی رضا کے چھری ہاتھ میں لے کر اور عبداللہ کا ہاتھ پکڑ کر واسطے ذبح کرنے کے مذبح میں لائے چونکہ بسبب خوبصورتی اور خوش سیرتی کے تمام قریش کو عبداللہ سے محبت تھی یہ خبر سن کر تمام قوم کے لوگ جمع ہوئے اور عبدالمطلب کو مانع آئے کہ عبداللہ کو ذبح نہ کرو عبدالمطلب نے سب حال بیان کیا اور کہا کہ میں مجبور ہوں نذر کو کیونکر پورا نہ کروں بعد حجت اور تکرار کے یہ امر قرار پایا کہ فلاں عورت کاہنہ جو سب کاہنوں میں ممتاز ہے اس کے پاس چل کر یہ سب حال بیان کیا جائے جو وہ تجویز کرے وہ کیا جائے۔

الغرض عبدالمطلب نے ہمراہ قوم کے اس کاہنہ کے پاس جا کر یہ حال بیان کیا اس نے بعد تامل کے کہا کہ ایک جن میرا ملاقاتی ہے اس سے میں پوچھ لوں کل آ تا جواب دوں گی۔ دوسرے روز پھر اس کے پاس گئے اس نے پوچھا کہ تمہاری ملت میں دیت آدمی کی کیا ہے عبدالمطلب نے کہا کہ دس اونٹ ہیں کاہنہ نے کہا کہ عبداللہ کو ایک طرف کھڑا کر اور دس اونٹوں کو ایک جانب اور قرعہ ڈالو اگر قرعہ اونٹوں کے نام پر آئے تو اونٹ ذبح کرو اور اگر عبداللہ کے نام پر آئے تو دس اونٹ اور زیادہ کرو اور اسی طرح دس دس اونٹ بڑھاتے جاؤ یہاں تک کہ قرعہ اونٹوں کے نام پر آئے اس وقت ان کل اونٹوں کو ذبح کرو نذر تمہاری پوری ہو جائے گی۔ قریش خوش ہوئے اور کہا کہ اگر تمام اونٹ قریش کے عبداللہ کے خوں بہا میں ذبح ہوں تو ہم حاضر ہیں۔ الغرض عبداللہ کو قربان گاہ میں کھڑا کیا اور دس اونٹ دوسری طرف کر کے قرعہ ڈالا عبداللہ کے نام پر آیا دس اونٹ اور زیادہ کیے پھر قرعہ عبداللہ کے نام پر آیا اسی طرح دس دس اونٹ بڑھانے لگے۔ آخر کار دسویں مرتبہ جب سو اونٹ کی نوبت آئی قرعہ اونٹوں کے نام پر آیا عبدالمطلب نے پھر بنابر احتیاط کے قرعہ ڈالا دوبارہ بھی قرعہ اونٹوں کے نام پر آیا۔ عبدالمطلب نے خدا کا شکر ادا کیا اور سو اونٹ قربانی کیے فدیہ ذبح عبداللہ ادا ہوا اس میں بھی اللہ تعالیٰ نے حضرت ﷺ کی بڑائی اور عظمت کو ظاہر کیا کہ ہمارے حبیب کا باپ مثل اور انسانوں کے نہیں ہے کہ دس اونٹ جو ہر انسان کا اس وقت خونبہا ہے وہی اس کا بھی خونبہا ہو بلکہ اوروں کا خونبہا دس اونٹ ہیں تو عبداللہ کے سو جیسا مال نفیس ہوتا ہے ویسے ہی قیمت بھی گراں ہوتی ہے اور نیز اس واقعہ سے اللہ تعالیٰ نے عظمت جد نبی کریم ﷺ کی ظاہر کی جو کام سیدنا علیہ السلام نے خدا کی رضا کے واسطے مرتبہ نبوت اور خلت میں کیا تھا وہ کام جد حضرت نبوت نے باوجود نبی نہ ہونے

کے کیا یہ فیضان نور جناب رسالت تھا کہ بسبب قرابت قریبہ کے حضرت عبدالمطلب پر جاری ہوا تھا اسی سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا انا ابن الذبحین یعنی میں دو ذبح کیے گئے ہوؤں کا بیٹا ہوں۔ عبداللہ چونکہ بسبب حاملیت نور محمدی کے مطلع انوار الٰہی تھے جس قدر زمان ظہور اس آفتاب حسن کا قریب آتا جاتا تھا لمعان حسن و جمال محمدی چہرۂ عبداللہ پر بڑھتا جاتا تھا جیسے طلوع آفتاب کے قریب افق روشن اور تاباں ہوا جاتا ہے لہٰذا تمام قریش کی عورتیں وہ حسن و جمال دیکھ کر دل سے عبداللہ پر عاشق ہوئیں اور سو سو طرح چاہتی تھیں کہ کسی طرح عبداللہ کو اپنے ناز و انداز سے اپنا فریفتہ کریں لیکن اللہ تعالیٰ ان کا حافظ تھا حضرت عبداللہ کو کبھی لغزش نہ ہوئی جب عبدالمطلب کو یہ حال معلوم ہوا عبداللہ کو شکار کے واسطے باہر جنگل میں بھیج دیا اور وہب زہری کو ان کے ساتھ کر دیا۔ ایک روز وہب ایک جانب شکار میں مشغول تھے کہ دیکھا انہوں نے نوے سوار یہود کے ہتھیاروں سے مسلح ولایت شام کی طرف سے نمودار ہوئے وہب نے آگے بڑھ کر ان سے پوچھا کہ آپ لوگوں نے کس طرف کا قصد کیا وہ لوگ وہب کو مرد صحرائی جان کر سمجھے کہ ان سے پتا مقصد کا ملجا وے گا کہنے لگے کہ عبداللہ کے مارنے کو آئے ہیں۔ وہب نے کہا کہ عبداللہ کا قصور کیا ہے انہوں نے کہا کہ قصور تو عبداللہ کا کچھ نہیں ہے مگر اس کی پشت سے وہ شخص پیدا ہوگا کہ دین جس کا کل دینوں کو منسوخ کر دے گا اور مذہب اس کا سب مذاہب کو مٹا دے گا اس واسطے اس گروہ نے ارادہ کیا ہے کہ عبداللہ کو قتل کر ڈالیں تا کہ وہ لڑکا پیدا نہ ہو وہب نے کہا کہ تم نادان ہو یہ کام عقل کا نہیں اگر اللہ کو اس لڑکے کا عبداللہ سے ظاہر کرنا منظور ہے تو ہرگز تم عبداللہ کو قتل نہیں کر سکو گے اور اگر اللہ کو منظور نہیں تو عبداللہ کو قتل سے تم کو کیا ملے گا۔ بعد اس کے وہب نے دیکھا کہ کچھ سوار اور ایک روایت میں ہے ستر سوار کہ

اس عالم کے لوگوں سے مشابہت نہ رکھتے تھے غیب سے ظاہر ہوئے اور وہ فر
تھے۔ انہوں نے ان سب یہودیوں کو قتل کیا وہب یہ معاملہ دیکھ کر عبداللہ کو سا
لے کر عبدالمطلب کے پاس آئے اور صورت واقعہ ظاہر کی بعدہ اپنے گھر میں
کر سب حال اپنی بی بی سے بیان کیا اور کہا کہ میرا یہ قصد ہے کہ اپنی دختر نیک
اختر آمنہ کو عبداللہ کے نکاح میں دوں اور بعض اشخاص سے عبدالمطلب کو اس
مضمون سے اطلاع کر آئی عبدالمطلب بھی عبداللہ کے نکاح کی تجویز میں تھے و
جب اس بات سے واقف ہوئے فاطمہ بی بی کو وہب کے گھر بھیجا کہ بی بی آمنہ
کو دیکھ آئیں۔ بی بی فاطمہ نے جب آمنہ کو دیکھا فریفتہ ہو گئیں اور عبدالمطلب
سے آکر بیان کیا کہ انسان عاجز ہے اور زبان قاصر ہے۔ وصف آمنہ میں حق
ہے کہ عبداللہ ہی کی صحبت کے قابل ہے عبدالمطلب نے یہ سن کر وہب کو پیا
عبداللہ کا دیا وہب نے منظور کیا چنانچہ بروایت اوسط ماہ جمادی الثانی میں او
بروایتے چوتھی شب رجب کو عقد ہوا حضرت عبداللہ کا بی بی آمنہ کے ساتھ اور اسی
شب میں نخل عالم میں ثمر مراد آیا یعنی باعث ایجاد عالم حمل میں تشریف لائے
بنا بر اظہار عظمت جناب رسالت کے غیب سے ندا ہوئی کہ اے عرش بُرقعے نور
کے پہن اور اے کرسی چادر فخر کی اوڑھ لے اے سدرۃ منتہی نورانی ہو جا اے حور
جنت کی آراستہ ہو بیٹھو اے رضوان دروازے جنت کے کھول دے اور اے مالک
دروازے دوزخ کے بند کر دے رحمۃ للعالمین اپنی والدہ کے حمل میں تشریف
لائے ہیں اور علی ہذا القیاس زمین پر بھی ندا ہوتی تھی کہ اے قبہ زمزم یہ نبی اعظم
ہیں جو تشریف لاتے ہیں اے جبل حرا یہ مقام مولد خیر الوراہی اے جبل ابو قبیس
لڑکا صاحب خوشی اور مبارک بادی کا ہے اے جبل عرفات یہ وہ لڑکا تشریف لا
ہے جو نجات دینے والا ہے ہلاکتوں سے جانور قریش حضرت کے حمل آنے

وقت گویا ہو گئے تھے اور آپس میں ایک دوسرے کو خوشخبری دیتے تھے کہ قریب آ گیا وقت اللہ کے حبیب کی ولادت کا اب ہم سب آپ کی زیارت سے مشرف ہوں گے۔ بی بی آمنہ فرماتی ہیں کہ مجھ کو ایام حمل میں کچھ گرانی اور کسل معلوم نہ ہوتا تھا بلکہ ایک نور میں اپنے میں دیکھتی تھی کہ بڑھتا جاتا تھا جب ایام حمل کے گزر گئے اور ماہ ولادت باسعادت یعنی ربیع الاول آیا طرح طرح کی برکات بی بی آمنہ نے مشاہدہ کیے اور عجائبات قدرت الٰہی دیکھے یہاں تک کہ شب ولادت آئی حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس شب کو اس قدر نور مجھ میں ہو گیا تھا کہ مشرق سے مغرب تک سارا عالم میرے پیش نظر تھا پھر جب وقت ولادت شریف آیا جبرئیل علیہ السلام بامر الٰہی واسطے خدمت کے حاضر ہوئے جب سردار عالم تشریف لائے تو اس کی خدمت اور استقبال کے واسطے ایسا ہی معظم درکار ہے جو افضل ملائکہ ہے۔

الغرض جبرئیل علیہ السلام نے بحضور جناب رسالت ﷺ نہایت ادب سے عرض کیا ظاہر ہوائے رسول اللہ کے ظاہر ہوائے نبی اللہ کے ظاہر ہوائے بہتر خلق خدا کے ظاہر ہوائے سردار رسولوں کے ظاہر ہوائے ختم کرنے والے نبیوں کے چونکہ جناب رسالت ممدوح جناب احدیت ہیں غیر کی مدح کی پروانہیں رکھتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے التفات نہ فرمایا جبرئیل علیہ السلام نے عاجز ہو کر عرض کیا باسم اللہ اظھر یا محمد ابن عبداللہ یعنی ہماری مدح کیا اور ہم کیا اب طریق مدح چھوڑ کر اللہ کا واسطہ دیتے ہیں کہ اس کے نام کے واسطے سے ظاہر ہو جایئے۔ پس جب نام الٰہی پیش ہوا کمال ادب کی وجہ سے قبول کر لیا حضور ﷺ نے عرض جبرئیل علیہ السلام کو اور متوجہ ہوئے عالم ظہور کی طرف فظھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کالبدر المنیر پس تشریف لائے نبی کریم ﷺ مثل چودھویں رات

کے روشن چاند۔

ہوئے پہلوئے آمنہ سے ہویدا | دعائے خلیل و نویدِ مسیحا
سلطانِ دوجہان کا ذکرِ ظہور ہے | تعظیم شاہِ دین کو اٹھنا ضرور ہے
تشریف لائے حضرتِ محبوب کبریا | تشریف لائے سید و سلطان انبیاء
تشریف لائے باعث ایجاد دوجہاں | تشریف لائے نورِ ہدا شاہِ انس و جاں

ابیات

السلام اے سرورِ عالی جناب | السلام اے شافعؐ یوم الحساب
السلام اے مقتدائے مرسلین | السلام اے رحمۃ للعالمین
السلام اے آنکہ کانِ نعمتی | السلام اے آنکہ ابر رحمتی
السلام اے بحر علم من لدن | السلام اے مخزنِ اسرار کن
السلام اے معطیِ ہر آرزو | السلام اے فیضِ تو ہر چار سو
السلام اے ذکر تو ایمانِ من | السلام اے فکر تو درمان من
السلام اے دستگیر بیکساں | السلام اے چارۂ دردِ نہاں
السلام اے حلِ مشکل السلام | السلام اے کارِ من از تو تمام
صد سلام از بہردم صبح و شام | بر تو ہم بر آل واصحابت تمام
بر امیدِ آنکہ اے عالی جناب | از لب شیرین تو آید جواب
درد مندم اے طبیبِ غیب داں | رنج بادر یاب از نبضِ تپاں
از علاجِ ما تو نیکو آگہی | داروے دردِ دلم ہم تو وہی
ہست داروے دل بیمار من | شربتِ وصل تو اے دلدار من

پس چشاں یک جرعہ از جامِ وصال ۔ بیش از ایں مگزار مارا در ملال
ہیں مراں مارا زدریا دردو رنج رحم کن برمن بحق ہفت و پنج

اللھم صل وسلم و بارك علیه وقت ولادت باسعادت جناب سید الانبیاء کے بہت سے عجائبات مشاہدہ کیے گئے کہ اس سے عظمت اور جلالت آنحضرت ﷺ کی ظاہر ہوئی بعض اس میں سے بیان کیے جاتے ہیں۔

روایت کرتے ہیں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اپنی والدۂ شفا بنت عوف سے کہ کہا انہوں نے میں قابلہ تھی۔ بی بی آمنہ کے حضور کی شب ولادت میں جب رسول اللہ ﷺ میرے ہاتھ میں آئے ایک آواز میرے کان میں آئی کہ کہنے والا کہتا تھا رحمت کرے تجھ پر رب تیرا اور مشرق سے مغرب تک زمین نورانی ہوگئی چنانچہ بعض مکانات شام کو میں نے اس نور میں دیکھا اس وقت تکیہ لگایا میں نے کچھ دیر نہیں گزری تھی کہ ایک ظلمت اور ڈر اور لرزہ مجھ پر طاری ہوا بعدہ میری داہنے جانب سے ایک روشنی پیدا ہوئی سنا میں نے کہ کہنے والا کہتا تھا کہاں لے گیا تو اس کو دوسرے نے جواب دیا کہ جانب مغرب لے گیا میں اس کو اور تمام مقامات متبرکہ میں پہنچایا میں نے اس کو شفا کہتی ہیں کہ پھر وہ ہی خوف اور لرزہ اور رعب مجھ پر طاری ہوا اور بائیں جانب سے میرے روشنی پیدا ہوئی۔ سنا میں نے کہنے والا کہتا تھا کہ کہاں لے گیا تو اس کو یعنی آنحضرت ﷺ کو دوسرے نے کہا مشرق کی طرف لے گیا میں ان کو اور تمام مقامات متبرکہ میں پہنچایا میں نے ان کو اور ابراہیم خلیل اللہ کے پاس لے گیا میں ان کو انہوں نے اپنے سینہ پر لیا اور طہارت اور برکت کی دعا کی۔

شفا کہتی ہیں اس وقت کہا یعنی ہاتف غیبی نے کہ بشارت ہو تم کو اے

محمد ﷺ ساتھ عزت اور شرف دنیا کے تحقیق تم متمسک ہو ساتھ عروہ وثقی کے جو شخص متعلق ہو ساتھ شاخوں درخت دیں اور ملت تمہارے کے اور تمہارے کہے کے موافق کرے قیامت کے دن تمہارے زمرہ میں محشور ہو اور شفا فرماتی ہیں کہ یہ مضمون ہمیشہ میرے خاطر میں رہا یہاں تک کہ آنحضرت مبعوث ہوئے اور میں اول ایمان لانے والوں میں سے ہوئی۔ اللھم صل وسلم وبارک علیہ اور بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی گئی ہے جب رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے ہاتھ اپنے زمین پر رکھے اور سر مبارک آسمان کی طرف کیا اور دو زانو بیٹھے اور انگلیوں کو اپنی بند کر لیا تھا اور انگشت سبابہ سے اشارہ کرتے تھے گویا تسبیح کرتے تھے اور ایک روایت میں یہ ہے کہ انگوٹھے کو چوستے تھے اور شیر اس سے رواں تھا بعدہ آپ نے قبضہ خاک زمین سے اٹھایا اور متوجہ ہوئے کعبہ کی طرف اور سجدہ میں گئے اور ساتھ آنحضرت ﷺ کے ایک نور مجھ سے ظاہر ہوا کہ مکانات بصریٰ وشام کو اس نور میں میں نے دیکھا اور ایک روایت بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا سے یہ ہے کہ کہا انہوں نے جب رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے ایک ابر کا ٹکڑا آسمان سے اترا اور آنحضرت ﷺ سے قریب ہوا اور آپ کو اپنے سے ملایا اور اٹھایا اور میری آنکھ سے غائب کیا اور سنا میں نے کہ منادی کہتا تھا کہ اس کو زمین مشرق اور مغرب میں پھراؤ اور مقامات ولادت انبیاء میں رکھو کہ دعائے برکت ان کے واسطے کریں اور ان کو جامۂ ملت حنفیہ پہناؤ اور ان کے باپ ابراہیم علیہ السلام کے پاس ان کو لے جاؤ اور تمام دریاؤں میں درلاؤ تا کہ اہل دریا ان کو ساتھ اسم اور صفت اور صورت کے پہچان لیں بالتحقیق نام ان کا دریاؤں میں ماحی ہے جس قدر شرک زمین پر ہے ان کے زمانہ میں مخفی ہو جائے گا اور بعد لحظہ کے ان کو پھیر لایا لپٹا ہوا ایک قطعہ صوف

ہیں کہ برف سے زیادہ سفید تھا اور ایک روایت میں ہے کہ دودھ سے زیادہ سفید تھا اور ان کو اوپر حریر سبز کے رکھا اور چند کنجیاں آنحضرت ﷺ کے ہاتھ میں دیں اور کہنے والا کہتا تھا کہ محمد ﷺ نے لے لیا کلید نبوت اور کلید نصرت اور کلید خزانہ باد کو بعدہٗ دوسرا ٹکڑا ابر کا آیا پہلے سے نورانی اور عظیم زیادہ اور سنتی تھی میں ان سے آواز مثل صہیل اسپ اور آواز مرغوں کی اور آدمیوں کے باتیں کرنے کی اس ابر پارہ نے بھی آنحضرت ﷺ کو اپنے سے ملایا اور میری نظر سے غائب کیا اول بار سے زیادہ اور سنا میں نے کہ منادی کہتا تھا کہ لے جاؤ محمد ﷺ کو اور اطراف زمین میں پھراؤ اور پیش کرو ان کو تمام روحانیوں انس و جن پر اور دو ان کو صفوت آدم علیہ السلام اور رقت نوح علیہ السلام اور ایک روایت میں ہے کہ شدت اور قوت نوح علیہ السلام اور خلت ابراہیم علیہ السلام اور سنت اسحاق علیہ السلام اور ایک روایت میں بجائے سنت اسحاق علیہ السلام کے صبر ایوب علیہ السلام مروی ہے اور فصاحت اسمٰعیل علیہ السلام اور بشارت یعقوب علیہ السلام اور جمال یوسف علیہ السلام اور صوت داؤد علیہ السلام اور زہد یحیٰی علیہ السلام اور کرم عیسٰی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام اور ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت ﷺ کو غوطہ دو اخلاق انبیاء اور رسل میں پس ذات بابرکات ہمارے نبی کریم ﷺ کی جامع ہے کل صفات خاصان خدا کی بقول خسرو علیہ الرحمۃ۔

حسن یوسف دمِ عیسٰی ید بیضا داری　　　آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ بعد اس کے لائے آنحضرت ﷺ کو لپٹا ہوا پارۂ حریر میں اور آپ کے ہاتھ میں قطرات آب زلال کے اس حریر پارہ سے ٹپکتے تھے اور ہاتف کہتا تھا کہ محمد ﷺ نے تمام دنیا پر قبضہ کیا تمام مخلوق دنیا کی ان کے قبضہ تسخیر میں آئے گی بطوع و رغبت باذن اللہ تعالٰی ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ اور

نقل کرتی ہیں کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے
شخص مجھ پر ظاہر ہوئے ایسے خوبصورت کہ گویا آفتاب ان کے چہروں سے چمکتا
تھا ایک کے ہاتھ میں ابریق نقرہ تھی بوئے مشک اس سے آتی تھی اور دوسرے کے
ہاتھ میں ایک طشت زمرد سبز کا اور اس کے چار گوشے تھے ہر گوشے پر موتی تھے اور
ہاتف کہتا تھا کہ یہ دنیا ہے شرق او رغرب اور بر اور بحر یا حبیب اللہ اس میں سے
جس گوشہ کو چاہو پکڑ لو حضور ﷺ نے دست مبارک درمیان طشت میں رکھا غیب
سے ندا ہوئی بخدائے کعبہ آنحضرت نے کعبہ کو اختیار کیا جانو تم کہ حق تعالیٰ نے
اس جگہ کو قبلہ اور مسکن شریف ان کا کیا اور تیسرے شخص کے ہاتھ میں سفید ٹکڑا حریر
کا تھا۔ آنحضرت ﷺ کو سات مرتبہ اس طشت میں نہلایا اس ابریق نقرہ سے اور
اس پارہ حریر میں آپ کو لپیٹا اور ایک بند کہ گویا مشک از فر سے تھا اوپر اس کے
باندھا بعد اس کے صاحب حریر آنحضرت ﷺ کو اپنے زیر بازو لایا۔ ابن عباس
کہتے ہیں کہ جب یہ خبر آنحضرت ﷺ سے کہتے تھے فرماتے تھے کہ وہ شخص
رضوان تھا خازن بہشت حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ بعد ایک لحظہ کے وہ اپنے
بازو کے نیچے سے آنحضرت ﷺ کو باہر لایا اور آپ کے گوش مبارک میں بہت سی
باتیں کہیں کہ میں کچھ نہ سمجھی بعدہ حضور ﷺ کے دونوں چشمان مبارک کے
درمیان میں اس نے بوسہ دیا اور کہا بشارت ہو تم کو اے محمد کہ علم تمام پیغمبروں کا تم
کو دیا اور علم اور شجاعت تمہاری سب سے بڑھ گئی اور کنجیاں نصرت کی تمہارے
ساتھ کر دیں اور ہیبت اور عظمت تمہاری آدمیوں کے دلوں میں ڈالی کہ تمہارا ذکر
سننے سے ان کے دل لرزاں اور ہراساں ہوں گے اگرچہ تم کو نہ دیکھا ہو اے
حبیب اللہ کے حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ بعد اس کے دیکھا میں نے ایک

شخص کو اس نے اپنا دہن حضور ﷺ کے دہن مبارک پر رکھا اور جیسے کبوتر اپنے بچے کو بھراتا ہے کوئی چیز آنحضرت ﷺ کو وہ دیتا تھا اور میں دیکھتی تھی کہ حضور ﷺ اپنی انگلی سے اشارہ کرتے تھے اور زیادہ طلب فرماتے تھے۔

روایت کیا ہے کہ وقت ولادت باسعادت جناب ختم رسالت کے تمام بت روئے زمین کے منہ کے بل گر پڑے اور شیطان کو مع اس کے لشکر کے گرفتار کیا اس نے فریاد اور نالے بہت کیے یہی سبب ہے کہ ذکر ولادت نبی کریم ﷺ شیطان کے دل پر شاق گزرتا ہے اور جو اس کے متبع ہیں ان کو اغوا کرتا ہے کہ ذکر ولادت شریف سے باز رہیں اور دوسروں کے تئیں باز رکھو۔ نعوذ باللہ من شر الشیطان علیہ اللعن جمہور اہل سیر اس طرف ہیں کہ سید الانبیاء علیہ السلام والثنا ختنہ کیے ہوئے اور ناف بریدہ پیدا ہوئے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا آنحضرت ﷺ نے کہ پیدا ہوا میں مختون اور نہ دیکھا کسی نے میرے ستر عورت کو علما نے فرمایا ہے کہ حکمت اس میں یہ تھی کہ کسی کو مخلوق میں سے حضور ﷺ کی تکمیل خلقت میں مداخلت نہ ہو اور کوئی شخص ستر شریف حضور ﷺ کو نہ دیکھے کیونکہ حیا حضور ﷺ کے مزاج میں بہت تھی۔ اور عبد المطلب سے منقول ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت کی شب ولادت میں خانہ کعبہ میں تھا جب نصف شب گزر گئی دیکھا میں نے بیت اللہ کی چاروں دیواریں مقام ابراہیم کی طرف جھک گئیں اور سجدہ کیا اور پھر ہیئت اصلی پر آ گئیں اور تکبیر عجیب کعبہ سے سنتا تھا میں کہ ندا کرتا تھا اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر رب محمدن المصطفیٰ اس وقت میرے رب نے مجھ کو پاک کیا بتوں اور مشرکوں کی نجاست سے اور جو بت کہ گرداگرد کعبہ معظمہ کے تھے وہ پارہ ہوتے

تھے جیسے کپڑا پھٹتا ہے اور بڑا بت کہ جس کا نام ہبل تھا اوندھا پڑا تھا اور سنتا تھا میں کہ منادی ندا کرتا تھا کہ اب آمنہ رضی اللہ عنہا سے محمد مصطفےٰ ﷺ پیدا ہوئے اور ابر رحمت اوپر اترا اور ایک طشت فردوس سے۔

اور ایک روایت ہے کہ عالم قدس سے نازل ہوا تاکہ اس میں آنحضرت ﷺ کو نہلاویں عبدالمطلب فرماتے ہیں کہ جب میں نے کعبہ کو اس حال میں دیکھا اور بتوں کا یہ رنگ معاینہ کیا اور وہ ندا سنی نہ جانا میں نے کہ کیا کہوں بس میں نے اپنی آنکھیں کھولیں اور ملیں اور اپنے دل میں کہا کہ آیا خواب میں ہوں میں بعدہ کہا میں نے کہ نہیں جاگتا ہوں اٹھا میں اور بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کے گھر کی طرف چلا جب گھر کے دروازے پر پہنچا اس کو انواع انوار اور خوشبوؤں سے مزین پایا یعنی دروازے پر دستک دی آمنہ نے ضعیف آواز سے جواب دیا کہا میں نے وائے تجھ پر جلد دروازہ کھول ڈالا میرا زہرہ پھٹ جائے گا حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے جلدی سے دروازہ کھول دیا اول میری آنکھ آمنہ کے منہ پر موضع نور محمدی پر پڑی اثر اس نور کا ان کی پیشانی میں نہ پایا۔ بے طاقت ہوا میں اور کہا میں نے اے آمنہ وہ نور کیا ہوا کہا انہوں نے میں نے وضع حمل کیا لڑکا پیدا ہوا میں نے کہا اس کو لا تو دیکھوں انہوں نے جواب دیا کہ تم ابھی نہیں دیکھ سکتے ہو میں نے کہا کیوں نہیں دیکھ سکتا ہوں آمنہ نے کہا کہ جب وہ پیدا ہوئے ایک شخص آیا میرے پاس کہ قد اس کا مثل خرمے کے درخت کے تھا اور کہا اس طفل کو گھر سے نہ نکال اور کسی شخص کو اولاد آدم سے نہ دکھا تین روز تک عبدالمطلب کہتے ہیں کہ میں نے تلوار کھینچی اور کہا آمنہ رضی اللہ عنہا سے کہ لڑکے کو باہر لاؤ کہ دیکھوں میں والا تم کو یا اپنے کو ہلاک کرتا ہوں حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے جب یہ حال دیکھا کہا کہ لڑکا

فلاں مقام پر ہے جاؤ دیکھ لو میں نے ارادہ کیا کہ اس مقام میں جا کر دیکھوں ناگاہ میں نے ایک شخص دیکھا ایسا باعظمت و ہیبت کہ مثل اس کے ہرگز نہ دیکھا تھا ایک تلوار برہنہ اس کے ہاتھ میں تھی مجھ پر حملہ کیا اور کہا رووے تجھ کو تیری ماں کہاں آتا ہے تو میں نے کہا میں اس گھر میں آتا ہوں کہ اپنے لڑکے کو دیکھوں اس نے کہا پلٹ جاؤ کوئی اولاد آدم سے اس کو نہیں دیکھ سکتا جب تک سب فرشتے اس کی زیارت نہ کر لیں عبدالمطلب کہتے ہیں کہ لرزہ میرے جسم پر طاری ہوا اور تلوار میری ہاتھ سے گر پڑی باہر آیا میں تا کہ قریش کو اس واقعہ کی خبر دوں میں ہر چند چاہا میں نے کہ اس حال کو بیان کروں لیکن بیان نہ کر سکا۔

اور ایک روایت میں یہ ہے کہ عبدالمطلب نے جب سرور کائنات ﷺ کو دیکھا نہایت خوش ہوئے اور آنحضرت ﷺ کو گود میں لیا اور خانہ کعبہ میں لے گئے اور خدا کی پناہ میں سپرد کیا اور محمد ﷺ نام رکھا اور یہ بھی منقول ہے کہ عبدالمطلب دروازہ خانہ کعبہ پر کھڑے ہوئے اور اللہ کا شکر ادا کیا اور یہ اشعار پڑھے خلاصہ ان کا یہ ہے کہ شکر اس اللہ کا جس نے مجھ کو عطا کیا یہ لڑکا پاک اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں میں اس کو شر سے ہر حاسد کی اور پھر آمنہ کے پاس لا کر سپرد کیا اور کہا کہ اس کی بہت حفاظت کرو یہ لڑکا میرا بڑا صاحب شان ہے اور بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا سے یہ بھی مروی ہے وہ فرماتی ہیں کہ جب حضرت ﷺ پیدا ہوئے چار عورتیں آسمان سے اتریں میں ان کو دیکھ کر ڈری اور پوچھا میں نے کون ہو تم کہ مثل مستورات مکہ کے نہیں ہو انہوں نے کہا کہ اے آمنہ تم خوف نہ کرو اور ایک نے کہا کہ میں ہوں ام البشر حوا دوسری نے کہا کہ میں ہوں سارہ ام اسحٰق تیسری نے کہا کہ میں ہوں ہاجرہ ام اسمٰعیل چوتھی نے کہا کہ میں ہوں آسیہ بنت مزاحم اور حوا کے پاس عطر تھا

بہشت کا اور آسیہ کے پاس مندیل سبز تھی حضرت ﷺ کو غسل دے کر حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کی گود میں دیا پھر حضرت ﷺ نے سجدہ کیا اور کہا رب ھب لی امتی اے پروردگار تو بخش میرے واسطے میری امت کو جناب الوہیت سے ارشاد ہوا وھبتك امتك باعلی همتك بخشا میں نے تیری امت کو بسبب تیری ہمت بلند کے اور فرمایا اللہ تعالیٰ جلشانہ نے گواہ رہو فرشتو میرے کہ میرا دوست نہ بھولا اپنی امت کو ولادت کے وقت پھر کیونکر بھولے گا اپنی امت کو قیامت کے دن فبشریٰ لنا معشر الاسلام ان النا من العنایة رکنا غیر منھدم خوشخبری ہو ہم کو اے گروہ اہل اسلام بالتحقیق ہمارے واسطے اللہ کی عنایت سے وہ رکن ہے جو گرے ہی گا نہیں۔

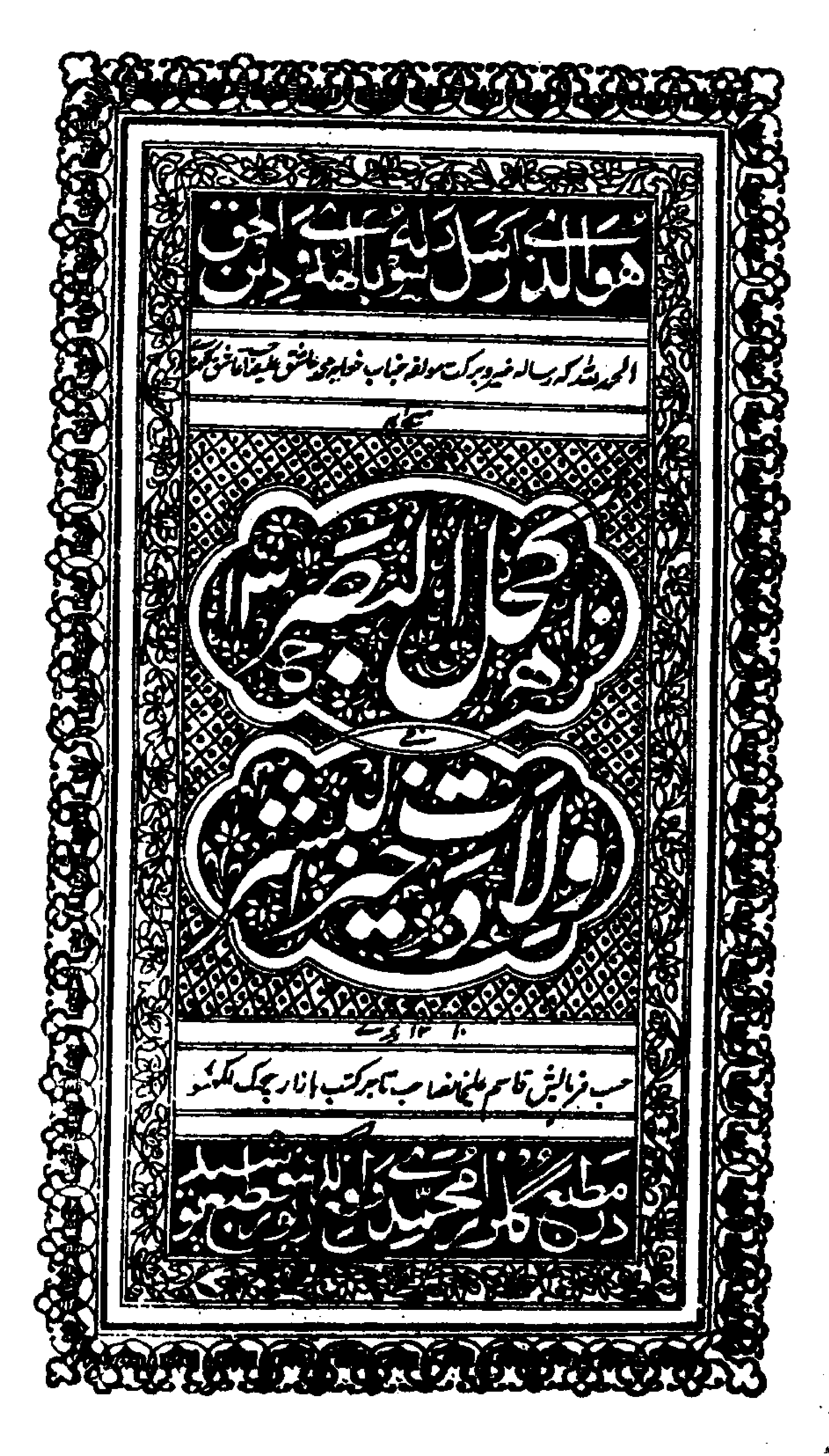
یارب صل وسلم دائما ابداء علی نبیك خیر الخلق کلهم

عطر اللهم قبره الکریم بعرف شذی من صلوٰة وتسلیم

اللهم صل وسلم وبارك علیه

تمة الرسالة الاولی سبحان ربك رب العزة عما یصفون

وسلام علی المرسلین والحمدلله رب العالمین


هو الذی ارسل رسوله بالهدیٰ و دین الحق
الحمد للہ کہ رسالہ خیر و برکت مولفہ جناب خواجہ محمد عاشق
مسمّٰی
اکحال البصر
۱۳۱۰ ہجری
حسب فرمائش قاسم علی خاں صاحب تاجر کتب
مطبع گلزار محمدی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یا خدا قوتِ بیانی دے خامی کو طاقتِ روانی دے
کہ لکھے حمد تیری اے یزدان نعت حضرت کی پھر کرے وہ بیان
جام عرفانِ سرمدی کو پلا مۓ عشق محمدیؐ سے چکھا
در اقدس پہ مجھ کو پہنچا دے وہ مزارِ شریف دکھلا دے

حمد و سپاس اس خالق دوجہان مالکِ کون و مکان کو سزاوار ہے جو تمام عالم کا پروردگار ہے جس نے ایک لفظ کُن سے زمین و آسمان کو پیدا کیا محض اپنی قدرت بالغہ سے ہر حیوان و انسان کو ہویدا کیا۔ سبحان اللہ کیا شانِ کبریا ہے کس کس کو خلعت صفات سے سرفراز کیا ہے کہیں شجر و ثمر کو پیدا کیا کہیں گل پر بلبل کو شیدا کیا کہیں قمری کو سرو کے عشق کا طوق پہنایا کہیں پروانہ کے دل میں شعلۂ عشق شمع بھڑکایا کسی جا بہار کسی جا خزاں کا ظہور ہے کہیں ظلمت ہے کہیں نور ہے ماہتاب اس کے نور کا ایک نمونا ہے آفتاب اس سے بھی حسن وخوبی میں دونا ہے ارض و فلک جن و ملک حور و غلمان دوزخ و جنان کو اس نے بنایا ہر شے میں اسی کا جلوۂ قدرت نظر آیا صفحہ آسمان کو طرح طرح پر نقوش انجم سے چمکایا تختۂ زمین پر رنگ رنگ کا گل بوٹا کھلایا ایک سے ایک کا مرتبہ دوبالا کیا کسی کو ادنیٰ کسی کو اعلیٰ کیا کسی کو حیات جاوداں بخشی موت کا بہانہ کیا کسی کو چشم زدن میں تیر قضا کا نشانہ کیا آدم کو وہ مرتبہ عنایت فرمایا کہ کون و مکان میں اشرف المخلوقات کہلایا اس میں بھی اپنی قدرت کاملہ دکھائی ہر ایک کو اس کی قدرت وصنعت آئینہ ظہور میں صاف نظر آئی مگر ہاں اس قدر فرق ہے کسی کا قلب نور ایمان سے منور کوئی دریائے کفر میں غرق ہے کسی کے سینۂ پُر کینہ پر مہر ضلالت لگائی گمراہ ہوا کسی کو راہ حق دیکھائی خاص بندۂ درگاہ ہوا غرض اس کی قدرت کاملہ میں دخل ذرا نہیں مقام چون و چرا نہیں۔

غزل

مجلس میلاد میں مومن کو آنا چاہیے
دفتر نبوی میں نام اپنا لکھانا چاہیے

آتے ہیں اس بزم میں محبوب رب العالمین
عطر ملنا چاہیے خوشبو لگانا چاہیے

جام کوثر کو پلائے تھے وہاں حور و ملک
وہ نہیں تو تم کو شربت بھی پلانا چاہیے

نور کی قندیلیں روشن تھیں شب معراج میں
آج تم کو شمع کا فوری جلانا چاہیے

بزم یہ مشکلکشا اور قاضی الحاجات ہے
ہر مصیبت میں تمہیں مولد پڑھانا چاہیے

مومنو عشق نبیؐ میں خرچ کر کے مال و زر
باغ میں جنت کے گھر اپنا بنانا چاہیے

ان کی آمد ہے یہاں جو ہیں حبیب کبریا
فرش کی جا اپنی آنکھوں کو بچھانا چاہیے

گر حضوری شاہ کی منظور ہے اے دوستو
واسطے پڑھنے کے حافظ کو بلانا چاہیے

اب یہاں سے نعت سرور کائنات خلاصۂ موجودات باعث پیدائش جمیع کائنات شروع ہوتی ہے سوزن زبان قلم اپنا رنگ سیاہی چھڑا کر بحر مشک وعنبر میں غوطہ لگا کر رشتہ بیان میں گوہر مدح پروتی ہے کہ حق تعالیٰ جل شانہٗ سب سے پہلے اپنے نور احدیت سے نور احمد مجتبےٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کو ظہور میں لایا یعنی خلعت وجود با جود عنایت فرمایا اور جامہ کہ لولاك كما خلقت الافلاك کا پہنایا شفیع روز جزا کیا مقتدائے انبیاء کیا۔ مراتب عظمت کرامت کھلائے کیسے کیسے معجزے خاص ذات جناب آنحضرت ﷺ سے وقوع میں آئے شب معراج عرش بریں بلکہ لامکان تک بایں سرعت تشریف لے جانا۔ بہشت و دوزخ اور تمام مقامات سماوی کی ایک طرفۃ العین میں سیر کر آنا اظہر من الشمس ہے۔ ابین الامس ہے۔ اسی طرح ہزار ہا معجزات صوری و معنوی اس ذات تقدس آیات واجب التحیات سے صادر ہوئے۔ ہر کس و ناکس پر ظاہر ہوئے جس کا بیان نہایت طولانی ہے۔ اتنی یہاں

قوت لسانی ہے۔ انسان اگر خضر سے بھی زندگی پائے تمام زمین و آسمان کو ایک صفحۂ قرطاس بنائے۔ کیا مجال کہ اسے حیزِ تحریر میں لائے۔ ممکن نہیں کہ عشرِ عشیر بھی اس کا دفترِ امکان میں سمائے۔ حق سبحانہٗ تعالیٰ نے جناب آنحضرت ﷺ کو اپنا محبوب خاص فرمایا۔ کیسا اخترِ مدارج چمکایا۔ غور کرنے کا مقام ہے کہاں سے کہاں پہنچایا۔ قرب خاص عنایت فرمایا۔

قاب قوسین کا عقدہ یہ کھلا وصل کی شب
دو کمانیں جو ملیں دائرہ وصل بنا

پس لازم ہے کہ چادر گلہائے صلوٰۃ طیبات کہ جس کی خوشبو سے دماغ رضوان داروغۂ باغ جنان معطر اور مشامِ ملاء اعلیٰ معنبر ہو ہزاروں دل و جان سے اس سلطان صاحب برہانؐ کے روضۂ منورہ پر چڑھایئے گہرہائے سعادت دو جہان دامن دامن اٹھایئے۔ اور مراتب سید انامؐ و مدارج اہلبیت عظام اور فضائل اصحاب کرام علیہم التحیۃ والسلام بسیار بسیار ہیں۔ ہر شخص پر آشکار ہیں۔ ان سب سے محبت رکھنا عین ایمانؐ ہے اور ان کی دشمنی سے ایمانؐ کا نقصان ہے جن کی شان میں خود حضرت محبوب سبحانی یہ حدیث شریف من راء من رانی فقد رانی ارشاد فرمائیں اور دوسری حدیث قدسی مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَالْحَقَّ زبان مبارک پر لائیں۔ غور کرنے کی جا ہے ان سب کا کیسا مرتبہ ہے۔

جس نے اصحاب باصفا کو دیکھا اس نے گویا کہ مصطفیؐ کو دیکھا
اور جس کی نظر پڑی نبیؐ پر باللہ اس نے تو بعینہ خدا کو دیکھا

غزل

سید پاک مہ لقا میری طرف بھی دیکھیے اچھے حبیب کبریا میری طرف بھی دیکھیے

میں وہ گنہگار ہوں سب کی نظر میں خوار ہوں — بہر شہید کربلا میری طرف بھی دیکھیے
کچھ نہ کیا نہ کر سکا عمر کو مفت کھو چلا — عرض ہے آپ سے شہا میری طرف بھی دیکھیے
رہتا ہوں خوار اور ذلیل درد گناہ کا علیل — آپ کے ہاتھ ہے شفا میری طرف بھی دیکھیے
ہوویں گے جو کہ متقی ان کے تو حامی ہیں سبھی — آپ کا مجھ کو آسرا میری طرف بھی دیکھیے
کوئی ہے صاحب عمل زہد کا ہے کسی کو بل — مجھ کو وسیلہ آپ کا میری طرف بھی دیکھیے
قبر کی کالی رات ہے وہاں نہ کسی کا ساتھ ہے — ایسے مقام پر شہا میری طرف بھی دیکھیے
عاصی کی ہے یہ التجا حشر میں لیجیے بچا — مجھ کو نہ ہو وہاں سزا میری طرف بھی دیکھیے

سَلِّمُوْا یَاقَوْمَ بَلْ صَلُّوْا عَلَی الصَّدْرِ الْاَمِیْن
مُصْطَفٰی مَاجَاءَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْن

اے مسلمانو! تم کو تعظیم و تکریم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر وقت و ہر آن مناسب ہے اور جہاں تک ہو سکے درود شریف پڑھو کہ وہ بھی تم پر واجب ہے۔ چنانچہ آیت شریف ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی یٰایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما تمہارے ہی واسطے نازل ہوئی یعنی تحقیق کہ اللہ اور فرشتے اسی اللہ کے درود بھیجتے ہیں اوپر نبی ﷺ کے اے ایمان والو تم بھی درود وسلام بھیجو ایسے نبی کریم ﷺ سراپا رحیم پر کہ جس کے طفیل سے کیسی کیسی بزرگی تم کو حاصل ہوئی فضائل درود شریف آیات ناطقہ سے بھی ظاہر ہیں اور حکایات صادقہ بھی متکاثر چنانچہ حضرت مجد الدین گاذرونی سے روایت ہے۔ عبرت آمیز حکایت ہے کہ ایک شخص وقت طواف کو بجائے ادعیہ معینہ کے درود شریف پڑھتا اور طواف کعبہ کرتا ہوا آگے بڑھتا۔ ایک محدث نے پوچھا کہ طواف کعبہ کے جداگانہ ارکان و انداز ہیں۔ ہر مقام پر درود شریف پڑھنے میں کیا اسرار و راز ہیں۔ اس نے جواب دیا گو میرا راز قابل بیان نہیں لائق عیان نہیں میں ہمیشہ اسی

رنج وغم میں رہتا ہوں مگر بپاس خاطر آپ کے کہتا ہوں کہ اس شخص کا باپ بڑا گنہگار تھا۔ فسق و فجور میں گرفتار تھا۔ اتفاقاً مسافرت میں کہ حج کو جاتا تھا ایک عارضہ مہلک نے آ گھیرا۔ ملک الموت نے دفعتہً خنجر گلے پر پھیرا۔ طائر روح نے قفس تن سے پرواز کی۔ مشیت ایزدی سے چارہ نہیں جو مرضی بے نیاز کی منہ کی طرف جو دیکھتا ہوں تو تمام سیاہ ہے۔ سمجھا کہ یہ صورت بباعث کثرت گناہ ہے ایک تو میں عالم مسافرت میں حیران دوسرے خوف بدنامی پدر سے پریشان کس سے کہوں کوئی مددگار نہیں حالت غربت میں مونس و غمخوار نہیں بہرحال جس طرح بنا اس کی تجہیز و تکفین کی وہ میت پیوند زمین کی مگر مجھے اس وقت ایک تو باپ کے مرنے کا الم تھا دوسرے مشاہدہ عذاب کا ستم تھا ہجوم اندوہ سے ماتم دار ہوا مجاور قبر بنا سوگوار ہوا اسی حالت پُر ملالت گزریں۔

دل سوز ملال سے تھا بریاں
بیٹھا تھا پدر کے غم میں گریاں

اتفاقاً ایک روشنی سی نمود ہوئی وہ تاریکی شب سب مفقود ہوئی ناگاہ ایک سواری پرشوکت و جاہ کا ظہور ہوا تمام فرش زمین چادر نور ہوا دیکھا کہ ایک بزرگوار صاحب وقار نہایت حسین کمال پر تمکین چہرہ سے نور ٹپکتا ہے خوشبو سے دماغ قدسیان مہکتا ہے معہ چند ہمراہیوں کے قریب قبر آئے یوں زبان معجز بیان پر لائے کہ اے شخص لحد کی مٹی سرکا تختے ہٹا قبر کو وا کر میت کو دکھلا اس وقت مجھے ایسی ہیبت آئی کہ قبر کو کھول ڈالا مٹی سرکا کے تختوں کو نکالا الغرض حضرت نے قبر میں اُتر کے دست شفاعت میت کے منہ پر پھیرا فوراً چہرہ آفتاب سا چمکنے لگا۔ ماہتاب سا دمکنے لگا زائل ہو گیا سب اندھیرا میں نے جو غور کیا تو بجائے روسیاہی تمام چہرہ نورانی ہے صاف بخشش کی نشانی ہے قدموں پر گرا کہ یا حضرت پہلے اسم مبارک

سے مطلع فرمایئے پھر اس گنہگار پر رحم فرمانے کا سبب بتایئے فرمایا کہ اے شخص میں محمد رسول اللہ ﷺ ہوں اپنی امت عاصی کا مغفرت خواہ ہوں یہ شخص ہر شب تین سو بار مجھ پر درود پڑھا کرتا تھا ہمیشہ اسی میں مشغول رہا کرتا تھا فرشتہ فوراً وہ ہدیہ درود میرے پاس پہنچاتے تھے کسی روز دیر نہ لگاتے تھے تین دن سے جو درود نہ پہنچا میں نے فرشتوں سے استفسار کیا انہوں نے اس کے جواب میں یہ اظہار کیا کہ تین دن سے وہ شخص مر گیا ہے انواع انواع عذاب میں مبتلا ہے مجھے شرم آئی کہ جس شخص کو میرے درود کا ورد ہے حیف ہے کہ وہ فشار قبر اور عذاب گور رہے لہٰذا میں خود یہاں آیا اس کو شدائد عذاب سے چھڑایا الحاصل اس دن سے میں نے بھی مداومت درود شریف کی اختیار کی اور کثرت کی یہ وجہ ہے جو اظہار کی سبحان اللہ کیا جوش دریائے رحمت ہے امت کا بیڑا پار ہے اگر قطرہ بھر بھی شفقت ہے مسلمانو خوشی کا مقام ہے حضرت کے صدقے میں ہم سب گنہگاروں کا ان شاء اللہ تعالیٰ بخیر انجام ہے۔

غزل

اے رسول عربی دم ہے لبوں پر اپنا
اب تو اللہ دکھا دو رُخ انور اپنا

زاہدا خوف ہے کیا ہم سے گنہگاروں کو
جب ہے محبوب خدا شافع محشر اپنا

اب تو صحرائے مدینہ میں قدم رکھتے ہیں
پھر وہ دیکھیں گے جو دکھلائے مقدر اپنا

کچھ بھی واں آپ کے مداح سے پوچھا نہ گیا
بس فرشتے لیے بیٹھے رہے دفتر اپنا

تنگ ہوں اس دل بیتاب کے ہاتھوں اتنا
کہ گزارا نہیں اب ہند میں دم بھر اپنا

کچھ اثر ہو کہ نہ ہو کوئی سُنے یا نہ سنے
نالہ پہنچا ہے مدینہ میں برابر اپنا

وہ دن آئے کہ پہنچ جاؤں حرم کے اندر
حال سارا کہوں روضہ سے لپٹ کر اپنا

یا نبیؐ صدمۂ فرقت کا نہ شکوہ کرتا — اس سے لاچار ہوں قابو نہیں جی پر اپنا
شوخ جب نعت کے اشعار پڑھے محشر میں — جنت اپنی ہے بہشت اپنی ہے کوثر اپنا

جذب القلوب میں روایت ہے مسلمانوں کے حق میں سراسر ہدایت ہے کہ ایک مرد صالح تین ہزار درہم کا قرضدار تھا باعث کمال تہیدستی اس کو زر قرضہ ادا کرنا بہت دشوار تھا قرض خواہ نے تنگ ہو کر حاکم سے فریاد کی طلب اپنی جائیداد کی قاضی نے بعد سماعتِ دعویٰ مدعی مدعا علیہ سے استفسار کیا قرضدار نے بکمال ایمانداری اقرار کیا قاضی نے حسب درخواست اس کے کہا کہ اچھا تجھ کو چالیس دن کی مہلت ہے اس مدت معینہ میں ادائے دَین کی بڑی گنجائش و وسعت ہے مرد صالح بیچارے مصیبت کے مارے نے مایوس و پریشان سر بگریبان گھر آ کر دل مضطر کو سمجھا کر جناب قاضی الحاجات کی طرف رجوع کیا اور نہایت حسن اعتقاد سے درود شریف پڑھنا شروع کیا پہلے دن وقت شب جناب رسول مقبول ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ ارشاد فرماتے ہیں۔ یہ زبان پر لاتے ہیں کہ اے شخص تو بادشاہ کے پاس جا اور تین ہزار دینار لا۔ جب وہ بیدار ہوا گو نہ رفع انتشار ہوا مگر سوچا کہ کوئی دلیل اس بات کی اثبات کی میرے پاس نہیں۔ کسی طرح تین ہزار دینار ملنے کی آس نہیں۔ دوسری شب پھر آپ نے جلوہ فرما ہو کر تاکید فرمائی۔ اس نے مارے حجاب کے زبان نہ ہلائی۔ تیسری شب آنحضرت ﷺ نے نہ جانے کا سبب استفسار کیا۔ اس کے جواب میں اس دست بستہ یہ اظہار کیا کہ یارسول اللہ ﷺ میرے تصدیق کلام کی اس کے واسطے کیا دلیل ہے۔ یقین لانے کی اس کے کون سبیل ہے۔ ارشاد ہوا کہ اس سے کہنا تو جو بعد نماز فجر طلوع آفتاب تک پانچ ہزار بار درود شریف پڑھا کرتا ہے۔ بعد اس کے کوچۂ کاروبار میں قدم دھرتا ہے۔ وہ سب تیرا مقبول ہوا۔ تجھ کو درجہ اعلیٰ حصول ہوا۔ اسپات سے سوا حق تعالیٰ

اور کراماً کاتبین کے کوئی ماہر نہیں یہ راز تیرا کسی پر ظاہر نہیں۔ پس مرد صالح نے بادشاہ کے پاس جا کر احوال خواب بیان کیا۔ جو کچھ آنحضرت ﷺ سے سنا تھا۔ سب عیاں کیا۔ بادشاہ یہ سن کر بہت شاد ہوا، بندِ غم سے آزاد ہوا اور بے اختیار وجد میں آیا اور یہ شعر بصد سرور زبان پر لایا۔

رَبِّ سَلِّمْ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ

مَرْحَبَا مَرْحَبَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

بعدہٗ تین ہزار دینار اسی وقت اس شخص کے پیش کش کئے اور کہا کہ سب سچ ہیں جو کچھ کہ تم نے پتے دیئے۔ اب ہم سے تم سے رابطے مستحکم ہوئے۔ آج سے تم ہمارے محرم ہوئے جو کچھ تم کو ضرورت ہو جس چیز کی حاجت ہو بے تکلف بیان کرنا۔ اس خادم کو اپنا مرہون احسان کرنا۔ الحاصل مرد صالح بادشاہ سے رخصت ہو کر قاضی کے پاس آیا۔ قرض خواہ کے دینار دے کر مضمون خواب سنایا۔ قاضی نے کہا سبحان اللہ جس شخص کے رسول اللہ ﷺ حامی و مددگار ہوں اس سے ہم طالب دینار ہوں۔ میں ہرگز نہ لوں گا، تمہارا قرضہ اپنے پاس سے دوں گا۔ الغرض قاضی نے ایسا ہی کیا اس کا قرضہ اپنے پاس سے دیا۔ قرض خواہ نے جب یہ سنا پشیمانی سے بہت سر دھنا اور قاضی سے کہا یہ بھی تین ہزار دینار انہی کو دیجئے۔ آپ سے دولت عقبیٰ لیجئے۔ میں نے بھی اپنا قرضہ معاف کیا۔ آئینہ دل کو زنگ طمع سے صاف کیا۔ سبحان اللہ کیا درود شریف کی برکت ہے کہ تین ہزار کے عوض نو ہزار پائے اور کیا اس شخص کی قسمت ہے کہ جس کو جمال باکمال نظر آئے۔ حقیقت میں درود شریف حلالِ مشکلات ہے۔ اس کے پڑھنے والے کو دنیا میں راحت عقبیٰ میں نجات ہے۔

نام حضرت پہ لاکھ بار درود — بے عدد اور بے شمار درود

ہم کو پڑھنا خدا نصیب کرے دمبدم اور بار بار درود
مومنو آپ پر پڑھے جاؤ با ادب اور باوقار درود
جائے مرہم ہے دلفگاروں کو راحت جان بیقرار درود
نزع میں گور میں قیامت میں ہر جگہ یارو غمگسار درود

سَلِّمُوْا یَا قَوْمِ بَلْ صَلُّوْا عَلَی الصَّدْرِ الْاَمِیْنِ
مُصْطَفٰی مَاجَاءَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ

اعجاز نماز ایک روایت ہے ہم کور چشموں کے حق میں عین سرمہ بصارت ہے کہ حضرت ﷺ کے زمانہ میں ایک شخص قوم یہود سے تھے کہ ان کو قبل حصول ایمان حضرت ﷺ سے بکمال عداوت تھی۔ سراسر ایام جہالت کی جہالت تھی۔ سردار دو جہاں کو سیاح لامکاں کو کمتر اور حقیر جانتے اور اپنے تئیں دولتمند اور امیر جانتے۔ دماغ ان کا سراب دولت سے مخمور اور وہ خود نشہ نخوت سے چور تھے۔

یکایک ہوا قہر رب جہاں ہوا نور آنکھوں سے اُن کی نہاں
یہ نخل عداوت کا ثمرہ ملا چراغِ بصر حق نے گُل کر دیا
بہت کچھ کیا گو انہوں نے علاج مگر سب ہوا نا مفید مزاج
وہ رکھتے تھے اک دختر مہ جبیں بہت چاہتے تھے وہ اس کے تئیں
بظاہر وہ تھی باپ کے دین میں پھنسی تھی قدیم ان کے آئین میں
فدا تھی مگر شاہ لولاک پر تصدق بدل مقدم پاک پر
نثار محمدؐ تھی وہ سر بسر لگی کہنے اک روز سن اے پدر
طبیب ایک آیا ہے اس شہر میں نہیں مثل جس کا کہیں دہر میں
اگر دے تو اسدم اجازت مجھے تو اس سے دوا لاؤں تیرے لئے
جو ہو جائیں نورانی آنکھیں تری تو بر آئیں پھر سب مرادیں مری

سنتے ہی انہوں نے کہا کہ اے نور دیدہ دیر نہ کر جلد جا اور اس طبیب سے دوا باعث شفا لا آنکھیں نورانی ہو جائیں میری کور بختی پر اشک غم نہ بہائیں۔

ہوا جبکہ دختر کو اذن پدر	گئی پاس حضرت کے وہ دوڑ کر
اُٹھا لائی وہ خاک زیر قدم	نکل جائے تا باپ کا خار غم
لگائی جونہی چشم میں خاک پا	خدا نے کیا نور اُن کو عطا

جبکہ انہوں نے خاک پائے حضرت ﷺ سے شفائے کامل پائی یعنی اندھی آنکھوں میں بینائی آئی کمال متحیر ہوئے اپنی لڑکی سے مستفسر ہوئے کہ اے لخت جگر نور بصر سچ بتا کہ ایسی دوائے مجرب کہاں سے میسر ہوئی جو باعث اعادۂ نور بصر ہوئی۔ اس حکیم حاذق کا نام کیا ہے جس نے یہ کحل جواہر تجھے دیا ہے۔ اس نے کہا کہ اے پدر کس طرح اس سراج دین مبین و شمع شبستان حق الیقین کا حال بتاؤں کیونکر اس آفتاب سپہر نبوت اختر برج رسالت کا نام زبان پر لاؤں۔ اصل یہ ہے کہ جن کا تخم بغض تم نے اپنے مزرع دل میں بویا ہے انہیں کے قدم مبارک کی خاک نے تمہارا عارضہ کھویا ہے کہ لقب پاک ان کا شفیع المذنبین ہے اور نام قدسی ان کا خاص رحمۃ للعالمین ہے۔

عجب ہے لقب اور عجب نام پاک	چہ نام است باللہ روحی فداک
کہاں تک کروں ان کی میں خوبیاں	وہ ہیں باعثِ خلق ہر دو جہاں
انہوں نے زبس نام نامی کو سن	قدیمی عداوت سے سر اپنا دُھن
کہا اپنی دختر سے غصہ میں آ	یہ کیسا غضب آہ تو نے کیا
تو شاید مطیع محمدؐ ہوئی	خلافِ طریق اب و جد ہوئی
تجھے جان سے جانتا تھا عزیز	کیا پاس میرا نہ اے بے تمیز
میں اس سے تو اندھا ہی رہتا سدا	بلا سے نہ ہوتی اگر کچھ شفا

لگائی جن آنکھوں میں ہے خاک پا نکالوں میں آنکھیں چھری جلد لا

الغرض انہوں نے خاک جہالت دیدہ بغض وعداوت میں جھونکی اور بے تکلف چھری منگا کر اپنی آنکھوں میں بھونکی۔ جونہی چھری کو آنکھوں سے دور کیا حق تعالیٰ نے ان آنکھوں کو نور علی نور کیا دوسری بار پھر انہوں نے دیکھا نہ بھالا بے تامل آنکھوں کو چھری سے نکالا۔

عجب قدرتِ حق ہوئی آشکار
وہی نور اُن کا رہا برقرار

تب تو انہوں نے جھلا کر غصہ میں آ کر دیدہ دانستہ متواتر سات بار زخم پر زخم لگائے۔ پیہم جوہر جہالت دکھائے۔

لگاتے تھے وہ بھی چھری پر چھری ترقی یہاں ہوتی تھی نور کی
کہا ہاتفِ غیب نے یہ پکار نکالے جو تو آنکھیں ہفتاد بار
نہ کم ہوئے گا نور ان کا کبھی لگی ان میں ہے خاک پائے نبیؐ

بس وہ ندا عبرت فزا سن کر نہایت شرمگین ہوئے۔ بدل معتقد جناب سید المرسلین ہوئے۔

کہا اپنی دختر سے اے میری جاں مجھے لے کے چل ہیں محمدؐ جہاں
فدا ان پہ جانِ حزیں میں کروں قدم اُن کے میں اپنے سر پر دھروں

بیٹی نے جواب دیا کہ ایک طرح سے لے جاتی ہوں۔ تمہارا کہنا بجا لاتی ہوں بشرطیکہ میرا کہنا منظور کرو یعنی کبر وغرور اپنے دل سے دور کرو اور طوق عداوت اپنی گردن سے نکالو۔ حمائل محبت گلے میں ڈالو۔

گر ہو نہ اس میں تکلف تمہیں
تو میں لے چلوں بے توقف تمہیں

انہوں نے کہا برائے خدا جس طرح جی چاہے لے چل میں حاضر ہوں۔ تیرے کہنے سے نہیں قاصر ہوں اس جناب پاک میں اسی طرح کا جانا باعث افتخار ہے۔ ایسے محبوب پروردگار محبّ امت گنہگار پر جان تک نثار ہے۔

ہو اجبکہ شوق ان کو حد سے سوا
چلے لیکے پیش حبیبِ خدا

ہنوز یہ پہنچے نہ تھے کہ حضرت جبرئیلؑ بفرمان رب جلیل، خدمت بابرکت رسول الثقلین، نبی الحرمین، میں حاضر ہوئے اور اس طرح مظہر ہوئے یا نبی الورا شفیع دوسرا آج دشمن آپ کا دوست ہو کر مذہب باطل سے بیزار ہو کر خدمت شریف میں آئے گا۔ آپ پر ایمان لائے گا۔

ہوئے کہہ کے رخصت ادھر جبرئیلؑ	آدھر آئے وہ دونوں بے قال و قیل
حضور شہنشاہ ارض و سما	یہودی نے کی عرض اے مصطفیٰ
گنہگار ہوں اور خطاوار ہوں	میں اسلام کا اب طلبگار ہوں
ہوئے آپ کے مجھ سے جو کچھ گناہ	انہیں بخشئے یارسول اللہ
نہ جانا تھا یہ مرتبہ آپ کا	کہ مداح خود ہے خدا آپ کا

الغرض حضرت ﷺ نے ان کو مع تمام عزیز و اقارب کے مسلمان کیا۔ مشرف بایمان کیا۔ سبحان اللہ کیا رحمت حضرت خیرالانام ہے۔ ہدایت خاص و عام آپ کا ایک ادنیٰ سا کام ہے۔

سَلِّمُوْا یَا قَوْمِ بَلْ صَلُّوْا عَلَی الصَّدْرِ الْاَمِیْنِ
مُصْطَفٰی مَاجَاءَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ

حضرت مولانا عبداللہ بن عیسیٰ انصاری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ بیصرفہ نہیں حکایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ ہمارے ہمسایہ میں ایک بڑھیا نیک بخت و پردہ

دار تھی۔ صاحب زہد و پرہیزگار تھی۔ جب اس کا گلشن زندگانی صرصر اجل سے پائمال ہوا یعنی اس ضعیفہ کا انتقال ہوا۔ اثاث البیت میں ایک دینار نکلا کہ وہ بھی اس غریب نے سوت بیچ بیچ کر جمع کیا تھا۔ نہ آپ کھایا نہ کسی کو دیا تھا اس کے بیٹے نے بنظر پرہیزگاری کے نیت کی۔ اس طرف آمادہ طبیعت کی کہ یہ دینار کسی ایسے امر خیر میں خرچ ہو گو اپنے حوائج ضروریہ میں حرج ہو کہ مجھے اور مرحومہ کو ثواب ہو۔ دنیا تو جوں توں کٹی عقبیٰ میں تخفیف عذاب ہو۔ ہنوز یہ خیال ملحوظ تھا اور اپنی اس نیت خیر سے کمال محظوظ تھا کہ اتفاقاً ایک جا پر گزار ہوا۔ وہاں چند فقرائے خوش اوقات سے دوچار ہوا۔ اس جگہ ذکر خیر مولد شریف جنابؐ سید انام علیہ الصلوٰۃ والسلام تھا۔ وہ جلسہ عجیب برکت کا مقام تھا۔ جوان نے پوچھا کہ مجلس اقدس کس کی ہے جو مجمع حضرات ابرار ہے۔ مومنین حاضرین نے جواب دیا کہ یہ صحبت ذکر مولد شریف احمد مختار رسول پروردگار ہے۔ حضرت ﷺ کے ذکر خیر کی برکت سے نزول رحمت الٰہی ہوتا ہے یہ ذکر شریف زنگ ضلالت آئینہ دل سے کھوتا ہے۔ حسن عقیدت نے جوان بھی اس محفل عالی میں شامل ہوا۔ بگوش دل سماعت کا مائل ثواب میں داخل ہوا۔ سبحان اللہ کیا رحمت کے اسباب ہوتے ہیں۔ ذرا سی بات میں لاکھوں ثواب ہوتے ہیں۔ یعنی اسی شب اس جوان نے خواب میں دیکھا کہ نمونۂ محشر آشکار ہے۔ گویا قیامت نمودار ہے ہاتف غیب منادی سناتا ہے ہر ایک شخص کو نام بنام بلاتا ہے۔ آخر اس جماعت کو بھی پکارا جس میں یہ جوان حاضر تھا۔ مرحبا بکم اللہ کی صدا آتی تھی فضل الٰہی صادر تھا۔ سب سے کہا خدا نے رحم فرمایا ہے۔ اے لوگو تم سب کے لئے ایک ایک محل جنت میں بنوایا ہے۔ وہ جوان کہتا ہے میں بھی اس جماعت کے ہمراہ گیا۔ ہر شخص کا جدا جدا مکان تھا۔ ان سب میں ایک بہت عمدہ ایوان تھا۔ عظیم الشان خوش قطع سب مکانوں سے بہتر

اس کے بالا خانے پر حوریں گردا گرد سراسر یعنی میں نے جو اس مکان میں جانے کا قصد کیا کسی فرشتہ نے میرا دامن پکڑ لیا۔ اور کہا کہ یہ محفل رشک قصر قیصر اس کا ہے جس نے مولد شریف کی محفل کی۔ حضرت کے نام پر جان و مال فدا کر کے دولت عقبیٰ حاصل کی اور جو یہ مکانات حوالی کے ہیں حاضرین محفل عالی کے ہیں۔ جنہوں نے بشوق دل ذکر مولود سنا ہے۔ اور حضرت کے نام پر ہدیہ درود بھیجا ہے۔ غرض اس جوان نے صبح کو بیدار ہو کر اسی دینار کے صرف سے جلسہ میلاد شریف ٹھہرایا اور اہل مجلس کو اپنا خواب سنایا۔ سامعین نے عہد کیا کہ ہم بھی اس محفل عالی سے گنجینۂ ثواب پائیں گے۔ دامن دامن گوہر حسنات اٹھائیں گے۔ دوسرے روز پھر جوان نے خواب دیکھا کہ دو مکان جڑاؤ ہیں جس کے ادنیٰ جواہر کے آگے سات ولایت کا خراج پاسنگ نہیں بلکہ کسی اقلیم میں کیا لاکھوں فرسنگ نہیں۔ گرد ان کے بہت سے مکان مرصع کار ہیں۔ اعجوبہ روزگار ہیں۔ ان دونوں مکانوں میں سے ایک محلسرائے میں وہ ضعیفہ بہ لباس فاخرہ بڑی شان و شوکت سے شگفتہ پیشانی تکیہ نورانی لگائے مسند نشین ہے۔ گویا عمدہ ترین خواتین ہے چہرہ سے نشان بخشش عیاں ہیں۔ حوریں مروحہ جنبان ہیں۔ لباس کی خوشبو لاجواب ہے۔ مشک و عنبر نے حقیقت ناچیز کیوڑہ اور گلاب ہے۔ جوان سے پوچھا کہ اس اعزاز و احترام کا سبب کیا ہے۔ سبحان اللہ جب کیا تھا اور اب کیا ہے۔ کہا اے بیٹا تو نے جو وہ دینار محفل ذکر مولد شریف میں خرچ کیا۔ اسی کی بدولت مجھے حق تعالیٰ نے یہ مرتبہ دیا اور یہ جو دوسرا مکان اس خدمت کے انعام میں تیرے واسطے تیار ہے۔ حضرت کے صدقہ میں کیا رحمت پروردگار ہے اور گرد و پیش کے مکان حاضرین محفل کے لئے بنا کئے گئے ہیں اور وہ سب قید دوزخ سے رہا کئے گئے ہیں بلکہ حدیث صحیح ہے۔ مضمون کرم صریح ہے کہ مجلس ذکر شریف میں اگر کوئی شخص

فقط مجمع سمجھ کر بھی دیکھنے کو آتا ہے۔ اس کا بھی نام بطفیل اہل مجلس ذاکرین میں لگ لیا جاتا ہے پس لازم ہے کہ ذکر آنحضرت ﷺ سے کوئی صحبت خالی نہ رہا کرے ہر شخص ہر وقت صفات پاک بیان کیا کرے۔ مسلمانو واجب ہے کہ ایسے جناب پاک کے نام پر جان و مال نثار کرو اور درود شریف کا ورد اختیار کرو کیونکہ فضائل درود شریف بھی حد بیان سے باہر ہیں اور حضرت کے محامد تو سب پر ظاہر ہیں۔

ہر مرض کی دوا درود شریف — دافع ہر بلا درود شریف
ورد جس نے کیا درود شریف — اور دل سے پڑھا درود شریف
حاجتیں سب روا ہوئیں اس کی — ہے عجب کیمیا درود شریف
آفتاب سپہر ایمان ہے — گوہر پر ضیا درود شریف
آپ کے ساتھ حشر میں ہوے گا — جس نے اکثر پڑھا درود شریف
جس لئے جو پڑھے وہ حاصل ہو — ہے یہ عقدہ کشا درود شریف
اے صبا تو ہی جلد پہنچا دے — یہ درِ مصطفےٰ درود شریف

سَلِّمُوْا يَا قَوْمِ بَلْ صَلُّوْا عَلَى الصَّدْرِ الْاَمِيْنَ
مُصْطَفٰى مَا جَاءَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ

غزل

سب مدینے کو چلے جاتے ہیں جانیوالے — ہائے کیا بھول گئے ہم کو بلانے والے
خود مدینے کو چلے جائیں گے جانیوالے — خضر بیٹھے رہیں رستے کے بتانیوالے
سب نبی میرے پیغمبر سے کہیں گے اکدن — العطش ساغر کوثر کے پلانیوالے
اب کی یثرب میں پہنچ جائیں اگر اے غم ہجر — جیتے جی ہند میں پھر ہم نہیں آنیوالے
آپکے عاشق مضطر سے خدا کہتا ہے — ادھر ہم آئیں ترے ناز اٹھانیوالے

یہی منظور ہے میں آتش فرقت میں جلوں — اے گنہگاروں کے دوزخ سے بچانیوالے
دل جلے عشق نبیؐ میں تو برآئے امید — اے مرادوں کے لئے شمع جلانیوالے
پھر تو بن آئے اگر آپ یہ محشر میں کہیں — ہیں کدھر نعت کے اشعار سنانیوالے

سَلِّمُوْا یَا قَوْمِ بَلْ صَلُّوْا عَلَی الصَّدْرِ الْاَمِیْنَ
مُصْطَفٰی مَاجَاءَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ

نقل ہے کہ بنی اسرائیل کی قوم میں ایک شخص بڑا گنہگار و بدکار رہتا۔ دوسو برس سے فسق و فجور میں گرفتار تھا۔ اہل جوار کو اس سے ننگ و عار تھا۔ سخت مبتذل گنہگار تھا۔ امثال کے نظروں میں حقیر، سلاسل عصیاں میں اسیر، زانی و قمار باز، سارق وغماز، ہر آن نشہ شراب سے سرشار، دن رات مشغلہ فسق و فجور میں گرفتار، جب وہ مرگیا تو اس کی نعش گھورے پر ڈالی۔ وائے نتیجہ بداعمالی، حضرت جبرئیل امین اسی وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے یہ حکم پروردگار لائے کہ ہمارے ایک دوست نے دنیا سے انتقال کیا ہے۔ لوگوں نے اس کی نعش کو نجاست اور مزبلہ میں ڈال دیا ہے۔ تم اس کی تجہیز و تکفین کرو۔ جلد فکر تدفین کرو اور بنی اسرائیل سے تاکیداً کہو کہ اگر اپنی مغفرت درکار ہے تو اس کے جنازے کی نماز پڑھیں۔ اس پر رحمت کردگار ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی اے غفور الرحیم بخشش اتنے بڑے گنہگار کی۔ آمرزش ایسے مست و میخوار دوزخ کے سزاوار کی۔ ارشاد ہوا واقعی دوسو برس کا عصیاں بے حساب ہے لائق عذاب ہے۔ بظاہر ایسے نامی عاصی کی کونسی صورت خلاصی کی ہرگز قابل معاف نہیں۔ تمہارا قول خلاف نہیں لیکن ایک دن یہ شخص توریت دیکھتا تھا۔ جس وقت ہمارے محبوب محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کا نام پڑھا۔ آنسو بھر لایا۔ اس ورق کو آنکھوں سے لگایا ہم کو تعظیم و توقیر اپنے حبیب کی پسند آئی۔ ایک تعظیم کے باعث سے دوسو برس کی تقصیر معاف فرمائی۔ یہاں

تک کہ پلک نوازی ہے۔ ذرا سی بات میں سرفرازی ہے۔ اے امت مرحومہ احمد محمود، اے حاضرین بزم ذکر شریف مولود، اے عاشقان نام محمدی، واے جرعہ نوشان جام اسلام احمدی، مقام سرور ہے۔ ادائے شکر ضرور ہے جبکہ محبت خواجہ کائنات علیہ التحیۃ والصلوٰۃ ایسے وسیلہ نجات ہے تو پھر ہم سے عاصیوں کی بخشش ہونا کیا بات ہے۔

غزل

یا نبی کہتی ہے مجھ سے اب یہ الفت آپکی — سامنے آنکھوں کے ہو ہر وقت صورت آپکی
یہ پکارے کہتی ہے سب سے شفاعت آپکی — حشر کے دن بخش ہی جائے گی امت آپکی
حسرت دیدار میں میں نے تڑپ کر جان دی — تا کہ مرقد میں میسر ہو زیارت آپکی
مصحف رخسار حضرت جب سے دیکھا خواب میں — میری آنکھوں کے تلے پھرتی ہے صورت آپکی
ہند سے مجھ کو مدینہ میں نہ بلوائیں گے آپ — اب تو مارے ڈالتی ہے مجھ کو فرقت آپکی
یوں شبیہہ پاک کو اے عشق دل پر کھینچ دے — سر جھکا کر دیکھ لوں جب چاہوں صورت آپکی
شوخ پر اے رحمت عالم ہو رحمت کی نظر — کیا کہوں جو کچھ کہ ہوں لیکن ہوں اُمت آپکی

اے عاشقان روئے محمد واے شیفتگان گیسوئے احمد، جاننا چاہیے کہ نور محمدی ﷺ مادہ تمام موجودات کا اور خلاصہ جمیع کائنات ہے۔ لمعہ اُسی نور کا آفتاب ہے اور شعشہ اسی کا ماہتاب، آئینہ جمال یوسفی اسی کا عکس پذیر ہے۔ ربع مسکوں میں وہی تنویر ہے۔

غزل

اس کے رخِ صبیح پر زلفیں ہیں مشک فام دو — قدرت حق کو دیکھئے ایک سحر ہے شام دو
کعبہ و عرش بھی مدام اس کو ملے مقام دو — بادہ ہے ایک جام دو ایک ہوا ہے بام دو

ایک نبیؐ کے ہاتھ سے ایک علی کے ہاتھ سے
کوثر و سلسبیل کے مجھ کو ملیں گے جام دو

فرش پہ دین کا رہنما عرش پہ جلوہ گر ہوا
دونوں جگہ وہ مہ لقا کرتا ہے خود ہی کام دو

ایک حدیث مصطفیٰ دوسرا مصحفِ خدا
دین کے لئے ہیں رہنما کافی ہیں یہ کلام دو

مولد مصطفیٰ کو جو کہتے ہیں کفر و شرک ہے
اُن سے کہو کہ منکرو منھ کو ذرا لگام دو

آج شہید بے نوا پڑھتا ہے نعت مصطفیٰ
سب کو یہ اذن عام دو سب کو یہی پیام دو

ایہا المومنین جب صانع باکمال کو ظاہر کرنا اپنے حسن بے زوال کا منظور ہوا پہلے نور احدیت سے نور احمدیؐ کا ظہور ہوا یعنی بے واسطہ اپنے نور سے نور آنحضرت ﷺ کو پیدا کیا اور تمام موجودات کو اس کے نور سے ہویدا کیا۔ ظہور اس ذات ستودہ صفات کا بعد تمام انبیائے مرسلین علیہم السلام کے جو ہوا مشابہ اس کے ہے کہ جس طرح کرن آفتاب کی نکل آتی ہے۔ تو روشنی چاند اور ستاروں کی چھپ جاتی ہے۔ فروغ ملت محمدیؐ سے سب ملتوں کا ناسخ ہے۔ یہ بات ہر مسلمان صاحبِ ایمان کے دل میں راسخ ہے۔ معلوم ہوا کہ اگر جناب آنحضرت ﷺ سب نبیوں کے پہلے ظہور اجلال فرماتے تو اور انبیا رسالت اور نبوت سے محروم رہ جاتے۔

پیش از ہمہ شاہان غیور آمدۂ
ہر چند کہ آخر بظہور آمدۂ

اے ختم رسل قرب تو معلومم شد
دیر آمدۂ زراہ دور آمدۂ

سَلِّمُوْا یَا قَوْمِ بَلْ صَلُّوْا عَلَی الصَّدْرِ الْاَمِیْنَ
مُصْطَفٰی مَاجَاءَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ

روایت ہے کہ ایک دن جناب خواجہ عالم ﷺ نے جبرئیل امین علیہ السلام سے پوچھا کہ عمر تمہاری کس قدر ہے۔ کچھ تمہیں اپنے طلوع نیر وجود کی بھی خبر ہے۔ عرض کی یارسول اللہ ﷺ خدائے علیم و دانا ہے مگر ہاں اس قدر میں نے بھی جانا ہے کہ زمانہ میری عمر کا دراز ہوا۔ یعنی جبکہ میں خلعت وجود سے سرفراز ہوا۔

ایک ستارۂ نورانی جو کئی لاکھ برس کے بعد طلوع ہوتا تھا۔ مجھ کو ستارہ کئی سو بار نظر آیا۔ میں نے اپنی مدت امر کا بس اتنا ہی نشان پایا۔ آپ نے فرمایا کہ وہ ستارہ اب بھی نظر آتا ہے یا نہیں۔ التماس کیا کہ بعد ظہور بابرکت پھر کبھی دیکھا نہیں۔ ارشاد ہوا کہ وہ ستارہ محمد ﷺ کا نور تھا تمام مخلوقات کے پہلے اسی کا ظہور تھا۔

سَلِّمُوْا یَا قَوْمِ بَلْ صَلُّوْا عَلَی الصَّدْرِ الْاَمِیْنَ
مُصْطَفٰی مَاجَاءَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ

بعض راویوں کا اظہار ہے منجملہ اخبار ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے روضہ منورہ میں ایک درخت اعجوبہ روزگار ہے۔ کمال خوشنما نہایت قطعدار ہے۔ ایک سال میں دوبار پھولتا ہے۔ سات پتی کا اس کا پھل مشہور ہے۔ اس کا استعمال باعث شفائے رنجور ہے۔ ہر پتی پر قلم قدرت سے کلمہ توحید مرقوم ہے۔ ادنیٰ اعلیٰ واقف ہیں شہرت ہند سے تاروم ہے۔ اہالی سراندیب بہ تعظیم تمام آنکھوں سے لگاتے ہیں۔ نابینا بینا ہو جاتے ہیں اگر پتہ زمین پر گرنے لگتا ہے تو فرشتے فوراً اوپر ہی اڑا لیتے ہیں۔ زمین پر گرنے نہیں دیتے ہیں۔ جانوروں کو مجال کھانے کی نہیں، آگ کو قدرت جلانے کی نہیں، مسلمانو تہنیت کا مقام ہے مژدۂ خاص و عام ہے کہ ہرگاہ حضرت کے نام کی برکت سے پتہ جلتا نہیں۔ آگ کا زور چلتا نہیں۔ بندۂ مومن کہ جس کے دل پر کلمہ طیبہ مرقوم ہے کیوں کر آتش دوزخ جلائیں گے قدم دھرتے ہی ٹھنڈی پڑ جائے گی اور شفاعت حضرت تو روز جزا لاریب فیہ کام میں آئے گی۔

سَلِّمُوْا یَا قَوْمِ بَلْ صَلُّوْا عَلَی الصَّدْرِ الْاَمِیْنَ
مُصْطَفٰی مَاجَاءَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ

روایت ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام مبتلائے درد فراق جوش اشتیاق

دیدار یوسفی میں مصر کے قریب آئے۔ شکر الٰہی بجا لائے۔ حضرت یوسف علیہ السلام بھی کمال مشتاق زیارت پدر بزرگوار ہوئے۔ تمام فوج و لشکر لے کر استقبال کو سوار ہوئے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کسی ٹیکرے کی بلندی پر مثل دیدۂ نگران مشتاق ٹھہرے کہ سواری کا جلوس دیکھیں۔ آنکھیں سینکیں کہ ناگاہ ادھر نشان فوج نمودار ہوا۔ ادھر غلبۂ شوق سے دل بے قرار ہوا۔ وہاں لشکر سامنے سے جاتا تھا۔ یہاں لشکر شوق اُمڈا آتا تھا کہ دفعتہً زرنگار عماری، یعنی خاص حضرت یوسف علیہ السلام کی سواری دور سے نمود ہوئی بلکہ آتے آتے قریب تر موجود ہوئی۔ جونہی فیما بین دو چار ہوئے۔ طرفین فرط شوق سے بے اختیار ہوئے۔ حضرت یوسف علیہ السلام سواری سے گر کر از خود فراموش ہوئے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام بھی بیٹے کو دیکھ کر زمین پر گرے۔ دونوں باہم لپٹ کر ایسے روئے کہ بے ہوش ہوئے۔ ملائکہ مقربین یہ حال دیکھ کر بہت روئے اور عرض کی کہ خداوند جتنی محبت تو نے یعقوب کو یوسف کی دی ہے اور کسی کو بھی باہم یہ الفت عطا کی ہے۔ ارشاد ہوا قسم ہے اپنے عزت و جلال کی مجھے امت محمد سے اتنی ہی محبت ہے۔ جتنی یعقوب علیہ السلام کو یوسف علیہ السلام سے الفت ہے۔ محبو چشم انصاف وا کرو۔ دل میں غور ذرا کرو کہ یہ کیا اسرار ہے۔

حضرت کی پاسداری سے امت گنہگار پر سراسر رحمت پروردگار ہے۔

سَلِمُوْا یَا قَوْمِ بَلْ صَلُّوْا عَلَی الصَّدْرِ الْاَمِیْنَ
مُصْطَفٰی مَاجَاءَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ

صحیح منقول ہے بیان معقول ہے کہ خواجۂ عالم صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن بصد کرّ و فر تاج کرامت برسر۔ میدان حشر میں آئیں گے۔ کل انبیاء بخوف مالک جلّ عُلا نفسی نفسی اور آپ بتکرار امتی امتی۔ زبان مبارک پر لائیں گے۔ جس طرح مادر مشفقہ اپنے فرزند گم شدہ کی تلاش کرتی ہے آپ اپنی امت گنہگار کی جستجو

فرمائیں گے ہر چند تمازت آفتاب سے گنہگاروں کا خشک لب و دہن ہوگا۔ آنحضرت ﷺ کا ابر رحمت سایہ فگن ہوگا۔ دریائے لطف و کرم کا طغیان ہوگا۔ امت عاصی پر نیر مہر اتم نو رافشان ہوگا۔ درگاہ الٰہی میں شفاعت فرمائیں گے۔ دوزخ کی آنچ سے بچائیں گے۔ جناب احدیت سے حکم ہوگا اے محمد ﷺ اپنی امت کو بلاؤ۔ حساب کے واسطے سامنے لاؤ۔ آپ خلفائے راشدین اور انصار و مہاجرین زہاد و عباد کو بلائیں گے ارحم الراحمین کے حضور میں لے جائیں گے۔

غزل

انبیاء روز جزا سب خوف کھاتے جائینگے
شافع یوم قیامت مسکراتے جائینگے

داغ دل عشاق کے اپنے مٹاتے جائینگے
آب رحمت سے لگی سب کی بجھاتے جائینگے

یوم محشر نصب جب ہوگا لوائے احمدی
زیر سایہ اپنی امت کو بٹھاتے جائینگے

اے گنہگاران امت تم نہ ہو پژمردہ دل
غنچۂ خاطر سبھوں کا وہ کھلاتے جائینگے

بخشش و اعمال امت کے لئے پیش خدا
چشم رحمت ہیں سے خود آنسو بہاتے جائینگے

دیکھ کر مضطر گنہگاران تشنہ کام کو
شربتِ دیدار نے اپنے چکھاتے جائینگے

چشمۂ رحم و کرم ہم کو پیاسا دیکھ کر
تشنگی آب شفاعت سے بجھاتے جائینگے

عاصیوں کو دیکھ کر بارگنہ سے سرنگوں
سرگرانی سے سبکدوشی دلاتے جائینگے

حرف عصیان کزلک بخشش سے روز حشر دنشر
نامۂ اعمال امت سے مٹاتے جائینگے

پائینگے بس جس کو سیدھی راہ سے بہکا ہوا
ازرہِ بخشش رہِ حق پر لگاتے جائینگے

عرصۂ محشر میں جب تشریف لے جائینگے آپ
ہم بھی آنکھیں راہ میں عاشق بچھاتے جائینگے

پس خطاب ہوگا اے محمد یہ لوگ منحرف ہیں یا فرمانبردار۔ دشمن ہیں یا دوست دار۔ عالم ہیں یا جاہل بدکار، روزہ دار ہیں یا حرام خوار۔ کن کن اعمال کے

لوگ حاضر ہیں۔ آپ ان کے اعمال سے بھی ماہر ہیں۔ اس وقت حضرت خواجہ کائنات ﷺ بادل بیتاب، دیدۂ پر آب جبین مبارک سجدے کو زمین پر دھریں گے اور حق تعالیٰ سے یوں عرض کریں گے کہ اے پروردگار مجھے تیرے رحم وکرم سے یہ امید نہ تھی کہ اس قدر میری امت کی تفتیش فرمائے گا۔ یقین کامل تھا کہ بے پرسش ان کی کشتِ تمنا پر باران بخشش برسائے گا۔ یک قلم سب کے نامۂ اعمال سے حرف عصیان مٹائے گا۔ ارشاد ہوگا کہ اے حبیب آج روز حساب ہے۔ محمل سوال و جواب ہے۔ کاہ کاہ قطرہ قطرہ، حساب ہوگا۔ بعد تحقیق خطاء وصواب عذاب وثواب ہوگا۔ تا تجھے معلوم ہو کہ تیری امت نے کس قدر نافرمانی کی اور کوہ کوہ دریا دریا بخشدوں گا تا دیکھے تو کہ میں نے کیسی بخشش ومہربانی کی۔ مجھے تیری خاطر وپاسداری ضرور ہے۔ غمخواری ہر طرح منظور ہے۔

سَلِّمُوْا یَا قَوْمِ بَلْ صَلُّوْا عَلَی الصَّدْرِ الْاَمِیْنَ
مُصْطَفٰی مَاجَاءَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ

صحیح نقل ہے بیان اصل ہے کہ جب شب میں حضرت ابوالبشر آدم علیہ السلام کو ابلیس لعین نے بہکایا۔ آیہ وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ مضمون کو برخلاف سمجھایا۔ حضرت آدم علیہ السلام سے دانہ گیہوں کا دانہ کھا گئے اس کے جھوٹے قول وقسم میں آگئے۔ خطائے فی الاجتہاد وقوع میں آئی۔ قضاوقدر نے اور ہی صورت دکھائی۔ فوراً حکم جناب باری سے حلہ بہشتی لے لیا گیا۔ امتحان پیش ہوا۔ اغوائے شیطانی پر مائل ہوا۔ تخم گندم کا یہ ثمرہ حاصل ہوا۔ حضرت آدم علیہ السلام شرم برہنگی سے راہ حجاب ڈھونڈنے لگے۔ موئے سر درخت کے عُناب سے الجھے۔ ہر چند چاہا کہ رہا ہوں مگر بال ہرگز نہ سلجھے۔ حکم ہوا کہ اے آدم یہاں سے بھاگ کے کہاں جاؤ گے۔ ہمارے سوا کس سے پناہ پاؤ گے۔ عرض کی تجھ سے بھاگوں کیا مجال ہے۔

میں بندۂ عاجز تو قادر ذوالجلال ہے۔ ہاں تجھ سے تیری پناہ کا خواستگار ہوں۔ عفو خطا کا امیدوار ہوں۔ درگاہ الٰہی میں گریہ و زاری کا کچھ اثر نہ ہوا۔ آپ کا نالہ و فریاد کرنا مطلق کارگر نہ ہوا حکم آیا اذھبوا لعبدی یعنی لے جاؤ میرے بندے کو فرشتے دست بدست لے چلے۔ حکم الٰہی سے ہرگز نہ ٹلے۔ پھر عرض کی خداوندا مجھے تو نے اپنے دست قدرت سے بنایا۔ بہشت جائے آسائش دی ملائکہ کو میرے سجدے کا حکم فرمایا۔ صرف ایک گناہ سے یہ سب کرامتیں زائل نہ کر میری خطا سے درگزر مکرر حکم ہوا اذھبوا لعبدی عرض کی یا قادر ذوالجلال مجھے بہشت سے مت نکال۔ مجھ کو تیرے بار فراق کی طاقت نہیں۔ سوائے تیرے دیدار کے کسی صورت راحت نہیں۔ پھر فرمایا اذھبوا لعبدی فرشتے حسب دستور لیے جاتے تھے۔ حکم خدا بجا لاتے تھے۔ آخر انہوں نے التماس کیا کہ پروردگار بے نیاز، مالک نشیب و فراز، تو نے وعدہ کیا تھا کہ تیری اولاد سے انبیاء اور اولیاء پیدا کروں گا مجھ پر رحم کر۔ اس کشاکش سے درگزر، بموجب وعدے کے لطف و کرم کر، کچھ نہ سودمند نظر آیا۔ باب اجابت بند پایا۔ غرض ہر بار منت و سماجت حضرت آدم علیہ السلام کی بڑھتی جاتی تھی۔ جس درخت سے پناہ مانگتے وہ دور بھاگتا اپنی بے حجابی سے کمال شرم آتی تھی۔ اور وہاں سے ہر بار اذھبو لعبدی کا حکم ہوتا۔ رہے سہے ہوش و حواس کھوتا۔ یہاں تک کہ حضرت آدم علیہ السلام بہشت سے باہر آئے۔ آسمان سے زمین پر آئے۔ تین سو برس تک زار نالی کرتے رہے۔ جلال خدائے عزوجل سے ڈرتے رہے۔ انجام کو نام نامی شفیع المذنبین، رحمۃ للعالمین یاد آیا۔ زبان الحاح سے یوں التماس فرمایا کہ یا الٰہی محمد رسول اللہ ﷺ کے طفیل سے جس کا نام تیرے نام سے وصل ہے۔ جو کہ سلسلہ ایمان کی اصل ہے۔ میری تقصیر معاف کر۔ تیغ عتاب کو غلاف کر۔ حکم ہوا کہ اے ملائکہ اس وقت آدم ہماری درگاہ

میں بڑا شفیع لایا۔ خوب وسیلہ ہاتھ آیا۔ ہم نے بدولت نام محمد ﷺ کے اس کا گناہ عفو کیا۔ جرم وعصیان بخشدیا۔ اب تم اس کی تعظیم کرو جو یہ کہے بجان ودل تسلیم کرو۔

سَلِّمُوْا یَا قَوْمِ بَلْ صَلُّوْا عَلَی الصَّدْرِ الْاَمِیْنَ
مُصْطَفٰی مَاجَاءَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ

یہ بھی ایک روایت ہے کیا اچھی حکایت ہے کہ جب ابلیس لعین راندۂ درگاہ ہوا۔ مردود بارگاہ الہ ہوا۔ ایک فرشتہ ہر روز طپانچہ غضب اس کے منہ پر لگاتا تھا۔ نشان اس طپانچہ کا دوسرے دن تک صاف نظر آتا تھا۔ بعد ظہور شفیع المذنبین، رحمۃ للعالمین آیہ کریمہ وما ارسلنك الا رحمة للعالمين جو نازل ہوئی۔ ابلیس لعین کو کمال خوشی حاصل ہوئی۔ بولا یارب العالمین عالم میں بھی ہوں مجھے بھی اس نعمت عظمٰی سے ہمیشہ محظوظ رکھ۔ ہر روز کے طپانچوں سے محفوظ رکھ۔ ارشاد ہوا کہ اے فرشتو آج سے ضرب طپانچوں کی موقوف ہو۔ مسلمانو جبکہ ایسا ملعون ابدی بدولت وجود محمدی۔ طپانچہ غضب سے نجات پائے۔ عاشق محمد رسول اللہ ﷺ کیونکر دوزخ میں جائے۔

سَلِّمُوْا یَا قَوْمِ بَلْ صَلُّوْا عَلَی الصَّدْرِ الْاَمِیْنَ
مُصْطَفٰی مَاجَاءَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ

راوی کا بیان ہے کہ عجب نور کی داستان ہے کہ ایک دن حضرت جبرئیل علیہ السلام وحضرت میکائیل علیہ السلام جناب خیر الانام ﷺ کی خدمت میں آئے۔ شائستہ رسم اسلام یعنی بتعظیم تمام سلام بجا لائے۔ ردائے مبارک کو حضرت جبرئیل علیہ السلام بار بار آنکھوں سے لگاتے تھے۔ فرط خوشی سے پھولے نہ سماتے تھے۔ حضرت نے پوچھا کہ اے جبرئیل علیہ السلام آج تمہارا کیا حال ہے۔ خیر ہے مزاج تو بحال ہے۔ میکائیل علیہ السلام نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ جبرئیل علیہ السلام نے ستر بار

بالتجا رخصت طلب کی۔ بارے آج حضور میں حاضر ہونے کی اجازت لی۔ ملائکہ کہتے تھے کہ اس قدر مبالغہ و اصرار۔ استدعائے اجازت بار بار۔ کیا ضرور ہے۔ مرضی خدا میں دخل دینا عقل دور بین سے دور ہے۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ بغیر زیارت حضرت مجھے قرار نہیں۔ صبر کرنا جبر ہے دل پر اختیار نہیں۔

دیدۂ دل کھول کر وہ نور بیحد دیکھئے ... چشم جاں سے نور تابان محمدؐ دیکھئے

دو جہاں ہے ایک پرتو اس کے نور پاک کا ... مرتبہ افلاک سے بالا ہوا اس خاک کا

نور احمد لمعہ نور خدا پیدا ہوا ... کب جہاں میں کوئی نور اس سے جدا پیدا ہوا

نور حق عالم میں ظاہر ہو گیا اس نور سے ... چشم جاں تک ہے منور آپؐ کے مذکور سے

سَلِّمُوْا یَا قَوْمِ بَلْ صَلُّوْا عَلَی الصَّدْرِ الْاَمِیْنَ

مُصْطَفٰی مَاجَاءَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ

احادیث سید المرسلین سے مفہوم ہوا اور کلام معصومین سے معلوم ہوا کہ جب حضرت صمدیت کو نیر ذات، مجموعہ کمالات، کا چمکانا، اپنی قدرت کاملہ کا کھیل دکھانا منظور ہوا۔ ایک لفظ کن فیکون سے زمین و آسمان بلکہ تمام جہاں معمور ہوا اور جمیع موجودات کے نور سے ہزار برس پیشتر نور کامل السرور خواجہ عالم ﷺ پیدا کیا اور اس کے واسطے حضرت آدم علیہ السلام و حوا کو بے مادر و پدر اور تمام مخلوقات جن و بشر کو ہویدا کیا۔ پس وہ نور کرامت نور، کرامت ظہور، ایک مدت تک بساط تقرب پر طواف میں مصروف رہا اور ایک سال کامل خدائے عزوجل کی تسبیح میں مشغوف۔ پھر اس نور قدم گنجور سے ایک جوہر بنایا اور اس جوہر فیض مظہر کے دس حصہ کر کے ایک حصہ سے عرش دوسرے سے لوح تیسرے سے قلم، قلم کو حکم فرمایا کہ لکھ توحید رب کریم بسم اللہ الرحمن الرحیم قلم نے ہزار برس میں لکھا کہ بسم اللہ بعد اس کے لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ جس وقت کہ نام مبارک خواجہ عالم صلی اللہ

علیہ وسلم قلم نے لکھا۔ ہزار برس تک سر بسجدہ رہا۔ پھر سر اٹھایا۔ السلام علیک یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم زبان پر لایا۔ حق تعالیٰ نے اپنے حبیب کی طرف سے خطاب کیا۔ وعلیك السلام وعلیه منی الرحمه جواب دیا۔ بعد اس کے:

حکم خالق یوں ہوا اعمال لکھ
امتان انبیاء کا حال لکھ

پس قلم حکم خدا بجا لایا۔ پہلے امت حضرت آدم علیہ السلام کا حال لکھنے کو سر جھکایا۔

مَنْ اَطَاعَ اللّٰهُ اَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَاهُ اَدْخَلَهُ النَّارَ۔

حکم حق جو کوئی لاوے گا بجا　　اُسکو جنت میں جگہ دے گا خدا
جو کہ باہر اس کے کہنے سے ہوا　　اس پہ نازل ہوئے گا قہر خدا
یعنی وہ دوزخ میں جائے گا شتاب　　اس پہ ہو گا حق تعالیٰ کا عتاب

اسی طرح قلم لکھتا آیا۔ برابر سب امتوں کا حال تحریر میں لایا۔

جب قلم بارے بحکم ذوالجلال　　لکھ چکا اور امتوں کا سارا حال
اُمت احمدؐ پہ پھر آ کر جھکا　　اس طرح سے حال وہ لکھنے لگا

امه محمد صلی الله علیه وآلہٖ وسلم من اطاع الله ادخله الجنة و من عصاه ادخله النار یعنی امت محمد ﷺ میں سے۔

جو بجا لاوے گا حکم کبریا　　بھیج دے گا اس کو جنت میں خدا
اور جس نے حکم کو مانا نہیں　　امر حق کا مرتبہ جانا نہیں
جونہی چاہا اور کچھ کرنا رقم　　بس ندا آئی تادب یا قلم
اس جگہ چپ رہ ادب کا ہے مقام　　اے قلم آگے نہ کر تو کچھ کلام
ہے یہ امت امت شاہِ عرب　　ہے جو کل عالم کی خلقت کا سبب

یہ خطاب، سراسر عتاب، سن کر قلم شق ہو گیا، رنگ فق ہو گیا اور اپنی جرأت اور بے ادبی سے نادم و شرمندہ ہو کر ہزار برس تک کانپا کیا۔ پھر حق تعالیٰ نے اپنے دست قدرت سے قط دیا اور حکم کیا کہ لکھ اُمَّتٌ مُذْنِبَةٌ وَرَبٌّ غَفُوْرٌ۔

یعنی امت ہے گنہگار عظیم ۔۔۔ لیک ذات حق تعالیٰ ہے رحیم

گو کہ ہیں وہ سب گنہ میں مبتلا ۔۔۔ رحمتِ حق کا بڑا ہے مرتبا

پس کیا مضمون ہو امة محمد صلی الله علیه وسلم من اطاع الله ادخله الجنة ومن عصاه امة ورب غفور یعنی امت محمد ﷺ میں سے جو اطاعت کرے گا اللہ برتر کی اس کی تو خواہ مخواہ بخشش ہے جنت عنایت ہو گی۔ ترقی مرتبت ہوگی بلکہ جو نافرمانی کرے گا وہ بھی بخشا جائے گا۔ دوزخ سے نجات پائے گا۔ سبحان اللہ کیا رحمت پروردگار ہے۔ اس ناخدائے بحر رسالت کے صدقے میں کل امت مرحومہ کا بیڑا پار ہے۔ اسی طرح چوتھے اور پانچویں چھٹے اور ساتویں آٹھویں نویں حصہ سے آفتاب ماہتاب بہشت دن ملائکہ اور کرسی کو بنایا۔ دسویں حصہ سے روح محمدی ﷺ کو عالم وجود میں لایا۔ پھر عرش کے داہنے طرف چار ہزار برس کی تسبیح و سجدے کا حکم فرمایا۔ الغرض وہ نور کرامت ظہور مطیع حکم شب و روز رہا۔ ستر ہزار برس عرش پر اور پانچ ہزار سال کرسی پر جلوہ افروز رہا بعد اس کے:

پہنچا یہ حکم روح امیں کو کہ جلد تر ۔۔۔ اُڑ کر فضائے قرب سے جا سطح ارض پر

تھوڑی سی خاک طاہر و پُر نور و پُر ضیا ۔۔۔ لا جلد بہر طینت محبوب کبریا

روح الامیں بحکم خداوند ذوالمنن ۔۔۔ سوئے مدینہ آئے بصدق شوق نغمہ زن

بجا کہ خوابگاہ شہ دوسرا ہے اب ۔۔۔ اک مُشت خاک پاک کی کرنے لگے طلب

کا ے ارض بہر خلقت سلطان کبریا ۔۔۔ خاک طہور تجھ سے طلب کرتا ہے خدا

زمین جس وقت اسم مبارک آنحضرت ﷺ سے ماہر ہوئی۔ فوراً شق ہو

گئی اور خاک نہایت طاہر و پاک اس سے ظاہر ہوئی۔

القصہ لے کے خاک مصفا بلا دلیل — جا پہنچے زیر عرش بریں دم میں جبرئیل
کافور و مشک و ماء معین سنبل بہشت — آب بقا کو لا کے کیا خاک میں سرشت
پھر آب پاک کوثر و تسنیم کو ملا — کر کے خمیر جسم مطہر بنا لیا

جب وہ درج مطہر تمام و کمال تیار ہوا۔ گروہ ملائکہ میں آشکار ہوا۔ ملائکہ نے ازراہ تفاخر سر پر اٹھایا۔ اطراف عالم میں پھرا کر یہ مژدہ سنایا۔

دیکھو یہ طینت شہ عالم پناہ ہے — دیکھو یہ نور پاک رسول الہ ہے
یہ نیر فلک ہے یہ ہے کوکب زمیں — مشہور اولیں ہے یہ مذکور آخریں
مشکوٰۃ بزم لم یزل و شمع دوسرا — مصباح بارگاہِ ازل نیر ہُدا
المختصر پھرا کے اسے عرش و فرش میں — لٹکا دیا بصورت قندیل عرش میں

جسدم وہ نور قدم گنجور مطلع انوار قدسیہ سے مثل کوکب دُری کے درخشاں ہوا۔ پھر اس گنج کے لئے مطلوب محل و مکان ہوا۔ بعد ترکیب و ترتیب قالب حضرت آدم علیہ السلام کے مجوا ےاِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ الخ کے ممالک ملکوت میں ندا ہوئی۔ یوں بلند صدا ہوئی کہ جو کوئی اس کی قبولیت کے شایان و سزاوار ہو۔ ہاں ایسے گوہر گرانمایہ کا جلد خریدار ہو۔

گوہر بیش بہالو سر بازار آیا — تا خریدار ہر اک کون و مکاں سے اٹھے
مال ایسا کوئی دیکھا ہے بھلا دنیا میں — مشتری جس کے لئے دونوں جہاں سے اُٹھے

ابوالبرکات اشرف المخلوقات حضرت آدم علیہ السلام نے جواب دیا۔ زبان عجز بیان سے یہ التماس کیا۔

دل کے ویرانے میں آ جا مرے اے گنج مراد — کہ ترے عشق میں بستی یہ ہوئی ہے برباد

القصہ وہ ودیعت عظمیٰ اور نعمت کبریٰ، جسم خاکی انسان کو عنایت ہوئی،

سبحان اللہ کیا رحمت مرحمت ہوئی یعنی وہ نور محمدی ﷺ حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی میں چمکایا۔ اور حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر مرتبہ بمرتبہ عبدالمطلب سے حضرت عبداللہ کو تفویض فرمایا۔ چنانچہ ایک دن حضرت عبداللہ نے عبدالمطلب سے کہا کہ جب میں بطحائے مکہ کے قریب جاتا ہوں۔ ایک نور عظیم الشان کو اپنی پشت میں چمکتا پاتا ہوں۔ پھر وہی نور ظاہر ہو کر دو حصہ ہو جاتا ہے۔ ایک ٹکڑا مغرب دوسرا مشرق کی طرف منتقل ہو کر تجلی فرماتا ہے۔ کبھی پارۂ ابر کی صورت میرے سر پر سایہ کناں ہوتا ہے گاہ متوجہ جانب آسمان ہوتا ہے۔ دروازے آسمانوں کے کھل جاتے ہیں۔ ملائکہ مقربین مدارج استقبال بجا لاتے ہیں اور ہنگام اجلاس فرش ارضی سے آواز سلام آتی ہے۔ یہ زبان پر لاتی ہے۔

اے حاجب شہنشہ دارین السلام　　فانوس شمع محفل کونین السلام

یعنی اے شخص نور محمدی ﷺ تیرے پشت میں منور وموجود ہے۔ تو قابل سلام وسزاوار درود ہے اور جس درخت خشک کے قریب میرا گزر ہوتا ہے۔ وہ درخت فوراً سرسبز و بارور ہوتا ہے۔ بلکہ اس کا سایہ مجھ پر ہوتا ہے۔ جب وہاں سے ہٹتا ہوں بدستور سوکھ جاتا ہے۔ بید مجنوں سا نظر آتا ہے۔

جب عبدالمطلب نے سنی ایسی واردات　　فرزند سے کہا کہ سن اے مایۂ حیات

نکلے گا تیرے صلب سے وہ سید عرب　　ہے جو تمام خلق کے ایجاد کا سبب

آگے تو میں تھا حامل افضال کبریا　　اب نور وہ خدا نے کیا ہے تجھے عطا

یعنی عبدالمطلب نے کہا کہ اے عبداللہ بشارت ہو تجھے کہ تیرے صلب سے سید رسل ہادی سبل احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوں گے۔ جن کے جمال بے مثال پر تمام جن وانسان فریفتہ وشیدا ہوں گے۔

سَلِّمُوْا یَاقَوْمُ بَلْ صَلُّوْا عَلَی الصَّدْرِ الْاَمِیْنِ
مُصْطَفٰی مَاجَآءَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ

نقل ہے کہ عبداللہ جب بت خانہ کی طرف جاتے تھے۔ بُت بزبان حال چلاتے تھے کہ اے عبداللہ برائے خدا ہمارے قریب مت آ وَ۔ رحم کرو سنگدل نہ بن جاوَ کیونکہ نور پیغمبر آخر الزمان تمہاری پیشانی میں چمکتا ہے۔ ہمارا تن بدن آتش کفر سے دہکتا ہے۔ ہم ہلاک ہوں گے۔ پھر سے خاک ہوں گے۔ اس کا ظہور ہمارے حق میں آفت آسمانی ہے۔ ہماری آتش کفر اس دریائے رحمت کے آگے پانی ہے۔

سَلِّمُوْا یَاقَوْمُ بَلْ صَلُّوْا عَلَی الصَّدْرِ الْاَمِیْنِ
مُصْطَفٰی مَاجَآءَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ

عندلیب قلم ارادت رقم ارباب تواریخ کی تعلیم سے۔ نہایت ادب اور تعظیم سے۔ سر بسجدہ ہو کر منقار صداقت آثار آب کوثر سے دھوکر، زمزمہ سنج حقیقت ہے۔ یوں مبشر ولادت بابرکت آنحضرت ﷺ ہے کہ وہ نور محبوب رب چوتھی تاریخ ماہ رجب شب جمعہ کو عبداللہ پدر بزرگوار سے منتقل ہو کر حضرت کی والدہ ماجدہ آمنہ خاتون تک آیا۔ سبحان اللہ اس نور خیر و برکت نے ان کے شکم مبارک کو منور اور متبرک فرمایا۔

سَلِّمُوْا یَاقَوْمُ بَلْ صَلُّوْا عَلَی الصَّدْرِ الْاَمِیْنِ
مُصْطَفٰی مَاجَآءَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ

راوی کا بیان ہے۔ مسلمانوں پر عیاں ہے کہ جس رات آمنہ خاتون حاملہ ہوئیں سو عورتیں حسرت سے مرگئیں۔ ایسا رشک ہوا کہ دنیا سے گزر گئیں۔ اس رات کو ملائکہ آسمان نے غلغلہ شادمانی زمین تک پہنچایا اور اہل زمین نے طنطنہ

کامرانی ساکنین آسمان کو سنایا۔ جبرئیل علیہ السلام نے علم سبز خانہ کعبہ پر گاڑا۔ بیخ ضلالت کو تختہ ہستی سے اکھاڑا۔ دروازے بہشت کے کھل گئے۔ تمام عالم انوار قدس سے معمور ہوا۔ شیشہ دل ابلیس لعین سنگ الم سے چور ہوا۔ چالیس شبانہ روز گرفتار و نالان رہا۔ بعد رہائی کے چالیس دن کوہ وصحرا میں پنہاں وسرگرداں رہا۔ بُت روئے زمین کے سرنگوں ہوئے۔ ساجد مسجود بیچون ہوئے جانور قریش کے صل علیٰ صل علیٰ بولنے لگے۔ زبان خوش الحان درود میں کھولنے لگے مغرب کے وحوش و طیور نے مشرق کے چرند و پرند کو مژدہ سنایا کہ آج ماہتاب رسالت آفتاب نبوت برج حمل آمنہ میں آیا۔ نزدیک ہے زمانہ خیر البشر ابوالقاسم کے ظہور کا۔ بخت ابلیس پھوٹ گیا دغدغہ مٹا شیاطین کے فتور کا اور حق تعالیٰ نے مخلوقات معظمہ کو بخلعت خطاب سرفراز فرمایا۔ یوں ممتاز فرمایا۔

یَاعَرْشُ تبرقَعْ بِالْاَنْوَارِ۔ یَاکُرْسِیُّ تَدَرَّعْ بِالْاِفْتِخَارِ۔ یَامَلَائِکَةُ السَّمَاءِ تَمَنْطِقِی وَبِالْعَرْشِ حُفِّیْ۔ یَاسِدْرَةَ الْمُنْتَهٰی بَتَلْجِیْ۔ یَاحُوْرُ الْقُصُوْرِ اشْرَفِیْ افْتَخِرِیْ یَاسَمٰوَاتِ بِصَاحِبِ الْبَیِّنَاتِ وَالْمُعْجِزَاتِ۔ افْتَخِرِیْ یَا اَرْضِیْنَ لِصَاحِبِ الْاَوَّلِیْنَ وَلِلْاٰخِرِیْنَ یَاقُبَّةَ زَمْزَمْ هٰذَا النَّبِیُّ الْاَعْظَمِ یَامَرْوَةَ وَالصَّفَا هٰذَا النَّبِیُّ الْمُصْطَفٰی یَا جَبَلَ حِرَا هٰذَا مَوْلُدُ خَیْرِ الْوَرٰا۔ یَاجَبَلَ عَرَفَاتِ هٰذَا لُنُجّی مِنَ الْهَلَكَاتُ یَاجَبَلَ اَبُوْقُبَیْسَ هٰذَا صَاحِبُ الْمُسَرَّةَ وَالْکِیْسَ یَا مَسْجِدَ خَیْفَ قَدْ وَ اَفَاكَ اَکْرَمُ ضَیْفَ یَا اَهْلَ مِنَا قَدْ حَصَلَ لَکُمُ السُّرُوْرُ وَالْهَنَا۔

ترجمہ: اے عرش برقعہ نور کے پہن لے۔ اے کرسی چادریں فخر کی اوڑھ لے۔ اے ملائکہ آسمانوں کے تم کمر باندھ کے گرد عرش کے کھڑے ہو جاؤ۔ اے سدرۃ المنتہی تو کھل جا اور نورانی ہو جا۔ اے حورو جنت کی تم کھل بیٹھو۔ فخر کرو تم آسمانوں بسبب صاحب بینات اور معجزات کے۔ فخر کرو تم اے زمینوں بسبب صاحب اول

اور آخر کے۔ اے قبہ زم زم یہ ہے نبی اعظم۔ اے مروہ اور صفا یہ ہے۔ نبی مصطفےٰ اے پہاڑ حرا کے یہ جگہ ہے ولادت خیر الوریٰ کی۔ اے پہاڑ عرفات کے یہ نجات دینے والا ہے ہلاکتوں سے اے پہاڑ ابوقبیس کے یہ صاحب ہے مسرت اور خوشی کا۔ اے مسجد خیف کی تحقیق کہ تجھ میں آ پہنچا بزرگ مہمان۔ اے منیٰ کے لوگو تحقیق کہ حاصل ہوگئی تم کو خوشی اور مبارکباد۔

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا آپ کی والدۂ ماجدہ ارشاد فرماتی ہیں۔ اعجاز حضرت قبل ولادت کا حال زبان مبارک پر لاتی ہیں کہ میں ایام حمل میں شدائد تکالیف سے مبرا اور تبدیل ذائقہ اور تغیروں وضعف اعضا وغیرہ سے معرا رہی۔ چند مدت پہلے اس کے اہل قریش بسبب خشک سالی کے نہایت پریشان تھے۔ محتاج آب و نان تھے۔ جب حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا حاملہ ہوئیں پانی برسا درخت خشک سرسبز ولہلہے ہوئے۔ سب کی جان میں جان آئی خوشی کے چہچہے ہوئے۔ قبل تولد آنحضرت ﷺ عبداللہ پدر بزرگوار کو اتفاق سفر ہوا۔ ہنگام مراجعت حضرت عزرائیل علیہ السلام کا گزر ہوا۔ سفر آخرت پیش آیا۔ اثنائے راہ میں انتقال فرمایا۔ عبدالمطلب کو اس سانحہ قیامت خیز سے نہایت الم ہوا اور حضرت ﷺ کی یتیمی کا کمال صدمۂ وغم ہوا کہ ہنوز رحم مادر سے گلشن دنیا میں قدم ناز نہ رکھا کہ باپ نے سال آخرت کا پھل چکھا۔ حالانکہ یتیمی اس گوہر دریائے وحدت کی۔ آبرو وندرت کی۔ موجب کمال شان علوی رتبت وعظمت تھی۔ سراسر حکیم مطلق کی حکمت تھی۔

کیوں نہ ہو ہر ایک کو قدر یتیم
بے بہا ہے جو کہ ہے دُرِ یتیم

الغرض جب آپ کی والدہ ماجدہ کو آثار وضع حمل آشکار ہوئے۔ کوائف دردِ زہ نمودار ہوئے۔ فرماتی ہیں واقعات عجائبات کا حال سناتی ہیں کہ درد اول

میں ایک ایسی آواز مہیب میرے کان میں آئی جس سے میرے دل میں کمال ہیبت و دہشت سمائی۔ دفعتہً ایک مرغ سفید نے اپنا بازو میرے قلب پر ملا۔ فوراً وہ خوف جاتا رہا اور کثرت نور بصر سے مغرب و مشرق کا حال کھلا۔ دوسرے دور میں دیکھا کہ تین علم سبز ایک مشرق دوسرا مغرب تیسرا بام کعبہ پر نصب ہے۔ محض قدرت رحمت رب ہے اور ایک چادر نورانی ہے۔ آسمان سے زمین تک طولانی ہے اور کچھ مرد نظر آئے درمیان زمین و آسمان معلق ہوا پر۔ مؤدب برابر۔ ہاتھوں میں طشت و سیلاپچی لوازم عہدہ داری۔ ہر اک مستعد خدمت گزاری۔ انہیں دیکھنے سے مجھے پسینہ آیا۔ غیرت شرماتی تھی حق عرق کے ہر قطرہ سے مشک کی خوشبو آئی تھی۔ تیسری مرتبہ شدت دردزہ میں اپنی تنہائی کا خیال آیا۔ دعا کے واسطے ہاتھ اٹھایا کہ خدایا تو جانتا ہے کہ اس وقت کوئی لڑکی عبد مناف کی میرے نزدیک نہیں اور کوئی اس حالت درد کا شریک نہیں۔ ابھی دعا سے فارغ نہیں ہوئی تھیں کہ تمام گھر عورتوں سے معمور ہوا۔ چاروں طرف ظہور نور ہوا۔ اس میں تین بیبیاں باعزو احترام غایت عالی مقام، نظر آئیں، بشاشت بشرہ سے نمایاں گویا کوئی مژدہ لائیں۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کمال متحیر ہوئیں۔ نہایت ششدر ہوئیں۔ ان سے پوچھا کہ تم کون ہو کہاں سے آئی ہو تمہارا کیا نام ہے انہوں نے جواب دیا کہ اے آمنہ تو خوف نہ کر ہم حوا و مریم و آسیہ ہیں۔ حضرت ﷺ کی ولادت کا اہتمام ہے یعنی خدمت گزاری ولادت آنحضرت ﷺ کو حکم خدا سے آئے ہیں۔ خوشخبری آمد شریف لائے ہیں۔

چمن میں خبر گرم اک گل کی ہے — خبر آمدِ سید کل کی ہے
یہ شہرہ ہے اور گرم ہے یہ خبر — کہ تشریف لائے ہیں خیرالبشر
زمیں پر یہ شہرہ ہوا دور دور — کہ اب رونق افروز ہوں گے حضور

لگا کرنے چھڑ کاؤ ابر بہار — کہ دب جائے عالم کا گرد و غبار
لگی دینے جاروب باد صبا — بساط چمن کو مصفا کیا
زمیں پر جو سبزہ اُگا جابجا — بچھا فرش کل مخمل سبز کا
تھے سبزے پہ شبنم کے قطرے پڑے — زمردیں ہوں جیسے موتی جڑے
وہ خوش رنگ پھلوں کا تختہ کھلا — دیا تخت گویا مرصع بچھا
بچھا صحن گلشن میں جب ایسا تخت — کھڑے ہو گئے چتر لے کر درخت
ہلاتی تھی جب شاخ گل کو ہوا — نکلتی تھی اک مور چھل کی ادا
کریں اہل دربار جیسے قیام — کھڑے تھے درخت اپنے اپنے مقام
برسنے لگی ٹھنڈی پھوہار — لگا دل کو لہرانے ابر بہار
ہزارہ لگا ابر کا چھوٹنے — درختوں میں شاخیں لگیں پھوٹنے
ہوا زیب برج حمل آفتاب — دون آئے کھلتا ہے جن میں گلاب
وہ رونق ہوئی ہر طرف جلوہ گر — بہشت آئی گویا زمیں پر اتر
ہوئی شب تو کچھ اور ہی رنگ تھا — سماں بندھ گیا ارض سے تا سما
ستاروں نے دیں کھول آنکھیں تمام — کہ دیکھیں گے ہم روئے خیر الانام
کھڑی تھی جو سوسن بسوز جگر — یہ بولی زباں حال کی کھول کر
کہ یا شاہ کونین جلد آئیے — جمال اپنا عالم کو دکھلائیے

بعد اس کے ایک فرشتہ بشکل جانور آسمان سے زمین پر آ کر مشکل بصورت انسان ہوا۔ نہایت خوشرو جوان ہوا۔ ہاتھ میں پیالہ شربت کا شہد سے زیادہ شیریں اور دودھ سے زیادہ سفید لایا۔ اشربی یا آمنہ اشربی یا آمنہ اشربی یا آمنہ پی لوائے آمنہ پی لوائے آمنہ پی لوائے آمنہ کہہ کے تین مرتبہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کو پلایا جب انہوں نے خوب سیر ہو کر پیا تب اس نے اپنے ہاتھ سے

ان کے پیٹ پر مسح کیا اور کہا اظہر یاسید المرسلین اظہر یا خاتم النبیین اظہر یارحمۃ للعالمین ظاہر ہو جیئے اے رسولوں کے سردار ظاہر ہو جیئے اے ختم کرنے والے نبیوں کے ظاہر ہو جیئے اے رحمت واسطے تمام عالم کے اظہر یانبی اللہ اظہر یارسول اللہ اظہر یاخیر خلق اللہ اظہر یانور من نور اللہ بسم اللہ اظہر یا محمد بن عبداللہ ظاہر ہو جیئے اے نبی اللہ کے ظاہر ہو جیئے اے رسول اللہ کے ظاہر ہو جیئے اے بہتر خلق خدا کے ظاہر ہو جیئے اے نور اللہ کے نور کے ساتھ نام اللہ کے ظاہر ہو جیئے اے محمد بیٹے عبداللہ کے فظہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کالبدر المنیر پس ظاہر ہوئے رسول اللہ ﷺ مثل چودھویں رات کے چاند کے روشن یعنی بارھویں تاریخ ربیع الاول کو پیر کے دن وقت صبح صادق سید کونین، سلطان دارین احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ ﷺ نے ہزاروں جاہ و جلال سے دولت سرائے اقبال میں ظہور اجلال فرمایا۔ اور بمجرد ظہور اُمتی اُمتی زبان مبارک پر آیا۔ زہے نصیب کہ ہم سیہ بختوں کو دولت یاد آوری سے مالا مال فرمایا۔

اب راحتِ قلوب کا ذکر ظہور ہے
تعظیم کا مقام ہے اٹھنا ضرور ہے

خاتمِ پیغمبراں پیدا ہوئے — افتخارِ انس و جاں پیدا ہوئے
وہ ہوئے پیدا کہ جن کے واسطے — سب زمین و آسماں پیدا ہوئے
جن کے آنے کی خبر موسیٰ نے دی — وہ نبی با عزوشاں پیدا ہوئے
تشنہ لب عیسیٰ تھے جن کی بات کے — وہ لب کوثر نشاں پیدا ہوئے
اولین و آخریں کے پیشوا — مقتدائے مرسلاں پیدا ہوئے
کیوں نہ ہو افلاک پر نازاں زمیں — مرجع قدوسیاں پیدا ہوئے
ہے محمدؐ اور احمدؐ جن کا نام — وہ شفیع عاصیاں پیدا ہوئے

اُمت آخر زماں کے واسطے	موجبِ امن و اماں پیدا ہوئے
اہل ایماں ہیں بہم گرم نوید	قاسم خلد و جناں پیدا ہوئے
جس گھڑی پیدا ہوئے ختم رسل	انتخاب کائنات جزو کل
نور نے ایسا کیا اس دن ظہور	ہو گیا سب صحن عالم نور نور
نور ذات احمدیؐ وہ نور ہے	جس کا اک پرتو چراغِ طور ہے

نظم

شاہ دو عالم کے ہوئے پیدا ﷺ	مظہر شان رب تعالیٰ ﷺ
مہر قدم نے نور دکھایا ذات نبی مطلع ٹھہرایا	کر دیا روشن عالم سارا ﷺ
حق کی تجلی جو کوئی چاہے رب ارنی کی نہیں حاجت	دیکھے وہ دیدار نبیؐ کا ﷺ
آدم سے تا عیسیٰ مریم سارے نبی تھے ان کے طالب	سب نے ڈھونڈا ہم نے پایا ﷺ

سبحان اللہ کیسے آفتاب خیر و برکت نے مطلع ذات مطلق سے اطراف کائنات میں طلوع فرمایا کہ جس کے جمال عالم افروز نے فرش سے عرش تک جلوۂ اسلام چمکایا اور سمک سے سماک تک نام کفر و ظلمات کا مٹایا۔ ذرہ ذرہ قطرہ قطرہ جوش زناں و تہنیت خوان اسلام تھا۔ شجر حجر دیوار و در میں باہم مبارکبادی کا پیام تھا۔ کل مخلوقات کی زبان پر تحفۂ سلام تھا۔

السلام اے تاج فرق مرسلاں	السلام اے بادشاہ قدسیاں
السلام اے ہادی راہ صفا	السلام اے مقتدائے انبیاء
السلام اے شافع روز نشور	السلام اے روشنی شمع طور
السلام اے موجدِ خلق عظیم	السلام اے قاسم و خلد و جحیم
السلام اے مقتدائے انس و جاں	السلام اے خاتم پیغمبراں

السلام اے رازدارِ خاص حق افتخار انبیائے ماسبق
السلام اے سرو گلزار عرب السلام اے قمری باغ طرب
السلام اے حضرت خیرالانام السلام اے سرور عالی مقام
السلام اے مرجع عصیاں پناہ قاری مولد پہ شفقت کی نگاہ
السلام اے مصدرِ وحی آلہ سامعیں کے بخشوا دیجے گناہ
السلام اے باعثِ شق القمر حاضریں پر رحم کی رکھئے نظر
السلام اے نور مازاغ البصر بخشش امت رہے مدنظر
السلام اے مہر ایمان اسلام السلام اے ماہِ عرفان اسلام

قصیدہ درنعت:

یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک یا حبیب سلام علیک صَلَوَاۃُ اللّٰہِ عَلَیْکَ
نام نامی حرز جاں ہے۔ چارۂ دردِ نہاں ہے دمبدم وردِ زباں ہے صَلَوَاۃُ اللّٰہِ عَلَیْکَ
دو جہاں کے آپ سرور آپ کا مداح داور کون ہے ایسا پیغمبر صَلَوَاۃُ اللّٰہِ عَلَیْکَ
کس کو یہ رتبہ ملا ہے نام کس کا مصطفےٰ ہے کس کا عاشق کبریا ہے صَلَوَاۃُ اللّٰہِ عَلَیْکَ
کس کے قبضہ میں ہے کوثر ہے خدا کا پیار کس پر کون ہے محبوب داور صَلَوَاۃُ اللّٰہِ عَلَیْکَ
کس کو خالق نے بلایا کس نے یہ رتبہ ہے پایا کس پہ ہے قرآن آیا صَلَوَاۃُ اللّٰہِ عَلَیْکَ
شافع محشر تمہیں ہو دین کے رہبر تمہیں ہو خاص پیغمبر تمہیں ہو صَلَوَاۃُ اللّٰہِ عَلَیْکَ
رہنما وَ پیشوا ہو سر بسر نور خدا ہو تم تو شاہِ دوسرا ہو صَلَوَاۃُ اللّٰہِ عَلَیْکَ
گرچہ عصیاں کی ہے کثرت غم نہیں روز قیامت واں تو ہوں گے آپ حضرت صَلَوَاۃُ اللّٰہِ عَلَیْکَ
واسطہ آل عبا کا صدقہ حضرت فاطمہؓ کا غم نہ ہو روز جزا کا صَلَوَاۃُ اللّٰہِ عَلَیْکَ
میرے مولیٰ میرے آقا آپ ہی کا ہے بھروسا حشر میں رہ جائے پردا صَلَوَاۃُ اللّٰہِ عَلَیْکَ

آپ ہی شمس الضحیٰ ہیں آپ ہی بدر الدجیٰ ہیں آپ محبوب خدا ہیں صَلَوَاةُ اللّٰہِ عَلَیْكَ
چاند سورج اور ستارے آپ پر صدقے اُتارے جان و دل دونوں کو وارے صَلَوَاةُ اللّٰہِ عَلَیْكَ
رات دن ہے آہ و زاری ہے زیادہ بیقراری جاؤں میں حضرت کے واری صَلَوَاةُ اللّٰہِ عَلَیْكَ
اب نہیں اٹھتے یہ صدمے دل ہوا ہے ٹکڑے ٹکڑے آپ کی صورت کے صدقے صَلَوَاةُ اللّٰہِ عَلَیْكَ
آپ کی فرقت نے مارا بس یہی ہے اس کا چارا اب زیارت ہو خدارا صَلَوَاةُ اللّٰہِ عَلَیْكَ
آپ پر قربان جاؤں ایک دم جو دیکھ پاؤں حال دل سب کہہ سناؤں صَلَوَاةُ اللّٰہِ عَلَیْكَ
خواب میں اک روز آتے صورت انور دکھاتے ہجر کے غم سے چھڑاتے صَلَوَاةُ اللّٰہِ عَلَیْكَ
روضۂ احمدؐ پہ جا کر یہ پیام شوخ مضطر اے صبا کہنا مقرر صَلَوَاةُ اللّٰہِ عَلَیْكَ

غزل

اس در کی حضوری مجھے یا شاہ نہیں ہے — اس غم کے سوا غم کوئی جانکاہ نہیں ہے
ہے دل میں تمنا کہ حضوری ہو میسر — بس خواہش جنت مجھے یا شاہ نہیں ہے
ہر چند تمنا ہے کہ دیکھوں میں مدینہ — پریاں سے نکلنے کی کوئی راہ نہیں ہے
اس حسن کا اس شکل کا لے فرش سے تا عرش — محبوب تو ایسا کوئی واللہ نہیں ہے
کیوں نار جہنم کا بھلا خوف ہو مجھ کو — کیا سایۂ رحمت مرے ہمراہ نہیں ہے
ہوں گرچہ گنہگار پہ حضرت کی بدولت — کیا بخشنے والا مرا اللہ نہیں ہے
کیونکر نہ ہو بخشش پہ مجھے اپنے بھروسا — کیا شافع امت وہ مرا شاہ نہیں ہے
اس عاشق مسکین کو دکھا خود درِ دولت — سامان وہاں آنے کا یا شاہ نہیں ہے

غزل

یالیت صباءُ مدینۃ اک بار ادھر بھی آ جانا
اس یتیم پیارے محمدؐ کی کچھ صبد ہمیں بھی سنا جانا

العمر مضت فی دارِ سقر نہ ہوا مر ہی آہ میں کچھ بھی اثر
نہ تو دیکھا نظر سے تجھے جی بھر نہ ترا کچھ ذکر سنا جانا

تو بملکِ عرب بکمال طرب میں زار بہ ہند بشور و شعب
کروں تجھ کو خبر کیونکر میں اب نہ ترا آنا نہ مرا جانا

مجھ سے نہ ہوا کوئی نیک عمل کُل عملی مشر و ذلل
ہے عقدہ مرا مالا ینحل مری الجھی تمہیں سلجھا جانا

بگذشت زفکر مکین و مکان شدہ بے خودوے سرو ساماں
گیا بھول نشاط و عیش جہاں ترے عشق کا جس نے مزا جانا

لو لاک لما جو خدا نے کہا تری شان یہی حق ہے وبجا
کرے کون ثنا تری غیر خدا تجھے کس نے خدا کے سوا جانا

مُو ہے اپنی کتھوں نہ لینی کھبر ترپا کیا راہ میں آٹھ پہر
کردی نہ گہہ سوِ بندہ نظر رہا گرچہ سدا آنا جانا

تم عرش پہ جا کے خدا سے ملو جو ملک سے نہ ہو وہ کام کرو
تم عالم علم لدُنّی ہو کچھ تم سے نہیں ہے چھپا جانا

تمہیں رونق باغ رسالت ہو تمہیں گلبن گلشن جنت ہو
تمہیں آب سحاب عنایت ہو مرے دل کی بھی آگ بجھا جانا

ماانسک من احدصنما ہر کس واز ہمہ بے پروا
ہر چال تری ہے سب سے جدا یہ ڈھنگ کہاں سکھا جانا

ہر ایک درخت پھلا پھولا پھولوں سے چمن ہے شگفتہ ہوا
پر نخل مراد مرانہ پھلا یہ غنچہ دل نہ کھلا جانا

دن رات یہ طاہر بی سروپا یہی کرتا ہے عرض برائے خدا
قربان ترے گئے اے مرے ماہ لقا کبھی شکل مجھے بھی دکھا جانا

سلام عربی

یانبی سلام علیک یارسول سلام علیک
یاحبیب سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک
اشرق البدر علینا واختفت منہ البدور
مثل حسنک مارأینا قط یاوجہ السرور
یانبی سلام علیک یارسول سلام علیک
یاحبیب سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک
انت شمس انت بدر انت نور فوق نور
انت اکسیرو غالی انت مصباح الصدور
یانبی سلام علیک یارسول سلام علیک
یاحبیب سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک
یاحبیبی یا محمد یا عروس الخافقین
یامؤیدیا ممجد یا امام القبلتین
یانبی سلام علیک یارسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک
من راء وجهک سعد یاکریم الوالدین
حوضک الصافی المبرد دنا یوم النشور
یانبی سلام علیک یارسول سلام علیک
یاحبیب سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک

مارأينا العين حنت بالسوى الا عليك

والعاهت لك اذات والملا صلوا عليك

يانبى سلام عليك يارسول سلام عليك

ياحبيب سلام عليك صلواة الله عليك

واتاك العود يبكى وتدلل بين يديك

فاستجارت يا محمد عندك الطبنى النفور

يانبى سلام عليك يارسول سلام عليك

ياحبيب سلام عليك صلواة الله عليك

عند ماشد والمحامل وتنادو الرحيل

جئتهم والدمع سايل قلت قف لى يادليل

يانبى سلام عليك يارسول سلام عليك

ياحبيب سلام عليك صلواة الله عليك

ساتحمل اد رسائل حشوها الشوق الجزيل

نحوها يتك المنازل بالعشية والبكور

يانبى سلام عليك يارسول سلام عليك

ياحبيب سلام عليك صلواة الله عليك

سعد عبد قد تملا والخلى عنه الحربن

فيك يابدر تجلى فلك الوصف الحسنين

يانبى سلام عليك يارسول سلام عليك

ياحبيب سلام عليك صلواة الله عليك

عبدك المسكين يرجوا فضلك الجم العزيز

فیك قد احسنت ظنی یا بشیر ویانذیر

یانبی سلام علیك یارسول سلام علیك

یاحبیب سلام علیك صلواۃ اللہ علیك

فاغثنی واجرتی یا مجیر من السعیر

یاغیاثی ماملاذی فی مھمات الامور

یانبی سلام علیك یارسول سلام علیك

یاحبیب سلام علیك صلواۃ اللہ علیك

لیس ازکیٰ منك اصلی قط یا جد الحسین

فعلیك اللہ صلی دائما طول الدھور

یانبی سلام علیك یارسول سلام علیك

یا حبیب سلام علیك صلواۃ اللہ علیك

مسلمانو! اس وقت کہ زبان پر ذکر خواجہ کائنات علیہ السلام ہے۔ ویسے درود بھیجنے کا مقام ہے۔

سَلِّمُوْا یَاقَوْمُ بَلْ صَلُّوْا عَلَی الصَّدْرِ الْاَمِیْنِ
مُصْطَفیٰ مَاجَآءَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ

حضرت آمنہ سے روایت ہے کہ بعد ولادت آنحضرت ﷺ ایک ابر آسمان سے عیاں ہوا اور ناگاہ خواجۂ عالم ﷺ کو آغوش رحمت میں لے کر نہاں ہوا طرفۃ العین میں وہ ابر برق جمال محمدی ﷺ سے چمکتا۔ مانند نیر تاباں کے دمکتا نظر آیا میں نے محمد ﷺ کو ایک پارچہ میں لپٹا ہوا پایا۔ مگر اسی قلیل زمانہ مفارقت میں منادی ندا کرتا تھا کہ محمد ﷺ کو چاروں طرف عالم کے لے جاؤ اور تمام جن و انس اور ملائکہ کو ان کا جمال جہاں آرا دکھاؤ تا سب پہچانیں اور جانیں کہ جو

کمالات اور انبیاء کو جدا جدا عنایت ہوئے۔ وہ سب کے سب حضرت ﷺ کو پہلے سے مرحمت ہوئے۔ خلافت آدم علیہ السلام، ملک سلیمان، حسن یوسف، خلت ابراہیم کلام موسیٰ، کرم عیسیٰ، عبادت یونس، شکر نوح، لسان اسمٰعیل، بشرائے یعقوب، صوت داؤد، صبر ایوب، زہد یحییٰ عطا کیا اور سوا اس کے ولایت محبوبیت حق رویت وقرب مطلق اصطفا منصب قضا افتا اجتہاد واحتساب شفاعت عظمیٰ علم وسیع عرفان اتم اور جو کچھ صوری و معنوی کمالات تھے خاصۂ موزوں ومزیب ذات بابرکات تھے۔ سوا رتبہ شہادت کے کہ باسباب ظاہر شان نبوت کے خلاف تھا۔ معاندین کو اعتراض کا موقع صاف تھا۔ سو وہ بھی آپ کے جگر گوشہ قرۃ العینین یعنی حضرات حسنین علیہما السلام کو بجان و دل قبول ہوا۔ معناً کوئی کمال ظاہری و باطنی ذات مجموعہ کمالات سے باقی نہ رہا سب کچھ آپ ہی کو حصول ہوا۔

جدا جدا جو کمالات انبیاء میں تھے
وہ جد شاہ شہیدان کربلا میں تھے

سَلِّمُوْا یَاقَوْمُ بَلْ صَلُّوْا عَلَی الصَّدْرِ الْاَمِیْنِ
مُصْطَفٰی مَاجَآءَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ

اب یہاں سے بیان صفات احمد مختار ہے۔ حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب جناب سرور عالم کی پھوپھی کا اظہار ہے کہ وقت ولادتِ حضرت ﷺ تمام گھر نور سے معمور ہوا۔ اس کی روشنی میں چھ قسم کے اعجاز کا ظہور ہوا۔ ایک تو یہ کہ پہلے محمد ﷺ نے سر مبارک سجدے کے لئے جھکایا اور آہستہ آہستہ یارب اُمتی اُمتی فرمایا۔ اے محمد ﷺ جب کہ حضرت نے تم کو وقت ولادت باسعادت یاد کیا۔ خطاب یا امتی سے ارشاد کیا۔ امیدوار ہو کہ قیامت میں وقت شفاعت بھی نہ بھولیں گے ضرور ہی یاد فرمائیں گے۔ کل امت مرحومہ اپنی کو حق تعالیٰ سے

بخشوائیں گے۔ دوسرا یہ کہ اشھد ان لا الہ الا اللہ انی رسول اللہ اس فصاحت اور بلاغت سے فرمایا کہ سننے والوں کو تعجب آیا۔ تیسرے جلوۂ جمال بے مثال حضرت ﷺ روشنی چراغ سے زیادہ فروزاں تھا۔ کیوں نہ ہو خاص نور یزدان تھا۔ چوتھے میں نے چاہا کہ حضرت ﷺ کو نہلاؤں۔ موافق دستور جنین عمل میں لاؤں۔ ندا آئی کہ ہم نے محمد ﷺ کو شستہ اور پاک بھیجا ہے۔ تیرے نہلانے کی احتیاج کیا ہے اے مسلمانو حضرت ہمارے آب جنت سے نہائے دھوئے تشریف لائے یقین کامل ہے کہ امت مرحومہ حضرت آب رحمت سے نہلائی جائے۔ پانچویں حضرت ﷺ ناف بریدہ اور ختنہ کئے ہوئے پیدا ہوئے۔ الحق نئے نئے معاملے ہویدا ہوئے۔ چھٹے میں نے دیکھا کہ درمیان دونوں شانوں کے مہر نبوت ستارہ صبح سے زیادہ روشن ہے اس میں کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ بخط نور مزین و مبرہن ہے۔ کافروں نے ہر چند چاہا کہ مہر نبوت کو مٹائیں۔ اپنے ذرہ کفر و ضلالت کو چمکائیں۔ مگر کلمہ طیبہ کی برکت سے مٹانا دشوار ہوا۔ ہر ایک عاجز و ناچار ہوا۔ اسی طرح امت محمدی ﷺ سے جو شخص کلمہ طیبہ نقش دل کرے گا۔ امید قوی ہے کہ وقت مرگ شیطان لعین اسے بہکا نہ سکے گا۔

سَلِّمُوْا یَاقَوْمُ بَلْ صَلُّوْا عَلَی الصَّدْرِ الْاَمِیْنِ
مُصْطَفٰی مَاجَآءَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ

حضرت آمنہ خاتون رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ وقت ولادت کے تین شخص غیب سے آئے ان کے رخسار مثل آفتاب کے چمکتے پائے۔ ایک صراحی نقرئی دوسرا طشت زمردین تیسرا حریر سفید ہاتھ میں لایا اور محمد ﷺ کو طشت میں بٹھا کر سات بار نہلایا۔ بعد اس کے وہ حریر سفید جسم اطہر میں پہنایا اور چشم نرگسین کو بوسہ دے کر کہا کہ بشارت ہو اے محمد ﷺ کہ تم کو علم اولین و آخرین اور کمالات

ظاہری و باطنی حق تعالیٰ نے مرحمت فرمائے اور مفاتیح نصرت و عظمت و مراتب شجاعت و ہیبت عنایت فرمائے۔ بعد ولادت باسعادت آنحضرت ﷺ طاق کسریٰ شق ہوگیا اور چودہ کنگورے ایوان کسریٰ کے گر گئے۔ جمیع کفار لشکر رنج و الم میں گھر گئے بلکہ ایک شبانہ روز تمام بادشاہان روئے زمین گونگے ہو گئے۔ نطق سے عاری ہوئے۔ آتش فارس ہزار برس کی مشتعل بجھ گئی دریائے ساوہ خشک ہو گیا اور صحرائے سماوی میں دریا جاری ہوئے۔

سَلِّمُوْا یَاقَوْمُ بَلْ صَلُّوْا عَلَی الصَّدْرِ الْاَمِیْنِ
مُصْطَفٰی مَاجَآءَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ

بیان رضاعت خاتم الرسالت:

روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ نے اپنے قدوم میمنت لزوم سے اس جہان ظلمت نشان کو منور فرمایا۔ سات دن حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا آپ کی والدۂ ماجدہ نے آپ کو دودھ پلایا۔ پھر یہ دولت ثویبہ کو عنایت ہوئی۔ سبحان اللہ وہ بھی مشرف بہ رضاعت حضرت ہوئی۔ ثویبہ کہ کنیز ابولہب تھی۔ ابولہب کی تخفیف عذاب کا سبب تھی۔ یعنی مژدۂ ولادت حضرت سے ابولہب کو شاد کیا تھا۔ اس نے بسبب خوشی میلاد شریف ثویبہ کو آزاد کیا تھا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ابولہب کو بعد انتقال کے خواب میں دیکھا۔ نہایت عذاب میں دیکھا۔ پوچھا کہ کیا کیفیت ہے کسی وقت بھی راحت ہے۔ اس نے جواب دیا کہ کیا کہوں جس جس عذاب و عتاب میں رہتا ہوں۔ خلاصہ یہ کہ جملہ طرح ایذائیں اور سختیاں سہتا ہوں۔ مگر پیر کا روز راحت اندوز باعث تخفیف تکلیف ہے۔ یہ امر ثمرۂ خوشی میلاد شریف ہے۔ اے مسلمانو کیسی خوشی کی بات ہے۔ حضرت کی ذات کیسی وسیلہ نجات ہے کہ ابولہب سا کافر کہ جس کی مذمت کلام اللہ سے ظاہر ہے۔ جس کے حق میں سورۂ تبت یدا

صادر ہے۔ بسبب خوشی ولادت آنحضرت ﷺ سراپا برکت عذاب میں تخفیف پاوے۔ یقین کامل ہے کہ جو شخص آپ کی غلامی سے سرفراز ہے سیدھا بہشت میں جائے بعد ثویبہ کے حلیمہ سعدیہ اس نعمت عظمٰی سے سرفراز ہوئیں۔ یعنی خدمت رضاعت سے ممتاز ہوئیں۔ حق تعالیٰ نے بطفیل حضرت ﷺ ان کی تمام حاجتیں رفع کیں۔ جمیع مصیبتیں دفع کیں۔ چنانچہ ان دنوں قحط عظیم تھا۔ ہر شخص خشک سالی سے دل دونیم تھا۔ تین تین دن تک کھانا نہ میسر ہوتا تھا۔ سوائے خوراک برگ و گیاہ دانہ نہ میسر ہوتا تھا۔ آپ کے قدم فیض توام کی برکت سے سب کا نخل آرزو بارور ہوا۔ غنچۂ خاطر شگفتہ تر ہوا۔ کیسی کیسی برکتیں نازل ہوئیں کہ جس کی شرح بیان سے باہر ہے۔ ہر ایک پر ظاہر ہے۔ عدالت ایسی کہ بخیال برادر رضاعی سواپستان راست کے کبھی پستان چپ کا دودھ نہ پیا۔ غیرت ایسی کہ ستر آپ کا خدام ازل نے کبھی کھلنے نہ دیا۔

سَلِّمُوْا یٰقَوْمُ بَلْ صَلُّوْا عَلَی الصَّدْرِ الْاَمِیْنِ
مُصْطَفٰی مَاجَاءَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ

بیان حلیہ شریف:

سبحان اللہ ایسا آفتاب محبوبی، نیر فلک خوبی، مطلع غیب سے طلوع فرما ہوا کہ جس کے جمال سراپا کمال اور حسن بے زوال پر خود صانع جمیل عاشق وشیدا ہوا۔

آپ نے پایا ہے وہ حسن ملیح
شیفتہ ہیں انس و جان صل علیٰ

روئے زیبا آئینہ تجلیات خدا، آفتاب پُرضیا، قمر سراپا صفا یعنی وہ چہرہ نورانی مرات تمثال یزدانی، مظہر انوار سبحانی، کان ملاحت جان صباحت، لطافت

میں خورشید درخشاں صباحت میں رشک ماہِ تاباں، سر مبارک بدرجۂ اعتدال مخزن فضل وکمال موئے سر شریف نہ بالکل سیدھے نہ بہت گھونگردار، سراسر لیلۃ القدر کے اسرار، گیسوئے معنبر تا نرمہ گوش گاہے تا بدوش۔

کیا معطر ہے تصور سے مشام
گیسو عنبر فشاں صل علیٰ

پیشانی نور کی نشانی بعینہ شقہ قمر یعنی نصف ماہ کی طرح منور۔ ابروان پیوستہ قتل عشاق پر کمر بستہ۔

ابرو خمدار ہے مثل حرم
سجدہ گاہِ عاشقاں صل علیٰ

چشم مخمور، نشہ حسن میں چور، غارت گر صبر وشکیب، بیاض چشم پر دو سرخ سرخ ڈورے عین وام دلفریب، بدوں سرمہ آنکھیں سرگیں، قتال عاشقین، مژگان سیاہ، خونریزی کی گواہ۔

چشم کو نرگس سے کیا تشبیہ دوں
ایسی آنکھ اس کی کہاں صل علیٰ

نرگس خود شراب عشق چشمان مبارک سے مست رہتی تھی اور بار بار زبان حال سے یہ کہتی تھی۔

مقابل میں تری آنکھوں کے آہو ہو نہیں سکتا
انہیں آنکھوں پہ جادوگر سے جادو ہو نہیں سکتا

کثرت حیا سے اکثر نیچی نگاہ تھی۔ رو و پشت میں یکساں مشاہدہ فرماتی تھی کیا شان اللہ تھی۔ بینی پاک، حسن کی ناک، بلند ومرتفع، نہایت خوش قطع گوش حق نیوش کمال خوش اسلوب، از حد عمدہ نہایت خوب، آئینہ رخسار، برابر و ہموار

آب و تاب میں ایسے بے بدل و بے مثال کہ والشمس والضحیٰ جس کے دو گواہ حال، رنگ رخسار گونہ سرخ گونہ سفید ملاحت و صباحت آمیز یعنی گندم گوں حسن خیز۔

ہیں گل فردوس رخسار لطیف
زلفیں ہیں مشک جنان صل علیٰ

لبہائے لعلین، شیریں و نمکین، اعجاز بیان، سراسر مفسر قرآن۔

دنگ تھے سن کر کلام پاک کو
سب فصیحان جہاں صل علیٰ
لائے ایماں سیکڑوں وقت سخن
اے لب معجز بیان صل علیٰ

دہان شریف، بغایت لطیف، کشادہ دندان، پُر از انوار یزدان، مثل لآ لی بے بہا درخشان، یہاں تک کہ جب آپ تبسم فرماتے عکس نور سے در و دیوار سے روشن ہو جاتے۔ چاہ ذقن، مثل قمر روشن، لحیۂ پاک تا سینہ شریف، بیاض گردن مبارک برنگ لطیف، بلند شانہ گول بازو، معطر بغل، بے مثل لاثانی بے بدل، دست نرم و نازک رشک حریر و دیبا، کف دست پُر ضیا، غیرت ید بیضا، درمیان دونوں شانوں کے مہر نبوت مبرہن، ختم رسالت پر دلیل روشن، پشت نہایت نرم و شفاف، شکم بے مو مثل سیم سادہ صاف، حلقہ ناف لاثانی گرداب آب زندگانی، نزاکت موئے کمر تار نظر سے باریک تر خوشبوئے جسم اطہر مشک سے زیادہ معنبر، قدم شریف صاف و پاک، مبرا از آلودگی گرد و خاک، قامت زیبا سرو چمنستان قدس موزوں و خوش انداز، نہ بہت کوتاہ نہ بہت دراز۔

قامتِ بالا سے ہے طوبیٰ خجل
تم وہ ہو سرو رواں صل علیٰ

عرق معطر، فضلات مطہر جس کوچہ سے حضرت ﷺ کا گزر ہو جاتا۔ وہ کوچۂ خوشبوئی جسد مقدس عطر آگین سے معطر ہو جاتا۔ بلکہ کثرت خوشبو سے مہکتا کہ جویا اس سلسلہ سے عینِ خدمت خاص میں پہنچ جاتا کہیں نہ بھکتا۔ راوی کہتا ہے کہ اب تک درو دیوار مدینہ طیبہ سے ایسی خوشبو آتی ہے کہ تمام جہان کی خوشبو شرماتی ہے لیکنِ دماغ محبت اسلوب و مشام ارادت مآب ہو۔ تب اس روائح روح پرور سے فیضیاب ہو۔

سَلِّمُوْا یَاقَوْمُ بَلْ صَلُّوْا عَلَی الصَّدْرِ الْاَمِیْنِ
مُصْطَفٰی مَاجَاءَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ

بیان معجزات:

شرح ان معجزات باہرات کی کہ جناب آنحضرت ﷺ سے وقوع میں آئے بیان ہوتی ہے۔ سپرد خامہ دو زبان ہوتی ہے۔ عام معجزہ آپ کا یہ ہے کہ کوئی پرندہ سر مبارک کے اوپر سے نہ گزرتا تھا اور تابش آفتاب میں ابر آسمان آپ پر سایہ کرتا تھا۔

جس طرف وہ قدِ بے سایہ چلا
سایہ کو ابر گرانمایہ چلا

اور سایہ جو اس سایہ خدا کا نہ تھا ظاہر ہے ہر شخص ماہر ہے کہ جو خود پرتو نور احسن الخالقین ہو اس کا سایہ کہاں گو منافقین کو اس قول کا یقین ہو اور دراصل وہ جمال جہان آرا جوہر آئینہ احدیت تھا۔ دیدۂ حق بیں سے دیکھو تو عین حقیقت تھا۔

کیا عرش درِ پاک سے ہو ہمپایہ — آگے ترے محتاج ہے ہر ذی مایہ
اے ظل خدا سایہ ترا کیا ہوتا — سائے کا بھی دیکھا ہے کسی نے سایہ

عاشقان محمد ﷺ یہاں ایک لطیفہ عاشقانہ، کیسا صوفیانہ موافق پسند صوفیان صافی مزاج کے خیال میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات خاص کو عاشق اس جناب محبوبیت مآب کا فرمایا ہے۔ پس عاشق ہمراہی سایہ کی اپنے معشوق کے ساتھ کیونکر گوارا کرے۔ معاذ اللہ سائے کی بھی یہ قدرت ہے کہ کوچۂ رقابت میں قدم دھرے۔

باسایہ ترا نمے پسندم عشق ست ہزار بد گمانی

معجزات حضرتِ خیرالوریٰ ہیں کتابوں میں لکھے بے انتہا

معجزہ شق القمر کا ہے عیاں واقف و آگاہ ہے سارا جہاں

بیٹھی مکھی بھی نہ جسم پاک پر کیونکہ ہوتا ہے نجاست میں گزر

آپ کا جسم مبارک ہے لطیف کس طرح مس کر سکے کثیف

روایت ہے کہ ایک شخص ایک لڑکے کو کہ اسی روز پیدا ہوا تھا۔ حضرت کے حضور میں لایا آپ نے اس لڑکے سے بزبان معجز بیان استفسار فرمایا کہ میں کون ہوں سچ بتا۔ حق حق زبان پر اس لڑکے نے عرض کیا کہ آپ محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ پناہ دو عالم ہیں۔ حضرت نے فرمایا سچ کہتا ہے اللہ تیری زندگی میں برکت کرے۔ عمر طبیعی تجھ کو عنایت کرے۔

معجزہ: ایک عورت نے اپنے لڑکے کو خدمت سراپا برکت میں حاضر کیا اور اس طرح ظاہر کیا کہ یارسول اللہ ﷺ اس کو جنونؔ ہے۔ اس کا حال بہت زبوں ہے۔ آپ نے دست مبارک اس کے سینہ پر ملا۔ فوراً وہ جنون دور ہوا۔ اس کی ماں کو کہ دردِ فرزند سے غمگین تھی کمال سرور ہوا۔

سَلِّمُوْا یَاقَوْمُ بَلْ صَلُّوْا عَلَی الصَّدْرِ الْاَمِیْنِ

مُصْطَفٰی مَاجَآءَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ

معجزہ: ایک دن ایک اونٹ نے رسول خدا محمد مصطفیٰ ﷺ سے اپنے مالک کی شکایت کی۔ عرض اپنی مصیبت کی کہ مجھ سے محنت بہت لیتا ہے اور پیٹ بھر کھانے کو نہیں دیتا ہے۔ آپ رحمتِ عالم ہیں، حاجت روائے بنی آدم ہیں، مجھ کو اس سے خرید لیجئے یا اس سے میری سفارش کیجئے۔ رسول اللہ ﷺ شافع دوسرا نے اس کے مالک سے فرمایا کہ یہ اونٹ مجھ کو دے یا اس کے کھانے کی خبر لے۔ اس روز سے مالک اونٹ اس کی خبر لینے لگا۔ پیٹ بھر کھانے کو دینے لگا۔ سبحان اللہ جب نبی کریم ﷺ حیوان کے حال پر کرم و نوازش فرمائیں۔ یقین واثق ہے کہ قیامت کے دن مالک حقیقی سے امتِ گنہگار کی سفارش فرمائیں۔ سب کو بخشوا کر اپنے ساتھ جنت میں لے جائیں۔

معجزہ: ایک دن رسول مقبول ﷺ نے ایک اعرابی سے کہا کہ تو اتنے دن کفر و ضلالت میں رہا کچھ بھی تجھ کو اسلام پر رغبت ہے۔ خواہش نیکی و سعادت ہے۔ اگر تو مجھ پر ایمان لائے تو دوزخ سے بچے بہشت میں جائے۔ اعرابی نے کہا کہ آپ کے مرتبہ رسالت سے کون آگاہ ہے۔ آپ نے فرمایا یہ درخت جو سامنے ہے گواہ ہے پس حضرت ﷺ نے دور سے اس درخت کو بلایا۔ بمجرد ارشاد زمین شق ہوگئی اور وہ درخت نزدیک آیا اور تین مرتبہ بفصاحت و بلاغت کہا۔ اشھد ان لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ جس وقت یہ معجزہ حضرت ﷺ سے ظہور میں آیا۔ اعرابی فوراً ایمان لایا۔

روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ محبوب رب اکرم نے جس کے حق میں دعا فرمائی۔ اس نے دونوں جہان کی دولت پائی۔ بلکہ اس کی تین پشت تک باقی اثر دعا رہتا۔ یعنی پھر وہ شخص کسی طرح کی تکلیف و مصیبت میں نہ مبتلا رہتا۔

معجزہ: ایک دفعہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ جو

شخص کہ اس درگاہ کا غلام ہے۔ داخل اسلام ہے دعائے دین اس کے واسطے ہر وقت موجود ہے۔ سایہ عاطفت حضور ممدود ہے میں چاہتا ہوں کہ آپ میرے واسطے کچھ دعا دنیا کی کریں۔ دامن تمنا میرا گوہر مراد سے بھریں۔ حضرت ﷺ نے دعا کی الٰہی حضرت انس رضی اللہ عنہ کی آل و اولاد میں برکت کر۔ اس کو دولت لازوال عنایت کر۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں حضرت کی دعا سے اس قدر مسرور اور خرسند ہوا ایسا دولت مند ہوا کہ دولت میری کبھی نہ کم ہوئی اور جو عشرت و راحت مجھ کو میسر ہوئی کسی کو نہ بہم ہوئی اور اولاد میری نہایت کثیر ہوئی۔ دعائے آنحضرت ﷺ میرے حق میں اکسیر ہوئی۔ حضرت کے صدقہ میں ایسا پھلا پھولا کہ تمام دین و دنیا کا رنج و غم بھولا اور کلمہ پڑھنا سنگریزوں کا مٹی کے اندر سے۔ شہادت دینا سوسمار کا اور نکلنا طاؤس زرین بال کا پتھر سے۔ ایسے ایسے معجزات صوری و معنوی اور خصائص ظاہری و باطنی مشہور و زبان زد ہر صغیر و کبیر ہیں واقف برناؤ پیر ہیں۔

سَلِّمُوْا یَاقَوْمُ بَلْ صَلُّوْا عَلَی الصَّدْرِ الْاَمِیْنِ
مُصْطَفٰی مَاجَآءَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ

غزل در بیان معراج پیغمبری دُرّۃُ التاج سروری

خدا رخ سے پردہ اٹھاتا ہے آج — محمدؐ کو جلوہ دکھاتا ہے آج
دکھاتا ہے کیا مرتبہ قرب کا — کہ زانو بزانو بٹھاتا ہے آج
ادھر بے نیازی اِدھر ناز ہے — خدا اپنی چاہت دکھاتا ہے آج
مبارک ہو اے عاصیو پُر گناہ — شفاعت کا مژدہ سناتا ہے آج
حبیب خدا اشرف انبیاء — مبارک ہو معراج پاتا ہے آج
وہ مطلوب طالب ہے جس کا خدا — عجب شان و شوکت سے جاتا ہے آج

نسیم صبا دم براقِ جناں — سواری کو حضرت کے آتا ہے آج
فلک ازرہِ فخر زیرِ قدم — سرِ عجز اپنا جھکاتا ہے آج
نہ کیوں فخر ہو عرش کو فرش پر — قدم آپ کا اس پہ جاتا ہے آج
خبر آمد مقدم پاک کی — فرشتوں کو خالق سناتا ہے آج
کرو خلد کو جلد آراستہ — کہ سردار جنت کا آتا ہے آج
خوشی سے یہ پھولا ہے باغ ارم — نہیں اپنے جامے سماتا ہے آج
الٰہی یہ عاشق ترے سامنے — پئے عفو تقصیر آتا ہے آج

غزل

کہا حق نے شب اسریٰ رسول اللہ آتے ہیں
سجے سب عالم بالا رسول اللہ آتے ہیں
مدینے سے صفیں باندھیں ملائک عرش اعظم تک
کریں آداب سے مجرا رسول اللہ آتے ہیں
چلے جب خلد سے حضرت کہا رضواں نے خوش ہوکر
کرو حورو سنگار اپنا رسول اللہ آتے ہیں
ملائک میں یہ چرچا تھا کہ کیسی دھوم ہے اس جا
یہاں پر حق کے پیارے کیا رسول اللہ آتے ہیں
بہم اصحاب کہتے تھے کہ آ پہنچی شب اسریٰ
بجا لاویں چلو مجرا رسول اللہ آتے ہیں
یہ رضوان عرض کرتا تھا کہ حیراں ہوں خداوندا
گزاروں نذر میں کیا کیا رسول اللہ آتے ہیں
رکاب اسپ تک آیا تھا پائے حضرت والا

کہ شہرہ عرش تک پہنچا رسول اللہ آتے ہیں
خوشی سے عالم بالا میں ہر سو تھا یہی چرچا
براق اللہ نے بھیجا رسول اللہ آتے ہیں

اے طلبگاران عنایت احمدی، واے خواہان شفاعت محمدی، افضل ترین مقامات اور عمدہ ترین حالات، واقع معراج ہے۔ یہ بھی ایک معجزہ خاص حبیب مکرم رسول معظم ﷺ ہے جو جمیع عالم کا سرتاج ہے۔ جاننا چاہیے کہ جب سن شریف چالیس برس کا کامل ہوا تو مرتبہ معراج شریف حاصل ہوا۔ سبحان اللہ کیا ظہور معجزہ آجل ہوا۔

روایت ہے کہ قبل اترنے اس آیہ شریف ومن الیل فتھجد کے حضرت شفیع المذنبین، خاتم المرسلین اکثر نماز میں مصروف رہتے اور کبھی خواب ناز میں، ایک شب ظاہرا خواب و آرام میں تھے اور باطناً خیر خواہی امت کے اہتمام میں کہ ناگاہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور یہ پیام الٰہی لائے کہ اے حبیب خدا شافع روز جزا حق تعالیٰ نے بعد تحفہ سلام فرمایا ہے کہ ہم نے آپ کو رحمت خاص و عام بنایا ہے۔ اب آپ یہاں تشریف لائیں اور امت کے اعمال ملاحظہ فرمائیں۔

اے محمدؐ آیہ رحمت ہو تم — اے محمدؐ شافع امت ہو تم
تم کو بھیجا تا ہو امت کی رفاہ — اور خلائق کے لئے پشت و پناہ
رحمۃ للعالمین تم کو کیا — مرتبہ تم کو شفاعت کا دیا

الغرض جناب سید خیر الانام علیہ التحیۃ والسلام نے مع جبرئیل علیہ السلام تشریف فرمائے مکہ معظمہ ہو کر امتِ عاصی کے اعمال پر نظر فرمائی۔ گنہگاروں کے حال پر چشم تر فرمائی۔ دریائے رحمت جوش میں آیا شفاعت نے اپنا رنگ دکھایا۔

یعنی غارحرا میں تشریف فرما ہوئے۔ سربسجدہ ودست بدعا ہوئے۔ چشم پاک گہر ریز مثل ابرنو بہاری، لب مبارک پر کلمات مناجات شفاعت آمیز جاری۔

اے کرم فرمائے حال عاصیاں ۔ اے خدائے رہنمائے گمرہاں

اے کریم مطلق و عاجز نواز ۔ اے مرے بندہ نواز و کارساز

کام تیرا ہے کرم اور تو کریم ۔ رحم فرما رحم فرما اے رحیم

اے خدا اپنی خدائی کے لئے ۔ امت عاصی کو میرے بخشدے

وہ ہے خاطی کام ہے اس کا خطا ۔ تو ہے عاطی چاہیے تجھ کو عطا

التجا مقبول ہو رب العلی ۔ عرض کرتا ہے یہ تجھ سے مصطفےٰ

وہاں تو جناب رسول کریم ﷺ کا یہ حال تھا یعنی اپنی امت کے گناہوں کا نہایت ملال تھا اور یہاں سب اصحاب کرام علیہم السلام بادل پُر خراش اس ماہ دو ہفتہ کی تلاش میں مثل کتان ٹکڑے ٹکڑے دامن وگریبان ایک جنگل کو چلے جاتے تھے۔ مانند ابر گہر بار متصل آنسو بہاتے تھے۔

دور سے دیکھا تو ان کو ناگہاں ۔ ایک چرواہا نظر آیا وہاں

الغرض وہ سب قریب اس کے گئے ۔ جاتے ہی قدموں پہ اس کے گر پڑے

اس شباں سے یوں ہوئے پرساں وہ سب ۔ اس طرف سے گزرے ہیں شاہ عرب

جستجو میں ان کی ہم شام و سحر ۔ پھرتے ہیں صحرا بصحرا اور بدر

تب وہ ان سے اس طرح کہنے لگا ۔ میں محمدؐ کو نہیں پہچانتا

اس قدر معلوم ہے یاں ہے جو غار ۔ اس میں روتا ہے کوئی زارو نزار

ہے زباں پر اس کی جاری ہر گھڑی ۔ بس صدائے امتی یا امتی

اس کے رونے سے ہیں غمگیں جانور ۔ منہ نہیں وہ ڈالتے ہیں گھاس پر

پس یہ سنتے ہی سب اصحاب بادل بیتاب خدمت نبوی شفیع جرائم صوری

ومعنوی میں پہنچے۔ دیکھا کہ رسول کریم ﷺ معدن لطف عمیم، سر بسجود بسوی معبود ملتجی وگریاں ہیں۔ عذرخواہ گناہ امتیاں ہیں۔ ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہے، بخشش امت مدنظر ہے۔ عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ آپ اس قدر تکلیف نہ فرمایئے۔ للہ سر مبارک سجدے سے اٹھایئے۔ ہم نے جو کچھ ریاضت وعبادت کی سب آپ کی امت کے گناہوں کے عوض میں دی۔ فرمایا کہ یارو یہ بات نہ میری ہی درد دل کی دوا ہوسکتی ہے نہ اس سے مریضاں معصیت کو شفا ہوسکتی ہے۔ جب دیکھا کہ کسی کی دعا قبول نہیں اور ہمارے پاس کوئی ذریعہ خوشامد معقول نہیں۔ جس سے حضرت کو تسکین ہو۔ مطمئن خاطر غمگین ہو ناچار احوال پُر ملال حضرت خیرالبشر کی جناب فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کو خبر کی۔ وہ فوراً تشریف لے آئیں۔ حال محبوب خدا شفیع روز جزا کا ملاحظہ فرما کر چشم مبارک سے لآلی اشک گرا کر یہ زبان مبارک پر لائیں۔

اے پدر کس واسطے غمگیں ہیں آپ — ہم سبھوں کی باعث تسکیں ہیں آپ
اے پدر قربان یہ جان حزیں — کس لئے رہتے ہیں آپ اندوہگیں
واسطے امت کے محنت اس قدر — دیکھ کر یہ حال ٹکڑے ہے جگر
ازبرائے خالقِ جن و بشر — اب زمیں سے آپ اٹھائیں اپنا سر

اے پدر بزرگوار شفیع امت گنہگار، آپ ذرا سجدے سے سر اٹھائیں۔ امت عاصی کا کچھ غم نہ فرمائیں۔ قیامت کے دن جامۂ زہر آمود، حسن اور حسین کا خون آلود، پیرہن حق تعالیٰ کو دکھاؤں گی اور یہ عرض کر کے آپ کی کل امت کو بخشاؤں گی۔

بیٹی ترے حبیب کی فریاد لائی ہے — بے جرم میرے لال کو مارا دُہائی ہے
اہل جفا نے لوٹ لیا گھر بتول کا — سر کاٹا ہائے راکب دوش رسولؐ کا
کیوں باغیوں نے کاٹا مرے سرو باغ کو — کیوں شامیوں نے میرے بجھایا چراغ کو

کس کا تھا باغ میں نے جہاں میں کٹا دیا — آتش لگا کے خیمہ تھا کس کا جلا دیا
یارب گر انتقام میں اس کا نہ پاؤں گی — تا حشر تیرے عرش کا پایہ ہلاؤں گی
حوریں کہیں گی ان سے کہ خاموش فاطمہ — ہم روتے روتے ہو گئے بیہوش فاطمہ
تم رحم دل ہو اور خطاپوش فاطمہ — چپ رہ خدا کے قہر کا ہے جوش فاطمہ
زاری رہے گی یوں ہی اگر تجھ ملول کی — غارت تمام ہووے گی امت رسول کی

حضرت نے فرمایا کہ اے فاطمہؓ یہ بھی دوائے دل دردمند نہیں۔ اس سے بھی خاطر غمگین خرسند نہیں۔ تب تو حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا زار زار، مانند ابر نوبہار مینھ آنسوؤں کا برسانے لگیں اور یہ مناجات فرمانے لگیں۔

ہے سراپا امت خیر الوریٰ — مبتلائے معصیت بے انتہا
تو گنہ سے ان کے یارب درگزر — اپنے بس لطف و کرم پر کر نظر

یکبارگی دریائے رحمت جوش میں آیا۔ فوراً دعائے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے درجہ اجابت کا پایا۔

ناگہاں آئی ندا سن اے رسولؐ — کی دعائے فاطمہؓ ہم نے قبول
جو طلب کرتی۔ وہ اسدم بیگماں — بخش دیتا میں خطائے دوجہاں

سبحان اللہ کیا ہم خطاواروں کی قسمت ہے کہ صاحبزادی کو بھی ہمارے حال سراپا ملال پر یہ نظر لطف و عنایت ہے۔

سَلِّمُوْا یَا قَوْمُ بَلْ صَلُّوْا عَلَی الصَّدْرِ الْاَمِیْنِ
مُصْطَفٰی مَا جَآءَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ

غزل

رونق باغ قبول — اے مرے پیارے رسول
گلشن وحدت کے پھول اے میرے پیارے رسولؐ

آپ کے جو ہیں حبیب جن کو ہے قربت نصیب
حشر ہو ان کے شمول اے میرے پیارے رسولؐ
آپ کی دوری سے میں دور حضوری سے میں
رہتا ہوں ہر دم ملول اے میرے پیارے رسولؐ
دور ہو رنج و محن بہر حسین و حسن
بہر علی و بتول اے میرے پیارے رسول
آنکھوں کو آئے نظر باغ مدینہ اگر
گل کی طرح جاؤں پھول اے میرے پیارے رسول
شاد اگر کیجئے یاد اگر کیجئے
ہجر کا غم جاؤں بھول اے میرے پیارے رسول
خار الم سے بچوں باغ طرب میں رہوں
گل کی روش پھول پھول اے میرے پیارے رسول
سنیئے میری عرض کو آپ کے صدقے میں ہو
رحمت حق کا نزول اے میرے پیارے رسول
صاحب محفل میں آئے ہیں جو سننے کو
سب کی دعا ہو قبول اے میرے پیارے رسول
عاشق رنجور کو عاجز و مجبور کو
دولت دیں ہو حصول اے میرے پیارے رسول

روایت ہے کہ ستائیسویں تاریخ ماہ رجب کو پیر کے دن جبرئیل امین بحکم رب العالمین امہانی کے گھر خوابگاہ رسول اکرم شفیع دو عالم میں آئے اور ایک براق برق خرام، مرصع لگام، از پا تا فرق، دریائے جواہر میں غرق، سواری کے لئے

لائے۔ حضرت ﷺ کو خواب راحت سے جگانا۔ سراسر ترک ادب جانا، حیران ہوئے کہ حضرت ﷺ کو کیونکر جگاؤں۔ فرمان خداوندی کس طرح بجالاؤں۔ آخر بالہام الٰہی حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اپنا منہ پائے مبارک سے لگایا۔ حضرت ﷺ کو کمال تعظیم و عظمت سے جگایا اور پیام الٰہی سنایا۔

اے اختر برج چرخ اخضر ۔ واے جملہ پیغمبروں کے سرور
یہ شب شب قدر سے ہے بہتر ۔ مشتاق ہے تیرا رب اکبر

حضرت جبرئیل علیہ السلام کہتے ہیں کہ میں اپنے قالب کافوری کی ترکیب سے نہایت متحیر تھا کمال ششدر تھا کہ صانع ازل نے مجھ کو جامۂ کافوری کس واسطے عطا فرمایا۔ مثل اور فرشتوں کے کیوں نہ بنایا۔ لیکن شب معراج یہ حال کھلا کہ جسم میرا کافور جنت سے اسی دن کے واسطے بنا کہ سردی کافور کی گرمی پائے مبارک سے ملے۔ غنچہ نرگس چشم کھلے۔ الغرض جب خواجہ عالم ﷺ خواب راحت سے بیدار ہوئے اور حکم الٰہی سے خبردار ہوئے چاہا کہ نہاؤں احکم الحاکمین کے حضور میں باطہارت جاؤں۔

ہوا حکم اے جبرئیل امیں ۔ نہانے کو ہیں خاتم المرسلیں
انہیں آب کوثر سے نہلا دھلا ۔ مرے پاس تو شان و شوکت سے لا
کھلا تھا نہ بند قبا آپ کا ۔ ہوا تھا نہ تکمہ گریباں کا وا
کہ طشت زمرد بس اک آن میں ۔ رکھا لا کے رضواں نے ایوان میں
صراحی یاقوت اک خوشنما ۔ کہ تھا جس میں کل آب کوثر بھرا
پئے غسل لے آئے روح الامین ۔ مطہر ہوئے اس سے سلطان دین
پہنایا پھر اک حلۂ بے بہا ۔ رکھا سر پہ عمامہ اک نور کا
دیا پٹکہ اک باندھ یاقوت کا ۔ زمرد کا اک تازیانہ دیا

اوراک چادر نور اڑھا آپ کو پہنائی وہ نعلین پا آپ کو
ہوئے جبکہ فارغ رسول خدا دو رکعت نماز آپ نے کی ادا

ایھا العاشقین اس وقت کی وہ شان وشوکت وہ جمال بے مثال دیکھنے کے لائق تھا حوریں اور ملائکہ تو ایک طرف خدا بھی اس حسن کا شائق تھا۔ پس حضرت ﷺ نہایت خوش وخرم حضرت جبرئیل علیہ السلام کو ہمراہ لئے بیت الحرام سے باہر آئے۔ براق دیکھتے ہی چشم مبارک میں آنسو بھر لائے۔ فرمان آیا کہ اے جبرئیل علیہ السلام میرا محبوب جمیل اس وقت کیوں مبتلائے آلام ہے۔ یہ تو عیش وطرب کا مقام ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اے روح الامین آج ملائکہ مقربین میرے استقبال کو آئے براق سواری کو لائے خلعت سرفرازی عنایت ہوا۔ رتبۂ معراج مرحمت ہوا۔ حیف کہ قیامت کے روز باآہ جگر سوز میرے گنہگاران امت مبتلائے صعوبت، گرسنہ وتشنہ لب، گرفتار رنج وتعب، پریشان ومضطر، ننگے پاؤں برہنہ سر، یار نہ مددگار، نہ مونس وغمخوار جز حسرت ویاس، نہ کوئی آس نہ پاس، محزون وزار، گردنوں پر گناہوں کے بار، رکھے ہوئے اپنے کئے کا مزا چکھے ہوئے۔ اپنی اپنی قبروں سے باہر آئیں گے۔ پچاس ہزار برس کی راہ قیامت کہ شب تیرہ سے زیادہ تاریک ہے اور تیس ہزار برس کی راہ پل صراط جو بال سے زیادہ باریک ہے۔ کیونکر طے کریں گے کدھر جائیں گے۔ جبرئیل علیہ السلام شفاعت اسی کا نام ہے۔ محبت کا یہی انجام ہے کہ میں آج ان بیچاروں مصیبت کے ماروں کو دل سے بھلاؤں اور آپ بے تکلف براق پر سوار ہو جاؤں۔ ارشاد ہوا کہ اے شفیع المذنبین، وَاے رحمۃ للعالمین، جس طرح سے کہ آج روح الامین کو آپ کے پاس باکمال اشتیاق بھیجا ہے اور سواری کے لئے براق بھیجا ہے۔ اسی طرح آپ کی کل امت کو قیامت کے دن بلاؤں گا اور ایک آن میں راہ قیامت اور پل

صراط طے کروا کے بہشت میں پہنچاؤں گا۔ پس خواجہ عالم ﷺ کمال شکر گزار پروردگار ہوئے اور نہایت خوشی اور شادمانی سے سوار ہوئے۔

حضرت چلے معراج کو بلغ العلی بکمالہ
دو جگ میں اوجیالا ہوا کشف الدجی بجمالہ
اوصاف ان کے نیک ہیں حسنت جمیع خصالہ
حور وملائک یوں کہیں صلوا علیہ وآلہ

الغرض حضرت میکائیل علیہ السلام اور حضرت جبرئیل علیہ السلام اور ہزار ہا فرشتگان جلیل ہمراہ رکاب تھے۔ یمین و یسار حضرت رسالت مآب تھے۔

کمال حسن ادب سے ملائک نوری قدم قدم پہ دکھاتے تھے شمع کافوری
عجب شکوہ و تجمل سے شافع محشر چلے برائے ملاقات خالق اکبر

الغرض جناب سرور عالم مطلوب خدائے اکرم ﷺ نے پہلے بیت المقدس کو سرفراز فرمایا۔ پھر عجائبات وغرائبات راہ کے ملاحظہ کرتے ہوئے آسمان اول کو ممتاز فرمایا۔ وہاں دیکھا کہ کچھ لوگ کسانی کرتے ہیں۔ بسر اوقات بہ آسانی کرتے ہیں یعنی بجر دبولے نے کھیت تیار پاتے ہیں۔ ایک دانے کے عوض سات سو دانے ہاتھ آتے ہیں۔ حضرت ﷺ نے پوچھا کہ اے جبرئیل علیہ السلام یہ کون لوگ ہیں اور کس لئے یہ مشقت ہے۔ ان کی روزی میں بڑی برکت ہے۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ لوگ دنیا میں عابد و پرہیزگار تھے۔ بڑے دیندار تھے۔ انہوں نے لوگوں کی خدمت خالصاً للہ کی ہے اور خیرات بھی خدا کی راہ میں دی ہے جس کا ثمرہ یہاں ملا ہے۔ یہ برکت رزق اس نیکی کا صلا ہے۔ بعد اس کے کچھ لوگ دیکھے کہ پتھروں سے ان کے سر کوٹے جاتے ہیں۔ لاکھ وہ چلاتے ہیں امن نہیں پاتے ہیں۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ لوگ نماز پنجگانہ میں ڈھیل اور سستی کرتے

تھے اور دنیا کے کاموں میں چالاکی و چستی کرتے تھے اس واسطے مبتلائے عتاب ہیں۔ گرفتار عذاب ہیں پھر کچھ لوگ دیکھے کہ برہنہ تن بھوکے پیاسے اسیر رنج و محن مثل جانوروں کے دوزخ میں ہنکائے جاتے ہیں۔ اپنے کیے کی سزا پاتے ہیں۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا انہوں نے زکوٰۃ مال کبھی نہیں دی تھی۔ بہت جزرسی کی تھی۔ پھر دیکھا کہ کچھ مرد اور عورتیں ہیں جن کے آگے مردار کا گوشت اور طرح طرح کی نعمتیں ہیں۔ حرام گوشت سے پیٹ بھرتے ہیں نعمت پاکیزہ کی طرف التفات نہیں کرتے ہیں۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ ان عورتوں نے اپنے شوہر چھوڑ کے بُرا کام کیا ہے اور مردوں نے اپنی بیبیوں کے ہوتے حرام کیا ہے۔ دوسرے یہ کہ مال حلال رکھتے تھے مگر چوری اور دغابازی کا مال چکھتے تھے اور لوگ دیکھے کہ ان کی گردنوں پر اس قدر بوجھ اور بار ہے جس سے حرکت کرنا دشوار ہے۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہ امانت میں خیانت کرتے تھے۔ لوگوں کا مال لے کر مکرتے تھے۔ ایک گروہ دیکھا کہ ان کے اور زبان آگ کی قینچیوں سے کترتے ہیں اور منہ میں آگ بھرتے ہیں۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہ لوگ بادشاہ اور امیروں کی خوشامد سے جھوٹ بولتے تھے۔ اور ان کے دروغ کو میزان صداقت میں تولتے تھے۔ پھر دیکھا کہ کچھ لوگوں کو انہیں کے بدن کا گوشت کاٹ کاٹ کر کھلاتے ہیں۔ پانی کے عوض پیپ لہو پلاتے ہیں۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہ غیبت کرنے والوں کا حال ہے۔ سزائے اعمال ہے اور ایک گروہ نظر آیا ان کا حال بہت تباہ پایا یعنی آنکھیں نیلی اور منہ سیاہ ہیں۔ مبتلائے صدمہ جانکاہ ہیں اوپر کا ہونٹ سر پر چڑھا ہے۔ نیچے کا پاؤں پر پڑا ہے۔ گُرزوں کی مار کھاتے ہیں۔ گدھوں کی طرح چلاتے ہیں۔ پیپ لہو منہ سے جاری ہے۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہ سزائے شرابخواری ہے۔ بعضوں کے پیٹ سوجے اور رنگ زرد ہے۔ اس قدر

مار پڑی ہے کہ تمام بدن میں درد ہے۔ ہاتھ پاؤں زنجیروں میں جکڑے، گردنوں میں طوق پڑے ہیں۔ فرشتے مہیب صورت ان کے سروں پر کھڑے ہیں۔ سزا دینے کا اہتمام ہے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا سود کھانیوالوں کا یہی انجام ہے۔ پھر دیکھا کہ کچھ عورتیں ہیں جن کے کالے منہ نیلی آنکھیں ہیں۔ آگ کے کپڑوں سے تمام جسم مثل کباب ہے۔ طرح طرح کا عذاب ہے۔ کتیوں کی طرح چلاتی ہیں۔ فریاد مچاتی ہیں۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا انہوں نے اپنے شوہروں کو رنج پہنچایا ہے۔ جسکے بدلے یہ نتیجہ پایا ہے۔ ایک گروہ دیکھا آگ کے جنگل میں گرفتار ہے۔ اوپر سے آگ کے گرزوں کی مار ہے۔ آگ ان کو جُلاتی ہے تمام بدن کھائے جاتی ہے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا ان پر جو قہر ربانی ہے۔ اس کا سبب ماں باپ کی نافرمانی ہے۔ اسی طرح جناب رسول خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم احوال پُر ملال امت گنہگار، دوزخ کی حدّت باغ جنت کی بہار۔ ملاحظہ کرتے ہوئے ہر ہر مقام سے گزرتے ہوئے تا بہ سدرۃ المنتہیٰ پہنچے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام ایک قدم آگے نہ جا سکے۔ وہیں سے رخصت ہوئے اور ملتمس خدمت ہوئے۔

اڑوں اس سے زیادہ اگر بال بھر
جلاوے تجلی مرے بال و پر

مگر حضور سے یہ التجا ہے پل صراط پر اپنے بازو بچھانے کی تمنا ہے تا کہ آپ کی امت بآسانی اُتر جائے۔ کسی طرح کی تکلیف نہ اٹھائے۔

غرض سن کے جبرئیل کی التجا — چلے واں سے تنہا رسولِ خدا
ہزاروں حجابات جب طے کیے — رہا پھر براق اپنی رفتار سے
تو رف رف وہاں آ کے حاضر ہوا — فقط عرش تک وہ بھی پہنچا گیا
ہوا ظاہر اک ابر نور خدا — لیا اس نے آغوش میں بس اٹھا

وہاں سے وہ لے کر چلا آپ کو کیا داخل اُستوا آپ کو
بہر حال خواجہ عالم ﷺ جب وہاں پہنچے تو عرش کی داہنی طرف بارہ منبر
دیکھے اور بائیں جانب ایک منبر جواہر سے مرصع نظر آیا۔ جناب الٰہی سے احوال
منبروں کا استفسار فرمایا۔ حکم ہوا کہ بارہ منبر جو داہنی طرف عرش کے ہیں اور
پیغمبروں کے واسطے ہیں اور جو بائیں طرف کا منبر ہے سب سے عمدہ اور بہتر ہے
وہ آپ کے لئے تجویز فرمایا ہے۔ کیونکہ عرش کے داہنی طرف بہشت اور بائیں
جانب دوزخ کو بنایا ہے کہ آپ اس منبر پر جلوس فرمائیں اور دوزخیوں کے گروہ کو
کہ اسی طرف سے گزرے گا دیکھتے جائیں۔ اگر کچھ لوگ آپ کی امت کے
دوزخیوں کے ہمراہ ہوں تو آپ بے تکلف انہیں نکال کر شفاعت خواہ ہوں میں
چاہتا ہوں کہ کوئی شخص آپ کی امت کا دوزخ میں نہ جائے۔ ہر متنفس آپ کی
شفاعت سے رہائی پائے بعد اس کے حضرت جبرئیل علیہ السلام کی تمنا پل صراط پر بازو
بچھانے کی یاد دلائی اور فرمایا کہ اے محمد ﷺ التجا اس کی ہم نے قبول فرمائی۔ اب
آپ اپنی خاطر انور کو نعمائے بہشت سے مسرور کریں۔ سیر حور و قصور کریں کہ آپ
کی امت کے لئے کیسے کیسے عمدہ مکان بنائے ہیں اور کس کس طرح کی نعمتوں کے
خوان لگائے ہیں۔ حضرت خاتم النبیین ﷺ حسب الارشاد رب العالمین، بہشت
نیک سرشت میں آئے۔ وہاں کی کیفیت اور فضا ملاحظہ کر کے شکر الٰہی بجا لائے۔
پھر دوزخ کی حدت، دوزخیوں کی اذیت، طرح طرح کا عذاب، ہر ایک کا حال
خراب، دیکھ کر بہت ملال ہوا۔ بے کسی امت کا صدمہ کمال ہوا۔ بے اختیار اشک
آنکھوں سے بہانے لگے اور مناجات فرمانے لگی کہ اے پروردگار میری امت
گنہگار، اس قدر عذاب کی کہاں متحمل ہے۔ بہت نحیف و مضمحل ہے۔ یہ بار
عذاب کیونکر اٹھائے گی۔ اتنی قوت کہاں سے لائے گی۔ یا الٰہ العالمین مجھے تو نے

شفیع امت کیا ہے وعدہ سماعت شفاعت کیا ہے۔ اب میری شرم تیرے ہاتھ ہے۔
تو مالک کل کائنات ہے۔ میری امت گرفتار عذاب الیم ہے۔ تو غفور رحیم ہے۔
ان پر سے عذاب دوزخ دور کر سب کو شراب بخشش اور نعمائے بہشت سے مسرور
کر۔ ارشاد ہوا کہ اے حبیب میرے آپ ہرگز رنج نہ فرمائیں۔ ذرا بھی آئینہ
خاطر، قدسی مظاہر پر، غبار ملال نہ لائیں۔ روز قیامت شفاعت امت تو آپ کی
ذات مجموعہ صفات پر منحصر ہے بلکہ آپ کے طفیل سے اولیاء کرام کی بھی سفارش
سے اتنے لوگ بخشدوں گا کہ آپ راضی و مسرور ہو جائیں گے۔ یہ صدمات آپ
کے سب دور ہو جائیں گے۔ حضرت ﷺ شفیع الامم نے عرض کیا کہ قسم ہے تیرے
عزت وجلال کی جب تک کل اپنی امت کو نہ بخشواؤں گا ہرگز رضا مند نہ ہوں گا۔
نہ جنت میں جاؤں گا۔ حکم آیا کہ اے حبیب رب العلیٰ وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ
فَتَرْضٰى۔ الغرض جب رسول خدا شفیع روز جزا کی دعا مقبول ہوئی۔ تب دولتِ
رخصت حصول ہوئی۔ جس وقت کہ حضرت خواجہ کائنات، صاحب البینات
والمعجزات نے اپنی دولت سرائے خاص میں نزول فرمایا۔ زنجیر حجرہ بدستور ہلتی تھی
اور بستر استراحت گرم پایا۔ صبح کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے حال معراج کا
بیان فرمایا۔ صَدَّقْتَ یارسول اللہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی زبان مبارک پر آیا۔
جس کے صلے میں خطاب صدیق ہوا اور ابوجہل نے کہا كَذَّبْتَ وہ زندیق ہوا۔
پس جو شخص کہ متبع حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہے وہ معراج کو سچ جانے گا اور جو
شخص مثل ابوجہل کے ہے وہ کاہے کو مانے گا۔

سَلِّمُوْا يَاقَوْمُ بَلْ صَلُّوْا عَلَى الصَّدْرِ الْاَمِيْنِ
مُصْطَفٰى مَاجَاۤءَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ

جبکہ احوال معراج شریف مکہ معظمہ میں مشتہر ہوا۔ چرچا گھر گھر ہوا۔

اکثر کفار مکہ خدمت حضرت میں آئے یہ زبان پر لائے کہ اگر آپ سچے ہیں تو بیت المقدس کا حال بتائیے۔ قطع ونشان مسجد سے آگاہ فرمائیے۔ ہم کو خوب یقین ہے بالکل ذہن نشین ہے کہ آپ نے اس کو کبھی دیکھا نہیں۔ یہ دعویٰ آپ کا سچا نہیں۔ اسی وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام بحکم رب جلیل بیت المقدس کو پروں پر اٹھا لائے۔ حضرت ﷺ نے من وعن سب پتے ونشان بتائے۔ جو لوگ منصف تھے اور بیت المقدس سے واقف تھے ان کو معراج کا ہونا یقین آیا۔ خیال باطل اپنے دل سے مٹایا اور جو لوگ کہ اس آیہ شریف خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ وَعَلٰى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ کے مصداق تھے۔ جن جن کے دل میں کفر ونفاق تھے۔ انہوں نے جسم ثقیل خاک بالائے افلاک جانا، ہرگز نہ مانا، معاذ اللہ حق تعالیٰ جل شانہ کی قدرت کاملہ کا خیال نہ کیا۔ اپنی عقل وقیاس کو دخل دیا، کیسی عقل خام ہے غور کرنے کا مقام ہے جبکہ آفتاب کہ ایک ذرۂ نور آنحضرت ہے۔ اس کی رفتار میں یہ سرعت ہے کہ ہزاروں برس کی راہ ایک لمحہ میں طے کرتا ہے۔ کہاں کہاں گزرتا ہے۔ اگر آفتاب نبوت ماہتاب رسالت، جو تمام عالم کی پیدائش کا سبب ہے۔ عرصۂ قلیل میں عرش پر جائے اور آئے کیا عجب ہے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام ہزاروں مرتبہ آسمان سے زمین پر آئے اور حضرت ﷺ کی خدمت میں وحی الٰہی لائے۔ اگر جناب سید المرسلین خاتم النبیین جو تمام ملائکہ سے افضل اور بہتر ہیں۔ بلکہ فخر حضرت ابوالبشر ہیں زمین سے آسمان پر تشریف لے جائیں تو کیا بعید ہے۔ آپ کا تو ہر ایک معجزہ دید ہے نہ شنید ہے۔ دیکھنا چاہیے کہ نور نظر آنکھ اٹھاتے ہی ساتویں آسمان تک جاتا ہے اور چشم زدن میں پھر آتا ہے۔ جو جسم شریف بدرجہا نور نظر سے لطیف ہے۔ اگر ایک رات بطلب رافع الدرجات آسمانوں پر تشریف لے جائے اور طرفۃ العین میں مراجعت فرمائے کیا

دور ہے بلکہ پر ضرور ہے کیوں نہ ہو خاص خدا کا نور ہے۔

کیا سریع السیر ہے نور خدا صل علیٰ
اک قدم میں طے کئے ارض و سما صل علیٰ

الغرض تصدیق معراج شریف میں ہزار ہا مثال ہے۔ بہت کچھ قیل و قال ہے لیکن بخیال طول اتنے ہی پر اختصار کیا۔ اسی قدر زیب خامہ صداقت نگار کیا۔

مناجات بدرگاہ جناب باری بکمال عجز وزاری

یاالٰہی بہر ختم الانبیاء — شان میں آیا ہے جن کے والضحیٰ
بہر صدیق دو عالم پیشوا — جن کے حق میں سمعی بصری ہوا
بہر فاروق معظم ذوالکرام — کانپتے تھے شاہ روم و شام
بہر عثمان غنیؓ و باحیا — جن کو ذی النورین حضرت نے کہا
بہر حضرت مرتضیٰ زوج بتول — لحمک لحمی کہیں جن کو رسول
بہر شرم و عصمت خیر النساء — نام ہے جن کا جناب فاطما
بہر حضرت عائشہ عالی نسب — جن کو ام المومنین کہتی ہیں سب
بہر سبط حضرت شاہ زمن — یعنی نام پاک ہے، جن کا حسن
زہر قاتل جن کو جعدہ نے دیا — ظلم کیسا جان زہرا پر کیا
بہر صبر تشنہ کام کربلا — بہر خون سید گلگوں قبا
یعنی زہرا کے گل و ریحاں ہیں جو — اور علی کے دل نبیؐ کی جاں ہیں جو
حلق پر جن کے چلی خنجر کی دھار — جسم تھا جن کا کہ زخموں سے فگار
جن کے بچوں کو کریں اعدا حلال — باغ جن کا ہو گیا سب پائمال
جن کے غم میں آج تک ہے شور وشین — یعنی جن کا نام نامی ہے حسین

ان کے صدقے میں ہمارے سب گناہ — بخشدے اور رحم کردے یا الٰہ

جرم آیندہ سے بھی محفوظ رکھ — اپنے لطف عام سے محفوظ رکھ

بہر غوث پاک یا رب غفور — ہم کو رکھ دینا میں باعیش و سرور

تجھ سے ہر اک طالب انعام ہے — قاضی الحاجات تیرا نام ہے

تاکجا ضیق معاش اب اے کریم — رحم کا یہ وقت ہے میرے رحیم

رزق دے زائد ہمیں تو غیب سے — پاک رکھ دل کو ہمارے عیب سے

ہو زیادہ روز و شب عیش و طرب — تنگدستی برطرف اے میرے رب

فکر دنیاوی سے فارغ بال کر — دولت وحشمت سے مالا مال کر

رکھ مری اولاد کو مسرور و شاد — دین دنیا میں تو اے رب العباد

سب رہیں خرم عزیز و آشنا — غنچہ ہائے آرزو اُن کے کھلا

دے مجھے توفیق طاعت اے خدا — مکر سے شیطان کے مجھ کو بچا

نزع کی حالت میں بہر شاہ دین — میرے پاس آئے نہ شیطان لعین

قبر میں سائل ہوں جب منکر نکیر — ہو زبان پر بندہ رب قدیر

ہیں محمدؐ جو شفیع المذنبین — ان کی امت میں ہے یہ بھی کمترین

ہے مرا ایمان قرآن شریف — اور کعبہ قبلہ جان نحیف

یہ جواب باصواب و دلپذیر — سن کے خوش اور شاد ہوں منکر نکیر

پائے عاشق حشر میں رتبہ رفیع — ہوں شفیع المذنبین یارب شفیع

مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات

یاالٰہی غم سے ہوں میں دل دونیم — اور تو ہے اللہٗ رحمٰن رحیم

حال پر کر میرے الطاف عمیم — یا کریم یاحلیم یاحکیم

بار عصیاں سے ہے مجھ کو خوف و بیم — یاملکِ یا مالِکَ الملکَ قدیم
ہوں بہت اعمال بد سے میں الیم — یاسلامُ یاعلیُ یاعظیم
بوجھ سے ہوں میں گنہ کے پشت خم — یا حفیظُ یا مجیدُ یا حَکَم
میرے عیبوں سے تو ہی واقف ہے خوب — اے مرے غفّارُ ستّارُ العیوب
ہے بہت پیچھے پڑا نفس شریر — قابضُ یا بَرُّ تواب قدیر
کونسی بخشش کی ہے میری سبیل — یا ممیتُ حافظُ ربُّ جلیل
نفس بد سے لے بچایا ہادی — ظاہرُ یا باطنُ یا معطیُ
اب حصار جرم سے مجھ کو نکال — باعثُ یا باسطُ یاذُوالجلال
نیک ہو جائیں مرے اعمال بد — مومنُ قدوسُ سبحانُ صمد
کر عطا ابواب بخشش کی کلید — والیُ متعالیُ فردُ مُعید
عفو کردے جو ہوئے مجھ سے قصور — یا عَفُوُّ یا غفور یا صبور
جس کو تو چاہے کرے دم میں ذلیل — یامُذِلُّ یامُہیمنُ یا عدیل
میں نے برحق تجھ کو جانا بے دلیل — مبدیُ یا مُحصیُ حقُّ وکیل
رحم کر اب حال میرا ہے عجیب — یا مقیتُ یا حسیبُ یا مجید
کر مرا تو اول و آخر سعید — یا مقدِّمُ یا مُؤخِّرُ یا حمید
کر مجھے طاعت پہ اپنے منتظم — قادرُ یا مقسطُ یا منتقم
بخششم کن برگناہ ما مبیں — یاقویُ یا مبینُ یا متین
جلد کردے تو مرا رتبہ رفیع — یاسمیعُ یا لطیفُ یا بدیع
روز محشر ہوں مرے حضرت شفیع — باریُ و جبارُ قہارُ رفیع
ہو مجھے رتبہ شہادت کا نصیب — یا شہیدُ حیُّ قیُّومُ رقیب
مجھ پر فکر دین سے ہے آ بنی — وارثُ وہابُ مُغنی و غنی

ساتھ عزت کے مجھے رکھ تا ابد
یا معزّ یا عزیز یا احد

دے مجھے تو رزق اور روزی عظیم
خالقُ رزّاقُ فتّاحُ علیم

کر عطا تو دولت و حشمت کثیر
یا کبیرُ یا خبیرُ یا بصیر

رفع کر سب حاجتیں یا رافع
نفع دے ہر کام میں یا نافع

رزق کی وسعت ملے یا واسع
میری خاطر جمع ہو یا جامع

حاجتیں ہوں کل روا میری ابھی
یاروُفُ یا شکورُ یا ولی

دے لگا منھ سے مرے عشرت کا جام
منعم یا نورُ باقی ذوالکرام

ہوں ترے افضال کا میں منتظر
واجدُ یا ماجدُ یا مُقتدر

در پہ حاضر ہے ترے یہ کمترین
کر اعانت ہر طرح کی یا معین

ہے مجھے بخشش کی بس تجھ سے امید
یا نعیم اوّلُ آخرُ رشید

جو کہ ورد اسمائے حسنٰی کا کرے
دامن اس کا حق مرادوں سے بھرے

ہووے گی تیری دعا بھی اب قبول
ہے عبث اے عاشق شیدا ملول

مناجات دیگر بدرگاہ خالق بحر و بر

یاالٰہی بہر حضرت مصطفٰے
وصف ہے قرآن میں جن کا لکھا

جن پہ نازل یہ کتاب پاک ہے
جن کے حق میں کلمۂ لولاک ہے

جن کا طٰہٰ اور یٰسین ہے لقب
ہیں جو کل امت کی بخشش کا سبب

جو کہ فرق انبیاء کے تاج ہیں
وہ نبیؐ جو صاحب معراج ہیں

رحمۃ للعالمین جن کا ہے نام
اور شفیع المذنبین ہے جن کا نام

معجزہ جن کا ہے اک شق القمر
اپنی امت کے ہوئے جو چارہ گر

ان کے صدقے میں ہمارے سب قصور
عفو کر دے اے مرے رب غفور

کیا کرم ہے اس کریمی کے نثار — کون ہے ایسا شفیق و غمگسار

جب ہوئے پیدا شفیع دوسرا — رب ھب لی امتی کی تھی صدا

جب کیا آرام فرش خاک پر — نام امت تھا زبان پاک پر

کیا ہی شفقت آپ کی امت پہ ہے — کیا ہی رحمت آپ کی امت پہ ہے

ایک دم بھولی نہ امت آپ کو — کیا ہی امت پر ہے شفقت آپ کو

امتِ عاصی پہ یہ رحم و کرم — اے زہے عاجز نوازی وہم

ہم پہ بھیجا وہ نبی با عز و شان — اے کرم فرمائے حال عاصیان

ہم پہ بھیجا وہ نبی رحم دل — ہو گئے جس سے توانا مضمحل

ہم پہ بھیجا وہ نبی پاکباز — ہم ہوئے جس کی بدولت سرفراز

ہم پہ بھیجا وہ نبی ذی کرم — ہو گئے بخشش سے مالا مال ہم

ہم پہ بھیجا وہ نبی با عز و جاہ — جو کہ ہے امت کا اپنی خیر خواہ

عاشق شیدا کی اب ہے آرزو — کر مشرف روضہ اطہر سے تو

مناجات دیگر بحضور رب اکبر

یاالٰہی یوم محشر مصطفےٰ کا ساتھ ہو — شافع روز جزا صل علی کا ساتھ ہو

یاالٰہی حشر کے میدان میں زیر علم — سایۂ ذات احد ظل خدا کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب سوا نیزے پہ آوے آفتاب — تاج فرق مرسلان وانبیاء کا ساتھ ہو

یاالٰہی جبکہ ہو درپیش راہ پل ہمیں — عاجزوں کے دستگیر و پیشوا کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب ترازو میں تلے فرد عمل — اس مددگار دوعالم رہنما کا ساتھ ہو

یاالٰہی ہم سبھوں کا خاتمہ بالخیر کر — جب اٹھیں دنیا سے محبوب خدا کا ساتھ ہو

یاالٰہی خواہش جنت ہے ہم کو اس لئے — باعثِ پیدائش ارض و سما کا ساتھ ہو

یاالٰہی مصطفیٰ کے جو ہیں یارو جانشین
یعنی صدیق دو عالم پیشوا کا ساتھ ہو

یاالٰہی عدل جن کا خلق میں مشہور ہے
قاتل کفار فاروق ہدیٰ کا ساتھ ہو

یاالٰہی جو ہیں ذی النورین داماد نبی
یعنی عثمان غنی وباحیا کا ساتھ ہو

یاالٰہی حوض کوثر پر بوقت تشنگی
ساقی کوثر علی مرتضیٰ کا ساتھ ہو

یاالٰہی کر عطا رتبہ شہادت کا مجھے
سید بیکس شہید کربلا کا ساتھ ہو

یاالٰہی لے چلیں جب دفن کرنے قبر میں
غوث پاک وپیشوائے اولیاء کا ساتھ ہو

یاالٰہی وقت مشکل عاشق ناکام کا
اپنے پیرومرشدان رہنما کا ساتھ ہو

مناجات

مومنو وقت ہے اجابت کا
ہے یہ ہنگام رفع حاجت کا

عاجزی اور التجا کے ساتھ
اب دعا کے لئے اٹھاؤ ہاتھ

اے خدا صدقہ کبریائی کا
صدقہ اس نور مصطفائی کا

سیدھا رستہ چلائیو ہم کو
پیچ و خم سے بچائیو ہم کو

مرتے دم غیب سے مدد کیجیو
ساتھ ایمان کے اٹھا لیجیو

جب دم واپسیں ہو یااللہ
لب پہ ہو لا الہ الا اللہ

دین و دنیا کی آبرو دیجیو
دونوں عالم میں سرخرو کیجیو

کینہ دھو مومنوں کے سینہ سے
سینہ ہو جائے پاک کینہ سے

سب کو اک راہ حق دکھا یا رب
دور ہو اختلاف بیجا سب

دین ہو دین احمدیؐ کل کا
ہو طریقہ محمدیؐ کل کا

ہے خدا تو بڑا سمیع و مجیب
نامرادوں کو کر مراد نصیب

کل مریضوں کو تندرستی دے
ناتوانوں کے تن میں چستی دے

بیوطن کو وطن میں پہنچا دے — قید سے قیدیوں کو چھڑوا دے
کر غریبوں سے تنگدستی دور — تنگدستوں سے فاقہ مستی دور
رکھتے کثرت سے ہیں جو اہل وعیال — کر عطا ان کو حسب حاجت مال
جو ہیں مظلوم ان کی سن فریاد۔ — اور کر غمزدوں کے دل کو شاد
تیرے بندے ہیں سب یتیم و یسیر — تیرے محتاج کل امیر و فقیر
لے خبر مفلسوں غریبوں کی — مشکلیں کھول کم نصیبوں کی
نہ رہے کوئی خستہ دل غمگین — سب کی پوری مراد ہو آمین

ولد الحبيب مثله لا يولد — ولد الحبيب وحدية تيورد
ولد الحبيب مكحلا و مطيبا — والنور امن وهبانة يتوقد
هذا الذى جاءت اليه غزالة — والجزء حقا قال انت محمد
جبريل نادى فى متصه حسنه — هذا مديح اللون هذا احمد
ان كان ابرهيم اعطى رشيده — والله دالمولود منه ارشد
فيقول ياعشاق هذا لمصطفىٰ — ويقول يا مشتاق هذا احمد
لو كان يوسف قد افاق جماله — باالله دالمولود منه ……….
قالت ملائكة السماء باسرهم — ولد الحبيب مثله لايولد
صلوا عليه بكورة وعشية — الف الصلوة مع السلام ورتد

السلام عليك منى والصلواتى يارسول
ليس لى حسن المعلى ……… يارسول
ماقول كيف حالى حيث لا يخفا عليك
انت تعلم ما متاع ……… يارسول

ان فی هجرك عذابا فی عذاب لایطاق
ان فی وصلك حیاتا فی حیاتی یارسول

کنت کنزا مخفیا فی کنت کنزا مخفیا
اختفاء النخل فی عین النواتی یارسول

انت موج اول الامواج فی البحر القدیم
لیس مثلك ممکنن فی الکائناتی یارسول

انت خیر الخلق خیر الانبیاء خیر الرسل
مصدرا لخیرت محمود الصفاتی یارسول

انت جواد کریم نحن قوم سائلون
من نصاب الفضل شیئًا فی الزکاتی یارسول

اشترع ذنبی بعفوك لیس لی فیه الجنار
بعت منك فی الازل بیع البیانی یارسول

سلم الله علی روحك وصلی دائما
کل ساعات النهاری البیانی یارسول

ترجیع بند

تھے رضا کی ادا جامہ زیبا کی پھبن — سرگین آنکھ غضب ناز بھری وہ چتون
وہ عمامہ کی سجاوٹ وہ جبین روشن — اور وہ مکھڑے کی تجلی وہ بیاض گردن
وہ عبائے عربی اور وہ نیچا دامن — دلربا یانہ وہ رفتار وہ بیساختہ پن
مردہ بھی دیکھے تو کر چاک گریباں کفن — اٹھ چلے قبر سے بیتاب زباں پر یہ سخن

مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جاں بادفدایت چہ عجب خوش لقبی

آمد آمد کی جو افلاک پہ پیہم تھی دھوم
عرش ہر مرتبہ بس شوق سے جاتا تھا جھوم
پاؤں رکھتا تھا جہاں ناز سے وہ عین علوم
اس جگہ آنکھیں بچھاتے تھے تمنا سے نجوم
اور ہر اک نقش قدم پر تھا فرشتوں کا ہجوم
کوئی رکھتا تھا جبیں اور کوئی لیتا تھا چوم
کوئی کرتا تھا اداعشرت و شادی کے رسوم
اور کسی نغمہ سے ہوتا تھا یہ مضمون مفہوم

مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

غل ہوا سیر کو فردوس کے آتے ہیں حبیب
بولا رضوان کہ بھلا میرے کہاں ایسے نصیب
پیش کش کیا کروں اس شاہِ زمن کے میں غریب
صدقہ آپ کا ہے جو خلد میں ہے چیز عجیب
کوئی دعوت کی نہیں بنتی ہے مجھے ترکیب
گرامت کے مکانوں کی دکھاؤں ترتیب
ناگہاں آنے لگی کانوں میں آواز نقیب
عرض کرنے لگا یوں جا کے سواری کے قریب

مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

حوریں کہتی تھیں کہ ہم لینے کو جایا کرتے
آپ ہر روز اسی طرح سے آیا کرتے
روز ہم یہ قدم آنکھوں سے لگایا کرتے
پیشوائی کے لئے دھوم مچایا کرتے
رخ گلگوں سے عرق پوچھ کے لایا کرتے
اپنے کپڑوں کو پسینے میں بسایا کرتے
آپ کو تخت زمرد پہ بٹھایا کرتے
سامنے ہم یہ کھڑے ہو کے سنایا کرتے

مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

پوچھا جبریل سے یوں چرخ کے درباں نے کہ من
قال جبریل معی جد حسین و حسن
قال واللہ لقد جاء بوجہ احسن
آٹھ پہر کھولدیا قفل ور چرخ کہن
گفت شوقے کہ بدل داشتم اے شاہ زمن
دل من داند و من دانم و داند دل من
گاہ آنکھوں سے لگاتا تھا ردائے دامن
اور کبھی کہتا تھا قدموں پہ جھکا کر گردن

مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

جب چلا چاند مدینہ کا سو رب جلیل — بجھ گئی مہر درخشاں کی فلک پر قندیل
شیر فردوس کی رکھی کہیں آدم نے سبیل — کہ اسی راہ سے گزرے گا وہ فرزند جمیل
فرش خُلت کا بچھاتے تھے کسی جا پہ خلیل — کہیں یوسف تھے کھڑے اور کہیں اسمٰعیل
............لگے کرنے براہِ تعجیل — جب ہوا نغمہ سرا صور میں یوں اسرافیل

مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

نور کا ہر شجر خلد نے جامہ پہنا — لعل کے پھول سے پھولا تھا تو موتی سے پھلا
شاخ مرجان میں زمرد کا لگا تھا پتا — جس میں یاقوت کہیں اور کہیں ہیرا تھا جڑا
عرض اور طول میں ہر نخل تھا موزوں ایسا — کہ یقیں سب کو تھا ہے نور کے سانچے میں ڈھلا
اور ہر اک شاخ پہ اک مرغ خوش الحان بیٹھا — دمبدم ولولۂ شوق سے تھا نغمہ سرا

مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

انگلیاں اٹھنے لگیں زور سے وہ آ پہنچا — گردنیں جھکنے لگیں سجدے کی خاطر ہر جا
سب لگے کہنے کہ ہے سایۂ ذات یکتا — آدمی ہم نے تو اس حسن کا دیکھا نہ سنا
آدمی ہوتا تو اس ماہ کے سایہ ہوتا — جس کے سایہ نہ ہو وہ نور خدا ہے بخدا
واہ کیا حسن ہے کیا شان ہے اے صل علی — وجد کے حال میں پھر جھوم کے رضواں بولا

مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

تھا زبانوں پہ فرشتوں کی محمدؐ کا نام — کوئی چومے تھا رکاب اور کوئی تھا نے تھا لگام

مانگتی جاتی تھیں حوران بہشتی انعام — انبیاء بھیجتے جاتے تھے درود اور سلام
شام سے صبح تلک صبح سے لیکر تا شام — روز فوارے اچھلتے تھے چھلکتے تھے جام
حوض کوثر پہ ہوئے جمع جو سب خاص و عام — جام سے قلقل مینا کا یہ تھا طرز کلام

مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

مہر نے فرش تمامی کا بچھایا جو تمام — بادۂ نور سے لبریز ہوا اس کا جام
چاندنی پر جو بنایا تھا ستاروں کا کام — ماہ کو حسن ملاحت سے ملی شہرت عام
مرکب انداز تجلی سے اٹھاتا تھا گام — نہ تو آہستہ ہی چلتا تھا نہ تھا تیز خرام
ملک و جن و بشر کرتے تھے جھک جھک کے سلام — حور و غلماں کے زبانوں پہ یہ جاری تھا کلام

مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

اس طلب کرنے سے مطلوب کے مطلب یہ تھا — تا سمجھ لیں کہ وہی جلوہ ہے جلوہ اپنا
قاب قوسین کا عقدہ یہ شب وصل کھلا — دو کمانیں جو ملیں دائرہ وصل بنا
مل گئے دونوں حدوث اور قدم کے دریا — فرق کچھ طالب مطلوب میں باقی نہ رہا
جب وہاں وصل کا اسطور سے نقشہ ٹھہرا — پیہم آنے لگی تب پردۂ وحدت سے صدا

مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

جس طرح گھر میں بلاتا ہو دلہن کو نوشاہ — روز محشر طلب اس شہ کو کرے گا اللہ
انبیاء مژدۂ دیدار سے ہو کر آگاہ — سب سواری کے جلو کے لئے ہوں گے ہمراہ
سارے خوبان جہاں دیکھ کے بولیں گے واہ — دل سے عشاق جگر خستہ کے نکلے گی آہ
تا کہ وہ ماہ کرے مڑ کے مری سمت نگاہ — میں بھی پہنچوں گا یہ کہتا ہوا ان شاء اللہ

مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

انبیاء دیکھ کے وہ حسن و جمال مدنی — سب کہیں گے کہ عجب شان ہے اللہ غنی
اس کا ہمسر نہ کوئی گل ہے نہ سرو چمنی — ختم اس قامتِ رعنا پہ ہے گل پیرہنی
آج عشاق کی بگڑی ہوئی سب بات بنی — آج ہی دے گی مزا ان کو غریب الوطنی
فرش سے عرش تلک ہوگی عجب نعرہ زنی — جب یہ کہتے ہوئے اٹھیں گے اویس قرنی

مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

پہنچے جب عرش کے نزدیک شہنشاہ امم — غوث اعظم کی جھکی گردن جاں زیر قدم
شہ نے فرمایا کہ اے شمع شبستان قدم — تیرے دیدار سے جاں تازہ ہے اور دل خرم
میرے فرزند تو ہے نور نگاہِ عالم — دین و دنیا کی بنا تجھ سے ہوئی مستحکم
آپ کرتے تھے غوث کے حق میں پیہم — عرض کرتے تھے یہ آداب سے غوث الاعظم

مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

حق نے بخشی ہے تجھے جنت و دوزخ کی کلید — ہے وثیقہ تری مختاری کا قرآن مجید
جامۂ حسن پہنایا تجھے بے قطع و برید — تیرے ہی قد پہ ہوئی ٹھیک قبائے توحید
روز محشر ترے عشاق کے حق میں ہے عید — کیونکہ ہے عام وہاں سب کے لئے رخصت دید
کوئی آنکھوں کا قتیل اور کوئی چتون کا شہید — یہی کہتا ہوا پہنچے گا قریب اور بعید

مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

مسدس

بخشی ہے خالق نے تجھے سب سروروں کی سروری
پیغمبروں کی دی تجھے اللہ نے پیغمبری
صورت سے تیری ہے عیاں شان خدا کی برتری
کیا منہ ہے تیرے سامنے آئے ذرا حور و پری
اے چہرۂ زیبائے تو رشک بتانِ آذری
ہر چند وصفت میکنم در حسن زاں زیباتری

ہے ختم تیری ذات پر اوصاف امت پروری
اللہ کے محبوب سے کس کو مجال ہمسری
پائی ہے کس مخلوق نے یہ برتری یہ سروری
رفعت میں تیرے سامنے ہے پست چرخ چنبری
تو از پری چابک تری وز برگ گل نازک تری
وز ہر چہ گویم بہتری حقا عجائب دلبری

ہے سارے عالم میں کوئی تجھ سا ہمیں دکھلائے تو
دعویٰ ہے جس کو حسن کا محفل میں تیری آئے تو
مضمون تیری مدح کا جبریل سے سن جائے تو
یہ دلبری یہ برتری یہ شان کوئی پائے تو
عالم ہمہ یغمائے تو خلق خدا شیدائے تو
ایں نرگس رعنائے تو آوردہ رسم کافری

معراج میں جبریل سے یوں پوچھتا تھا وہ صنم
کہنا ذرا انصاف سے تم اے اخی محترم
تم نے تو دیکھا ہے جہاں بتلاؤ تو کیسے ہیں ہم
روح الامیں کہنے لگا اے مہ جبیں تیری قسم
آفا قہا گر دیدہ ام مہر بتاں ورزیدہ ام
بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

فرماتا ہے تجھ سے خدا دل میں نہ رکھ اپنے خودی
میں ہوں الگ تجھ سے نہیں تو کیونکہ ہو مجھ سے جدی
تیری نگین طبع پر میری حقیقت ہے کھدی
جب عین وحدت کی صفت خاص اپنی میں نے تجھ کو دی

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
تاکس نہ گوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

تصویر تیری کھینچ کر بے مثل اور پاکیزہ تر — مفتوں ہوا خود حسن پر صورت گر جن و بشر
حور و ملک جن و بشر مہر و مہ تاباں اگر — مشعل لیے شام و سحر ہوں جستجو میں دربدر

ہرگز نیاید در نظر صورت زرویت خوب تر
شمسی ندانم یا قمر یا زہرہ یا مشتری

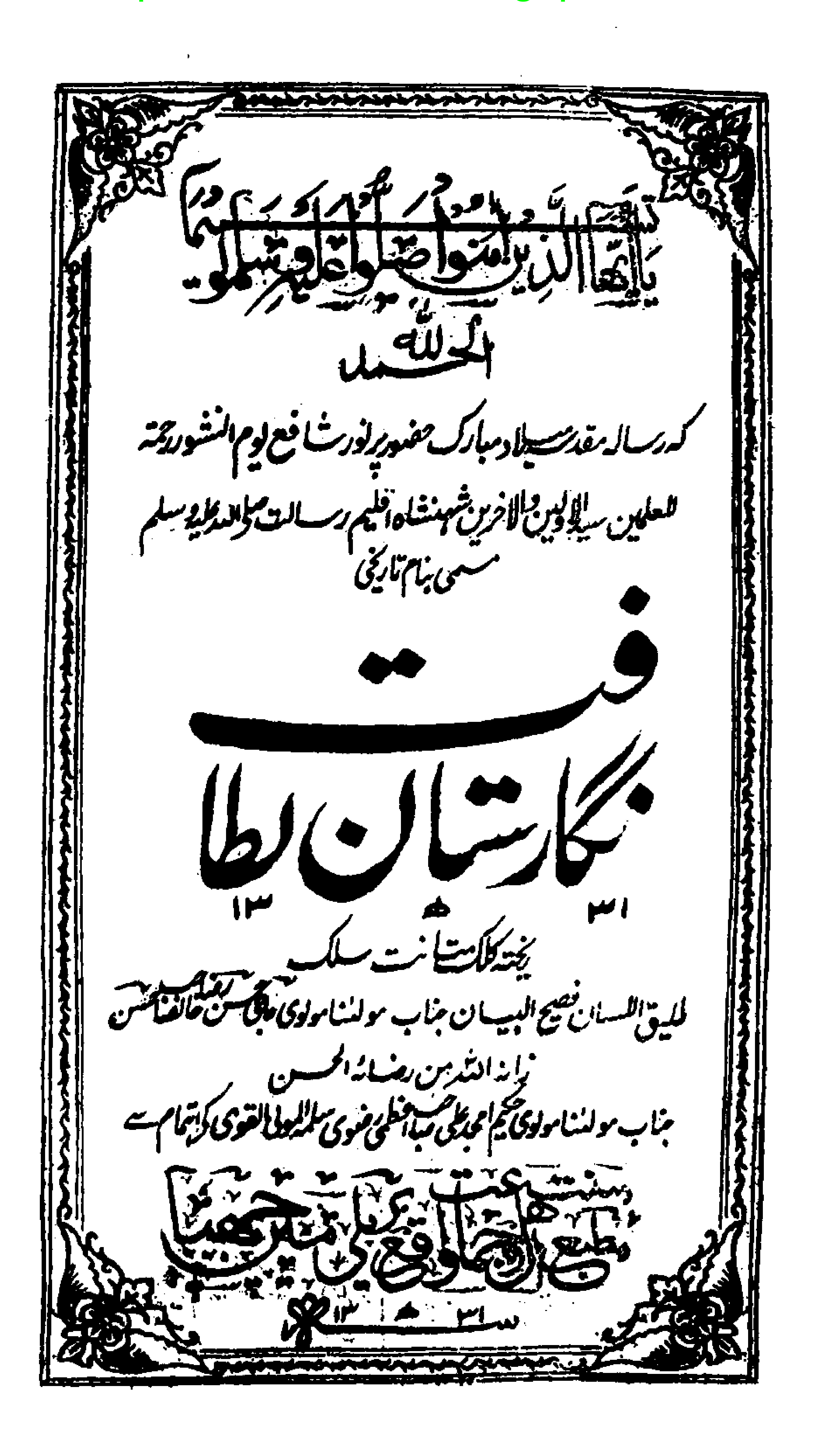
ہم بیکسوں کا چارہ گر کوئی نہیں تیرے سوا — اے شافع روز جزا وے خواجۂ ہر دوسرا
عاشق ترے در پر پڑا صورت کا ہو کر مبتلا — مسکیں شہید بے نوا اس آستانے پر کھڑا

خسرو غریب است و گدا افتادہ در شہر شما
باشد کہ از بہر خدا سوئے غریباں بنگری

التماس مؤلف عاصی غرق بحر معاصی:

بعالی کی خدمت سراپا برکت جمیع شائقین ذکر ولادت باسعادت رسول اکرم شفیع امم اور عاشقان نام مبارک خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم یہ ہیچمدان کج مج زبان ژولیدہ بیان خاکسار ازلی کمترین خلائق محمد عاشق علی عاشق لکھنوی عفی اللہ ذنبہ الخفی والجلی ابن خواجہ آغا جان غفر اللہ الرحمٰن ملتمس ہوتا ہے۔ گوہر مدعا رشتہ بیان میں پروتا ہے کہ ایک روز یہ فقیر حقیر سراپا تقصیر ہمنشین چند احباب مخلص نواز تھا۔ در شعر و سخن باز تھا کہ ناگاہ ایک عنایت فرما۔ محب بے ریا مخزن صدق و صفا معدن حلم و حیا شیفتہ رسول الثقلین مقبول کونین صاحب فہم صائب تدبیر محمد وزیر صاحب لکھنوی مہتمم مطبع گلزار محمدی جن سے کمال ربط و اتحاد ہے۔ جن کے حسن اخلاق سے ہر ایک مسرور و شاد ہے۔ کلبۂ احزان فقیر پر آئے۔ آتے ہی یہ زبان پر لائے کہ بالفعل ہم کو نسخہ مولد شریف چھاپنا منظور ہے۔ اس میں تیری بھی سعی و

کوشش ضرور ہے یعنی کوئی نیا نسخہ میلاد شریف مقفیٰ اور مسجع تالیف کر۔ دامن لاآلی اجر وثواب سے بھر۔ یقین ہے کہ بعد طبع پسند خلائق ہو۔ ہر ایک اس کا شائق ہو۔ ناظرین کمال حظ اٹھائیں گے۔ شائقین دور دور سے طلب فرمائیں گے ہر چند میں نے عذر کیا کہ مجھ کو اس میں مہارت نہیں۔ وقوف عبارت نہیں اور اس پر کیا منحصر ہے کسی طرح کی لیاقت نہیں مگر انہوں نے ہرگز نہ مانا۔ میرے عذر واقعی کو محض انکار جانا۔ بجائے خود سونچا کہ اب بغیر لکھے چارہ نہیں۔ کیونکہ ان کے اصرار سے کسی طرح چھٹکارا نہیں۔ ناچار انکا فرمانا بسر وچشم قبول کیا۔ عذر کو زیادہ نہ طول دیا۔ بہرحال بمدد قادر ذوالجلال جونہی لکھنے کو قلم اٹھایا صفحۂ کاغذ خود بخود ہوائے شوق سے اڑ کر ہاتھ میں آیا۔ خضر عقل نے راہ پر لگایا۔ راستہ مضمون طرازی کا نظر آیا۔ چند روایات کو مسجع ومقفیٰ کیا۔ آئینہ عبارت کو مصفیٰ کیا۔ جبکہ تمام وکمال نسخہ مولد شریف قلمبند ہوا۔ بارے خواجہ ممدوح کو بہت پسند ہوا۔ اس عاجز نے جانفشانی کی انہوں نے داد سخندانی دی۔ چونکہ ذکر آنحضرت ﷺ سے چشم ایمان و دیدۂ دل و جان منور ہے۔ لہٰذا اس نسخۂ متبرکہ کا نام ''کحل البصر فی ولادت خیرالبشر'' ہے اول مرتبہ اس کے طبع کرنے کی اجازت خواجہ موصوف کو دی تھی۔ ان کی درخواست اور فرمائش پر نظر کی تھی۔ دوسری بار خود اس کو بعد ترمیم نظرثانی اپنے مطبع ریاض محمدی میں طبع کیا اور اطلاعاً لکھ دیا کہ کوئی صاحب بدون اجازت راقم کے قصہ طبع نہ فرمائیں۔ بعوض نفع نقصان نہ اٹھائیں۔ اب یہ عاصی پُر معاصی جمیع شائقین وناظرین سے عنایت وکرم کا امیدوار ہے۔ دعائے خیر کا طلبگار ہے اور اگر بمضمون الانسان مرکب من الخطاء والنسیان سہواً کہیں غلطی پائیں فوراً کذلک اصلاح سے مجھے بتائیں۔



يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

الحمد للہ

کہ رسالہ مقدس میلاد مبارک حضور پرنور شافع یوم النشور رحمۃ للعلمین سید الاولین والاخرین شہنشاہ اقلیم رسالت صلی اللہ علیہ وسلم

مسمّی بنام تاریخی

نگارستان لطافت

۱۳۳۱ھ

ریختہ کلک متانت سلک

طلیق اللسان فصیح البیان جناب مولنا مولوی حاجی حسن رضا خاں صاحب حسن

زانہ اللہ من رضائہ الحسن

جناب مولنا مولوی حکیم امجد علی صاحب اعظمی رضوی سلمہ المولی القوی کے اہتمام سے

مطبع اہل سنت و جماعت واقع بریلی میں چھپا

سنہ ۱۳۳۱ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى شَفِيْعِ الْمُذْنِبِيْنَ ○ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهِ الطَّاهِرِيْنَ وَصَحْبِهِ الطَّيِّبِيْنَ وَعَلَيْنَا مَعَهُمْ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ○

غزل در حمدِ باری تعالیٰ جل شانہ الاعلیٰ

ہے پاک رتبہ فکر سے اس بے نیاز کا — یاں دخل عقل کا ہے نہ کام امتیاز کا

شہرگ سے کیوں وصال ہے آنکھوں سے کیوں حجاب — کیا کام اس جگہ خردِ ہرزہ تاز کا

لب بند اور دل میں وہ جلوے بھرے ہوئے — اللہ رے جگر ترے آگاہ راز کا

غش آ گیا کلیم سے مشتاقِ دید کو — جلوہ بھی بے نیاز ہے اس بے نیاز کا

ہر شے سے ہیں عیاں مرے صانع کی صنعتیں — عالم سب آئنوں میں ہے آئینہ ساز کا

افلاک و ارض سب ترے فرماں پذیر ہیں — حاکم ہے تو جہاں کے نشیب و فراز کا

اس بیکسی میں دل کو مرے ٹیک لگ گئی — شہرہ سنا جو رحمت بے کس نواز کا

مانند شمع تیری طرف لو لگی رہے — دے لطف میری جان کو سوز و گداز کا

تو بے حساب بخش کہ ہیں بے شمار جرم — دیتا ہوں واسطہ تجھے شاہِ حجاز کا

بندے پہ تیرے نفسِ لعیں ہو گیا محیط — اللہ کر علاج مرے حرص و آز کا

کیونکر نہ میرے کام بنیں غیب سے حسنؔ
بندہ بھی ہوں تو کیسے بڑے کارساز کا

حمد کی جان اس نخلبندِ چمنستانِ کونین پر قربان جس نے گلشن عالم کو گلہائے رنگا رنگ عنایت فرما کر چمن چمن سیراب و شاداب کیا سروِ آزاد اُسی کی

محبت میں گرفتار، گل کا اسی کی جدائی میں گریبان تار تار، بلبل اسی کی جستجو میں شاخ شاخ ڈالی ڈالی متوالی پھرتی ہے، قمری نے اسی کی محبت کا طوق اپنے گلے میں ڈالا۔ فاختہ اسی کی یاد میں کو بکو کو کرتی ہے جہاں دیکھو جلوہ، ظہور کا نیا رنگ نرالا ڈھنگ ہے مد رو وماہ کے عشق کی کہاں دھوم نہیں پروانہ و شمع کا معاملہ کسے معلوم نہیں بیماروں کی شفا اسیروں کی رہائی ہماری لاج اسی کے ہاتھ ہے۔ مالک ہے مختار ہے جسے جو چاہے دے جس سے جو چاہے چھین لے۔ کسی کو اس کی سرکار میں مجالِ دم زدن نہیں۔ جس نے جو پایا یہیں سے پایا۔ جسے جو ملا یہیں سے ملا۔ گوہر کو آب آب کو تاب شاخ کو گُل گُل کو رنگ و بو آسمان کو مہر و ماہ۔ مہر و ماہ کو ضو اور انسانِ ضعیف البنیان کو خلعت لقد کرمنا بنی آدم اور تشریف لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم اسی سرکار کا عطیہ ہے۔ خضر و الیاس علیہما السلام کو عمر جاوید بخشی۔ نارِ نمرود اپنے خلیل پر گلزار کی۔ کلیم کو ید بیضا دیا۔ مسیح کو لب جاں بخش عنایت ہوا۔ یوسف کو وہ حسن جانفزا ملا کہ جس کا بیان تاب تحریر و یارائے تقریر سے باہر ہے اور ہم بیکسوں گناہگاروں معصیت کوشوں خطا کاروں عصیاں پناہوں پریشاں روزگاروں کو وہ نبی رحمۃ للعالمین خاتم النبیین باعثِ ایجاد عالم شافع روز محشر ساقی کوثر رہبر رہبراں ہادیٔ گمرہاں جان کی جان ایمان کا ایمان ٹوٹے دلوں کا سہارا ناامیدوں کی امید بے یاروں کا یار بے مددگاروں کا مددگار بے مونسوں کا مونس یتیموں کا وارث غریبوں کا جائے پناہ کونین کا بادشاہ اسیروں کا آسرا بے ٹھکانوں کا ٹھکانا ہر درد کا درماں ہر دکھ کا علاج زندانیوں کا عقدہ کشا محتاجوں کا حاجت روا بے کلوں کی کل بیقراروں کا چین بے چینوں کا قرار مظلوم کا فریاد رس بے بس کا بس گمراہوں کا رہنما رہنماؤں کا پیشوا داد کا دینے والا فریاد کا سننے والا عطا کیا جس نے ہماری ڈوبتی کشتیوں کو کنارے لگایا بیٹھے دلوں کو اپنی حمایت کے

زور سے اٹھایا گدایانِ امت نے جو مانگا دیا دونوں عالم کا بوجھ اپنے ذمہ لیا بادشاہانِ دہر اس کی نظر عنایت کے محتاج خسروان عالم اس کے گدائے پاشکستہ کے دست نگر جو سر ہے وہ ان کی طرف جھکا ہوا جو ہاتھ ہے وہ ان کی طرف پھیلا ہوا خدا کے پیارے ہیں دونوں عالم کے تاجدار مشکلیں آسان کرنا ان کا رات دن کا کام ہے دلوں کے ارادوں پر انہیں اطلاع ماکان ومایکون کے عالم محبوب ایسے کہ جو ہو گیا جو ہو گا جو ہو رہا ہے انہیں کی مرضی پر ہوا انہیں کی مرضی پر ہو رہا ہے۔ انہیں کی مرضی پر ہو گا۔ ریگستان میں کونسا ذرہ ہے جس پر اس آفتاب بنی ہاشم کی نظر نہیں نخلستان میں کونسا پتہ کھڑکا جس کی اس گلِ زیبا کو خبر نہیں۔ دینے والے نے اپنے خزانوں کی کنجیاں دے کر انہیں اجازت دے دی کہ جسے چاہو دو عالم کا انتظام ان کے دامن سے وابستہ ممکن نہیں کہ بے ان کے حکم کے کسی کو کچھ مل سکے سخی ایسے کہ خزانوں کے منہ کھول دیے ہیں۔ جب دیکھو سرکار میں اہلِ حاجت کا ہجوم جود وعطا کی دھوم ہے آٹھ پہر لنگر جاری ہے جو ہے ان کے در کا بھکاری ہے ان کے مراتب کا اظہار غیر ممکن ان کے مناصب کا انحصار محال ہاں ایک دن آنے والا ہے کہ ان کی شانِ ارفع واعلیٰ کے دیدار سے مجنون کو شادمانی منکروں کو پشیمانی حاصل ہو۔ منکر کان کھول کر سن لے جو اس تاجدارِ لولاک لما خلقت الدنیا کی قدر نہ جانے مزہ سے آئے اور ابلیس پر تلبیس کا شریکِ حال ہو اس پر اللہ کیا رحمت کرے جو اس کے محبوب کی تعظیم سے جلے اس جناب کو تمام مملکت الٰہی کا دولہا نہ جانے اور اولین وآخرین سے افضل واعلیٰ اور سرِ وجود واصل مقصود خلیفۂ مطلق ومختارِ کل نہ مانے ہاں سن لو جس کا دل ان کی تعظیم سے جلتا ہے اللہ اس دل کو ہمیشہ جلتا رکھے خاک میں ملجا ان سے دشمنی رکھنے والے تیرا غیظ تجھی کو کھائے گا تیرا غضب تیرا غضب کیا خدائے قہار کا غضب تجھ پر ٹوٹے گا بلکہ درحقیقت تو اس

وقت بھی قہر الٰہی میں گرفتار ہے جو ایسے پیارے آقائے نعمت کی طرف سے تیرے دل ناپاک میں بخار ہے دیکھ اس مرض صعب کا مداوا کر ورنہ لاعلاج ہو کر تجھ کو معرض ہلاکت میں ڈالے گا اور نادان تو یہ جانتا ہے کہ تیری ہرزہ گوئی سے اس شان رفیع میں کوئی کمی پیدا ہو، او دیوانے عقل و ہوش سے بیگانے آسمان کا تھوکا منہ میں آتا ہے چاند پر خاک ڈالنا اپنے ہاتھوں اپنی آنکھوں میں خاک بھرنا ہے اور اپنے واسطے اس کے انوار میں کمی کرنا۔ معمول ہے کہ چاند نکلتا دیکھ کر سگانِ بے تمیز بھونکنے لگتے ہیں ان کی صورتِ کریہہ چاند کو کیا مضرت پہنچا سکتی ہے اپنا ہی مغز کھاتے ہیں:

مہ فشاند نور سگ عو عو کند

ہر کسے بر خلقتِ خود می تند

قرآن مسلمان کا ایمان ہے دیکھ کیا کچھ فضائل ہمارے بادشاہ اسلام پناہ کے ظاہر کر رہا ہے اگر تو لیاقت نہیں رکھتا تو اتنا ہی سمجھ لے کہ جن پر قرآن نازل ہوا ان کا مرتبہ درگاہ احدیت میں کس قدر وجاہت رکھتا ہوگا۔ اگر اب بھی تیرے دل کو وہی خیالاتِ فاسدہ ورطۂ ضلالت میں ڈالے ہوئے ہیں تو اس دنیا کی آگ میں جل جل کر مشق پیدا کر۔ تجھ کو ہمیشہ ہمیشہ اس آگ میں رہنا ہوگا جس سے اللہ نے چاہا تو ہم سراپا معصیت ان کے قدموں پر مچل مچل کر نجات پائیں گے۔ بندۂ خدا شیطان کی بیعت توڑ جہنم کی راہ سے منہ موڑ تیرا بُرا عقیدہ تجھی کو لے ڈوبے گا اور انہیں کے خدا کی قسم انہیں کچھ نقصان نہ پہنچے گا ان کی شان کی ارجمندی ان کے ذکر کی بلندی وہ چاہتا ہے جو ان کا اور تمام جہان کا مالک و مولیٰ ہے۔ اس سے لڑائی ٹھانے کب بنے تجھ سے ہزاروں خاک کا پیوند ہو گئے اور ان کا ڈنکا ہفت آسمان و تمام روئے زمین میں بجتا رہا اور ہمیشہ اسی آفتاب رسالت کا

دور دورہ ہے۔ اور اپنی آتشِ غیظ میں جلنے والے ابھی کیا جلتا ہے تجھے مبارک ہو بڑے جلنے کی جس سے بڑھ کر کوئی جلنا نہیں۔ وہ وقت قریب آنے والا ہے کہ انہیں ہزاروں زیب و زینت کے ساتھ عرش خدا کی طرف یوں لے چلیں گے جیسے بلاتشبیہ دلہن کو دولہا کی طرف لے جاتے ہیں ملائکہ ہفت آسمان سواری کے گرد و پیش کافۂ انبیاء و مرسلین زیرِ نشان اولین و آخرین ان کا منہ تکیں گے اگلوں پچھلوں میں ان کے مرتبہ کی دھوم پڑ جائے گی موافق مخالف انہیں کا دم بھرتے ہوں گے، بزمِ شفاعت کا انہیں دولہا بنائیں گے گلو خلاصی سیہ کاران کا سہرا انہیں کے سر رہے گا۔ سب خدا کی رضا چاہتے ہوں گے اور خدا محمد کی رضا صلی اللہ علیہ وسلم۔

وہ قیامت کا دن بے شک قیامت کا دن ہے آفتاب جو پیٹھ کیے ہے اس دن اِدھر منہ کرے گا اب ہزاروں برس کی راہ پر ہے اس دن سروں پر ہو گا شدتِ تشنگی سے زبانیں باہر نکل پڑیں گی سایہ کہیں ڈھونڈے نہ ملے گا انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام میں ہنگامہ نفسی نفسی گرم ہو گا۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ اس بادشاہ جلیل کو شانِ جلال پسند آئے گی اس دن جو عزت انہیں بارگاہ احدیت میں دی جائے گی اس کی قدر وہ جانیں یا ان کا خدا۔ رحمان تبارک وتعالیٰ انہیں عرش کے داہنی طرف مقام بخشے گا یا اپنے ساتھ تختِ عزت پر بٹھائے گا اور وہ جلوس و مجلس سے پاک ومنزہ ہے۔ آدم و عالم ان کے زیر نشان ہوں گے کنجیاں خزانہ رحمت و ابواب جنت کی ان کے ہاتھ میں دیں گے جسے چاہیں گے عزت بخشیں گے کرامت دیں گے اولین و آخرین ان کے قدموں پر لوٹتے ہوں گے صفوف موقف میں ان کے عز و جاہ کی ایک دھوم پڑ جائے گی اس کنارے سے اس کنارے تک غلغلہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے آسمان گونجتے ہوں گے کان پڑی آواز نہ سنائی دے گی گوہر مکنون کی مانند ہزار خدام گل اندام زریں کمر

خدمت اقدس میں دوڑتے ہوں گے تمام کارکنان بارگاہ صمدیت موکلانِ عذاب و ملائکہ رحمت اشارہ ابرو پر چلیں گے جہان و جہانیاں دم بخود خاموش بادۂ تری الناس سکارٰی وماھم بسکارٰی سے مدہوش اور حضور تاج شفاعت برسر حلہ کرامت در بر مقام تقرب میں بار پاکر سجدہ فرمائیں گے رب عزت بکمال رحمت ان سے ارشاد فرمائے گا یا محمد ارفع راسك وقل تسمع وسل تعطه واشفع تشفع اے محمد اپنا سر اٹھاؤ اور کہو کہ تمہاری بات سنی جائے گی اور مانگو کہ تمہیں دیا جائے گا اور شفاعت کرو کہ تمہاری شفاعت قبول ہوگی اور امتیں غایت خوف وخطر سے کس نازک حالت میں ہوں گی اور ان کی امتِ مرحومہ کرم و رحمت کے دامن میں چین کرے گی۔ غرض جو انہیں اس دن ملے گا کسی کو ملا نہ ملے پھر اس عظمت وجاہ وجلال پر جو تشویش ان کے قلب نازک پر ہوگی اگر ایک ذرہ اس کا آسمانوں پر رکھا جائے پاش پاش ہو جائیں ایک شمہ اس کا پہاڑوں کو سنایا جائے ریزہ ریزہ ہوکر خاک میں مل جائیں قربان ان بازوؤں کی ہمت پر جو یہ بوجھ اٹھانے کے قابل ہیں۔

اے عزیز غور کا مقام ہے ایک اکیلی جان اور جہان بھر کا سامان خود محض بے خطا اپنا غم نہ اندیشہ اور جنہیں اپنی اپنی فکر ہونا چاہیے وہ سب ایسے ہوش و حواس باختہ کہ بات منہ سے نکلتی نہیں نگاہ اوپر اٹھتی نہیں اور اگر کچھ فکر کریں بھی تو کیا کر سکتے ہیں اتنا کوئی نہیں جو گرتوں کو اٹھائے پیاس سے دم نکلتا ہے ایک قطرہ حلق میں ٹپکائے۔ باپ بیٹے سے بھاگتا ہے بیٹا باپ کو نہیں پہچانتا جن سے کچھ امید تھی وہ سب جواب دے چکے ہاتھ پاؤں چھوٹ گئے ٹوٹی ہوئی کمریں اور اوپر سے گناہوں کا بوجھ۔ گرے تو اٹھا نہیں جاتا پھسلے تو سنبھلنا کیسا اب سب کا بار ان پر آپڑا پھر ایک ہو، دس ہوں، ہزار ہوں، لاکھ ہوں، کچھ گنتی نہ شمار وہ گنجان ہجوم کہ

پنڈلی سے پنڈلی شانہ سے شانہ چھلتا ہے لاکھوں منزل کے گرد پھیلا ہوا کہ ہزار بار نظر اٹھے اور تھک رہے ہرگز کام نہ کر سکے۔ پھر اس سرے سے اس سرے تک داد ہے فریاد ہے ارے کمر ٹوٹ گئی ہائے غضب ٹوٹ پڑا واویلا کیسے کروں واحسرتا کیونکر اٹھوں میرے مولیٰ میں مرمٹا آقا میرا دم چلا پیارے کلیجہ نکل گیا میں قربان کدھر ہو للہ جلد خبر لو جان لب پر آئی ہے تاج والے کی دہائی ہے اس کے سوا کوئی آواز نہیں اب کس کس کی سنیں کدھر کدھر جائیں کیا کیا کریں کیونکر سب کے زخم دل پر مرہم دھریں لاکھوں کو وزنِ اعمال کے لیے لائے ہیں میزان کھڑی کی ہے نامۂ اعمال کھولے جاتے ہیں۔

غزل

مجرم ہیبت زدہ جب فردِ عصیاں لے چلا — لطفِ شہ تسکین دیتا پیشِ یزداں لے چلا

دل کے آئینہ میں جو تصویرِ جاناں لے چلا — محفلِ جنت کی آرائش کا ساماں لے چلا

رہرو جنت کو طیبہ کا بیاباں لے چلا — دامنِ دل کھینچتا خارِ مغیلاں لے چلا

گل نہ ہو جائے چراغِ زینتِ گلشن کہیں — اپنے سر میں میں ہوائے دشتِ جاناں لے چلا

روئے عالم تاب نے بانٹا جو باڑا نور کا — ماہ نو کشتی پیالا مہرِ تاباں لے چلا

گو زمانہ کی کوئی نعمت نہیں مولیٰ کے پاس — پر زمانہ نعمتوں سے بھر کے داماں لے چلا

تیری ہیبت سے ملا تاجِ سلاطیں خاک میں — تیری رحمت سے گدا تختِ سلیماں لے چلا

ایسی شوکت پر کہ اُڑتا ہے پھریرا عرش پر — جس گدا نے آرزو کی اُن کو مہماں لے چلا

دبدبہ کس سے بیاں ہو ان کے نام پاک کا — شیر کے منھ سے سلامت جانِ سلماں لے چلا

صدقے اس رحمت کے ان کو روزِ محشر ہر طرف — ناشکیبا شورِ فریادِ اسیراں لے چلا

ساز و سامان گدائے کوے سرور کیا کہوں — اس کا منگتا سروری کے ساز و ساماں لے چلا

دو قدم بھی چل نہ سکتے ہم سر شمشیر تیز
ہاتھ پکڑے رب سلم کا نگہباں لے چلا

دستگیر خستہ حالاں دستگیری کیجیے
پاؤں میں رعشہ ہے سر پر بار عصیاں لے چلا

وقت آخر ناامیدی میں وہ صورت دیکھ کر
دل شکستہ دل کے ہر پارہ میں قرآن لے چلا

قیدیوں کی جنبش ابرو سے بیڑی کاٹ دو
ورنہ جرموں کا تسلسل سوئے زنداں لے چلا

روز محشر شاد ہوں عاصی کہ پیش کبریا
رحم ان کو امتی گویاں و گریاں لے چلا

شکل شبنم رات بھر رونا ترا ابر کرم
صبح محشر صورت گل ہم کو خنداں لے چلا

کشتگان ناز کی قسمت کے صدقے جایئے
ان کو مقتل میں تماشائے شہیداں لے چلا

اختر اسلام چمکا کفر کی ظلمت چھٹی
بدر میں جب وہ ہلال تیغ براں لے چلا

بزم امکاں کو خدا نے پہلے دیں آرائشیں
پھر مرے دولہا کو سوئے بزم امکاں لے چلا

اللہ اللہ صرصر طیبہ کی رنگ آمیزیاں
ہر بگولا نزہت سرو گلستاں لے چلا

غمزدوں کو جب شفاعت نے کیا امیدوار
عفو خوشخبری سُناتا پیش یزداں لے چلا

قطرہ قطرہ ان کے گھر سے بحر عرفاں ہو گیا
ذرہ ذرہ ان کے در سے مہر تاباں لے چلا

صبح محشر ہر ادائے عارض روشن میں وہ
شمع نور افشاں پئے شام غریباں لے چلا

شافع روز قیامت کا ہوں ادنیٰ امتی
پھر حسن کیا غم اگر میں بار عصیاں لے چلا

آہ ہنگامہ دارو گیر گرم ہے ہزاروں کو اس تیز تلوار پر چلانے لے چلے ہیں جس کے نیچے کروروں منزل تک آگ کی لپٹیں نکلتیں محلوں برابر چنگاریاں اڑتیں پاؤں ڈگمگا رہے ہیں گرے تو کہیں پتا نہیں اور سہارا دیں تو یہی اور نہ کوئی خبر گیراں نہ پُرسانِ حال پریشان جو پار اتر گئے ان کا پیاس سے بُرا حال ہے پانی پلائیں تو یہی پلائیں اُدھر نہیں جاتے تو خدا جانے آفت رسیدوں پر کیا گزرے کونسا پلہ بھاری ٹھہرے۔ اِدھر نہ آئیں تو یہ بے کس بے یار برباد ہو گئے ٹھکانا نہ لگا رہا ایک ان کا دم اور جہان بھر کی خبر گیری۔ اتنا عظیم اژدحام اور اس قدر مختلف

کام اور اس درجہ فاصلوں پر مقام اور انہیں کے خدا کی قسم انہیں ایک ایک اس سے زیادہ پیارا جیسے ماں کو اکلوتا بچہ۔ دل پر ہموم، آلام زبان پر خدا کا نام، آنکھوں سے اشک رواں ہر طرف بیتابانہ دواں ادھر گرتے کو سنبھالا ڈوبتے کو نکالا یہاں روتے کے آنسو پونچھے وہاں جلتے کو بجھایا۔

غزل

تمہارا نام مصیبت میں جب لیا ہو گا
ہمارا بگڑا ہوا کام بن گیا ہو گا

گنا ہگار پہ جب لطف آپ کا ہو گا
کیا بغیر کیا بے کیا کیا ہو گا

خدا کا فضل ہوا ہو گا دستگیر ضرور
جو گرتے گرتے ترا نام لے لیا ہو گا

دکھائی جائے گی محشر میں شانِ محبوبی،
(ق) کہ آپ ہی کی خوشی آپ کا کہا ہو گا

خدائے پاک کی چاہیں گے اگلے پچھلے خوشی
خدائے پاک خوشی اُن کی چاہتا ہو گا

کسی کے پاؤں کی بیڑی یہ کاٹتے ہوں گے
کوئی اسیرِ غم اُن کو پکارتا ہو گا

کسی طرف سے صدا آئے گی حضور آؤ
نہیں تو دم میں غریبوں کا فیصلہ ہو گا

کسی کے پلے پہ ہوں گے بوقتِ وزنِ عمل
کوئی امید سے منھ ان کا تک رہا ہو گا

کوئی کہے گا دہائی ہے یا رسول اللہ
تو کوئی تھام کے دامن مچل گیا ہو گا

کسی کو لے کے چلیں گے فرشتے سوئے جحیم
وہ ان کا راستہ پھر پھر کے دیکھتا ہو گا

شکستہ پا ہوں مرے حال کی خبر کر دو
کوئی کسی سے یہ رو رو کے کہہ رہا ہو گا

خدا کے واسطے جلد ان سے عرضِ حال کرو
کسے خبر ہے کہ دم بھر میں ہائے کیا ہو گا

پکڑ کے ہاتھ کوئی حال دل سنائے گا
تو رو کے قدموں سے کوئی لپٹ گیا ہو گا

زبان سوکھی دکھا کر کوئی لب کوثر
جنابِ پاک کے قدموں پہ گر گیا ہو گا

نشان خسرو دیں دور کے غلاموں کو
لواء حمد کا پرچم بتا رہا ہو گا

کوئی قریب ترازو کوئی لبِ کوثر | کوئی صراط پہ ان کو پکارتا ہو گا
یہ بے قرار کرے گی صدا غریبوں کی | مقدس آنکھوں سے تاراشک کا بندھا ہوگا
وہ پاک دل کہ نہیں جس کو اپنا اندیشہ | ہجوم فکر و تردد میں گھر گیا ہو گا
ہزار جان فدا نرم نرم پاؤں سے | پکار سن کے اسیروں کی دوڑتا ہو گا
کہ جیسے ڈھونڈتی ہو ماں عزیز بچے کو | خدا گواہ یہی حال آپ کا ہو گا
خدائی بھر انہیں ہاتھوں کو دیکھتی ہو گی | زمانہ بھر انہیں قدموں پہ لوٹتا ہو گا
بنی ہے دم پہ دہائی ہے تاج والے کی | یہ غل یہ شور یہ ہنگامہ جابجا ہوگا
مقام فاصلوں پر کام مختلف اتنے | وہ دن ظہور کمال حضور کا ہو گا
کہیں گے اور نبی اذهبوا الٰی غیری | مرے حضور کے لب پر انا لها ہوگا
دعائے امت بدکار ورد لب ہو گی | خدا کے سامنے سجدے میں سر جھکا ہوگا
غلام انکی مدد سے نجات پائیں گے | عدو حضور کا آفت میں مبتلا ہو گا

میں ان کے در کا بھکاری ہوں فضل مولیٰ سے
حسنؔ فقیر کا جنت میں بسترا ہو گا

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ شَفِیْعِ الْمُذْنِبِیْنَ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ ○

او غافل بے پروا ان کی عظمت وشان سے ناآگاہ اس کا نام مقام محمود ہے اے بڑی شوکت والے تاجدار حسن کی جان تیرے قربان۔

منکروں میں نہ مری جان نکو کاروں میں
صدقے جاؤں ترے میں بھی ہوں گنہگاروں میں

خدا کے واسطے اس رسوائے عالم کو رسوائے محشر نہ ہونے دینا او لاج رکھنے والے میری لاج تیرے ہاتھ ہے۔

یَـا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًـا اَبَـدًا
عَلٰـى نَبِيِّكَ خَيْـرِ الْـخَلْـقِ كُلِّهِـمِ

اے عزیز محبت اس جناب کی عین ایمان بلکہ ایمان کی تو یہ ہے کہ ایمان کی بھی جان ہے یادِ پاک واسطۂ نجات کونین وفلاح دارین ارشاد ہوتا ہے۔ الا لا ایمان لمن لا محبۃ لہ یعنی جس کے دل میں محبت نہیں ایمان نہیں اور فرمایا جاتا ہے لایؤمن احد کم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین یعنی تم میں سے کوئی مسلمان نہیں ہوتا جب تک میں اسے اس کے ماں باپ اولاد اور سب آدمیوں سے زیادہ عزیز نہ ہوں۔ اور قاعدہ کی بات ہے جو جسے زیادہ عزیز رکھتا ہے اسی کا ذکر اسے وظیفہ ہو جاتا ہے من احب شیئا اکثر من ذکرہ ذکرِ حضور کے سامنے اور کسی کے ذکر کا کیا ذکر مگر یہاں بالعکس نظر آتا ہے۔

بھولے بیٹھے ہیں ہم اُن کو چاہتے ہیں وہ ہمیں
اُلٹی موجیں مارتا ہے اے حسن دریائے عشق

خیال کی جگہ ہے کہ جو روزِ ولادت سے آج تک ہماری یاد اپنے دل پاک سے فراموش نہ فرمائے اُسے ہم یوں بھلادیں ہیہات ہیہات محسن کے احسان کبھی یاد نہ آئیں پیارے نبی ﷺ کا تو خیالِ امت میں یہ حال اور کیفیتِ اُمت دیدنی عمل مولد کہ عمدہ طریقہ یاد والا کا ہے اس کے واسطے ربیع الاول شریف کو ایسا خاص کر لیا گیا کہ گویا اور کسی مہینہ میں مجلس کرنا روا ہی نہیں جیسے عیدالفطر کے واسطے شوال اور عیدالاضحیٰ کے لیے ذی الحجہ اس خصوصیت بیجا پر ایک اور آفت ہے کہ جو حضرات اس کے عامل ہیں ان میں سے کوئی بطور رسم بجا لاتا ہے کہ ہمارے باپ دادا مجلسیں کرتے آئے ہیں ہم نہ کریں گے تو لوگ کیا کہیں گے کوئی نام کے واسطے اتنا زیر بار ہوتا ہے۔

آہ آہ از ضعف اسلام آہ آہ
آہ آہ از نفس خود کام آہ آہ

یہاں تک تو پھر خیریت تھی بعض حضرات خاص مولد کے جواز و عدم جواز میں کلام کرتے ہیں کہیں اگر بپاس ملاقات طوعاً وکرہاً جاتے ہیں تو جہاں تک ہوسکتا ہے کہیں بیٹھ بٹھا کر بعد قیام آتے ہیں شاید کبھی جبراً قہراً آ گئے تو قیام کا نام سنتے ہی جی بیٹھ گیا اداسی چھا گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا ۔۔۔ عَلٰی نَبِیِّکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ
پھر بہار آئی ہوئے سامان پھر میلاد کے ۔۔۔ عرش سے آنے لگے تحفے مبارکباد کے
غنچے چٹکے گل کھلے چلنے لگی بادِ نسیم ۔۔۔ رنگ لائے چہچہے پھر بلبل ناشاد کے

حدیث شریف میں ہے حضور اقدس ﷺ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں۔ یاجابر ان اللہ خلق قبل الاشیاء نور نبیك من نورہ اے جابر بیشک اللہ نے تمام عالم سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا کیا۔ روزِ اول کہ آدم و حوا چاند سورج زمین و آسمان کل موجودات تمام مخلوقات سراپردۂ عدم میں تھی اور وہ نور سراپا ظہور عرشِ معلّٰی پر جگہ پائے ہوئے آئینہ داری جمالِ الٰہی میں مصروف تھا بحر قدم کا موجِ اولین نخلِ کائنات کی اصلِ متین یہی نور ہے۔ اگر کشتی نوح کی آپ ناخدائی نہ فرماتے موجِ تلاطم سے رہائی غیر متصور تھی اور اگر جناب خلیل اس امانت کے امین نہ ہوتے تو نارِ نمرود غیرتِ خلد کیونکر بنتی۔ عالم ایجاد میں کوئی شے ایسی نہیں جو حضور کی ذاتِ مستجمع صفات سے بہرہ ور نہ ہو ذاتِ کریم کنزِ خفی تھی جب منظور ہوا کہ اپنے بندوں کو پیدا کریں اور اپنی اور اپنے محبوب کی شان جلوۂ ظہور پائے اپنے نور سے نورِ محمدی ﷺ بنایا پھر اس نور منور کو جو ہر لطیف بنا کر دس

ٹکڑے کیے نو ٹکڑوں سے عرش و کرسی لوح و قلم جنت و دوزخ چاند سورج ملائکہ بنائے دسویں ٹکڑے سے وہ پیاری پیاری روح جلوہ ظہور کی شمع انجمن ہوئی جس کی ادنیٰ چمک سے چودہ طبق روشن ہو جائیں ایک جھلک سے تحت الثریٰ سے عالم بالا تک عالم چراغاں ہو پھر جبریل امین کو حکم رب العالمین جل شانہ پہنچا کہ سطح خاک پر جا اور جہاں کی خاک پاک دیکھے لا۔ روح اعظم حکم محکم پا کر زمین پر آئے اور زمین مکہ سے خاک طلب کرنے لگے۔ زمین اس طلب کو سن کر اس قدر فرحناک ہوئی کہ خوشی کے سمانے کی گنجائش نہ رہی اور حالتِ وجد میں شق ہو گئی گویا زبانِ حال سے گویا تھی کہ اے ایسی خوشی کی خبر سنانے والے میں تیرے قربان۔ ایسے پیارے محبوب کی طینتِ پاک کے لیے تو اس افتادہ و خاکسار کی جان حاضر ہے جبریل علیہ السلام وہاں کی خاک لے کر زیر عرش پہنچے پھر اس خاک پاک کو آبِ طہور سے تخمیر کر کے طینتِ حضور بنائی اور اطباق افلاک و زمین میں پھرایا مگر یہ پھرانا اس سبب سے تھا کہ آسمانوں کے بسنے والے اور زمینوں کے رہنے والے آگاہی پائیں کہ یہ سلطان کونین محبوب رب المشرقین ہے جس کا سر اس کی جناب میں جھکا وہ جناب باری میں سربلند ہے۔ جس نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دیا اس کا ہاتھ خدا کے ہاتھ میں ہے۔

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰى نَبِيِّكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

جب قالب حضرت آدم علیہ السلام بن کر تیار ہوا اور نفخ روح کو حکم کردگار ہوا روح اس کالبد خاکی کو دیکھ کر گھبرانے لگی جب اس شمع بزم انبیاء سے جبین ابوالبشر کی تقدیر چمکی، دیکھتے ہی ہزار جان سے قربان ہو کر جسم پاک میں در آئی۔ پھر تو قوم انسان کا سلسلہ بڑھ چلا یہاں تک کہ وہ آفتاب عرب اصلاب طیبہ و ارحام

طاہرہ سے نقل کرتا زیبِ برجِ ہاشمی ہو کر چشم و چراغِ عبدالمطلب ہوا۔ روایت ہے حضرت عبدالمطلب ایک روز وسادۂ راحت پر محوِ خواب تھے کہ تقدیر آنکھیں ملتی ہوئی جاگ اٹھی۔ ناگہاں عالم رویا میں دیکھا کہ ایک شجر سرسبز و شاداب زمین سے اگا اور طرفۃ العین میں اتنا بلند ہوا کہ آسمان تک پہنچا اور اس کی شاخیں مشرق و مغرب میں پھیل گئیں اور اس سے وہ نورِ عظیم چمکا کہ ضیائے آفتاب سے ستر حصہ زیادہ تھا۔ عرب و عجم کو اس کے حضور سجدہ کناں دیکھا اور وہ درخت آناً فاناً بڑھتا اور زیادہ بلند و روشن ہوتا جاتا ہے۔ کبھی میری نظر سے چھپ جاتا اور کبھی ظاہر ہو جاتا اور کچھ قریشی لوگ دیکھے کہ اس کی شاخیں پکڑے بیٹھے ہیں اور کچھ لوگ اس کے قطع و برید میں ہیں۔ جب وہ اس کے قریب جاتے ہیں ایک جوان کہ اس سے زیادہ خوبصورت اور خوشبودار کسی کو نہ دیکھا تھا ان کی پیٹھیں توڑ ڈالتا اور آنکھیں نکال لیتا ہے۔ انہوں نے اپنا ہاتھ بلند کیا کہ اس درخت سے بہرہ یاب ہوں ایک کہنے والا کہتا ہے کہ یہ تو ان کا حصہ ہو چکا ہے جو آگے سے اس تک پہنچ گئے ہیں اور اس کی ڈالیاں پکڑ لی ہیں۔ اس خواب نے وہ مسرتِ تازہ و فرحتِ بے اندازہ بخشی کہ نصیب کے ساتھ ہی آنکھ بھی کھل گئی۔ حضرت عبدالمطلب اٹھے اور کس کیفیت میں کیف بادۂ دیدار سے آنکھیں جھکی ہوئیں تجلیات پیہم سے دل ایک نور کا پتلا بنا ہوا چشمۂ چشم سے بحرِ طلعت طور کا کنارہ ملا ہوا نسیم صبح سعادت سے دامن مراد کی کلیاں کھل گئیں۔ دونوں جہان کی مرادیں ایک ہی نظارہ میں مل گئیں اس زمانہ میں ایک کاہنہ علم کہانت میں بے مثل تھی حضرت عبدالمطلب نے اس سے ماجرائے خواب بیان کیا۔ سنتے ہی رنگ رو کے ساتھ ہوش بھی پرواز کر گئے گھبرا گئی حواس باختہ ہوئی بولی اگر یہ خواب سچا ہے تو اے عبدالمطلب تمہارے صلب سے وہ چمکتا آفتاب طلوع کرے گا جس کی ضیاء سے گرفتار ان ظلمت کفر

کے دن پھریں گے جس کی روشنی تحت الثریٰ سے تا عالم بالا پہنچے گی اور قریب ہے کہ وہ بادشاہ اسلام پناہ امت پرور غریب نواز بے کسوں کا والی بے یاروں کا حمایتی پیدا ہو جس کی قاہر حکومت عظیم سلطنت مشرق و مغرب کو گھیر لے جس کے حضور تمام سرکشان عالم گردن جھکائیں سلطان و گدا سب اسی کا دم بھرتے نظر آئیں عبدالمطلب تعبیر سن کر بہت شاد و خرم واپس آئے پھر اس نور پر تو تجلی طور نے پشتِ جناب عبداللہ میں قرار پکڑا۔ لکھا ہے حضرت عبداللہ فرماتے ہیں جب میں جانب وادی بطحا جاتا ہوں میری پیٹھ سے ایک نور نکلتا ہے اور بشکل چتر میرے سر پر سایہ گستر ہوتا ہے دربائے فلک کھلتے ہیں پھر وہ نور سراپا ظہور بسانِ ابر وہاں جاتا ہے پھر میری پشت میں سما جاتا ہے جس درختِ خشک کے نیچے بیٹھتا ہوں ہرا ہو جاتا ہے۔ سچ فرمایا تو نے اے بڑی بھاری امانت کے امین درخت کیوں نہ ہرے ہوں اس بہارِ گلزار کونین کا تو نام لیے دل پژمردہ ہرے ہوتے ہیں آنکھوں میں ٹھنڈک کلیجہ میں خنکی آتی ہے مدینہ طیبہ کس کے قدوم کی برکت سے طیب و طاہر ہے جنت سے پر بہار باغ پُر مدینہ نے کس پھول کے دارالسلطنت بننے سے فضیلت پائی۔

غزل

کہوں کیا حال زاہد وادیٔ طیبہ کی نزہت کا	کہ ہے خلد بریں چھوٹا سا ٹکڑا میری جنت کا
تعالیٰ اللہ شوکت تیرے نام پاک کی آقا	کہ ابتک عرش اعلیٰ کو ہے سکتہ تیری ہیبت کا
وکیل اپنا کیا ہے احمد مختار کو میں نے	نہ کیونکر پھر رہائی میری منشا ہو عدالت کا
بلاتے ہیں اسی کو جس کی بگڑی وہ بناتے ہیں	کمر بندھنا دیار طیبہ کو کھلنا ہے قسمت کا
کھلیں اسلام کی آنکھیں ہوا سارا جہاں روشن	عرب کے چاند صدقے کیا ہی کہنا تیری طلعت کا

نہ کر رسوائے محشر واسطہ محبوب کا یارب — یہ مجرم دور سے آیا ہے سن کر نام رحمت کا
مرادیں مانگنے سے پہلے ملتی ہیں مدینہ میں — ہجوم جود نے روکا ہے بڑھنا دست حاجت کا
شب اسریٰ ترے جلوہ نے کچھ ایسا سماں باندھا — کہ ابتک عرش اعظم منتظر ہے تیری رحمت کا
یہاں کے ڈوبتے دم میں ابھر جا کر ابھرتے ہیں — کنارا ایک ہے بحرِ ندامت بحر رحمت کا
غنی ہے دل بھرا ہے نعمت کونین سے دامن — گدا ہوں میں فقیرِ آستانِ خود بدولت کا
طواف روضۂ مولے پہ ناواقف بگڑتے ہیں — عقیدہ اور ہی کچھ ہے ادب دان محبت کا
خزانِ غم سے رکھنا دور مجھ کو اسکے صدقے میں — جو گل اے باغباں ہے عطر تیرے باغ صنعت کا
الٰہی بعد مُردن پردہائے حائل اُٹھ جائیں — اجالا میرے مرقد میں ہوا ان کی شمع تربت کا
سنا ہے روز محشر آپ ہی کا منھ تکیں گے سب — کہاں پورا ہوا مطلب دل مشتاق رویت کا
وجود پاک باعث خلقت مخلوق کا ٹھہرا — تمہاری شانِ وحدت سے ہوا اظہار کثرت کا
ہمیں بھی یاد رکھنا ساکنان کوچۂ جاناں — سلام شوق پہنچے بیکسانِ دشتِ غربت کا
حسنؔ سرکار طیبہ کا عجب دربار عالی ہے — در دولت پہ اک میلا لگا ہے اہل حاجت کا

روایت ہے جب حضرت عبداللہ سن بلوغ کو پہنچے شاہان دہر و حشتمانِ زمانہ آپ کی طلب میں سرگرم ہوئے۔ بعد بسیار جدوکد حضرت آمنہ سے نامزد کیا پھر وہ نور مبارک صلب پدر سے نکل کر رحم مادر میں جاگزین ہوا۔ آمنہ پاک فرماتی ہیں پہلے مہینے میں حضرت آدم علیہ السلام دوسرے میں جناب ادریس علیہ السلام تیسرے میں حضرت نوح علیہ السلام چوتھے میں جناب خلیل علیہ السلام پانچویں میں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام چھٹے میں جناب کلیم علیہ السلام ساتویں میں جناب داؤد علیہ السلام آٹھویں میں جناب سلیمان علیہ السلام نویں میں جناب عیسیٰ علیہ السلام مژدہ ولادت پسر نامور سناتے آئے اور حضرت مسیح علیہ السلام نے فرمایا جب یہ نورِ خدا جلوہ فرما ہو تو اس کا نام پاک محمد رکھنا (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اور فرماتی ہیں جب میں حاملہ ہوئی کسی شخص نے

مجھ سے خواب میں کہا تیرے پیٹ میں اس امت کا سردار ہے اور فرماتی ہیں مجھ کو کوئی اثر حمل کا معلوم نہ ہوا۔ جتنے جتنے دن قریب آتے گئے آوازِ مرحبا چار طرف سے زیادہ زیادہ آنے لگی۔ اس سے پہلے قریش سخت سخت مصیبتوں میں گرفتار تھے۔ اشجار و اثمار سب خشک بے ساز و برگی کے سوا کوئی پھولا پھلا نہ تھا جب حضور بطنِ نادر میں جلوہ گستر ہوئے سب عُسرت عشرت ہو گئی بے دست و پائی نے مخلوق سے ہاتھ اٹھایا تہی دستی سے ہاتھ خالی ہوئے شب ولادت عرش جھوما، ستارے زمین کی طرف مائل، گھر گھر شادی کی رسوم، ہر طرف مبارک باد کی دھوم، شورِ مرحبا سے کان پڑی آواز نہ سنائی دی بشری لکم کی صدائیں بلند در و دیوار پر بہاریں لوٹیں، خزاں و شیطان مقید، نسیم بہار چلی شاخ شاخ سے گلے ملی۔ فاختہ شور کوکو چھوڑ کر منتظر لقاء بلبل ناشاد کے دن پھرے، گل فرط مسرت سے پھولے نہ سمائے، کلیوں کی چٹک سے صلاۃ اللہ وسلامہٗ علیك کی آواز آئی سرو آزاد منتظر نرگس کو پلک مارنا دشوار سحاب رحمت اللھم صل علی ھذا النبی الکریم کہتا گھر آیا بوندیاں شوقِ دیدار میں درود پڑھتی اُتریں بجلیوں نے سورۂ نور وردِ زبان کی۔ اے انجمن والو ہوشیار باادب بانصیب بے ادب بے نصیب۔ دست بستہ ہو کر درود پڑھو۔ یہ وقت وہ ہے کہ آفتاب رسالت باہزاراں جاہ وجلال افق سعادت سے چمکنے والا ہے۔گل بستانِ نبوت ساتھ سو رنگینیوں کے کھلا چاہتا ہے۔

جن وانسان ملک وحوش وطیور چشم بر راہ گوش بر آواز ہیں انبیائے کرام و مرسلین عظام منتظر کہ کب وہ شمع بزم خلوت رونق انجمن جلوت ہو۔ ملائکہ پرے جمائے دست بستہ فرطِ ادب سے سر جھکائے اس نوشاہ کی سلامی کو حاضر۔ اے گدایان کوئے محمدی صلوٰۃ وسلام عرض کرو تمہارے حامی تمہارے والی تمہارے یاور تمہارے سرور تمہارے آقا تمہارے مولیٰ تمہارے سردار تمہارے غمخوار تمہارے

پیارے احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سواری آتی ہے۔ ہاں اے مشتاقانِ دیدار آنکھوں کے فرش کرنے کا وقت آ پہنچا ہاں اے کشتگان فراق کچھ خبر ہے مژدہ ہو کہ وہ جانِ مسیح جاں بخش عالم تشریف لاتا ہے۔

غزل

سر صبح سعادت نے گریباں سے نکالا — ظلمت کو ملا عالم امکاں سے نکالا

پیدائش محبوب کی شادی میں خدا نے — مدت کے گرفتاروں کو زنداں سے نکالا

رحمت کا خزانہ پے تقسیم گدایاں — اللہ نے تہہ خانۂ پنہاں سے نکالا

خوشبو نے عنادل سے چھڑائے چمن وگل — جلوہ نے پتنگوں کو شبستاں سے نکالا

ہے حسن گلوئے مہ بطحا سے یہ روشن — اب مہر نے سران کے گریباں سے نکالا

پردہ جو ترے جلوۂ رنگیں نے اٹھایا — صرصر کا عمل صحن گلستاں سے نکالا

اس ماہ نے جب مہر سے کی جلوہ نمائی — تاریکیوں کو شام غریباں سے نکالا

اے مہر کرم تیری تجلی کی ادا نے — ذروں کو بلائے شب ہجراں سے نکالا

صدقے ترے اے مردمک دیدۂ یعقوب — یوسف کو تیری چاہ نے کنعاں سے نکالا

ہم ڈوبنے ہی کو تھے کہ آقا نے مدد کی — گرداب سے کھینچا ہمیں طوفاں سے نکالا

امت کے کلیجہ کی خلش تم نے مٹائی — ٹوٹے ہوئے نشتر کو رگ جاں سے نکالا

ان ہاتھوں کے قربان کہ ان ہاتھوں سے تم نے — خارِ رہِ غم پائے غریباں سے نکالا

ارمان زدوں کی ہیں تمنائیں بھی پیاری — ارمان نکالا تو کس ارماں سے نکالا

یہ گردن پر نور کا پھیلا ہے اجالا — یا صبح نے سران کے گریباں سے نکالا

گلزار براہیم کیا نار کو جس نے — اس نے ہے ہمیں آتش سوزاں سے نکالا

دیتی تھی جو عالم کے حسینوں کو ملاحت — تھوڑا سا نمک ان کے نمکداں سے نکالا

قرآں کے حواشی پہ جلالین لکھی ہے
مضمون یہ خط عارض تاباں سے نکالا

قربان ہوا بندگی پر لطف رہائی
یوں بندہ بنا کر ہمیں زنداں سے نکالا

اے آہ مرے دل کی لگی اور نہ بجھتی
کیوں تو نے دھواں سینہ سوزاں سے نکالا

مدفن نہیں پھینک آئیں گے احباب گڑھے میں
تابوت اگر کوچۂ جاناں سے نکالا

کیوں شور ہے کیا حشر کا ہنگامہ بپا ہے
یا تم نے قدم گور غریباں سے نکالا

لاکھوں ترے صدقے میں کہیں گے دم حشر
زنداں سے نکالا ہمیں زنداں سے نکالا

جو بات لب حضرت عیسیٰ نے دکھائی
وہ کام یہاں جنبش داماں سے نکالا

منھ مانگی مرادوں سے بھری جیب دو عالم
جب دست کرم آپ نے داماں سے نکالا

کانٹا غم عقبیٰ کا حسن اپنے جگر سے
امت نے خیال سر مژگاں سے نکالا

غزل

پرنور ہے زمانہ صبح شب ولادت
پردہ اٹھا ہے کس کا صبح شب ولادت

جلوہ ہے حق کا جلوہ صبح شب ولادت
سایہ خدا کا سایہ صبح شب ولادت

فصل بہار آئی شکل نگار آئی
گلزار ہے زمانہ صبح شب ولادت

شاخوں پہ مرغ چہکے پھولوں سے باغ مہکے
عہد بہار آیا صبح شب ولادت

پژمردہ حسرتوں کے سب کھیت لہلہائے
جاری ہوا وہ دریا صبح شب ولادت

گل ہے چراغ صرصر گل سے چمن معطر
آیا کچھ ایسا جھونکا صبح شب ولادت

قطرہ میں لاکھ دریا گل میں ہزار گلشن
نشوونما ہے کیا کیا صبح شب ولادت

جنت کے ہر مکاں کی آئینہ بندیاں ہیں
آراستہ ہے دنیا صبح شب ولادت

دل جگمگا رہے ہیں قسمت چمک اٹھی ہے
پھیلا نیا اجالا صبح شب ولادت

چکٹے ہوئے دلوں کے مدت کے میل چھوٹے
ابر کرم وہ برسا صبح شب ولادت

بلبل کا آشیانہ چھایا گیا گلوں سے ۔۔۔ قسمت نے رنگ بدلا صبح شب ولادت
ارض وسما سے منگتا دوڑے ہیں بھیک لینے ۔۔۔ بانٹے گا کون باڑا صبح شب ولادت
انوار کی ضیائیں پھیلی ہیں شام ہی سے ۔۔۔ رکھتی ہے مہر کیسا صبح شب ولادت
مکہ میں شام کے گھر روشن ہیں ہر نگہ پر ۔۔۔ چمکا ہے وہ اجالا صبح شب ولادت
شوکت کا دبدبہ ہے ہیبت کا زلزلہ ہے ۔۔۔ شق ہے مکان کسریٰ صبح شب ولادت
خطبہ ہوا زمیں پر سکہ پڑا فلک پر ۔۔۔ پایا جہاں نے آقا صبح شب ولادت
آئی نئی حکومت سکہ نیا چلے گا ۔۔۔ عالم نے رنگ بدلا صبح شب ولادت
روح الامیں نے گاڑا کعبہ کی چھت پہ جھنڈا ۔۔۔ تا عرش اڑا پھریرا صبح شب ولادت
دونوں جہاں کی شاہی ناکتخدا دلہن تھی ۔۔۔ پایا دلہن نے دولہا صبح شب ولادت
پڑھتے ہیں عرش والے سنتے ہیں فرش والے ۔۔۔ سلطان نو کا خطبہ صبح شب ولادت
چاندی ہے مفلسوں کی باندی ہے خوش نصیبی ۔۔۔ آیا کرم کا داتا صبح شب ولادت
عالم کے دفتروں میں ترمیم ہو رہی ہے ۔۔۔ بدلا ہے رنگ دنیا صبح شب ولادت
ظلمت کے سب رجسٹر حرفِ غلط ہوئے ہیں ۔۔۔ کاٹا گیا سیاہا صبح شب ولادت
ملک ازل کا سرور سب سروروں کا سرور ۔۔۔ تخت ابد پہ بیٹھا صبح شب ولادت
سوکھا پڑا ہے ساوا دریا ہوا سماوا ۔۔۔ ہے خشک و تر پہ قبضہ صبح شب ولادت
نوابیاں سدھاریں جاری ہیں شاہی آئیں ۔۔۔ کچا ہوا علاقہ صبح شب ولادت
دن پھر گئے ہمارے سوتے نصیب جاگے ۔۔۔ خورشید ہے وہ چمکا صبح شب ولادت
قربان اے دوشنبہ تجھ پر ہزار جمعے ۔۔۔ وہ فضل تو نے پایا صبح شب ولادت
پیارے ربیع الاول تیری جھلک کے صدقے ۔۔۔ چمکا دیا نصیبا صبح شب ولادت
وہ مہر مہر فرما وہ ماہ عالم آرا ۔۔۔ تاروں کی چھاؤں آیا صبح شب ولادت
نوشہ بناؤ ان کو دولہا بناؤ انکو ۔۔۔ ہے عرش تک یہ شہرہ صبح شب ولادت

شادی رچی ہوئی ہے بجتے ہیں شادیانے — دولہا بنا وہ دولہا صبح شب ولادت

محروم رہ نہ جائیں دن رات برکتوں سے — اس واسطے وہ آیا صبح شب ولادت

عرش عظیم جھومے کعبہ زمیں چومے — آتا ہے عرش والا صبح شب ولادت

ہشیار ہوں بھکاری نزدیک ہے سواری — یہ کہہ رہا ہے ڈنکا صبح شب ولادت

بندوں کو عیش و شادی اعدا کو نامرادی — کڑکیت کا ہے کڑکا صبح شب ولادت

تارے ڈھلک کر آئے کاسے کٹورے لائے — یعنی بٹے گا صدقہ صبح شب ولادت

آمد کا شور سُن کو گھبرائے ہیں بھکاری — گھیرے کھڑے ہیں رستہ صبح شب ولادت

ہر جان منتظر ہے ہر دیدہ رہ نگر ہے — غوغا ہے مرحبا کا صبح شب ولادت

جبریل سر جھکائے قدسی پرے جمائے — ہیں سرو قد ستادہ صبح شب ولادت

کس ڈھب کس ادب سے کس جوش کس طرب سے — پڑھتے ہیں ان کا کلمہ صبح شب ولادت

ہاں دین والو اٹھو تعظیم والو اٹھو — آیا تمہارا مولیٰ صبح شب ولادت

اٹھو حضور آئے شاہ غیور آئے — سلطان دین و دنیا صبح شب ولادت

اٹھو ملک اٹھے ہیں عرش و فلک اٹھے ہیں — کرتے ہیں ان کو سجدہ صبح شب ولادت

آؤ فقیرو آؤ منھ مانگی آس پاؤ — باب کریم ہے وا صبح شب ولادت

سوکھی زبانو آؤ اے جلتی جانو آؤ — لہرا رہا ہے دریا صبح شب ولادت

مرجھائی کلیو آؤ کمھلائے پھولو آؤ — برسا کرم کا جھالا صبح شبِ ولادت

تیری چمک دمک سے عالم جھلک رہا ہے — میرے بھی بخت چمکا صبح شب ولادت

تاریک رات غم کی لائی بلا ستم کی — صدقہ تجلیوں کا صبح شب ولادت

لایا ہے شیر تیرا نور خدا کا جلوہ — دل کردے دودھ دھویا صبح شب ولادت

بانٹا ہے دو جہاں میں نور خدا کا باڑا — دیدے حسن کا حصہ صبح شب ولادت

عرض سلام بدرگاہ حضرت خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام

السلام اے خسرو دنیاؤ دین — السلام اے راحتِ جانِ حزین
السلام اے بادشاہِ دوجہاں — السلام اے سرورِ کون و مکاں
السلام اے نورِ ایماں السلام — السلام اے راحتِ جاں السلام
اے شکیبِ جانِ مضطر السلام — آفتابِ ذرہ پرور السلام
دردو غم کے چارہ فرما السلام — درد مندوں کے مسیحا السلام
اے مرادیں دینے والے السلام — دونوں عالم کے اجالے السلام
درد غم میں مبتلا ہے یہ غریب — دم چلا تیری دہائی اے طبیب
نبضیں ساقط روح مضطر جی نڈھال — درد عصیاں سے ہوا ہے غیر حال
بے سہاروں کے سہارے آپ ہیں — حامی ویاور ہمارے آپ ہیں
ہم غریبوں پر کرم فرمایئے — بدنصیبوں پر کرم فرمایئے
بیقراروں کے سرہانے آیئے — دلفگاروں کے سرہانے آیئے
جاں بلب کی چارہ فرمائی کرو — جانِ عیسیٰ ہو مسیحائی کرو
شام ہے نزدیک منزل دور ہے — پاؤں کیا یاں جان تک رنجور ہے
مغربی گوشوں میں پھولی ہے شفق — زردی خورشید سے ہے رنگ فق
راہ نامعلوم صحرا پُر خطر — کوئی ساتھی ہے نہ کوئی راہبر
طائروں نے بھی بسیرا لے لیا — خواہش پرواز کو رخصت کیا
ہر طرف کرتا ہوں حیرت سے نگاہ — پر نہیں ملتی کسی صورت سے راہ
سو بلائیں چشم تر کے سامنے — یاس کی صورت نظر کے سامنے
ظلمتیں شب کی غضب ڈھانے لگیں — کالی کالی بدلیاں چھانے لگیں

دل پریشاں بات گھبرائی ہوئی شکل پر افسردگی چھائی ہوئی

ان بلاؤں میں پھنسا ہے خانہ زاد آفتوں میں مبتلا ہے خانہ زاد

اے عرب کے چاند اے مہر عجم اے خدا کے نور اے شمع حرم

فرش کی زینت ہے دم سے آپ کے عرش کی عزت قدم سے آپ کے

آپ سے ہے جلوۂ حق کا ظہور آپ ہی ہیں نور کی آنکھوں کے نور

آپ سے روشن ہوئے کون و مکان آپ سے پرنور ہے بزم جنان

اے خداوندِ عرب شاہِ عجم کیجیے ہندی غلاموں پر کرم

ہم سیہ کاروں پہ رحمت کیجیے تیرہ بختوں کی حمایت کیجیے

اپنے بندوں کی مدد فرمایئے پیارے حامی مسکراتے آیئے

ہو اگر شان تبسم کا کرم صبح ہو جائے شب دیجورِ غم

ظلمتوں میں گم ہوا ہے راستا المدد اے خندۂ دنداں نما

ہاں دکھا جانا تجلّی کی ادا ٹھوکریں کھاتا ہے پردیسی ترا

دیکھیے کب تک چمکتے ہیں نصیب دیر سے ہے لو لگائے یہ غریب

ملتجی ہوں میں عرب کے چاند سے اپنے رب سے اپنے رب کے چاند سے

میں بھکاری ہوں تمہارا تم غنی لاج رکھ لو میرے پھیلے ہاتھ کی

تنگ آیا ہوں دلِ ناکام سے اس نکمے کو لگا دو کام سے

آپ کا دربار ہے عرش اشتباہ آپ کی سرکار ہے بیکس پناہ

مانگتے پھرتے ہیں سلطان و امیر رات دن پھیری لگاتے ہیں فقیر

غمزدوں کو آپ کر دیتے ہیں شاد سب کو مل جاتی ہے منھ مانگی مراد

میں تمہارا ہوں گدائے بینوا کیجیے اپنے بینواؤں پر عطا

میں غلام ہیچکارا ہوں حضور ہیچکاروں پر کرم ہے پُر ضرور

اچھے اچھوں کے ہیں گاہک ہر کہیں ہم بدوں کی ہے خریداری یہیں
کیجیے رحمت حسنؔ پر کیجیے دونوں عالم کی مرادیں دیجیے

بعد ولادت حضور حضورِ رب قدیر میں سجدہ کناں ہوئے اور انگشتِ شہادت آسمان کی طرف اٹھا کر لب اعجاز سے فرمایا لا الہ الا اللہ انی رسول اللہ سوائے خدا کے کوئی سچا معبود نہیں بیشک میں رسولِ خدا ہوں۔ پھر شان کرم نے اور ہی جلوے دکھائے۔ غریبانِ امت یاد آئے دعائے مغفرت کے لیے لبِ جاں بخش کو تکلیف جنبش دی جناب باری میں عاجزانہ طور سے یہ عرض کی یارب ھب لی امتی یعنی اے رب میرے گنہگاران امت کو مجھے دے ڈال۔ قربان اے ہم سے غافلوں کی یاد کرنے والے ہاں عاصیو ایسے محسن پیارے پر نثار ہونا چاہیے دیکھو بعد ادائے کلمہ شہادت و اظہارِ شان رسالت تمہاری ہی یاد آئی تمہاری ہی رستگاری کی دعا فرمائی اللہ جل شانہ نے فرمایا وھبتك امتك باعلی همتك ہم نے تمہیں بخش دی تمہاری امت بہ سبب تمہاری ہمتِ بلند کے۔ پھر ملائکہ سے ارشاد ہوا اشھدو ایا ملٰئکتی ان حبیبی لاینسی امته عند الولادة فکیف ینساھا یوم القیامة اے میرے فرشتو گواہ رہو تحقیق حبیب میرا نہ بھولا اپنی امت کو وقت ولادت کے پس کیونکر بھولے گا دن قیامت کے اور ہاتفِ غیب نے ندا دی جو اس امت کے والی پر ایک درود بھیجے گا جنابِ باری تعالیٰ اس پر دس درود بھیجے گا اور دس نیکیاں اس کے نامہ اعمال میں بڑھائے گا اور دس برائیاں مٹائے گا۔ اللھم صل وسلم علی ھذا النبی الکریم اے عزیز درود وسیلۂ مغفرت و موجب سعادت ہے جو دم اس سے غفلت میں گزرتا ہے اس دولتِ ابد مدت میں تیرے لیے کمی ہو جاتی ہے۔ ہاں فقیر دامن پھیلا ہاتھ بڑھا اپنی جھولی بھر غافل خواب غفلت سے جاگ، جاگے سو پائے، ہوشیار اس پیارے پیارے وسیلہ نجات کو ہاتھ سے نہ دینا دیکھ تو دنیا و

آخرت میں اس کے کیسے کیسے صلے ملتے ہیں جس کا ہاتھ اس سے خالی ہے اس کو دامنِ مراد تک کیونکر دسترس ہو سکتی ہے۔ طائر دعا بے اس کے بے پروبال ہے آشیانہ قبول تک رسائی محال ہے اور وعدہ فرماتے ہیں جو ہم پر بکثرت درود پڑھے گا ہم اپنا جلوہ عالم افروز دکھائیں گے اور اس کے بگڑے کام بنائیں گے۔ اے عزیز اب دونوں جہان کی نعمتیں ایک پلہ میں اور یہ دولت گراں سنگ ایک پلہ میں رکھ کر میزانِ ایمان میں تول اور چشم انصاف کھول دیکھ کونسا پلہ جھکتا ہے اور فرماتے ہیں جس نے میری زیارت کی اس نے شفاعت اپنے حق میں واجب کر لی ان دونوں پیارے ارشادوں کے ملانے سے کیا کیا پیارا پیارا نتیجہ ظاہر ہوتا ہے اے گرفتاران گرداب معصیت اب بھی بیڑا پار ہونے میں کچھ شک ہے پڑھو۔ اللھم صل علی سیدنا محمد شفیع المذنبین والہ وصحبہ اجمعین اور کثرت درود پر ناز کرنا اپنے کھرے مال میں بٹا لگانا ہے غنی کی سرکار غنی ہے تو محنت کرے گا اجرت پائے گا بلکہ یہاں اجرت کا دعویٰ محض بے جا ہے تو غلام ہے مزدور نہیں جو اجرت کا مستحق ہو سرکار کا محض فضل ہے تیرا کچھ استحقاق نہیں۔

ع نہ بے عشق از برشوت دوست خواہی داشتن جاناں را

سبحان اللہ! آقائے نعمت پر کا ہے کا احسان ہے شہنشاہ عرش بارگاہ کی سرکار باوقار میں تیرا بے قدر عمل کچھ قدر و منزلت نہیں رکھتا۔ درود کو پڑھنے کے طور پر پڑھ اس خیال سے بھی بچ کر چل کہ اپنی مغفرتِ جرائم کے لیے پڑھتا ہوں یہ تیرا معاملہ تو تیرے والی نے اپنے ذمہ لے لیا ہے تیرا سرپرست تیری بگڑی بنی دیکھنے والا تیری مدد پر ہے تجھ کو چاہیے کہ دائماً احسان محسن کے شکریہ میں تہ دل سے عرض کرتا رہ۔

سلام:

اے دینِ حق کے رہبر تم پر سلام ہر دم — میرے شفیعِ محشر تم پر سلام ہر دم
اس بیکس وحزیں پر جو کچھ گزر رہی ہے — ظاہر ہے سب وہ تم پر تم پر سلام ہر دم
دنیا وآخرت میں جب میں رہوں سلامت — پیارے پڑھوں نہ کیونکر تم پر سلام ہر دم
دل تفتگان فرقت پیاسے ہیں مدتوں کے — ہم کو بھی جامِ کوثر تم پر سلام ہر دم
بندہ تمہارے در کا آفت میں مبتلا ہے — رحم اے حبیبِ داور تم پر سلام ہر دم
بے وارثوں کے وارث بے والیوں کے والی — تسکینِ جانِ مضطر تم پر سلام ہر دم
للہ اب ہماری فریاد کو پہنچیے — بے حد ہے حال ابتر تم پر سلام ہر دم
جلادِ نفس بد سے دیجیے مجھے رہائی — اب ہے گلے پہ خنجر تم پر سلام ہر دم
دریوزہ گرہوں میں بھی ادنیٰ سا اس گلی کا — لطف وکرم ہو مجھ پر تم پر سلام ہر دم
کوئی نہیں ہے میرا میں کس سے داد چاہوں — سلطانِ بندہ پرور تم پر سلام ہر دم
غم کی گھٹائیں گھر کر آئی ہیں ہر طرف سے — اے مہر ذرہ پرور تم پر سلام ہر دم
بلوا کے اپنے در پر اب دیجے مجھ کو عزت — پھرتا ہوں خوار در در تم پہ سلام ہر دم
محتاج سے تمہارے کرتے ہیں سب کنارا — اب اک تمہیں ہو یاور تم پر سلام ہر دم
بہر خدا بچاؤ ان خارہائے غم سے — اک دل ہے لاکھ نشتر تم پر سلام ہر دم
کوئی نہیں ہمارا ہم کس کے در پہ جائیں — اے بیکسوں کے یاور تم پر سلام ہر دم
کیا خوف مجھ کو پیارے نارِ جحیم سے ہو — تم ہو شفیع محشر تم پر سلام ہر دم
اپنے گدائے در کی لیجے خبر خدارا — کیجے کرم حسن پہ تم پر سلام ہر دم

مسلمانو! اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے: ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی یایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما بیشک اللہ اور اللہ کے فرشتے

اس محبوب ﷺ پر درود بھیجتے ہیں اے ایمان والو تم بھی درود و سلام بھیجو۔ سبحان اللہ! کیا مرتبہ ہے ہمارے بادشاہ عالم پناہ کا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

درود کے فضائل لامحدود ہیں مگر یہ فضل سب سے افضل ہے کہ خداوند جلیل بھیجنے والا محمد مصطفیٰ سے پیغمبر پر بھیجے جل شانہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ منقول ہے کہ جو اس ممدوح باری پر درود بھیجتا ہے وہ مع اپنے ہدیہ کے حضور معلی میں ذکر کیا جاتا ہے۔ ہزار جان گرامی ایسے وسیلہ پر قربان جس کے سبب سے ہم سے روسیاہ آلودہ گناہ ایسے پاک کے دربار دُربار میں ذکر کیے جائیں۔

کیوں نہ مرجانے کی حسرت جانِ بسمل میں رہے
میں نہ ہوں اور ذکر میرا تیری محفل میں رہے

درود آئینۂ ایمان کی جلا، علاج امراض کی دوا ہے یہ بھی ثابت کہ اس کے ذاکر کے دل میں وہ پیارا چہرہ تجلی طور جس کی ہر ادا سے نمایاں، بہارِ جنت جس کا دھوون، جس کے دیدار سے کلیجے ٹھنڈے ہوں آنکھوں میں روشنی آئے اکثر جلوہ آرا رہتا ہے۔

دل کے آئینہ میں ہے تصویر یار
جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

یہ بھی وارد کہ ہنگامۂ محشر میں کوئی کسی کا پُرسانِ حال نہ ہو گا سب کو اپنی اپنی پڑے گی دل دہی دلجوئی کس کی تسلی، تشفی کیسی؟ اس وقت جاں گزا و ہنگامۂ ہوشربا میں عامل دُرود کے سینہ پر دلاسے کے لیے حضور وہ دستِ پاک دھریں گے جس سے ہزاروں عقدۂ لاحل کھل گئے۔ لاکھوں معصیت نامے دُھل گئے۔ جو ہماری دعا کے واسطے جناب باری میں اٹھا رہے ہیں جو ہاتھوں ہاتھ خدا تک پہنچائے جس کی عطا پر دونوں جہان کی نگاہیں ہیں جو گنہگاروں کو دوزخ سے نکالے گا جو

کرتوں کی روک تھام ہے جس کا ید اللہ نام ہے جو یتیموں کے سر پر ہے جو ہم سے ناکاروں کو دو جہان کی نعمتیں دے۔ نثار ہو جاؤں جب ایسا مختارِ کل تاجدار رسل تسلی دے اور مجرم کا دل ہاتھ میں لے پھر محشر کی کیا جان جو دل میں جگہ پائے۔ آفتابِ قیامت کا کیا منہ جو ذرا تیزی دکھائے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ مَعْدَنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ وَاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ۔ روایت ہے جو آپ پر سلام بھیجتا ہے رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اسے جواب سے مشرف فرماتے ہیں۔ مسلمانو اپنی قسمت پر فدا ہو جاؤ تو بجا ہے خدا لگتی کہنا تمہارا یہ منہ ہے کہ ایسی سرکار میں تمہارے سلام کی رسائی ہو اور وہ اپنے لب اعجاز کو تکلیف جواب دیں۔

سلام

اے مدینہ کے تاجدار سلام	اے غریبوں کے غمگسار سلام
تیری اک اک ادا پہ اے پیارے	سو درودیں فدا ہزار سلام
رب سلم کے کہنے والے پر	جان کے ساتھ ہوں نثار سلام
میرے پیارے پہ میرے آقا پر	میری جانب سے لاکھ بار سلام
میری بگڑی بنانے والے پر	بھیج اے میرے کردگار سلام
اس پناہ گناہگاراں پر	یہ سلام اور کرور بار سلام
اس جوابِ سلام کے صدقے	تاقیامت ہوں بیشمار سلام
ساتھ لے جائیں ان کی محفل میں	حسرتِ جان بیقرار سلام
پردہ میرا نہ فاش حشر میں ہو	اے میرے حق کے رازدار سلام
وہ سلامت رہا قیامت میں	پڑھ لیے جس نے دل سے چار سلام
عرض کرتا ہے یہ حسن تیرا	تجھ پر اے خلد کی بہار سلام

درود پڑھنے والے کو درود غیبت سے مصئون و محفوظ رکھتا ہے حشر میں سایہ عرش عظیم اس کے سر پر ہے پلہ اس کی نیکیوں کا گراں ہوگا۔

درود کا پرچہ:

روایت ہے کہ میدانِ حشر سے ایک شخص کو حضور جناب کبریا میں لائیں گے۔ اس کا نامۂ اعمال سراسر کبائر سے معمور ہوگا پلہ اس کی نیکیوں کا ہلکا ہو جائے گا۔ ملائکہ عذاب اس کو دوزخ میں لے جانے پر مستعد ہوں گے۔ ناگاہ ایک نیسانِ کرم رحمت کا مینھ برساتا جانبِ میزان تشریف فرما ہوگا اور ایک پرچہ قرطاس نیکیوں کے پلہ میں داخل فرمائے گا وہ پلہ گراں ہو کر اس گرفتار کو غمِ جاں گسل سے سبکدوش کرے گا۔ فرشتوں سے پوچھے گا یہ کون ہیں کہ میرے ٹوٹے حال میں شریک ہوئے۔ یہ کس نے میرے کلیجہ کو ٹکڑے ہونے سے امان دی۔ ملائکہ جواب دیں گے یہ گنہگارانِ امت کے حمایتی احمدِ مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ تھے اور یہ پرچہ وہ تھا جس پر تو نے درود لکھا تھا۔ اے ایمان والو اس مجرم کی قسمت تو دیکھو ادھر عذاب سے نجات پائی اُدھر دولتِ دیدار ہاتھ آئی اگر سچ پوچھو تو ہزاروں جنتیں اس ایک نگاہ پر قربان جو ایسے روئے رنگیں کے دیدار سے مستفیض انوار ہو:

اِلٰھی فَصَلِّ وَسَلِّمْ کَثِیْراً عَلٰی مَنْ اَتَانَا بَشِیْراً نَذِیْراً

درود شریف رہنمائے کامل ہے:

مشائخ کرام فرماتے ہیں مرید کو اگر پیر کامل نہ ملے درود کی کثرت کرے یہ خدا تک پہنچانے کو کافی ہے۔ مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس اللہ سرہٗ العزیز فرماتے ہیں درود پڑھنے والو تم دریائے رحمت کے شناور ہو جب اللھم صل کہا تو بحرِ کرم ربانی میں غوطہ زن ہوئے جس وقت علی سیدنا ومولنا

محمد سے زبان نے مزہ پایا تو بحرِ رسالت کی موجوں میں تھے جس دم وعلی آلہ
کہا تو دریائے جودِ آل میں لہریں کر رہے ہو۔ اے تشنگان بادیہ معصیت کسی طرح
یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ ایسے ایسے بحار پرانوار سے جن سے کشت تمنا سرسبز ہو
گلشن ایمان ہرا بھرا لہلہاتا رہے تم تشنہ کام و مایوس پھرو اللھم صل علی سیدنا
ومولانا محمد والہ وصحبہ وبارك علیہ۔

چاند سے زیادہ روشن گھر:

روایت ہے ایک صاحب محمد نامی درود کی مزاولت رکھتے۔ ایک رات
خواب میں دیکھا کہ گھر منزل قمر پر شرف لے گیا ہے تجلیاں درودیوار سے جھلکتی
ہیں شمیم فردوس مشامِ جان معطر کر رہی ہے گھر کی کرسی آسمان سے اونچی۔ حضور
رحمتِ عالم تشریف فرما ہیں اور مجھ سے فرماتے ہیں اپنا منہ میرے پاس لا میں
بوسہ لوں کہ تو اس منہ سے مجھ پر درود بھیجتا ہے گو اس وقت پاس ادب سمجھا رہا تھا
کہ تیرا کیا منہ جو قرب لب ہائے مبارک حاصل کرے۔ مگر تعمیل ارشاد لطف بنیاد
سے مجبور ہو کر اپنے منہ کو ناقابل اعتبار کر کے رخسارہ پیش کیا۔ حضور نے بوسہ لیا
جب سو کر اٹھا تمام گھر مشک کی خوشبو سے مہکتا پایا اور وہ نکہت جانفزا آٹھ دن تک
نہ گئی۔ اے مسلمانو یہ فضیلت انہوں نے درودِ مقدس کی وجہ سے پائی یہ دولت بے
بہا اسی ذریعہ سے ان کے ہاتھ آئی۔ اب کوئی کہہ سکتا ہے کہ جس کے رخسارہ پر
حضور بوسہ دیں اس کو نارِ دوزخ کی گرمی تک ستائے۔ قسم اس کی جس نے دونوں
جہان میرے آقا کے سبب سے پیدا کیے ان شاء اللہ وہ جنتی ہے صلی اللہ تعالیٰ
علی حبیبہ وسلم۔

کلیم اللہ علیہ السلام کو پیغام باری تعالیٰ:

منقول ہے کہ جناب کلیم اللہ علیہ السلام کو پیام باری پہنچا کہ اگر تو مجھ سے اتنا قریب ہونا چاہتا ہے جیسے کلام وزبان یا چشم و بصر تو میرے محبوب پر درود بھیج صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں درود اس طرح گناہوں کو مٹاتا ہے جیسے پانی آگ کو۔ جناب حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب دو مسلمان مصافحہ کرتے ہیں اور درود پڑھتے ہیں ان کے جدا ہونے سے پہلے رب غفور ان کے گناہ عفو فرما دیتا ہے۔

چار سو غزوات کا ثواب:

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ فضائل جہاد و حج بیان فرمائے کہ جو حج کر کے جہاد کو جائے ایک جہاد کا ثواب چار سو حج کی برابر پائے۔ وہ لوگ جن میں طاقت جہاد کی باقی نہ رہی تھی اس کو سن کر دل شکستہ ہونے لگے حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو مجھ پر درود بھیجے گا وہ ایسی جزا پائے گا جو چار سو مرتبہ کے مجاہد کو ملنا چاہیے۔ اے مسلمانو درود پڑھو اپنے غمگسار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر۔

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰى نَبِيِّكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

روایت ہے حضور والا نے چند روز بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کا دودھ پیا پھر ثویبہ کنیز ابولہب جنہیں اس نے خوش خبری ولادت سن کر آزاد کیا تھا اس کام پر مقرر ہوئیں۔ اے میلاد کی خوشی منانے والو مقامِ غور ہے۔ جب ابولہب سا کافر ظالم خدا ناترس ناحق کوش جس کی مذمت قرآن فرمائے اس خوشی میں اپنی کنیز کو آزاد کر دے تو کیا وہ رؤف و رحیم اپنے بندوں کو اس خوشی کے صلے میں بندِ غم سے آزاد نہ

فرمائے گا۔

دائی حلیمہ جاگ اٹھے تیرے نصیب:

اُن روزوں قحطِ عظیم تھا اور ہوائے مکہ نہایت گرم اس لحاظ سے یہ دستور تھا کہ دودھ پلانے والیاں اور شہروں سے آتیں اور اطفالِ شیر خوار کو لے جا کر پرورش کرتیں۔ بعد اتمام ایام رضاعت پہنچا کر حق خدمت لیتیں۔ حلیمہ سعدیہ فرماتی ہیں کہ جس وقت قافلہ طائف سے مکہ کی جانب چلا میں بھی بطمع دنیوی اس کے ہمراہ ہوئی۔ میرا مرکب سب مرکبوں سے زیادہ نحیف وضعیف تھا اور جو عسرت مجھ پر تھی کسی پر نہ تھی لیکن راہ میں وقتِ نزول وارتحال یہ حال ظاہر ہوتا۔

مثنوی:

آئی مرے کان میں صدا یہ — سنتی میں نوید جاں فزا یہ

خالق کی قریش پر عطا ہے — لڑکا وہ نصیب ور ملا ہے

مختار ہے کبریا کے گھر کا — مصداق ہے افضل البشر کا

محبوب خدائے انس و جاں ہے — سلطان دیار کن فکاں ہے

ہر روز ہے روز عید اس کا — اقبال ہے زر خرید اس کا

محکوم ہیں خاص و عام اس کے — شاہان جہاں غلام اس کے

جس روز سے باغ کن کھلا ہے — جب سے یہ چمن ہرا بھرا ہے

غنچے بھی چٹک گئے ہزاروں — اور پھول مہک گئے ہزاروں

ایسا کوئی گل کھلا نہ ہو گا — ایسا کوئی ہوا نہ ہو گا

روتوں کو یہ ہے ہنسانے والا — بگڑی باتیں بنانے والا

کونین کا تاجدار ہے یہ — غمگینوں کا غمگسار ہے یہ

یہ رنگ جو عورتوں نے پائے ایک ایک چلی قدم بڑھائے
سو شوق بھرے ہوئے دلوں میں دشوار قیام منزلوں میں
ایک ایک یہ کر رہی تھی۔ تاکید ارمانِ لقاء و حسرتِ دید
ہاں کام یہ دیر کا نہیں ہے ہنگام یہ دیر کا نہیں ہے
یہ دولتِ جاوداں نہ چھوٹے یہ تاج ورِ جہاں نہ چھوٹے
خوش بخش ہے۔ جس کی گود میں آئے دیکھیں تو وہ کس کی گود میں آئے
پر مجھ پہ گراں تھا ضُعف مرکب اک دشمن جاں تھا ضعفِ مرکب
اک یاس تھی بختِ نارسا سے پر لو تھی لگی ہوئی خدا سے

بعد قطع منازل جب قافلہ مکہ میں داخل ہوا مرکب اوروں کے جو تیز خرام تھے انہوں نے پہلے پہنچ کر قبائلِ اغنیا کے لڑکے لیے جب میں پہنچی تو دیکھا سب عورتیں لڑکے لا چکی ہیں۔ وہاں سے مایوس ہو کر پھری راستہ میں ایک پیر باوقار عیاں ہوا۔ جب میں نے پوچھا لوگوں نے کہا عبدالمطلب ہیں جب قریب آ کر سلام کیا جواب دے کر نام پوچھا، حلیمہ بتایا، کام پوچھا تلاش طفل ظاہر کی۔ فرمایا میں بھی مرضعہ کی جستجو میں پھرتا ہوں۔ میں نے اپنے شوہر سے کیفیت بیان کی اس نے کہا جا اور اس دولت کو لے جب آمنہ خاتون کے پاس پہنچی اور اس اخترِ برج کرامت ﷺ گو ہر درجِ نبوت کو پوچھا فرمایا خوابِ استراحت میں ہے۔ قریب گئی تو یہ ماجرا دیکھا۔

مثنوی:

آرام میں ہے وہ ماہِ پیکر ہے ایک حریر سبز بستر
وہ آن کہ جس پہ جان صدقے وہ شکل کہ دو جہان صدقے

عطر ارواح قدس کھچ کر ۔۔۔ مخلوق ہوا وہ جسم اطہر
رنگِ گلزارِ مصطفائی ۔۔۔ آئینۂ ذاتِ کبریائی
مصباح مدینۂ کرامت ۔۔۔ مفتاح خزینۂ کرامت
آخر نہ رہا قرار دم بھر ۔۔۔ آغوش میں لے لیا اُٹھا کر
ناگاہ کھلی حضور کی آنکھ ۔۔۔ وہ عینِ کرم وہ نور کی آنکھ
دیکھا جو مجھے کیا تبسم ۔۔۔ جان دل و خوشنما تبسم
حاصل جو مجھے ہوئی یہ خدمت ۔۔۔ کونین کی مل گئی ہے دولت
اس خسرو کن فکاں کو پایا ۔۔۔ یا دولت دو جہاں کو پایا

جب میں نے پستان راست پینے کو دی حضور ﷺ نوش فرماتے رہے جب پستان چپ نذر کی ابا فرمایا اور اس کو میرے فرزند کے واسطے چھوڑا۔

لاغر اونٹنی سب سے آگے:

القصہ بعد تین دن کے قافلہ کے ہمراہ بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا سے رخصت ہو کر چلی۔ اب میرا مرکب سب مرکبوں سے تیز اور سبک خرام ہو گیا۔ جس جگہ اس کا قدم پڑتا سبزہ اُگ آتا۔ عورتیں قافلہ کی مجھے ندا دیتیں اے حلیمہ ذرا لگام تھام کل تک تو تجھ کو راہ چلنا بھی دشوار تھا آج یہ کیا ماجرا ہے۔

مثنوی:

مرکب یہ کلام سن کے بولا ۔۔۔ اے بے خبرو خبر نہیں کیا
ہے آج سوار مجھ پہ وہ چاند ۔۔۔ ہے چاند بھی جس کے سامنے ماند
شادابیٔ گلشنِ تجلی ۔۔۔ روشن کن ایمن تجلی
بے داد کی داد دینے والا ۔۔۔ عالم کو مراد دینے والا

پھر صحرا میں ایک گلہ بکریوں کا نمودار ہوا۔ قریب آکر سب نے میرے قدم چومے اور بزبانِ فصیح کہا یہ تیرا رضیع محبوب رب سید عرب ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ جب گھر پہنچی تمام عُسرت عشرت ہوگئی میرے گھر جو بکریاں تھیں سب تندرست وشیر دار ہوگئیں۔ حضور پر نور ﷺ کے جمالِ بے زوال کی وہ روشنی رہتی کہ مجھے چراغ کی احتیاج کبھی نہ ہوئی اگر اتفاق سے جسم والا کھلتا ملائکہ چھپاتے جب نو مہینے کی عمر والا ہوئی نہایت فصاحت سے کلام فرمایا۔ بعد تمام ہونے ایام رضاعت کے جنابِ حلیمہ نے حضورِ رحمت ﷺ کو مکہ پہنچانے کا اہتمام کیا۔

لکھتا ہوں فسانہ جدائی ۔۔۔ آفت ہے زمانۂ جدائی

پیغامِ قضا ہے فرقتِ دوست ۔۔۔ چھوٹے نہ کسی سے صحبتِ دوست

دل کو نہ نصیب ہو غم ہجر ۔۔۔ ہے سخت عذاب ماتم ہجر

ٹھہری ہے بجھے چراغِ طائف ۔۔۔ تاراج خزاں ہو باغِ طائف

طائف سے چلے نگارِ کعبہ ۔۔۔ کعبہ میں رہے بہارِ کعبہ

مکہ کو وہ تاج ور رواں ہو ۔۔۔ منزل کی طرف قمر رواں ہو

کعبے وہ فلک جناب جائے ۔۔۔ تحویل میں آفتاب آئے

کٹ جائیں یہ انتظار کے دن ۔۔۔ پھر آئیں کھلے بہار کے دن

بے چین رہے دل حلیمہ ۔۔۔ سنسان ہو محفلِ حلیمہ

دل سینہ میں بے قرار رہ جائے ۔۔۔ یہ وقت بھی یادگار رہ جائے

غرض جناب حلیمہ اپنے پیارے رضیع ہم گنہگاروں کے شفیع کو بادلِ بریاں و دیدہ گریاں لے کر ہر مقام پر مقام ہر منزل پر قیام کرتی وادیٔ بطحا تک آئیں یہاں غیب سے آواز سی کوئی کہنے والا کہتا ہے اے حلیمہ مبارک ہو کہ آج آفتابِ جود وسخاوت، شاہ جوانِ دولت تجھ میں تشریف لاتا ہے۔ حضور کو حطیم میں

بٹھا کر گوئیندہ کی تلاش میں نکلیں۔ جب واپس آئیں جناب کو نہ پایا اس وقت حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کے دل میں جو گزر گئی کس کی زبان میں یارا جو عشرِ عشیر اس کا بیان کر سکے۔ رنگ زرد لب پر آہ سرد دل سے وفورِ بیتابی پیدا، چہرہ سے پریشانی ہویدا، اُفتاں و خیزاں چار طرف جاتی تھیں اس یوسف مصر نبوت درِ یتیم رسالت کا پتا نہ پاتی تھیں گویا ان کی زبانِ حال باہزاراں رنج و ملال یوں مرثیہ سنج ماتم دل تھی۔

مثنوی

کچھ عجب آج حالتِ دل ہے — طائرِ روح مرغ بسمل ہے
کچھ نہ پوچھو جو کوفت ہے دل پر — اک قیامت ہے جانِ بسمل پر
کیا کروں، حالِ دل کہوں کس سے — قصۂ جاں گسل کہوں کس سے
دل میں ہے، کر دوں چاک سینے کو — جی نہیں چاہتا ہے جینے کو
زندگی ہو گئی گراں مجھ پر — ابھی ٹوٹا ہے آسماں مجھ پر
کسی پہلو نہیں قرار مجھے — ہائے کس کا ہے انتظار مجھے
اپنے پیارے کو کس طرح پاؤں — اب کہاں سے میں ڈھونڈ کر لاؤں
کام ناکام چھٹ گیا مجھ سے — اک دل آرام چھٹ گیا مجھ سے
مجھ پہ للہ رحم کھاؤ کوئی — جاتے دیکھا ہو تو بتاؤ کوئی
کیا کہوں مجھ سے کون چھوٹا ہے — کس کے غم کا پہاڑ ٹوٹا ہے
آبروئے بہارِ محبوبی — تاجدارِ دیارِ محبوبی
راحتِ جانِ بے قرار ہے وہ — میری آغوش کی بہار ہے وہ
ملکِ عالم کا تاجور ہے وہ — آمنہ بی بی کا پسر ہے وہ

سب رسولوں میں وہ یگانہ ہے ۔ اس سے آگاہ اک زمانہ ہے
کون ہے جو نہ جانتا ہو اُسے ۔ کون ہے جو نہ مانتا ہو اُسے
پتھر اس سے کلام کرتے ہیں ۔ پیڑ جھک کر سلام کرتے ہیں
ذروں میں روشنی اُسی سے ہے ۔ شمع کی لو لگی اسی سے ہے
نورِ حق اس سے آشکارا ہے ۔ میرا پیارا خدا کا پیارا ہے
کبھی کھوتی تھیں جان رو رو کر ۔ کبھی کہتی تھیں مضطرب ہو کر
چشمِ حیرت زدہ کے تارے آ ۔ جانِ بیتاب کے سہارے آ
گُلِ باغِ طرب مہک للہ ۔ آفتابِ عرب چمک للہ
بیکسی دل مرا دکھاتی ہے ۔ تیری فرقت میں جان جاتی ہے

اسی اثناء میں ایک پیر مرد ملا جنابِ حلیمہ کو بیتاب دیکھ کر حال پوچھا آپ نے سنایا۔ کہا میں تمہیں ہبل کے پاس لیے جاتا ہوں وہ بت غیب کی باتیں بتاتا ہے جو اس کے پاس جاتا ہے اپنی مراد پاتا ہے۔ الغرض یہ اس کے ساتھ بُت خانہ میں گئیں پیر مرد نے بُت کو سجدہ کر کے کہا اے خداوند عرب و دریائے کرم یہ حلیمہ مسافرہ تیری پناہ میں آئی ہے اور تجھ سے اپنی مراد چاہتی ہے۔ اس کا بیٹا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تیرے ملک میں گم ہوگیا۔ یہ کلمہ سنتے ہی ہبل اور تمام بُت زمین پر سرنگوں گر پڑے اور ان سے آواز آئی کہ اے شخص کس کا نام لیتا ہے ہمارے زخم دل پر کیوں نمک چھڑکتا ہے۔ یہ وہ تاجدار ذوی الاقتدار کوہ شکوہ آسمانِ وقار ہے جو ہم کو سنگسار و بے اعتبار کرے گا۔ ہماری کیا مجال جو اس کے معاملہ میں دخل دیں جس کا نام سنتے ہی ہمارے سب حیلے اور فتنے مٹ گئے۔ پیر مرد نے یہ ماجرائے عجیب وغریب دیکھ کر کہا مبارک ہو وہ لڑکا ہرگز ہرگز گم نہ ہوگا بلکہ گمراہوں کو راہ بتائے گا۔ جب وہاں بھی دُرِ مقصود کا پتا نہ ملا جنابِ حلیمہ زار زار مایوس ہو

ایک ایک کا منھ تکتی حضرت عبدالمطلب کی خدمت میں با دیدۂ پرنم حاضر ہوئیں۔ یہاں سب بے فکر بیٹھے تھے جناب حلیمہ کی یہ حالت دیکھ کر زمین پاؤں کے نیچے سے نکل گئی گھر بھر گھبرا گیا ایک ایک کو سکتا ہو گیا۔ حضرت عبدالمطلب بے قرار ہو کر دریافت فرمانے لگے کیوں حلیمہ تیرا کیا حال ہے خیر تو ہے اتنی پریشان کیوں ہے تجھے اکیلا دیکھ کر جی بے چین ہوا جاتا ہے؟ حلیمہ نے کلیجہ تھام کر جواب دیا: اے سردار میں تمہارے فرزند ارجمند کو وادی بطحا تک بخیر و سلامت لائی یہاں اس نامراد کے ہاتھ سے وہ دامنِ دولت چھٹ گیا حلیمہ ناشاد کا خرمن صبر و قرار لٹ گیا۔ حضرت عبدالمطلب نے جو یہ خبر وحشت اثر سنی کوہ صفا پر ادھر ادھر دوڑے اور فرطِ بیتابی سے پکار پکار کر کہنے لگے فریاد اے معشر قریش میری خبر لو۔ آفتاب ہاشمی آج صحرائے بطحا میں گم ہو گیا۔ قریش اس صدائے دردناک کو سن کر گریبان صبر چاک کیے ہوئے دوڑے اور صحرا میں ہر سمت تلاش کی پتہ نہ چلا۔ ناچار عبدالمطلب جانب حرم چلے اور اس کی بارگاہ بیکس پناہ میں رو رو کر عرض کرنے لگے الہا بادشاہا اگرچہ میں اس قابل نہیں کہ میری بات تیرے آستانے پر سنی جائے مگر اس طفلِ جوان دولت میں تیری رحمت کے آثار پاتا ہوں اس لیے اسی کو تیری جناب میں شفیع لاتا ہوں کہ اس جان جہاں آرام جاں کو مجھ سے ملا۔ حضرت عبدالمطلب گریہ وزاری کر رہے تھے ناگاہ ملہم غیب نے ندا دی لوگو غم نہ کھاؤ محمد مصطفیٰ ﷺ کا ایک خدا ہے جو اسے ضائع نہ چھوڑے گا۔ عبدالمطلب نے کہا اے ندا کرنے والے یہ بتا کہ محمد کہاں ہے کہا وہ محبوب کردگار وادی تہامہ میں ایک درخت کے نیچے جلوہ فرما ہے۔ اس نوید جاں فزا کو سن کر مجمع قریش جانب تہامہ روانہ ہوا تلاش کیا دیکھا کہ ایک ماہ رخسار جس کے چہرہ سے جمال ہاشمی کے انوار نمودار ہیں جلوہ آرا ہے قریب آ کر فرطِ ادب سے نام نامی پوچھا ارشاد ہوا میں

ہوں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب۔ حضرت عبدالمطلب نے عرض کی میری جان تیرے قربان میں ہوں تیرا دادا عبدالمطلب۔ پھر اس درِ مقصود کو صدفِ آغوش میں لے کر جانب جناب آمنہ رضی اللہ عنہا روانہ ہوئے۔ دم کے دم میں اس مایہ قرار کے دیدار سے مادرِ غمگین کے دل کو تسکین دی سب کی جان میں جان آئی برگشتہ قسمتیں سیدھی ہوئیں خوشی کی گھڑی آئی میٹھی مراد پائی۔

کنول پھولے دلوں کے کھل گئے امید کے غنچے
ترا آنا بہارِ جانفزا ہے باغِ عالم کو

پھر جناب حلیمہ کو باخلعت ولباس وزر بے قیاس روانہ کیا اور اس کے شکر میں بیشمار اونٹ اور بکثرت سونا خدائے تعالیٰ کے نام پر دیا۔

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰى نَبِيِّكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

دربیانِ معراج شریف:

ساقی کچھ اپنے بادہ کشوں کی خبر بھی ہے — ہم بیکسوں کے حال پہ تجھ کو نظر بھی ہے
جوشِ عطش ہے شدتِ سوزِ جگر بھی ہے — کچھ تلخ کامیاں بھی ہیں کچھ دردِ سر بھی ہے

ایسا عطا ہو جام شراب طہور کا
جس کے خمار میں بھی مزہ ہو سرور کا

اب دیر کیا ہے بادۂ عرفاں قوام دے — ٹھنڈک پڑے کلیجہ میں جس سے وہ جام دے
تازہ ہو روح پیاس بجھے لطفِ تام دے — یہ تشنہ کام تجھ کو دعائیں مدام دے

اُٹھے سرور آئیں مزے جھوم جھوم کر
ہو جاؤں بے خبر لبِ ساغر کو چوم کر

فکر بلند سے ہو عیاں اقتدارِ اوج — چھلکے ہزار خامہ سر شاخسارِ اوج
ٹپکے گل کلام سے رنگ بہار اوج — ہو بات بات شانِ عروج افتخار اوج
فکر و خیال نور کے سانچوں میں ڈھل چلیں
مضموں فراز عرش سے اونچے نکل چلیں

اس شان اس ادا سے ثنائے رسول ہو — ہر شعر شاخِ گل ہو تو ہر لفظ پھول ہو
حضار پر سحابِ کرم کا نزول ہو — سرکار میں یہ نذر محقر قبول ہو
ایسی تعلیوں سے ہو معراج کا بیاں
سب حاملانِ عرش سنیں آج کا بیاں

معراج کی یہ رات ہے رحمت کی رات ہے — فرحت کی آج شام ہے عشرت کی رات ہے
ہم تیرہ اختروں کی شفاعت کی رات ہے — اعزازِ ماہ طیبہ کی رویت کی رات ہے
پھیلا ہوا ہے سرمۂ تسخیر چرخ پر
یا زلف کھولے پھرتی ہیں حوریں ادھر اُدھر

دل سوختوں کے دل کا سویدا کہوں اسے — پیر فلک کی آنکھ کا تارا کہوں اسے
دیکھوں جو چشمِ قیس سے لیلیٰ کہوں اسے — اپنے اندھیرے گھر کا اجالا کہوں اسے
یہ شب ہے یا سوادِ وطن آشکار ہے
مشکیں غلافِ کعبۂ پروردِ گار ہے

اس رات میں نہیں یہ اندھیرا جھکا ہوا — کوئی گلیم پوش مراقب ہے باخدا
مشکیں لباس یا کوئی محبوبِ دلربا — یا آہوئے سیاہ یہ چرتے ہیں جابجا
ابرِ سیاہ و مست اُٹھا حالِ وجد میں
لیلیٰ نے بال کھولے ہیں صحرائے نجد میں

یہ رُت کچھ اور ہے یہ ہوا ہی کچھ اور ہے — اب کی بہار ہوش رُبا ہی کچھ اور ہے

روئے عروس گل میں صفا ہی کچھ اور ہے چبھتی ہوئی دلوں میں ادا ہی کچھ اور ہے

گلشن کھلائے باد صبا نے نئے نئے

گاتے ہیں عندلیب ترانے نئے نئے

ہر ہر گلی ہے مشرقِ خورشید نور سے لپٹی ہے ہر نگاہ تجلی طور سے

روہت ہے سب کے منہ پہ دلوں کے سرور سے مردے ہیں بیقرار حجابِ قبور سے

ماہ عرب کے جلوے جو اونچے نکل گئے

خورشید و ماہتاب مقابل سے ٹل گئے

ہر سمت سے بہار نوا خوانیوں میں ہے نیسانِ جود رب گہرافشانیوں میں ہے

چشمِ کلیم جلوہ کے قربانیوں میں ہے غل آمدِ حضور کا روحانیوں میں ہے

اک دھوم ہے حبیب کو مہماں بلاتے ہیں

بہرِ براق خلد کو جبریل جاتے ہیں

سبحان اللہ کیا رات ہے، اس رات کی کیا بات ہے! طالب و مطلوب ملتے ہیں غنچہ ہائے وصل کھلتے ہیں۔ رنگ بیرنگی کی نیرنگیاں چمن چمن بہاریں دکھا رہی ہیں یکتائی ووحدت کی کلیاں کیا کیا کھلکھلائی ہیں۔ مطلوب اپنے طالب کا طالب، طالب اپنے مطلوب کا مطلوب۔ یہ اس کا پیارا وہ اس کا محبوب روح اعظم کا براق لے کر آنا تو اظہر من الشمس ہے مگر سبحن الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصا سے تو کچھ اور ہی جلوے چمکتے ہیں۔ اور ہی رنگ ٹپکتے ہیں ربودن ورفتن میں جو فرق ہے مہر نیمروز و ماہ نیم ماہ ہے۔ نازک مقام ہے یہاں عقل کا کیا کام دل بے خبر خبردار ہوش میں آ۔ دیکھ آپے کو سنبھال حد سے آگے قدم نہ ڈال ع: ترا منھ ہے کہ تو بولے یہ سرکاروں کی باتیں ہیں۔ ہاں یہ وہ رات ہے کہ آفتابِ عالم تاب اس سے کسبِ ضیا کرتا ہے۔ جب تو اس

کے پرتو کے مقابل بڑے بڑے مہر جمالوں کی آنکھ نیچی ہوتی ہے جب تو اس کی تابش ذروں کو چمکاتی، عالم کو روشن بناتی ہے اللہ رے ہجوم تجلی کہ قمر نے رات بھر نکلنے کی جگہ نہ پائی وادیٔ طور میں جس جلوے پر ہزاروں پردے تھے آج بے نقاب ہے وہ محبوب جس کی ایک جھلک نے جناب کلیم کو بے خود کیا تھا اس رات بے حجاب ہے۔

اس کے جلوے کا تو کیا کہنا مگر　　　دیکھنے والے کو دیکھا چاہیے

سکان عالم بالا کا مزاج عالم بالا پر ہے جگہ جگہ مشتاقوں کا ہجوم، آمد آمد کی دھوم، ایک منتظر سر جھکائے، ایک ہجومِ شوق میں نقد ہوش گمائے۔ کوئی مایۂ دل نثار کرنے کو حاضر، کوئی متاع جان کی نچھاور لیے منتظر کوئی کہتا ہے اپنی آنکھیں ان کے قدموں پر ملوں گا کسی کا قول ہے آج دامن پر مچل مچل کر ایک مرادلوں گا کوئی مشتاق بادلِ بیتاب ودیدہ پُر آب سرنیاز جھکائے دستِ طلب پھیلائے بے قرار ہو کر عرض کر رہا ہے:

غزل

نگاہِ لطف کے امیدوار ہم بھی ہیں　　　لیے ہوئے یہ دل بیقرار ہم بھی ہیں
ہمارے دستِ تمنا کی لاج بھی رکھنا　　　ترے فقیروں میں اے شہریار ہم بھی ہیں
اِدھر بھی توسنِ اقدس کے دو قدم جلوے　　　تمہاری راہ میں مشتِ غبار ہم بھی ہیں
کھلا دو غنچۂ دل صدقہ بادِ دامن کا　　　امیدوارِ نسیمِ بہار ہم بھی ہیں
تمہاری ایک نگاہِ کرم میں سب کچھ ہے　　　پڑے ہوئے تو سرِ رہ گزار ہم بھی ہیں
جو سر پہ رکھنے کو مل جائے نعلِ پاک حضور　　　تو پھر کہیں گے کہ ہاں تاجدار ہم بھی ہیں
یہ کس شہنشہ والا کا صدقہ بٹتا ہے　　　کہ خسروؤں میں پڑی ہے پکار ہم بھی ہیں

ہماری بگڑی بنی اُن کے اختیار میں ہے سپرد انہیں کے ہیں سب کاروبار ہم بھی ہیں
حسنؔ ہے جن کی سخاوت کی دھوم عالم میں انہیں کے تم بھی ہو اک ریزہ خوار ہم بھی ہیں

سبحان اللہ سمک سے سماک تک ایک غلغلہ شادمانی و طنطنۂ کامرانی بلند۔ ذرہ ذرہ قطرہ قطرہ اپنی قسمت پر شاداں و خرسند۔ زمین آسمان کے حضور سر جھکائے کہ آج تو جلوہ گاہ شاہی ہے۔ آسمان زمین کے قربان کہ تیرے گھر سے یہ دولت پائی ہے زمین آسمان پر پاؤں نہیں دھرتی آسمان کی چوٹی عرش سے باتیں کرتی۔ خوشی کی گھڑی منانے والو دوست شاد دشمن پامال الٰہی سرکار ابد قرار عرش وقار کا روز افزوں جاہ و اقبال۔ ہاں کہو امیدوں کے غنچے چٹک کر مرادوں کے شادیانے بجائیں دلوں کے سوز چمک کر شوق کی مشعلیں جلائیں۔ ہاں کدھر ہیں سرکار کے عالی جاہ بلند اقبال عالی کہو جلو حاضر آئیں پھولوں کی کشتیاں نذر لائیں گلزارِ شریعت میں داہنے ہاتھ کو جو فـــاســجــد کی ہری کیاری ہے اس کے بھینے پھولوں سے طرہ بنائیں گلستانِ طریقت میں خلق عظیم جو لہلہاتا تختہ ہے اس کی مہکتی کلیوں سے ہار گوندھیں ورفعنا لك ذكرك کا جھلکتا سہرا یداللہ فوق ایدیھم کا جھمکتا گجرا دل و جان نثار یصلون علی النبی کی نچھاور کچھ عجیب بڑھتی دولت ہے کہ ایک اٹھاتے ہیں دس پاتے ہیں فقیروں کی چاندی ہے غنی کی برکت ہے ہاں خدا کو سجود نبی پر درود۔ مداح کو جنت جنت کو امت امت کو شفاعت شفاعت کو وجاہت فقیروں کو ثروت ذلیلوں کو عزت ضعیفوں کو قوت حزینوں کو عشرت آنکھوں کو نور دل کو سرور مجھ جیسے بے دست و پا کو لطف حضور کہ اب وہ سہانی گھڑی خیر سے آتی ہے کہ دارین کے دولہا کو شبستانِ والا سے مسجدِ اعلیٰ، مسجد اعلیٰ سے مقصدِ بالا تک لے جائیں گے۔ پائے سمک سے تاجِ سماک فرشِ خاک سے عرشِ پاک تک سبحن الذی اسری بعبدہ کا ڈنکا بجائیں گے دونوں جہان میں ان

کے نام کی دہائی پھرے گی مہر و ماہ پر سکہ پڑے گا نقیبِ سرکار منبرِ سدرہ پر مدح سلطان کا خطبہ پڑھے گا عرش و فلک تلووں کی جھلک نعلین کی چمک دیکھ کر سربسجدہ ہوں گے کہ اے سزاوار شاہی۔

خاک درت بر سر ما تاج باد

حور و ملک رحمت کی جشک بخشش کی کزک مست و مدہوش بادل پُر جوش دست بدعا ہوں گے کہ الٰہی:

ہر شب عمرت شب معراج باد

اللھم صل وسلم وبارك علی صاحب التاج امیر المعراج وعلی اله وصحبه وبارك وسلم ماہ مبارک رجب المرجب کی ستائیسویں شب تھی کہ رسول مکین جبرئیل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے بحکمِ احکم رب اکرم جل جلالہ وعم نوالہ براق برق دم پری جمال گوہریں سُم عنبریں ایال مرغزار جنت سے لے کر درِ دولت عرش منزلت پر مجرا کیا۔ اللہ اللہ وہ اسپ چماں جانِ خرام ایمان جولان برق و نگاہ جس کے حضور پا بجولاں جسے روزِ ازل سے حق تعالیٰ نے سواریٔ شہر یار مدینہ کے لیے چُنا تھا چشم بد دور وہ مایۂ سرور بے عیب و تقصیر سراپا نور کی تصویر بنا تھا پھر ماشاء اللہ اس رات کی سجاوٹ بے تکلف بناوٹ کچھ اور ہی عالم دکھاتی تھی۔ گام گام پر حسنِ خرام پر بادِ بہاری قربان جاتی تھی چھلبل کی تعریف شوخی کی توصیف تو جب لکھیے کہ نگاہ رسا اس برقِ تجلی کے حضور تھم سکے۔ وہ شوخ تصور وہ پری تصویر آئینہ دل میں کہیں جم سکے۔ سبحان اللہ اس مبارک بارگی جان شائستگی کو لگام سے کیا کام جس کے سایہ سے ابلق دہر کی بدلگامیاں بھاگیں خصوصاً وہ بھی ایسے سوار بلند اقتدار کے لیے جس کے ہاتھ میں کاروبارِ دو عالم کی باگیں مگر رہوار کے لیے لگام وجہ زینت ہے دستور و عادت ہے۔

یا یوں کہیے کہ اس بحرِ رواں کے گوہر دنداں کی بڑھتی جوت و بوفور جوش منھ میں نہ سمائی اور اُمنڈ اُبل کر گردِ سر قربان ہونے میں بھنور کی صورت دکھائی۔ زین زریں زینِ تزئین حالتِ سفر میں مسندِ شاہی کا مختصر جانشین تنگ نہ کہیے نورِ نظر جو دامنِ زین کی چمک پا کر عین بے قراری میں بجلی سا تلملا کر پلٹتا ہے جلدی میں اپنے پاؤں سے آپ ہی الجھ کر تارِ نگاہ میں لچھا پڑ گیا ہے یا یوں کہیے کہ فراخی عالم اس مبارک رخش قبلۂ درخش کے جولان کے لیے اپنی کوتہی دیکھ کر شرم سے سمٹی ہے۔ دفع خجالت رفعِ ندامت کو گستاخانہ اس لمعۂ نور مایۂ سرور کے سینہ سے لپٹی ہے۔ قبلۂ عالم سید اکرم ﷺ خواب نوشیں میں تھے خادمِ سلطان مخدومِ قدسیان علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اپنے آقائے بیدار بخت سزاوار افسر و تخت کو خواب نوش سے باادب جگایا حق تبارک و تعالیٰ کے یاد فرمانے کا مژدہ سنایا۔ حضور اقدس ﷺ نے یہ نویدِ عشرت خیز فرحت انگیز استماع فرما کر بیت الحرام میں نمازِ شکر ادا فرمائی۔ روحِ امین علیہ السلام نے سینۂ اقدس چاک کر کے وہ بھاری ودیعتِ عظیم دولت جو روزِ ازل سے خاص ذات گرامی کے لیے امانت رکھی تھی قلبِ والا کو تفویض کی پھر تہیۂ سفر پر کمر باندھی۔ جب براق سراپا اشتیاق پر سوار ہونا چاہا وہ شوخی کرنے لگا۔ روحِ اعظم نے کہا اے بُراق یہ جائے ادب ہے تو اس وقت مرکب سلطانِ عرب ہے سُن لے اس سے بہتر کوئی شخص تجھ پر سوار نہ ہوا۔ براق کو اس کلمہ کے سننے سے عرق آ گیا اور شوخی سے باز رہا۔ پھر وہ یکہ تاز میدان رسالت فارس مضمارِ نبوت زینت افزائے پشت راہوارِ صبا رفتار ہو کر عازمِ مسجدِ اقصیٰ ہو کر دم کے دم میں صبحِ مقصود نے منھ دکھایا۔ سواد کشور شام نظر آیا مسجدِ اقصیٰ میں کچھ دیر اقامت فرمائی انبیائے سابقین کی امامت فرمائی۔ پھر شیر و شراب سامنے آئی۔ اس آفتاب صبحِ کرامت نے شیر نوش فرمایا ایسا ہوا کہ امت کو ہدایت

بخشی ضلالت سے بچایا پھر آسمانوں کی سیر انبیائے کرام علیہم السلام سے ملاقات عجائب، غرائب راہ کے ملاحظہ کے بعد زیب بیتِ معمور ہو کر سدرۃ المنتہیٰ سے ترقی فرمائی۔ جبریلِ امین علیہ السلام کو طاقتِ پرواز طاق نظر آئی۔ حضور نے سبب پوچھا عرض کی اے سرکار ہم غلاموں میں سب کا ایک مقام معین ہے جس سے آگے تجاوز نہیں۔ اگر پورے برابر آگے بڑھوں جل جاؤں۔ ظاہر ہے کہ ایسا وقت نصیب سے ہاتھ آتا ہے۔ اللہ جل جلالہٗ بلانے والا مصطفیٰ ﷺ سا جانے والا اس سے بڑھ کر عرض کا کیا موقع ہوگا۔ عقلِ کُل کے حسن دانش پر نثار جاؤں کیا وقت پا کر وہ پیاری پیاری گزارش کی ہے جس کے سببُ خود حضرت سلطانی کے قلب انور میں جگہ زیادہ ہو۔ یہ تو معلوم ہی تھا کہ اس بادشاہ غربا پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہر آن اپنی امت کی بھلائی مدِ نظر ہے۔ خدام میں جو جس قدر خیر خواہ امت ہے اتنا ہی سلطان سے قریب تر ہے لہٰذا جبریل امین علیہ السلام یوں اپنی تمنا حضور سے عرض کرتے ہیں کہ یارسول اللہ جب حضور پُر نور ﷺ مقام دنا فتدلّٰی میں باریاب ہوں راز و نیاز محبوب کے کشف حجاب و فتح باب ہوں حضور اس مہجور کی یہ عرض یاد رکھیں کہ جب امتِ مصطفیٰ ﷺ روزِ قیامت صراط پر گزرے ان کے آقائے بے کس نواز کا یہ خادم دیرینہ زیرِ قدم فرش پر کرے۔ رحمۃ للعالمین ﷺ نے بخوشی ان کی عرض قبول فرما کر روبراہ مقصود کیا۔ اب تو چار طرف سے انوارِ غیب کی پیہم تجلیوں نے راستہ بھر دیا۔ مروی ہے حضورِ اقدس ﷺ ایک حجابِ نور کے متصل پہنچے جلو کے فرشتے نے پردہ ہلایا دربان نے نام پوچھا کہا میں ہوں فلاں اور میرے ساتھ محمد رسول اللہ سرورِ دو جہاں ہیں صلی اللہ علیہ وسلم۔ کہا یہ بلائے گئے ہیں کہا ہاں کہا اللّٰہ اکبر اللہ اکبر غیب سے ندا آئی۔ صدق عبدی انا اکبر انا اکبر میرے بندے نے سچ کہا میں ہوں بہت بڑا۔ میں ہوں بہت

بڑا۔ فرشتہ نے کہا اشھد ان لا الہ الا اللہ جواب آیا صدق عبدی انا اللہ لا الہ الا انا میرے بندے نے سچ کہا میں ہوں کہ میرے سوا کوئی خدا نہیں فرشتے نے کہا اشھد ان محمد رسول اللہ ندا ہوئی صدق عبدی انا ارسلت محمدا میرے بندے نے سچ کہا میں نے ہی محمد کو رسول بنایا (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) فرشتہ نے کہا حی علی الصلاۃ حی علی الفلاح خطاب آیا صدق عبدی ودعا الی عبادتی میرے بندہ نے سچ کہا اور میری عبادت کی طرف بلایا۔ پھر اس فرشتہ نے حضور پُر نور ﷺ کو گود میں لے کر چشم زدن میں دوسرے پردہ تک پہنچایا وہاں کے حاجب سے بھی وہی ماجرا پیش آیا۔ یونہیں ستر ہزار حجاب طے فرمائے کہ ہر پردہ سے دوسرے پردہ تک پانسو برس کی راہ تھی بعدہ رفرف کہ ایک سبز بچھونا نورانی تھا ظاہر ہوا حضور اقدس ﷺ کو اپنے اوپر سوار کر کے عرش تک پہنچا کر غائب ہو گیا۔ سرورِ عالم ﷺ شانِ جلال کے مراقبہ سے اس پوری تنہائی کے عالم میں گھبرائے۔ ناگاہ بندۂ جاں نثار یارِ غمگسار سچے رفیق ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی آواز آئی کہ عرض کرتے ہیں۔ قف یا محمد فان ربك یصلی اے محمد وقفہ کیجیے کہ آپ کا رب صلاۃ کرتا ہے۔ حضورِ اقدس ﷺ کا دل انور یارِ وفادار کی آواز سن کر ٹھہرا مگر ان حیرتوں نے گھیرا کہ الٰہی صدیق یہاں کہاں سے آیا اور معبودِ مطلق کا صلاۃ کرنا کیا معنی۔ اتنے میں عرش عظیم سے ایک قطرہ ٹپکا حضور نے نوش فرمایا شہد سے زیادہ شیریں پایا اور درحقیقت یہ بھی فقط سمجھانے کے لیے ہے۔ ہمارے استعمال میں کوئی چیز شہد سے بڑھ کر میٹھی نہ آئی لہٰذا اسی کا نام لے کر تفہیم فرمائی ورنہ کجا شہد کجا وہ قطرۂ رازِ خدا ساز جس کی ماہیت پلانے والا جانے یا پینے والا۔ واللہ اگر ہمارا محبوب سید عرب شیریں دہن نوشیں لب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دریائے شور میں لعابِ دہن اقدس ڈالے تمام سمندر شہد ہو جائے پھر ایسے کے

پینے کو ایسی جگہ سے ایسے وقت میں جو چیز بھیجی گئی ہو گی ظاہر ہے کہ شہد اور شہد سے ہزار درجہ میٹھی چیز کو اس سے کیا نسبت ہو سکتی ہے۔ اس قطرہ کے نوش فرماتے ہی تمام علوم اولین و آخرین قلب اقدس پر منکشف ہو گئے۔ پھر عرش اعظم سے خطاب آیا ادن یا احمد ادن یا محمد ادن یا خیرالبریۃ پاس آ اے احمد پاس آ اے محمد پاس آ اے تمام جہان سے بہتر۔ حضورِ اقدس ﷺ بار بار ترقی فرماتے تھے اور اُدھر سے مکرر یہی ارشاد ہوتا تھا۔ ہزار بار یہی خطاب آیا یہاں تک کہ دنا فتدلٰی فکان قاب قوسین او ادنٰی اللہ عزوجل محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے نزدیک ہوا اور انہیں اپنے سے نزدیک کیا یہاں تک کہ رہ گیا فاصلہ دو کمان بلکہ اس سے بھی کم کا۔ یہاں خرد خردہ بین دست و پا گم کردہ ہے ایک بازاری بے وقار کی کیا مجال کہ محبوب و محبّ کے رازِ خاص میں دخل دے کلامِ الٰہی بے واسطہ سُنا دیدارِ الٰہی بچشم سر دیکھا۔

ع شنیدن بحقِ بود و دیدن بہ حق

بلکہ حقیقت میں تو چشم کہاں اور سر کیسا دیکھنے والا کون اور دیکھنا کجا ظل ذات عین ذات میں گم ہو گیا ھو الاول والاخر والظاھر والباطن اللہ بس، باقی ہوس۔

ع ورق درنوشتند و گم شد سبق

فاوحٰی الی عبدہ ما اوحٰی پھر وحی کی اپنے بندہ کو جو وحی کی۔ بھلا جس راز کو اللہ جل شانہ ظاہر نہ فرمائے بے بتائے کس کی سمجھ میں آئے۔ اے عقل خبردار یہاں مجال دم زدن نہیں اے وہم ہوش دار کہ یہ جائے نادیدہ رفتن نہیں۔

ع ترا منھ ہے کہ تو بولے یہ سرکاروں کی باتیں ہیں

کہتے ہیں کہ سایہ نے ذات سے عرض کی انت وانا وما سوی ذلك تركت لاجلك اے محبوب میں ہوں اور تو اور جو کچھ اس کے سوا ہے سب میں

نے تیرے لیے چھوڑ دیا۔ ذات نے سایہ سے ارشاد فرمایا انا وانت وما سوی ذلك خلقت لاجلك الٰہی تو ہے اور میں ہوں جو کچھ اس کے سوا ہے سب میں نے تیرے لیے بنایا۔

غزل

یہ اکرام ہے مصطفیٰ پر خدا کا | کہ سب کچھ خدا کا ہوا مصطفیٰ کا
یہ بیٹھا ہے سکہ تمہاری عطا کا | کبھی ہاتھ اٹھنے نہ پایا گدا کا
چمکتا ہوا چاند ثور و حرا کا | اجالا ہوا برج عرشِ خدا کا
لحد میں عمل ہو نہ دیو بلا کا | جو تعویذ میں نقش ہو نقشِ پا کا
جو بندہ خدا کا وہ بندہ تمہارا | جو بندہ تمہارا وہ بندہ خدا کا
مرے گیسوؤں والے میں تیرے صدقے | کہ سر پر ہجوم بلا ہے بلا کا
ترے زیر پا مسند ملک یزداں | ترے فرق پر تاج ملک خدا کا
سہارا دیا جب مرے ناخدا نے | ہوئی ناؤ سیدھی پھرا رُخ ہوا کا
کیا ایسا قادر قضا وقدر نے | کہ قدرت میں ہے پھیر دینا قضا کا
اگر زیر دیوار سرکار بیٹھوں | مرے سر پہ سایہ ہو فضلِ خدا کا
ادب سے لیا تاجِ شاہی نے سر پر | یہ پایہ ہے سرکار کے نقشِ پا کا
خدا کرنا ہوتا جو تحتِ مشیت | خدا ہو کر آتا یہ بندہ خدا کا
اذاں کیا جہاں دیکھو ایمان والو | پس ذکر حق ذکر ہے مصطفیٰ کا
کہ پہلے زبان حمد سے پاک ہو لے | تو پھر نام لے وہ حبیب خدا کا
یہ ہے تیرے ایمائے ابرو کا صدقہ | ہدف ہے اثر اپنے تیر دعا کا
ترا نام لے کر جو مانگے وہ پائے | ترا نام لیوا ہے پیارا خدا کا

نہ کیونکر ہو اس ہاتھ میں سب خدائی — کہ یہ ہاتھ تو ہاتھ ہے کبریا کا
جو صحرائے طیبہ کا صدقہ نہ ملتا — کھلاتا ہی تو پھول جھونکا صبا کا
عجب کیا نہیں گر سراپا کا سایہ — سراپا سراپا ہے سایہ خدا کا
خدا مدح خواں ہے خدا مدح خواں ہے — مرے مصطفٰی کا مرے مصطفٰی کا
خدا کا وہ طالب خدا اس کا طالب — خدا اس کا پیارا وہ پیارا خدا کا
جہاں ہاتھ پھیلا دے منگتا بھکاری — وہی در ہے داتا کی دولت سرا کا
ترے رتبہ میں جس نے چون و چرا کی — نہ سمجھا وہ بدبخت رتبہ خدا کا
ترے پاؤں نے سر بلندی وہ پائی — بنا تاجِ سر عرش ربِ عُلا کا
کسی کے جگر میں تو سر پر کسی کے — عجب مرتبہ ہے ترے نقش پا کا
ترا درد الفت جو دل کی دوا ہو — وہ بے درد ہے نام لے جو دوا کا
ترے بابِ عالی کے قربان جاؤں — یہ ہے دوسرا نام عرشِ خدا کا
چلے آؤ مجھ جان بلب کے سرہانے — کہ سب دیکھ لیں پھر کے جانا قضا کا

بھلا ہے حسؔن کا جنابِ رضا سے
بھلا ہو الٰہی جنابِ رضؔا کا

مروی ہوا خطاب یہ تھا الجنة حرام علی الانبیاء حتی تدخلها وعلی الامم حتی تدخلها امتك جنت حرام ہے انبیاء پر جب تک اے سرورِ انبیاء تو اس میں رونق افروز نہ ہو اور حرام ہے سب امتوں پر جب تک تیری اُمت داخل نہ ہو لے۔ غرض خدا جانے یا مصطفٰی کہ کیا عرض تھی کیا خطاب ہوا مگر ان شاء اللہ اس قدر امیدِ واثق ہے کہ جو کچھ تھا ہم غریبوں کے نفع کے لیے تھا۔

اللہ کریم ست و رسول او کریم — صد شکر کہ ہستیم میانِ دو کریم

پھر جبریل امین علیہ السلام کی عرض یاد آئی رحمت الٰہی نے مسجل بہ مہر قبول

فرمائی۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی آواز اور اس کلمۂ سربستہ راز کا تذکرہ یاد آیا۔ جل وعلانے ارشاد فرمایا جب ہم نے موسیٰ کو طور پر بلایا وہ بھی گھبرایا تھا اسے عصا کی باتوں میں مشغول کیا کہ اس سے زیادہ مانوس تھا۔ جب تمہارے قلب پر وحشت پائی تو ایک فرشتہ ہم آوازِ صدیق بنایا کہ اس کی آواز سے تسکین پاؤ اور میرا صلاۃ کرنا یہ ہے کہ میں تم پر درود بھیجوں۔ اللھم صل علی سیدنا ومولنا محمد والہ وصحبہ اجمعین مروی ہے حضور اقدس ﷺ سے ارشاد فرمایا گیا آؤ تمہیں اپنی سلطنت کا دولہا دکھائیں پھر ایک مکانِ عالی شان دکھایا گیا شہ نشین میں پردہ پڑا تھا۔ جب حجاب اٹھا نظر آیا کہ خود حضور اقدس ﷺ کی تصویر ہے۔ سبحان اللہ مقام غور ہے اس پیارے مضمون کو کس پیرایہ میں ادا فرمایا گیا۔ اگر یوں ہی ارشاد ہوتا کہ تم ہماری سلطنت کے دولہا ہو تو یہ بات نہ تھی اور اس طریقہ میں کہ اول یوں شوق دلائیں پھر تصویر دکھائیں لطف ہی جداگانہ ہے سبحان اللہ وصلی اللہ علی حبیبہ وعروس مملکتہ وبارک وسلم پھر پچاس نمازیں فرض کر کے خلعتِ رخصت عطا ہوا۔ راستے میں سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی حضور اس قدر نمازیں بہت ہیں آپ کی امت سے ادا نہ ہو سکیں گی۔ میں بنی اسرائیل کو آزما ہو چکا ہوں۔ حضور واپس گئے اور تخفیف چاہی دس معاف ہوئیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پھر عرض کی یہ بھی بہت ہیں۔ غرض یوں ہی چند بار کے آنے جانے میں پانچ رہیں اور ارشاد ہوا یہ گنتی میں پانچ ہیں اور ثواب میں پچاس۔ جو ان پانچ کو ادا کرے گا اسے پچاس کا ثواب عطا فرماؤں گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اب کی بار بھی وہی گزارش کی کہ ہنوز کثیر ہیں۔ حضور ﷺ پھر جائیں اور تخفیف چاہیں۔ فرمایا میں نے اپنے رب سے اتنا مانگا کہ اب مجھے شرم آتی ہے۔ پھر بخیر و برکت باہزاراں نعمت کروروں برس کی مسافت چند ساعت میں طے کر کے دولت خانہ

اقدس کو واپس تشریف لائے۔ ہنوز بستر خواب گرم پایا اور زنجیر در جنبش میں۔ واقعی وہ نور نگاہ جلالت علیہ افضل الصلاۃ والتحیۃ جو تعریف کیجیے اس کے شایاں ہے بلکہ استغفر اللہ تعریف کرنے کی لیاقت کہاں ہے۔

مخواں اورا خدا از بہر حفظ شرع و پاس دیں
دگر ہر وصف کش میخواہی اندر مدحش املاکن

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ اٰمِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

قصیدہ از تصنیف اعلیٰ حضرت عظیم البرکۃ عالم اہل سنت

حضرت مولانا مولوی حاجی مفتی احمد رضا خان صاحب مدظلہم الاقدس

وہ سرورِ کشورِ رسالت جو عرش پر جلوہ گر ہوئے تھے

نئے نرالے طرب کے ساماں عرب کے مہمان کے لیے تھے

بہار ہے شادیاں مبارک چمن کو آبادیاں مبارک

ملک فلک اپنی اپنی لے میں یہ گھر عنادل کا بولتے تھے

وہاں فلک پر یہاں زمیں میں رچی تھی شادی مچی تھیں دھومیں

اُدھر سے انوار ہنستے آتے اِدھر سے نفحات اٹھ رہے تھے

یہ چھوٹ پڑتی تھی ان کے رخ کی کہ عرش تک چاندنی تھی چھٹکی

وہ رات کیا جگمگا رہی تھی جگہ جگہ نصب آئینے تھے

نئی دلہن کی پھبن میں کعبہ نکھر کے سنورا سنور کے نکھرا

حجر کے صدقے کمر کے اک تل میں رنگ لاکھوں بناؤ کے تھے

نظر میں دولہا کے پیارے جلوے حیا سے محراب سر جھکائے

سیاہ پردے کے منھ پہ آنچل تجلی ذات بحت سے تھے

خوشی کے بادل امڈ کے آئے دلوں کے طاؤس رنگ لائے

وہ نغمۂ نعت کا سماں تھا حرم کو خود وجد آرہے تھے

یہ جھوما میزاب زر کا جھومر کہ آرہا کان پر ڈھلک کر

پھوہار برسی تو موتی جھڑکر حطیم کی گود میں بھرے تھے

دلہن کی خوشبو سے مست کپڑے نسیم گستاخ آنچلوں سے

غلاف مشکیں جو اڑ رہا تھا غزال نافے بسا رہے تھے
پہاڑیوں کا وہ حسنِ تزئین وہ اونچی چوٹی وہ ناز و تمکین
صبا سے سبزہ میں لہریں آتیں دوپٹے دھانی چنے ہوئے تھے
نہا کے نہروں نے وہ چمکتا لباس آبِ رواں کا پہنا
کہ موجیں چھڑیاں تھیں دھار لچکا حباب تاباں کے تھل ٹکے تھے
پرانا پر داغ ملگجا تھا اٹھا دیا فرش چاندنی کا
ہجوم تارنگہ سے کوسوں قدم قدم فرش بادلے تھے
غبار بن کر نثار جائیں کہاں اب اس رہگزر کو پائیں
ہمارے دل حوریوں کی آنکھیں فرشتوں کے پر جہاں بچھے تھے
خدا ہی دے صبر جانِ پر غم دکھاؤں کیونکر تجھے وہ عالم
جب ان کو جھرمٹ میں لے کے قدسی جناں کا دولہا بنا رہے تھے
اتار کر ان کے رخ کا صدقہ یہ نور کا بٹ رہا تھا باڑا
کہ چاند سورج مچل مچل کر جبیں کی خیرات مانگتے تھے
وہی تو اب تک چھلک رہا ہے وہی تو جوبن ٹپک رہا ہے
نہانے میں جو گرا تھا پانی کٹورے تاروں نے بھر لیے تھے
بچا جو تلووں کا ان کے دھوون بنا وہ جنت کا رنگ و روغن
جنہوں نے دولہا کی پائی اترن وہ پھول گلزارِ نور کے تھے
خبر یہ تحویل مہر کی تھی کہ رُت سہانی گھڑی پھرے گی
وہاں کی پوشاک زیب تن کی یہاں کا جوڑا بڑھا چکے تھے
تجلی حق کا سہرا سر پر صلاۃ و تسلیم کی نچھاور
دو رویہ قدسی پرے جما کر کھڑے سلامی کے واسطے تھے

جو ہم بھی واں ہوتے خاکِ گلشن لپٹ کے قدموں سے لیتے اترن
مگر کریں کیا نصیب میں تو یہ نامرادی کے دن لکھے تھے

ابھی نہ آئے تھے پشتِ زیں تک کہ سر ہوئی مغفرت کی شلک
صدا شفاعت نے دی مبارک گناہ مستانہ جھومتے تھے

عجب نہ تھا رخش کا چمکنا غزال رم خوردہ سا بھڑکنا
شعاعیں بکے اڑا رہی تھیں تڑپتے آنکھوں پہ صاعقے تھے

ہجوم امید ہے گھٹاؤ مرادیں دے کر انہیں ہٹاؤ
ادب کی باگیں لیے بڑھاؤ ملائکہ میں یہ غلغلے تھے

اٹھی جو گرد رہِ منور وہ نور برسا کہ راستے بھر
گھرے تھے بادل بھرے تھے جل تھل امنڈ کے جنگل ابل چلے تھے

ستم کیا کیسی مت کٹی تھی قمر وہ خاک ان کی رہ گزر کی
اٹھا نہ لایا کہ ملتے ملتے یہ داغ سب دیکھتا مٹے تھے

براق کے نقش سم کے صدقے وہ گل کھلائے کہ سارے رستے
مہکتے گلبن لہکتے گلشن ہرے بھرے لہلہا رہے تھے

نمازِ اقصیٰ میں تھا یہی سرّ عیاں ہوں معنی اول آخر
کہ دست بستہ ہیں پیچھے حاضر جو سلطنت آگے کر گئے تھے

یہ ان کی آمد کا دبدبہ تھا نکھار ہر شے کا ہو رہا تھا
نجوم وافلاک جام و مینا اُجالتے تھے کھنگالتے تھے

نقاب الٹے وہ مہرِ انور جلال رخسار گرمیوں پر
فلک کو ہیبت سے تپ چڑھی تھی ٹپکتے انجم کے آبلے تھے

یہ جوشش نور کا اثر تھا کہ آب گوہر کمر کمر تھا

صفائے رہ سے پھسل پھسل کر ستارے قدموں پہ لوٹتے تھے

بڑھا یہ لہرا کے بحر وحدت کہ دھل گیا نام ریگ کثرت
فلک کے ٹیلوں کی کیا حقیقت یہ عرش و کرسی دو بلبلے تھے

وہ ظل رحمت وہ رخ کے جلوے کہ تارے چھپتے نہ کھلنے پاتے
سنہری زربفت اودی اطلس یہ تھان سب دھوپ چھاؤں کے تھے

چلا وہ سرو چماں خراماں نہ رک سکا سدرہ سے بھی داماں
پلک جھپکتی رہی وہ کب کے سب این و آں سے گزر چکے تھے

جھلک سی اک قدسیوں پر آئی ہوا بھی دامن کی پھر نہ پائی
سواری دولہا کی دور پہنچی برات میں ہوش ہی کسے تھے

تھکے تھے روح الامیں کے بازو چھٹا وہ دامن کہاں وہ پہلو
رکاب چھوٹی امید ٹوٹی نگاہ حسرت کے ولولے تھے

روش کی گرمی کو جس نے سوچا دماغ سے اک بھبوکا پھوٹا
خرد کے جنگل میں پھول چمکا دہر دہر پیڑ جل رہے تھے

جلو میں جو مرغ عقل اڑے تھے عجب برے حالوں گرتے پڑتے
وہ سدرہ ہی پر رہے تھے تھک کر چڑھا تھا دم تیور آ گئے تھے

قوی تھے مرغان وہم کے پر اڑے تو اڑنے کو اور دم بھر
اٹھائی سینے کی ایسی ٹھوکر کہ خون اندیشہ تھوکتے تھے

سنا یہ اتنے میں عرش حق نے کہ لے مبارک ہو تاج والے
وہی قدم خیر سے پھر آئے جو پہلے تاجِ شرف ترے تھے

یہ سن کے بیخود پکار اٹھا نثار جاؤں کہاں ہیں آقا
پھر ان کے تلووں کا پاؤں بوسہ یہ میری آنکھوں کے دن پھرے تھے

جھکا تھا مجرے کو عرش اعلیٰ کھڑے تھے سجدہ میں بزم بالا
یہ آنکھیں قدموں سے مل رہا تھا وہ گرد قربان ہو رہے تھے
ضیائیں کچھ عرش پر یہ آئیں کہ ساری قندیلیں جھلملائیں
حضورِ خورشید کیا چمکتے چراغ منہ اپنا دیکھتے تھے
یہی سماں تھا کہ پیک رحمت خبر یہ لایا کہ چلیے حضرت
تمہاری خاطر کشادہ ہیں جو کلیم پر بند راستے تھے
بڑھ اے محمد قریں ہو احمد قریب آ سرور ممجد ﷺ
نثار جاؤں یہ کیا ندا تھی یہ کیا سماں تھا یہ کیا مزے تھے
تبارک اللہ شان تیری تجھی کو زیبا ہے بے نیازی
کہیں تو وہ جوش لن ترانی کہیں تقاضے وصال کے تھے
خرد سے کہہ دو کہ سر جھکا لے گماں سے گزرے گزرنے والے
پڑے ہیں یاں خود جہت کو لالے کسے بتائے کدھر گئے تھے
سراغ این ومتیٰ کہاں تھا نشان کیف والیٰ کہاں تھا
نہ کوئی راہی نہ کوئی ساتھی نہ سنگ منزل نہ مرحلے تھے
ادھر سے پیہم تقاضے آنا ادھر تھا مشکل قدم بڑھانا
جلال و ہیبت کا سامنا تھا جمال و رحمت ابھارتے تھے
بڑھے تو لیکن جھجکتے ڈرتے حیا سے جھکتے ادب سے رکتے
جو قرب انہیں کی روش پہ رکھتے تو لاکھوں منزل کے فاصلے تھے
پر ان کا بڑھنا تو نام کو تھا حقیقۃً فعل تھا ادھر کا
تنزلوں میں ترقی افزا دنا تدلی کے سلسلے تھے
ہوا یہ آخر کہ ایک بجرا تموج بحر ہو میں ابھرا

دنا کی گودی میں ان کو لے کر فنا کے لنگر اٹھا دیے تھے
کسے ملے گھاٹ کا کنارا کدھر سے گزرا کہاں اتارا
بھرا جو مثل نظر طرارا وہ اپنی آنکھوں سے خود چھپے تھے
اٹھے جو قصر دنا کے پردے کوئی خبر دے تو کیا خبر دے
وہاں تو جا ہی نہیں دوئی کی نہ کہہ کہ وہ بھی نہ تھے ارے تھے
وہ باغ کچھ ایسا رنگ لایا کہ غنچہ و گل کا فرق اٹھایا
گرہ میں کلیوں کے باغ پھولے گلوں کے تکمے لگے ہوئے تھے
محیط و مرکز میں فرق مشکل رہے نہ فاصل خطوط واصل
کمانیں حیرت میں سر جھکائے عجیب چکر میں دائرے تھے
حجاب اٹھنے میں لاکھوں پردے ہر ایک پردے میں لاکھوں جلوے
عجب گھڑی تھی کہ وصل و فرقت جنم کے بچھڑے گلے ملے تھے
زبانیں سوکھی دکھا کے موجیں تڑپ رہی تھیں کہ پانی پائیں
بھنور کو یہ ضعف تشنگی تھا کہ حلقے آنکھوں میں پڑ گئے تھے
وہی ہے اول وہی ہے آخر وہی ہے باطن وہی ہے ظاہر
اسی کے جلوے اسی سے ملنے اسی سے اس کی طرف گئے تھے
کمانِ امکاں کے جھوٹے نقطو تم اول آخر کے پھیر میں ہو
محیط کی چال سے تو پوچھو کدھر سے آئے کدھر گئے تھے
ادھر سے تھیں نذر شہ نمازیں ادھر سے انعام خسروی میں
سلام و رحمت کے ہار گندھ کر گلوے پُرنور میں پڑے تھے
زبان کو انتظار گفتن تو گوش کو حسرت شنیدن
یہاں جو کہنا تھا کہہ لیا تھا جو بات سننی تھی سن چکے تھے

وہ برج بطحا کا ماہ پارا بہشت کی سیر کو سدھارا
چمک پہ تھا خلد کا ستارا کہ اس قمر کے قدم گئے تھے
سرور مقدم کی روشنی تھی کہ تابشوں سے مہ عرب کی
جناں کے گلبن تھے جھاڑ فرشی جو پھول تھے سب کنول بنے تھے
طرب کی نازش کہ ہاں لچکیے ادب وہ بندش کہ ہل نہ سکیے
یہ جوش ضدین تھا کہ پودے کشاکش ارہ کے تلے تھے
خدا کی قدرت کہ چاند حق کے کروروں منزل میں جلوہ کر کے
ابھی نہ تاروں کی چھاؤں بدلی کہ نور کے تڑکے آ لیے تھے
نبی رحمت شفیع امت رضا پہ للہ ہو عنایت
اسے بھی ان خلعتوں سے حصہ جو خاص رحمت کے واں بٹے تھے
ثنائے سرکار ہے وظیفہ قبول سرکار ہے تمنا
نہ شاعری کی ہوس نہ پرواوی تھی کیا کیسے قافیے تھے

قصیدہ دیگر

مصطفٰے جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

مہرِ چرخِ نبوت پہ لاکھوں درود
گلِ باغِ رسالت پہ لاکھوں سلام

شہر یارِ ارم تاجدارِ حرم
نوبہار شفاعت پہ لاکھوں سلام

شبِ اسرا کے دولہا پہ دائم درود
نوشۂ بزم جنت پہ لاکھوں سلام

عرش کی زیب و زینت پہ عرشی درود
فرش کی طیب و نزہت پہ لاکھوں سلام

نور عین لطافت پہ الطف درود
زیب و زین لطافت پہ لاکھوں سلام

نقطۂ سرِّ وحدت پہ یکتا درود
مرکز دور کرت پہ لاکھوں سلام

صاحب رجعت شمس و شق القمر نائبِ دستِ قدرت پہ لاکھوں سلام
جس کے زیر لوا آدم و من سوٰی اس سزائے سیادت پہ لاکھوں سلام
عرش تا فرش ہے جس کے زیر نگیں اس کی قاہر ریاست پہ لاکھوں سلام
اصل ہر بود و بہبود و تخم وجود قاسم کنز نعمت پہ لاکھوں سلام
فتح باب نبوت پہ بیحد درود ختم دورِ رسالت پہ لاکھوں سلام
شرق انوار قدرت پہ نوری درود فتق ازہار قربت پہ لاکھوں سلام
بے سہیم و قسیم و عدیم مثیل جوہر فرد عزت پہ لاکھوں سلام
سر غیب ہدایت پہ غیبی درود عطر جیب نہایت پہ لاکھوں سلام
ماہِ لا ہوت خلوت پہ لاکھوں درود شاہ ناسوت جلوت پہ لاکھوں سلام
کنزِ ہر بیکس و بینوا پر درود حرز ہر رفتہ طاقت پہ لاکھوں سلام
پر توِ اسمِ ذاتِ احد پر درود نسخۂ جامعیت پہ لاکھوں سلام
مطلعِ ہر سعادت پہ اسعد درود مقطعِ ہر سیادت پہ لاکھوں سلام
خلق کے داد رس سب کے فریاد رس مجھ سے بے بس کی قوت پہ لاکھوں سلام
مجھ سے بیکس کی دولت پہ لاکھوں درود کہف روز مصیبت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم دنا ہو میں گم کن انا شرح متن ہویت پہ لاکھوں سلام
انتہائے دوئی ابتدائے یکی جمع تفریق و کثرت پہ لاکھوں سلام
کثرتِ بعدِ قلت پہ اکثر درود عزتِ بعدِ ذلت پہ لاکھوں سلام
ربِ اعلیٰ کی نعمت پہ اعلیٰ درود حق تعالیٰ کی نعمت پہ لاکھوں سلام
ہم غریبوں کے آقا پہ بیحد درود ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام
سببِ ہر سبب منتہائے طلب علتِ جملہ علت پہ لاکھوں سلام
مصدرِ مظہریت پہ اظہر درود مظہرِ مصدریت پہ لاکھوں سلام

فرحتِ جانِ مومن پہ بیحد درود / غیظِ قلبِ ضلالت پہ لاکھوں سلام

جس کے جلوہ سے کملائی کلیاں کھلیں / اس گلِ پاک منبت پہ لاکھوں سلام

قد بے سایہ کے سایہ مرحمت / ظلِ ممدود رافت پہ لاکھوں سلام

طائرانِ قدس جس کی ہیں قمریاں / اس سہی سروِ قامت پہ لاکھوں سلام

وصف جس کا ہے آئینۂ حق نما / اس خدا ساز طلعت پہ لاکھوں سلام

جس کے آگے سرِ سروراں خم رہیں / اس سرِ تاجِ رفعت پہ لاکھوں سلام

وہ کرم کی گھٹا گیسوئے مشکسا / لکۂ ابرِ رافت پہ لاکھوں سلام

لیلۃ القدر میں مطلع الفجر حق / مانگ کی استقامت پہ لاکھوں سلام

لختِ لختِ دلِ ہر جگر چاک سے / شانہ کرنے کی حالت پہ لاکھوں سلام

دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان / کانِ لعلِ کرامت پہ لاکھوں سلام

چشمۂ مہر میں موجِ نورِ جلال / اس رگِ ہاشمیت پہ لاکھوں سلام

جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا / اس جبینِ سعادت پہ لاکھوں سلام

جن کے سجدہ کو محرابِ کعبہ جھکی / ان بھووں کی لطافت پہ لاکھوں سلام

ان کی آنکھوں پہ وہ سایہ افگن مژہ / ظلۂ قصرِ رحمت پہ لاکھوں سلام

اشک باریٔ مژگاں پہ برسے درود / سلکِ دُرِ شفاعت پہ لاکھوں سلام

معنی قدرائی مقصد ماطغی / نرگسِ باغِ قدرت پہ لاکھوں سلام

جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آگیا / اس نگاہِ عنایت پہ لاکھوں سلام

نیچی آنکھوں کی شرم و حیا پر درود / اونچی بینی کی رفعت پہ لاکھوں سلام

جن کے آگے چراغِ قمر جھلملائے / ان عذاروں کی طلعت پہ لاکھوں سلام

ان کے خد کی سہولت پہ بیحد درود / ان کے قد کی رشاقت پہ لاکھوں سلام

جس سے تاریک دل جگمگانے لگے / اس چمک والی رنگت پہ لاکھوں سلام

چاند سے منھ پہ تاباں درخشاں درود — نمک آگیں صباحت پہ لاکھوں سلام

شبنم باغ حق یعنی رخ کا عرق — اس کی سچی براقت پہ لاکھوں سلام

خط کی گرد دہن وہ دل آرا پھبن — سبزۂ نہرِ رحمت پہ لاکھوں سلام

ریش خود معتدل مرہم ریش دل — ہالۂ ماہ ندرت پہ لاکھوں سلام

پتلی پتلی گلِ قدس کی پتیاں — ان لبوں کی نزاکت پہ لاکھوں سلام

وہ دہن جس کی ہر بات وحی خدا — چشمۂ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام

جس کے پانی سے شاداب جان و جناں — اس دہن کی طراوت پہ لاکھوں سلام

جس سے کھاری کنوئیں شیرۂ جاں بنے — اس زلال حلاوت پہ لاکھوں سلام

وہ زباں جس کو سب کُن کی کنجی کہیں — اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

اس کی پیاری فصاحت پہ بیحد درود — اس کی دلکش بلاغت پہ لاکھوں سلام

اس کی باتوں کی لذت پہ بیحد درود — اس کے خطبہ کی ہیبت پہ لاکھوں سلام

وہ دعا جس کا جوبن بہارِ قبول — اس نسیمِ اجابت پہ لاکھوں سلام

جن کے گچھے سے لچھے جھڑیں نور کے — ان ستاروں کی نزہت پہ لاکھوں سلام

جس کی تسکیں سے روتے ہوئے ہنس پڑیں — اس تبسم کی عادت پہ لاکھوں سلام

جس میں نہریں ہیں شیر و شکر کی رواں — اس گلے کی نضارت پہ لاکھوں سلام

دوش بردوش ہے جن سے شان شرف — ایسے شانوں کی شوکت پہ لاکھوں سلام

حجرِ اسودِ کعبۂ جان و دل — یعنی مہر نبوت پہ لاکھوں سلام

روئے آئینۂ علم پشت حضور — پشتیِ قصرِ ملت پہ لاکھوں سلام

ہاتھ جس سمت اٹھے بس غنی کردیا — موج بحر سماحت پہ لاکھوں سلام

جس کو باردو عالم کی پروا نہیں — ایسے بازو کی قوت پہ لاکھوں سلام

کعبۂ دین و ایماں کے دونوں ستون — ساعدین رسالت پہ لاکھوں سلام

جس کے ہر خط میں ہے موجِ نور کرم
اس کفِ بحر ہمت پہ لاکھوں سلام

نور کے چشمے لہرائیں دریا بہیں
انگلیوں کی کرامت پہ لاکھوں سلام

عیدِ مشکل کشائی کے چمکے ہلال
ناخنوں کی بشارت پہ لاکھوں سلام

رفع ذکر جلالت پہ ارفع درود
شرح صدرِ صدارت پہ لاکھوں سلام

دل سمجھ سے ورا ہے مگر یوں کہوں
غنچۂ راز وحدت پہ لاکھوں سلام

کل جہاں ملک اور جو کی روٹی غذا
اس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام

جو کہ عزم شفاعت پہ کھنچ کر بندھے
اس کمر کی حمایت پہ لاکھوں سلام

انبیا تہ کریں زانو ان کے حضور
زانوؤں کی وجاہت پہ لاکھوں سلام

ساقِ اصل قدم شاخِ نخلِ کرم
شمعِ راہِ اصابت پہ لاکھوں سلام

کھائی قرآں نے خاکِ گزر کی قسم
اس کفِ پا کی حرمت پہ لاکھوں سلام

جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

پہلے سجدہ پہ روز ازل سے درود
یادگاریِ امت پہ لاکھوں سلام

زرع شاداب دہر ضرع پُر شیر سے
برکات رضاعت پہ لاکھوں سلام

بھائیوں کے لیے ترکِ پستاں کریں
دودھ پیتوں کی نصفت پہ لاکھوں سلام

مہدِ والا کی قسمت پہ صدہا درود
برجِ ماہِ رسالت پہ لاکھوں سلام

اللہ اللہ وہ بچپنے کی پھبن
اس خدا بھاتی صورت پہ لاکھوں سلام

اٹھتے بوٹوں کی نشوونما پر درود
کھلتے غنچوں کی نکہت پہ لاکھوں سلام

فضل پیدائشی پر ہمیشہ درود
کھیلنے سے کراہت پہ لاکھوں سلام

اعتدال جبلت پہ عالی درود
اعتدال طویت پہ لاکھوں سلام

بے بناوٹ ادا پر ہزاروں درود
بے تکلف ملاحت پہ لاکھوں سلام

بھینی بھینی مہک پر مہکتی درود
پیاری پیاری نفاست پہ لاکھوں سلام

میٹھی میٹھی عبارت پہ شیریں درود | اچھی اچھی اشارت پہ لاکھوں سلام
سیدھی سیدھی روش پہ کروروں درود | سادی سادی طبیعت پہ لاکھوں سلام
روز گرم و شب تیرہ و تار میں | کوہ وصحرا کی خلوت پہ لاکھوں سلام
جس کے گھیرے میں ہیں انبیاء وملک | اس جہاں گیر بعثت پہ لاکھوں سلام
اندھے شیشے جھلاجھل دمکنے لگے | جلوہ ریزی دعوت پہ لاکھوں سلام
لطف بیداری شب پہ بیحد درود | عالم خواب راحت پہ لاکھوں سلام
خندۂ صبح عشرت پہ نوری درود | گریۂ ابرِ رحمت پہ لاکھوں سلام
نرمی خوئے لینت پہ دائم درود | گرمی شان سطوت پہ لاکھوں سلام
جس کے آگے کھنچی گردنیں جھک گئیں | اس خداداد شوکت پہ لاکھوں سلام
کس کو دیکھا یہ موسیٰ سے پوچھے کوئی | آنکھوں والوں کی ہمت پہ لاکھوں سلام[1]
میرے ماں باپ و استاذ بھائی بہن | اہل وُلد و عشیرت پہ لاکھوں سلام
ایک میرا ہی رحمت میں حصہ نہیں | شاہ کی ساری امت پہ لاکھوں سلام
کاش محشر میں جب ان کی آمد ہو اور | بھیجیں سب ان کے شوکت پہ لاکھوں سلام

مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضا
مصطفےٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام

تــــــمــــــت

[1] مصنف کتاب نے یہاں سے ۶۵ اشعار عمداً حذف کر دیے ہیں۔

رباعیات

توشہ میں غم واشک کا سامان بس ہے — افغانِ دل زار حدیخوان بس ہے
رہبر کی رہِ نعت میں گر حاجت ہو — نقشِ قدمِ حضرت حسان بس ہے

دیگر

ہوں اپنے کلام سے نہایت محظوظ — بیجا سے ہے المنۃ للہ محفوظ
قرآن سے میں نے نعت گوئی سیکھی — یعنی رہے احکام شریعت ملحوظ

دیگر

نقصان ندے گا تجھے عصیاں میرا — غفران میں کچھ خرچ نہ ہوگا تیرا
جس سے تجھے نقصان نہیں کردے معاف — جس میں ترا کچھ خرچ نہیں دے مولیٰ

دیگر

دنیا میں ہر آفت سے بچانا مولیٰ — عقبیٰ میں نہ کچھ رنج دکھانا مولیٰ
بیٹھوں جو درِ پاک محمد کے حضور — ایمان پر اس وقت اٹھانا مولیٰ

دیگر

ہے دوش نبی کان صفا صل علےٰ — خاتم ہے لطافت پہ گوا صل علے
تھا بار نبوت جو اٹھایا شہ نے — یہ نیل نزاکت سے پڑا صل علے

دیگر

اسرے میں جناں جلوۂ رخسے تاباں — خدمت میں ذواں آئینہ رویاں جناں
اے شوق نظر ٹھہرے تو کیونکر ٹھہرے — آئینوں میں آفتاب وہ بھی جنباں